ماہنامہ

فیضانِ مدینہ

میں ماہِ ربیع الاوّل کی مناسبت سے شائع ہونے والے مضامین کا مجموعہ بنام

ربیع الاوّل کے 153 مضامین

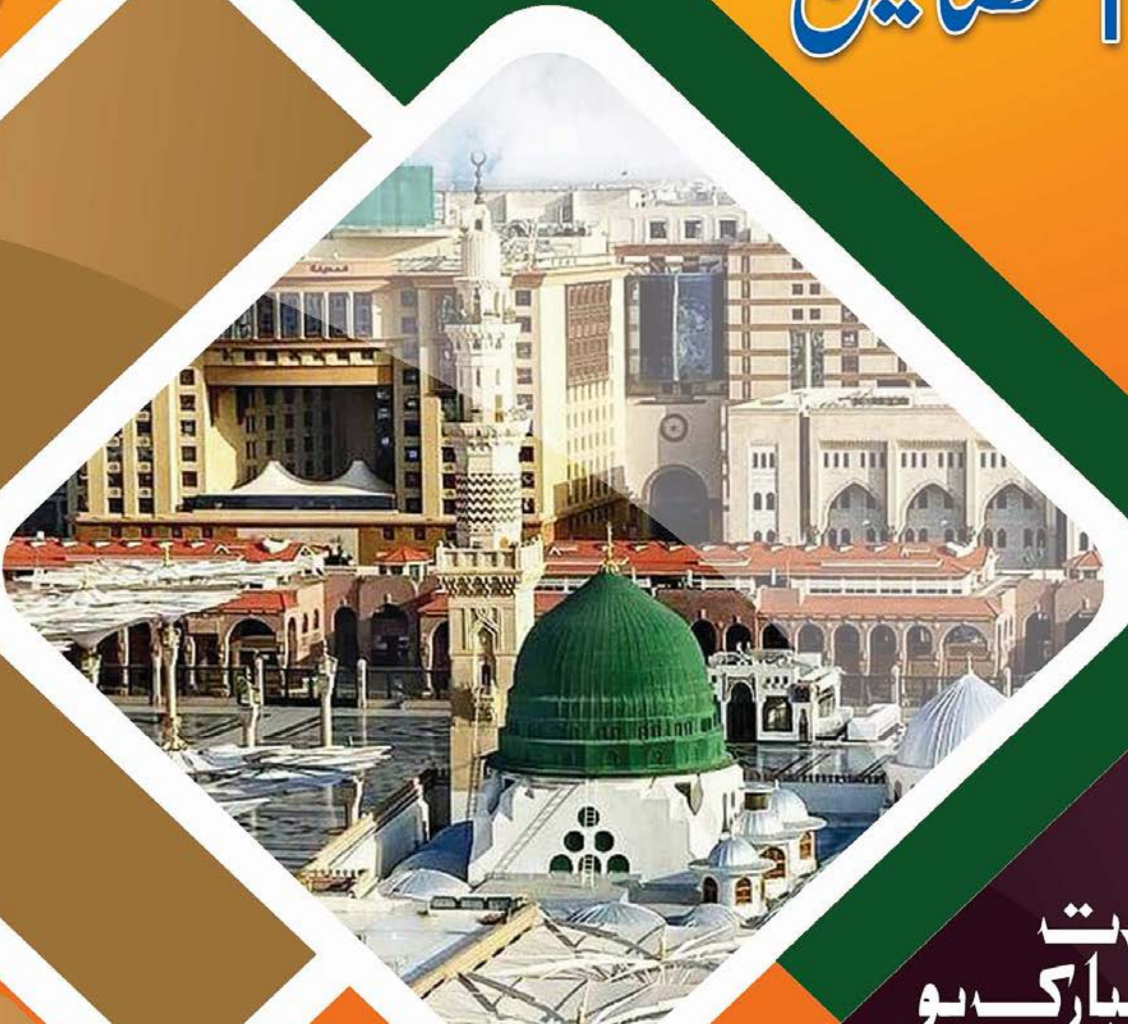

جشنِ ولادت مبارک ہو

پیشکش: ماہنامہ فیضانِ مدینہ (دعوتِ اسلامی)

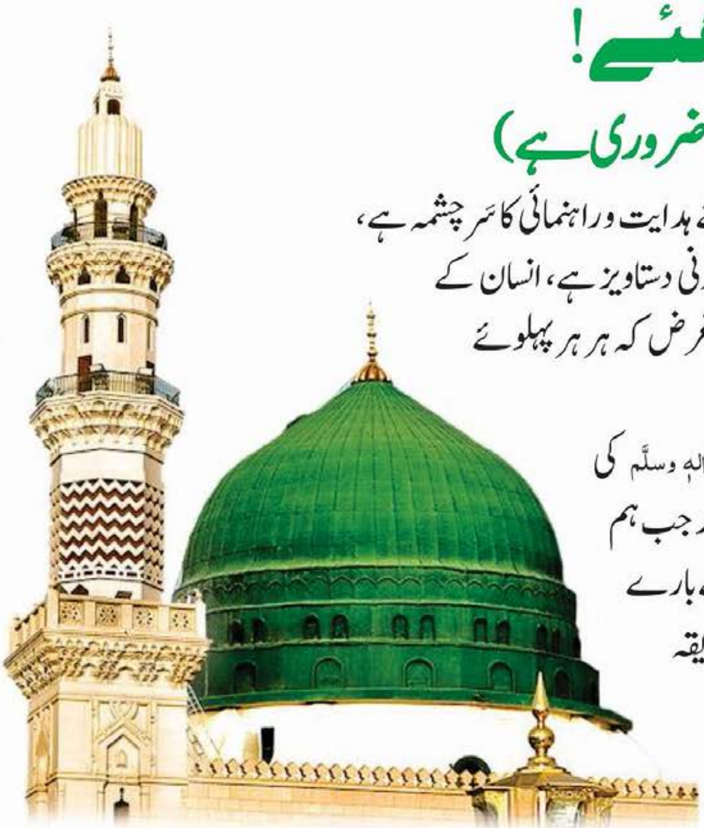

پہلے اسے پڑھئے!

(سیرت کا مطالعہ ضروری ہے)

قراٰنِ کریم مکمل ضابطۂ حیات ہے، رہتی دنیا تک کے لئے ہدایت و راہنمائی کا سرچشمہ ہے، انسانی حیات کے روز و شب کے ہر ہر لمحہ کے لئے ایک قانونی دستاویز ہے، انسان کے اخلاقی، علمی، عملی، انفرادی، اجتماعی، اقتصادی اور معاشرتی غرض کہ ہر ہر پہلوئے حیات کا کامل راہنما ہے۔

اس کامل رہنمائے حیات نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت کو ہمارے لئے کامل عملی نمونہ قرار دیا ہے اور جب ہم رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک اخلاق و کردار کے بارے میں جاننے کی طرف بڑھتے ہیں تو اُمُّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا یہ مبارک فرمان سامنے آتا ہے: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ یعنی قراٰن ان کے خلق ہی کا تو بیان ہے۔ (مسند احمد، 9/380، حدیث:24655)

خلاصہ یہ ہے کہ اگر رسولِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک اَخلاق و سیرت کو جاننا اور سمجھنا ہے تو قراٰنِ کریم کا پڑھنا ضروری ہے اور اگر قراٰنِ کریم پر عمل کرنا ہے تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت و زندگانی جو کہ کامل نمونہ ہے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ ویسے تو ہر اس شخص کے لئے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت کا مطالعہ اَز حد ضروری ہے جو دینِ اسلام کو جاننے، سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا خواہش مند ہے۔ مگر مسلمانوں کے لئے تو سیرت کا مطالعہ ایک اہم دینی ضرورت ہے۔

یاد رکھئے! سیرتِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مطالعہ جہاں ہمیں اخلاقی پستیوں سے نکالے گا وہیں اس کے دیگر بھی بہت سے انفرادی و اجتماعی اور اقتصادی و معاشرتی فوائد ہیں چنانچہ ❁ سب سے عظیم تر فائدہ یہ کہ سیرت کا مطالعہ دل میں عشقِ رسول کی شمع جلاتا ہے اور یہی وہ شمع ہے جو تاریک قبر و پل صراط پر کام آئے گی ❁ معاشرے کی ہدایت و راہنمائی، اصلاحِ احوال اور تربیت کے لئے ایک مبلغ، مصلح اور راہنما کو تربیت کے میدان میں جس جس چیز کی ضرورت ہو سکتی ہے اس کا ایک پورا نصاب سیرت میں موجود ہے۔ اپنی اور دوسروں کی اصلاح کی کوشش کرنے والا سیرتِ محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مطالعہ کرتا ہے تو ایک ایسے مبلغ کا نمونہ سامنے آتا ہے جو لوگوں کو حکمت اور عمدہ نصیحت سے اللہ پاک کی طرف بلاتا ہے، نیز لوگوں تک پیغامِ الٰہی پہنچانے میں اپنی پوری جِدّ و جہد صرف کر دیتا ہے ❁ مطالعۂ سیرت سے پتا چلتا ہے کہ وہ کیسی تربیت تھی جس کی بدولت مختصر ترین عرصے میں عرب کے ناخواندہ لوگ عظیم اسکالر اور آسمانِ ہدایت کے تارے بن گئے اور راستوں اور بازاروں میں سامان رکھ کر بیچنے والے چھوٹے تاجر ساری دنیا کے اقتصادی نظام میں انقلاب لے آئے ❁ مطالعۂ سیرت سے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اللہ ربُّ العزّت کے احکام پر پابندی، عاجزی و انکساری اور مخلوق پہ شفقت کا بھی پتا چلتا ہے۔

لہٰذا حقیقی عاشقِ رسول ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے اور اپنی دنیا و آخرت کی بہتری کے لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت کا مطالعہ کرے اور اس پر دل و جان سے عمل کرے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کا ترجمان میگزین "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ہر ماہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک شان و عظمت اور سیرتِ طیبہ کے باغات سے کچھ نہ کچھ مہکتے پھولوں کا گلدستہ اپنے دامن میں لینے کی سعادت حاصل کرتا ہے، جبکہ ماہِ مبارک ربیعُ الاوّل میں تو کئی مضامین اسی مناسبت سے شامل کئے جاتے ہیں۔ عاشقانِ رسول کو جامِ محبّت بآسانی مہیا کرنے کے لئے مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی جانب سے یہ اقدام کیا گیا ہے کہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے آغاز (ربیع الآخر 1438ھ) سے اب (اگست 2022ء) تک ربیعُ الاوّل شریف کی مناسبت سے شائع ہونے والے تمام مضامین، شرعی سوالات اور دلچسپ معلومات کو 301 صفحات پر یکجا کر دیا گیا ہے۔ اس مجموعہ میں اِنْ شَآءَ اللہ آپ ❁ اوصاف و کمالاتِ مصطفےٰ ❁ خصائصِ مصطفےٰ ❁ شانِ حبیب بزبان حبیب ❁ رحمت و احساناتِ مصطفےٰ ❁ سیرتِ مصطفےٰ ❁ عادت و اندازِ مصطفےٰ ❁ میلادِ مصطفےٰ ❁ عشق و ذکرِ مصطفےٰ ❁ قصائد و کتب میں ذکرِ مصطفےٰ ❁ تجارتِ مصطفےٰ ❁ طبّی نصائحِ مصطفےٰ اور سیرت و اعراس بزرگانِ دین جیسے اہم عنوانات کے تحت تقریباً 153 مضامین کا مطالعہ کریں گے۔ خود بھی مطالعہ کیجئے اور دیگر مسلمانوں تک بھی پہنچائیے۔ نیز سیرتِ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور ذکرِ بزرگانِ دین کے ساتھ ساتھ

اگر آپ جاننا چاہتے ہیں!

❁ حالاتِ حاضرہ میں ہمارا کردار کیا ہو؟ ❁ عوام و خواص کے لئے قراٰنِ کریم کی تفسیر اور حدیث کی شرح ❁ دینِ اسلام کے بنیادی عقائد و معلومات ❁ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت، فضائل اور خصائص ❁ علمی، شرعی، اخلاقی، معلوماتی سوالات کے جوابات ❁ شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت کے اصلاحی پیغامات ❁ چھوٹی چھوٹی نیکیوں کے بڑے بڑے ثواب ❁ معاشرے کی دکھتی رگیں اور ان کا علاج ❁ ہمارے معاشرے میں پائی جانے والی اخلاقی، علمی، نفسیاتی اور معاشرتی خرابیاں اور ان کا علاج ❁ نوجوانوں، اسٹوڈنٹس، سربراہانِ خانہ اور والدین کو درپیش چیلنجز اور ان کا حل ❁ معاشرے کے مختلف کردار ماں، باپ، بہن، بھائی، استاد، شاگرد وغیرہ کو کیسا ہونا چاہئے؟ ❁ اسلام پر بے بنیاد اعتراضات کے جوابات ❁ بچوں اور بڑوں سبھی کے لئے اسلامک جنرل نالج ❁ خواتین کو درپیش گھریلو، ازدواجی، سسرالی اور معاشرتی معاملات میں بہترین دینی رہنمائی اور اس کے علاوہ بہت کچھ

تو جلدی کیجئے اور آج ہی

40 سے زائد علمی، دینی، دنیاوی، معاشرتی، اخلاقی اور اصلاحی موضوعات پر مشتمل اور 7 زبانوں (عربی، اردو، انگلش، ہندی، گجراتی، بنگالی اور سندھی) میں شائع ہونے والے میگزین "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی سالانہ بکنگ کروالیجئے۔

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ہر مہینے گھر پر حاصل کرنے کے لئے
اس نمبر 92313-1139278+ پر
واٹس ایپ یا کال کیجئے۔

ناظم "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"
ابو النّور راشد علی عطّاری مدنی
30-08-2022

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	حمد و نعت	
(1)	نصیب چمکے ہیں فرشیوں کے کہ عرش کے چاند آرہے ہیں	09
	اوصاف و کمالاتِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم	
(2)	ذِکْرِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم	10
(3)	سُورۂ کوثر اور شانِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم	12
(4)	نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خوبصورت شانیں	14
(5)	ظاہر و باطن کو رشن کر دینے والے سورج	17
(6)	امتی پر حقوق مصطفٰے	21
(7)	سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم	23
(8)	چہرہ نور کا	25
(9)	نور والے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم	28
(10)	معجزات اور اُن کی اقسام	30
(11)	وہ سمجھتے ہیں بولیاں سب کی	32
(12)	دیدارِ رسول اور اس کی برکتیں	35
(13)	ختمِ نبوت احادیث کی روشنی میں	43
	شان حبیب بزبان حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم	
(14)	قسط:01 تا قسط:18	44
	خصائصِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم	
(15)	قسط:01 تا قسط:44 مکمل	81

رحمت و احسانات مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

159	رب ہے معطی یہ ہیں قاسم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم	(16)
160	شانِ رحمت	(17)
162	مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام	(18)
164	محسنِ انسانیت	(19)
166	اونٹ کی چار باتیں	(20)

سیرتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

167	آیئے سیرت رسول پڑھئے	(21)
169	اس طرح سیرت رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سکھایئے	(22)
170	معاشرتی اصلاح کے لئے سیرتِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مطالعہ کیجئے	(23)
172	اسوۂ حسنہ کی پیروی کامیابی کی ضمانت	(24)
173	سیرتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم (ولادت تا وصال مختصر)	(25)
176	ہجرتِ مدینہ	(26)
178	حُلیۂ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم	(27)
180	شجاعتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم	(28)
182	رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سواریاں	(29)
184	حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تشریحات	(30)

عادت و اندازِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

186	اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام	(31)
188	رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مسکرانے کے 5 واقعات	(32)
190	سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اندازِ گفتگو	(33)

(34)	پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیاری ادائیں	191
(35)	ادائے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم	192
(36)	حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نرم دلی	193
(37)	اچھی بات سکھاتے یہ ہیں	194
(38)	مدنی آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی گھریلو زندگی	196
(39)	مدنی آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حرمین طیبین سے محبت	198
(40)	حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کس کس جانور کا گوشت تناول فرمایا؟	199

میلادِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(41)	جشنِ ولادت اور بزرگانِ دین	200
(42)	بزرگانِ دین کا انداز جشنِ ولادت	202
(43)	ذکرِ رسولِ کریم اور اسلاف کا انداز	205
(44)	1000 سال پُرانا خط	206
(45)	کیا صحابہ نے اس طرح میلاد منایا؟	209
(46)	کیا فتاویٰ رضویہ میں تاریخِ ولادت 8 ربیعُ الاوّل لکھی ہے ؟	211
(47)	جشنِ ولادت اس طرح منایئے !	212
(48)	جشنِ ولادت منانا کبھی ہرگز نہ چھوڑیں گے	213
(49)	تیرے آنے سے روشن زمانہ ہوا	214
(50)	ربیع الاول کے متعلق من گھڑت روایت	215
(51)	روضۂ رسول یا نقشِ نعلِ پاک اور تعظیم	216
(52)	کیک پر خانہ کعبہ یا سبز گنبد کا ماڈل بنانا کیسا؟ مع دیگر سوالات	219

عشق و ذکرِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(53)	درود شریف کے 5 عظیم فوائد	221
(54)	جان ہے عشقِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم	223
(55)	ثنائے سرکار ہے وظیفہ	225
(56)	سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں	228
(57)	سنتوں پر عمل	230
(58)	ایمانِ کامل کی نشانی	232

ربیع الاول اور معمولاتِ اہلِ سنت

(59)	بارہویں شریف پر ہر چیز نئی کیوں استعمال کی جائے؟ مع دیگر سوالات	234
(60)	چندہ لے کر محفل میلاد کرنا کیسا؟	235
(61)	ربیع الاول کی سجاوٹ اور فلاحی کاموں میں حصہ مع دیگر سوالات	236

قصائد و کتب میں ذکرِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(62)	قصیدہ بُردہ شریف کب اور کیسے لکھا گیا؟	238
(63)	قصیدۂ حجرۂ نبویہ	240
(64)	پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے دُرود	244
(65)	مہر نبوت پہ لاکھوں سلام	245
(66)	صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار	246
(67)	کُتب کا تعارف	248

تجارتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(68)	مثالی تجارت	249
(69)	رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تجارتی سفر	250

طبّی نصائحِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(70)	مدنی آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے طبی مدنی پھول	252
(71)	معمولاتِ مصطفٰے اور صحت و تندرستی	255
(72)	پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیاری غذائیں	257

اسلامی بہنوں کے لئے

(73)	والدۂ مصطفٰے حضرت بی بی آمنہ رضی اللہُ عنہا	260
(74)	حضرت سیّدتُنا جُوَیرِیہ رضی اللہُ عنہا	261
(75)	سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تبرکات اور صحابیات رضی اللہُ عنہن	262
(76)	احسانات کا بدلہ	263

بچّوں کے لئے

(77)	پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارک بچپن	264
(78)	بچّوں کو سکھاؤ محبت حضور کی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم	265
(79)	بچے جشنِ ولادت کس طرح منائیں؟	266
(80)	نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بچوں پر شفقت	267
(81)	رسول اللہ اور بچے	268
(82)	معجزہ کیا ہوتا ہے؟	269
(83)	قسمت کا فیصلہ	270
(84)	جلوس	271
(85)	پہاڑوں کا فرشتہ	273
(86)	گھوڑا وہیں کھڑا رہا	274
(87)	میں کون سی کتاب پڑھوں؟	275
(88)	درود شریف پڑھنے کی عادت بنائیں	276

(89)	سب سے بڑی عبادت	277
(90)	بُھنے ہوئے چنے	279

سیرت واعراس بزرگانِ دین

(91)	عبد اللہ بن عبدُ المطلب رضی اللہُ عنہ	281
(92)	پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے شہزادے اور شہزادیاں علیہمُ الرِّضوان	283
(93)	حضرت سیّدُنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہُ عنہ	284
(94)	حضرت سیّدُنا امام زینُ العابدین رضی اللہُ عنہ	285
(95)	حضرت سیّدُنا طفیل بن عمر دوسی رضی اللہُ عنہ	286
(96)	حضرت سیّدُنا زید بن خطاب رضی اللہُ عنہ	288
(97)	شاہ عبدُ الحق محدّثِ دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ کی تصنیفی خدمات	290
(98)	مفتیِ اعظم پاکستان، مفتی وقار الدین رحمۃُ اللہِ علیہ	291
(99)	وہ بزرگانِ دین جن کا وصال یا عرس ربیعُ الاول میں ہے (ربیع الاول 1439ھ تا ربیع الاول 1443ھ)	292

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں شائع ہونے والا کثیرالاشاعت میگزین
ماھنامہ
فیضانِ مدینہ
(دعوتِ اسلامی)
سالانہ بکنگ جاری ہے
سالانہ بکنگ
سادہ شمارہ PKR. 1700/=
رنگین شمارہ PKR. 2500/=
سال کے 4 شمارے
عربی شمارہ PKR. 1200/=
انگلش شمارہ PKR. 3600/=

+92-313-1139278
www.maktabatulmadinah.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: مسلمان جب تک مجھ پر دُرُود شریف پڑھتا رہتا ہے فرشتے اُس پر رحمتیں بھیجتے رہتے ہیں، اب بندے کی مرضی ہے کم پڑھے یا زیادہ۔ (ابن ماجہ، 1/490، حدیث: 907)

مُناجات

دَرْد اپنا دے اس قدر یارب
نہ پڑے چین عمر بھر یارب

وِرد میرا ہو تیرا کلمۂ پاک
جب کہ دنیا سے ہو سفر یارب

تیرے محبوب کا میں واصِف ہوں
دے زباں میں مری اَثر یارب

جان نکلے تو اس طرح نکلے
تیرے دَر پر ہو میرا سر یارب

سختیوں سے مجھے بچا لینا
رکھنا رحمت کی تو نظر یارب

میرے سینے کو اپنی اُلفت سے
بطفیلِ حبیب بھر یارب

قادِری ہے جمیلؔ اے غفار
سب گُنہ اس کے عَفْو کر یارب

از: مدّاحُ الْحَبِیب مولانا جمیلُ الرّحمٰن قادری رضوی رحمۃُ اللہِ علیہ
قبالۂ بخشش، ص102

نعت

نصیب چمکے ہیں فرشیوں کے کہ عرش کے چاند آ رہے ہیں
جھلک سے جن کی فَلَک ہے روشن وہ شَمْس تشریف لا رہے ہیں

ہیں وَجْد میں آج ڈالیاں کیوں یہ رقص پتّوں کو کیوں ہے شاید
بہار آئی یہ مُژْدَہ لائی کہ حق کے محبوب آ رہے ہیں

نثار تیری چہَل پہَل پر ہزار عیدیں ربیعُ الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں مَنا رہے ہیں

شبِ ولادت میں سب مسلماں نہ کیوں کریں جان و مال قرباں
اَبُو لَہَب جیسے سخت کافر خوشی میں جب فیض پا رہے ہیں

زمانہ بھر میں یہ قاعدہ ہے کہ جس کا کھانا اُسی کا گانا
تو نعمتیں جن کی کھا رہے ہیں انہیں کے ہم گیت گا رہے ہیں

حبیب حق ہیں خدا کی نعمت بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ
خدا کے فرمان پر عمل ہے جو بزمِ مولیٰ سجا رہے ہیں

پھنسا ہے بَحْرِ اَلَم میں بیڑا، پئے خدا ناخدا سہارا
اکیلا سالکؔ ہیں سب مخالف، ہُمُومِ دنیا ستا رہے ہیں

از: حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ
دیوانِ سالک، ص37

مشکل الفاظ کے معانی: واصِف: تعریف کرنے والا۔ عَفْو کر: معاف فرما۔ فرشیوں: زمین پر رہنے والوں۔ فَلَك: آسمان۔ شَمْس: سورج۔ وَجْد: بےخودی کی حالت۔ مُژْدَہ: خوش خبری۔ حق: اللہ پاک۔ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ: اللہ پاک کے اس فرمان کی طرف اشارہ: ﴿وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾﴾ ترجمۂ کنزُ الایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ بَحْرِ اَلَم: غم کا دریا۔ بیڑا: سفینہ، کشتی۔ ناخدا: بحری جہاز کا کپتان (Sailor)۔ ہُمُومِ دنیا: دنیا کے غم۔

ذکرِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مفتی ابو صالح محمد قاسم عطاری

﴿ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴾ ترجمہ: اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (پ30، الم نشرح:4)

ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ تعالٰی نے بے شُمار فضائل و خصائص سے نوازا۔ اُن میں ایک فضیلت حضور سیّدُ المرسلین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ذِکرِ مبارک کی بلندی ہے جو اوپر ذکر کردہ آیت میں بیان کی گئی ہے۔ رحمتِ دوعالم، نورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت جبریل علیہ السَّلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت فرمایا تو اُنہوں نے عرض کی: اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ آپ کے ذکر کی بُلندی یہ ہے کہ جب میرا ذِکْر کیا جائے تو میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے۔ اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے آپ کا ذکر دنیا و آخرت میں بلند کیا، ہر خطیب اور ہر تشہد پڑھنے والا ”اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ کے ساتھ ”اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ“ پکارتا ہے۔ (تفسیر بغوی، پ30، الم نشرح:4، 4/469 ملتقطاً، تاویلات اہل السنہ، پ30، الم نشرح:4، 5/489 ماخوذاً)

اِس رفعتِ ذکر کی بہت سی صورتیں ہیں جن میں سے چند بیان کی جاتی ہیں: رفعتِ ذکر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ایمان لانا اور ان کی اطاعت کرنا مخلوق پر لازم کر دیا ہے حتّٰی کہ کسی کا اللہ تعالٰی پر ایمان لانا، اس کی وحدانیت کا اقرار کرنا اور اس کی عبادت کرنا اس وقت تک مقبول نہیں جب تک وہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ایمان نہ لے آئے، یونہی آپ کے راستے سے ہٹ کر چلنے والے کی اطاعت بھی بارگاہِ خداوندی میں مقبول نہیں کہ اب وہی اطاعت، اطاعتِ الٰہی کہلانے کی مستحق ہے جو اطاعتِ رسول کی صورت میں ہو جیسا کہ فرمایا: ﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (پ5، النساء:80) حضرت عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ اگر کوئی اللہ تعالٰی کی عبادت کرے، ہر بات میں اس کی تصدیق کرے اور سرورِ عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رسالت کی گواہی نہ دے تو یہ سب بے کار ہے اور وہ کافر ہی رہے گا۔

رفعتِ ذکرِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم یہ بھی ہے کہ ذکرِ خدا کے ساتھ ذکرِ مصطفٰے کیا جاتا ہے جیسے اللہ تعالٰی نے اَذان میں، اِقامت میں، نماز میں، تشہّد میں، خطبے میں اور کثیر مقامات پر اپنے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر شامل کر دیا ہے۔ اس حوالے سے صرف چند آیاتِ قرآنی ملاحظہ فرمائیں: ❀ آپ سے جنگ خدا سے جنگ ہے (بقرہ:278، 279) ❀ آپ کی اطاعت خُدا کی اطاعت ہے (النساء:80) ❀ آپ کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے (النساء:14) ❀ آپ کی مخالفت خدا کی مخالفت ہے (انفال:13) ❀ آپ کی طرف بلانا خدا کی طرف بلانا ہے (النساء:61) ❀ آپ کی طرف ہجرت خدا کی طرف ہجرت ہے (النساء:100) ❀ آپ پر ایمان لانا خدا پر ایمان لانے کی طرح ضَروری ہے (النساء:136) ❀ آپ سے مقابلہ خدا سے مقابلہ ہے (مائدہ:33) ❀ آپ سے دوستی خدا سے دوستی ہے (مائدہ:56) ❀ آپ سے منہ پھیرنا خدا سے منہ پھیرنا ہے (انفال:20) ❀ آپ کے بلانے پر حاضِر ہونا خدا کے بلانے پر حاضر ہونا ہے یا بالفاظِ دیگر آپ کا بلاوا خدا کا بلاوا ہے (انفال:24) ❀ آپ سے خیانت خدا سے خیانت ہے (انفال:27) ❀ آپ کی طرف سے کسی شے سے بَراءَت کا اظہار خدا کی طرف سے

بَراءت کا اظہار ہے(توبہ:1) ❁ آپ سے معاہدہ خدا سے معاہدہ ہے(توبہ:7) ❁ آپ کی محبت خدا کی محبت ہے(توبہ:24) ❁ آپ کا کسی شے کو حرام قرار دینا خدا کا حرام قرار دینا ہے(توبہ:29) ❁ آپ سے کُفر کرنا خدا سے کفر کرنا ہے(توبہ:54) ❁ آپ کی عطا خدا کی عطا ہے اور آپ کا فضل و کرم خدا کا فضل و کرم ہے(توبہ:59) ❁ آپ کی رضا خدا کی رضا ہے اور آپ کو راضی کرنا خُدا کو راضی کرنا ہے(توبہ:62) ❁ آپ کا کسی کو مال دینا، غنی کرنا خدا کا غنی کرنا ہے(توبہ:74) ❁ آپ سے جُھوٹ بولنا خدا کی بار گاہ میں جھوٹ بولنا ہے(توبہ:90) ❁ آپ کی خیر خواہی خدا کی خیر خواہی ہے(توبہ:91) ❁ آپ کی طرف بلانا خدا کی طرف بلانا ہے(نور:48) ❁ آپ کا وعدہ خدا کا وعدہ ہے(احزاب:22) ❁ آپ کی رضا چاہنا خدا کی رضا چاہنا ہے(احزاب:29) ❁ آپ کا فیصلہ خدا کا فیصلہ ہے(احزاب:36) ❁ آپ کو ایذا خدا کو ایذا ہے(احزاب:57) ❁ آپ پر پیش قدمی خدا پر پیش قدمی ہے(حجرات:1) ❁ آپ کی مدد خدا کی مدد ہے۔(حشر:08)

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کہ حبیب ۔۔۔ یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مَفَر مَقَر ۔۔۔ جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

ذکرِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رفعت پر یہ اُمور بھی دلالت کرتے ہیں: ❁ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذکر زمین پر بھی ہے اور آسمانوں پر بھی ❁ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذکر انسان بھی کرتے ہیں، فرشتے بھی، جنّات بھی اور دیگر مخلوقات بھی ❁ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذکر پتّھروں نے بھی کیا اور درختوں نے بھی ❁ دنیا کے ہر کونے میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ذکر کرنے والے موجود ہیں۔ چنانچہ دنیا کے ایک کنارے سے فَجْر کی اَذانیں شُروع ہوتی ہیں اور دنیا کے آخری کنارے تک دی جاتی ہیں اور ابھی اگلی جگہوں پر فجر کی اَذان نہیں ہوتی کہ پہلی جگہ ظہر کی اذانیں شروع ہو جاتی ہیں اور ہر اذان میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نام اور رسالت کی گواہی پڑھی جاتی ہے اور یوں دنیا کا کوئی ملک اور خطہ ایسا نہیں جہاں ہر وَقْت آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نامِ مبارک نہ لیا جارہا ہو۔ یہی حال قرآنِ مجید کی تلاوت کا ہے کہ دنیا کے ہر خطے میں ہر وقت تلاوتِ قرآن جاری رہتی ہے اور لاکھوں مسلمان ہر وقت تلاوت میں مشغول ہوتے ہیں اور قرآن ذکرِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے معمور ہے تو ہر وقت آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذکر تلاوتِ قرآن کی صورت میں بھی جاری ہے۔ درودِ پاک کی صورت میں ذکرِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان تو یہ ہے کہ ہر آن، ہر لمحہ دنیا میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر دُرود و سلام پڑھا جارہا ہے اور اگر درود پڑھنے والا کوئی انسان نہ بھی ہو تو فرشتے تو ہر آن آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر درود پڑھ رہے ہیں اور یہ فرشتے زمین کی گہرائیوں سے لے کر عرش کی بُلندیوں تک موجود ہیں اور معاملہ کچھ یوں نظر آتا ہے۔

فرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ، عرش پہ طرفہ دھوم دھام ۔۔۔ کان جدھر لگا یئے تیری ہی داستان ہے

آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نامِ مبارَک عرش و کرسی پر لکھا ہوا ہے، سِدْرَۃُ الْمُنْتَہٰی اور جنّتی درختوں کے پتّوں پر نقش ہے، جنّت کے محلّات پر کندہ ہے۔ تمام انبیا و رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام آپ کا ذکر کرتے رہے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ایمان لانے کا اپنی اپنی امّت سے وعدہ لیتے رہے۔ ہر آسمانی کتاب میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذکر موجود ہے۔ سوانح نگاری کی دنیا میں سب سے زیادہ کتابیں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت پر لکھی گئیں، بیانِ فضائل میں دنیا میں سب سے زیادہ کتابیں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فضائل کے متعلّق تحریر کی گئیں۔ نظم کی صورت میں دنیا کی تاریخ میں سب سے زیادہ کلام یعنی نعتیں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں لکھی گئیں۔ سب سے زیادہ زَبانوں میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی کا تذکرہ ملتا ہے۔

اے رضاؔ خود صاحبِ قرآں ہے مدّاحِ حضور ۔۔۔ تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسولُ اللہ کی

سورۂ کوثر اور شانِ رسول صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مفتی محمد قاسم عطّاری

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ(۱) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْؕ(۲) اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۠(۳)﴾ (پ30، الکوثر: 1تا3)

ترجمہ: اے محبوب! بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ بیشک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔

اِس سورت کا شانِ نزول یہ ہے کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کسی شہزادے کے انتقال پر ابولہب، عقبہ بن معیط، عاص بن وائل وغیرہا کفار دل آزار جملے کہنے لگے، کسی نے کہا: محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی جڑ کٹ گئی۔ کسی نے کہا کہ محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی بات نہ کرو وہ تو ایسا آدمی ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے، اس کی کوئی نرینہ اولاد نہیں ہے، جب فوت ہو گا تو اس کا نام مٹ جائے گا۔ ان کفار کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تسلی کے لئے یہ سورت نازل فرمائی کہ اے حبیب! ان لوگوں کی باتوں پر رنجیدہ نہ ہوں بلکہ ہمارے فضل و کرم پر نظر رکھیں کہ ہم نے تمہیں بے شمار خوبیوں اور نعمتوں سے نوازا ہے لہٰذا تم اُن کے شکرانے میں نماز پڑھو اور قربانی کرو اور جہاں تک تمہارے دشمنوں کا تعلق ہے تو ان ہی کی جڑ کٹی ہوئی ہے اور یہی ہر خیر سے محروم ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ رہتی دنیا تک رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں گستاخی کرنے والا ہر شخص خیر سے محروم اور اِس آیت کے تحت داخل ہے۔

یہ سورت نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ خداوندی میں عظمت و وجاہت اور اللہ رب العزت کی نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کی بہت پیاری دلیل ہے کیونکہ کفار نے جب آپ کا مذاق اڑایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف سے خود جواب دیا کہ تمہارا دشمن ہی ابتر (خیر سے محروم) ہے اور یہ محبت کی علامت ہوتی ہے کہ اگر کوئی محبوب پر اعتراض کرے تو محب اس کا جواب دیتا ہے۔ یہ انداز قرآن مجید میں دیگر کئی جگہوں پر بھی ہے، مثلاً: جب ولید بن مغیرہ نے نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیوانہ، مجنون کہا تو اللہ تعالیٰ نے ولید کی مذمت میں اس کی نو(9) خامیاں بیان کیں اور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرمایا کہ تم اپنے رب کے فضل سے دیوانے نہیں ہو۔ (پ29، القلم:2) اسی طرح ابولہب نے ایک موقع پر نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت میں پوری سورت اتاری اور فرمایا: ابولہب کے دونوں ہاتھ برباد ہو جائیں اور وہ ہلاک ہو ہی گیا۔ (پ30، اللھب:1)

آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کوثر یعنی بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ کوثر کا لفظ کثرت سے نکلا ہے اور مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے: بہت ہی زیادہ، بے انتہا کثرت، کسی چیز کا اتنا کثیر ہونا کہ لوگ اندازہ نہ لگا سکیں، وہ کثرت تعداد میں ہو یا مقدار و مرتبہ و معیار میں یا کسی اور اعتبار سے۔ گویا یہ فرمایا جارہا ہے کہ تمہارے دشمن تو یہ سمجھ رہے ہیں کہ تمہارے پاس کچھ نہیں حتی کہ بیٹا بھی فوت ہو گیا مگر حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تمہیں اتنا دیا ہے جس کا کوئی اندازہ بھی نہیں لگا سکتا۔

لفظِ کوثر میں بہت کچھ داخل ہے۔ ایک قوی قول یہ ہے کہ کوثر سے مراد جنت کی ایک نہر ہے چنانچہ ابوداوٗد میں ہے کہ ایک مرتبہ رسولُ اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی آنکھ لگ گئی، پھر آپ نے مسکراتے ہوئے سر

اٹھایا اور فرمایا: مجھ پر ابھی ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ نے سورۂ کوثر آخر تک پڑھی اور فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: وہ جنت میں ایک نہر ہے جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔(ابوداؤد، 4/313، حدیث:4747 ملتقطاً) ایک حدیث میں نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں جنت میں چلا جارہا تھا تو اچانک ایک نہر آگئی جس کے کنارے کھوکھلے موتیوں کے قُبّے تھے۔ میں نے کہا: اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یہ کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ پھر دیکھا تو اس کی خوشبو یا مٹی مہکنے والی کستوری کی طرح تھی۔(بخاری، 4/268، حدیث:6581) کوثر کے متعلق دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد حوضِ کوثر ہے چنانچہ حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے، اچانک آپ کو اونگھ آگئی پھر آپ نے مسکراتے ہوئے سر اقدس بلند کیا اور فرمایا: ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے پھر آپ نے سورۂ کوثر تلاوت کی اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا چیز ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا: یہ وہ نہر ہے جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، اس میں خیرِ کثیر ہے اور یہ وہ حوض ہے جس پر قیامت کے دن میری امت پینے کے لئے آئے گی۔

(مسلم، ص169، حدیث:894)

نہر کوثر جنت میں ہے اور حوض کوثر محشر کے میدان میں ہوگا، اس میں بھی جنت کے دو پرنالوں سے پانی گر رہا ہوگا۔ گویا حوض کی اصل بھی جنت والی نہر کوثر ہے۔(فتح الباری، 12/398 ماخوذاً) حوضِ کوثر کی شان میں مسلم شریف کی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کے برتن تاریک رات میں صاف روشن آسمان پر چمکنے والے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔ جو اس سے آبِ کوثر پیے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا، اس حوض کی چوڑائی اس کی لمبائی کے برابر ہے، جتنا عمان سے ایلہ تک فاصلہ ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔(مسلم، ص969، حدیث:5989)

نہرِ کوثر اور حوضِ کوثر بظاہر دو قول ہیں لیکن حقیقت میں یہ سب ایک ہی قول کا حصہ ہیں اور وہ ہے ”خیرِ کثیر“ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا قول ہے کہ کوثر سے مراد وہ خیر ہے جو اللہ نے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عطا فرمائی۔ راوی کہتے ہیں: میں نے سعید بن جبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا کہ لوگ تو کہتے ہیں: وہ جنت میں ایک نہر ہے؟ اس پر آپ نے جواب دیا کہ جنت میں جو نہر ہے وہ بھی اس خیر میں شامل ہے جو اللہ نے آپ کو عطا فرمائی۔(بخاری، 3/390، حدیث:4966)

مجموعی طور پر ”کوثر“ کی تفسیر میں تقریباً 30 اقوال ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بے انتہا خیر عطا کی گئی جس میں سب چیزیں داخل ہیں مثلاً ”خیرِ کثیر“ میں قرآن مجید بھی یقیناً داخل ہے کہ اس سے عظیم خیر اور کیا ہوگی؟ یونہی نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اعلیٰ درجے کی حکمت بلکہ حکمتوں کے خزانے عطا کئے گئے اور حکمت کو خود قرآن نے خیرِ کثیر فرمایا ہے(پ3، البقرۃ:269) یونہی جوامع الکلم یعنی کثیر معانی کو چند لفظوں میں سمونے کی صلاحیت عطا کی گئی۔

الغرض فرمایا گیا کہ اے حبیب! بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں، تمہیں قرآن، نبوت، رسالت، اسلام، آسان شرعی احکام، حکمت، علم، معرفت اور نورِ قلب سے مشرف کیا۔ تمہارے پاکیزہ کردار کو عبادت وریاضت اور اخلاقِ حسنہ، خصائلِ حمیدہ، شمائلِ جمیلہ سے آراستہ کیا۔ تمہیں کثیر معجزات، شفاعت، مقامِ محمود، حوضِ کوثر، نہرِ جنت اور ساری جنت عطا کی۔ تمہیں صحابۂ کرام کی پاکیزہ جماعت، امت کی کثرت، دین کا غلبہ، دشمنوں پر رعب اور فتوحات سے نوازا۔ تمہارا نسب عالی کیا اور تمہیں حسنِ ظاہر وباطن میں کامل بنایا۔ شرق وغرب، زمین و آسمان، دنیا وآخرت ہر جگہ ذکرِ حسن، تعریف وتحسین اور ثناءِ جمیل کی صورت میں تمہیں رفعتِ ذکر عطا کی۔

ان تمام نعمتوں کے شکرانے میں تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ تمہیں اَبْتَر کہنے والا دشمن ہی خیر سے محروم ہے جبکہ تم تو بے انتہا خیر سے مالا مال ہو۔ سُبْحٰنَ اللہ! کس خوبصورت انداز میں رَبُّ الْعٰلَمِیْن نے شانِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم بیان فرمائی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اسی کو اپنے شعر میں یوں بیان فرماتے ہیں:

اے رضاؔ خود صاحبِ قرآں ہے مدّاحِ حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسولُ اللہ کی

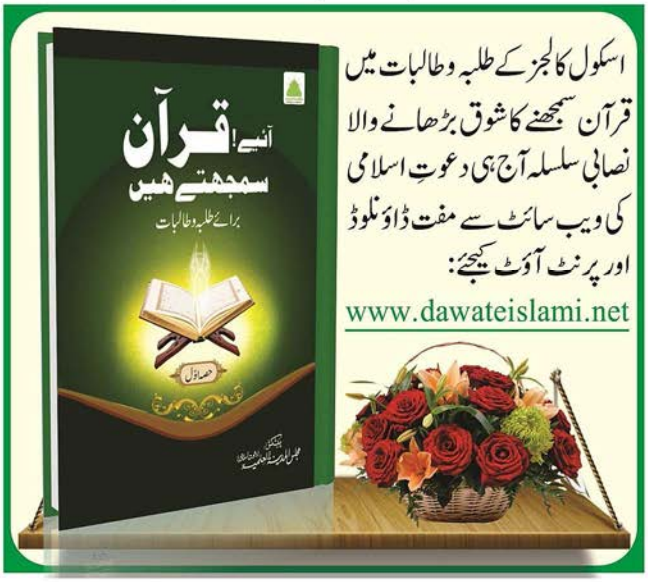

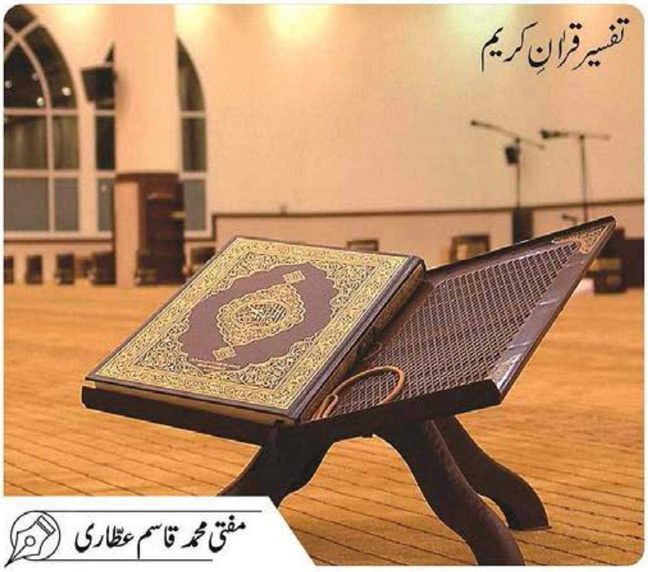

مفتی محمد قاسم عطاری

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خوبصورت شانیں

﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ٘-یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْؕ-فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤۙ-اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۠(۱۵۷)﴾

ترجمہ: وہ جو اس رسول کی اتباع کریں جو غیب کی خبریں دینے والے ہیں، جو کسی سے پڑھے ہوئے نہیں ہیں، جسے یہ (اہلِ کتاب) اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور انہیں برائی سے منع کرتے ہیں اور ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال فرماتے ہیں اور گندی چیزیں ان پر حرام کرتے ہیں اور ان کے اوپر سے وہ بوجھ اور قیدیں اتارتے ہیں جو ان پر تھیں تو وہ لوگ جو اس نبی پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اس کی مدد کریں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (پ9، الاعراف:157)

تفسیر: اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے نثر کے اُسلوب میں روانی کے ساتھ نعتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پڑھی جارہی ہے۔ ایک ایک لفظ سرورِ کائنات، افضل المخلوقات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عظمت اور شانِ رفیع بیان کرتا ہے۔ مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت میں "رسول" سے محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مراد ہیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مقامِ رسالت پر فائز اور خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ و وسیلہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی، شرائع و احکام اس کے بندوں کو پہنچانے والے، منصبِ نبوت سے مشرف ہونے والے اور غیبی امور کو ظاہر فرمانے والے، مخلوق سے بے نیاز ہو کر خالق سے سیکھنے والے ہیں اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تذکرے تورات و انجیل میں ستاروں کی طرح جگمگا رہے ہیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نیکیوں کو فروغ دینے والے، برائیوں سے روک کر جہنم سے بچانے والے ہیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک، مطہر، طیب، طاہر ہستی پاکیزہ چیزوں کو حلال کرنے اور نجاستوں، غلاظتوں، ناپاکیوں کو حرام کرنے والی ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صدیوں سے رائج جاہلانہ رسوم ورواج، باطل قوانین اور سخت احکام کا بوجھ لوگوں سے اتار کر انہیں راحت و سکون بخشنے والے ہیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ایمان فرض، آپ کی تعظیم فرض، آپ کی تائید فرض، آپ کی اتباع فرض، آپ کے لائے ہوئے نور یعنی قرآن کو ماننا اور اس کی پیروی فرض ہے اور ان فرائض کا ادا کرنے والا بارگاہِ الٰہی میں مقبول، دنیا و آخرت میں فوز و فلاح اور نجات و انعامات کا حق دار ہے۔

لفظ "اُمّی" کا معنیٰ: اس لفظ کا ترجمہ "بے پڑھے" کیا گیا ہے کیونکہ اس سے مراد یہ نہیں کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اصلاً پڑھنا نہیں آتا تھا۔ آپ کا پڑھنا لکھنا کتب احادیث و سیرت سے ثابت ہے۔ "اُمّی" سے مراد یہ ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کسی مخلوق سے پڑھنا لکھنا نہیں سیکھا بلکہ خالق نے تعلیم فرمائی۔ "اُمّی" ہونا ہمارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔

ایسا اُمّی کس لئے منت کشِ استاد ہو
کیا کفایت اس کو اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ نہیں

علماء و مفسرین نے "اُمّی" کے دیگر معانی بھی بیان فرمائے ہیں: ❶ "اُمّی" یعنی ام القری (مکہ) سے تعلق رکھنے والے۔ ❷ "اُمّی" یعنی اُمِّیِّیْن (ان پڑھوں) کی قوم سے تعلق رکھنے والے (لیکن خود پڑھنا جاننے والے) جیسے قرآن میں اہلِ مکہ کو اُمِّیِّیْن کہا گیا حالانکہ ان میں یقینی طور پر بہت سے لوگ پڑھنا جانتے تھے لیکن انہیں صرف

اس قوم سے تعلق رکھنے کی وجہ سے "اُمِّیِّیْن" سے یاد کیا گیا۔
3 "اُمّی" یعنی صاحبِ امت، امت والے۔

تورات و انجیل میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذکر مبارک: آیت میں فرمایا کہ اہلِ کتاب تورات اور انجیل میں اس نبی کا ذکر لکھا ہوا پاتے ہیں۔ یہ برحق ہے۔ حضرت علامہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہلِ کتاب ہر زمانے میں اپنی کتابوں میں تراش خراش کرتے رہے اور اُن کی بڑی کوشش اس پر مسلّط رہی کہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذکر اپنی کتابوں میں نام کو نہ چھوڑیں۔ توریت انجیل وغیرہ اُن کے ہاتھ میں تھیں اس لئے انہیں اس میں کچھ دشواری نہ تھی لیکن ہزاروں تبدیلیاں کرنے کے بعد بھی موجودہ زمانے کی بائیبل میں حضور سیِّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بشارت کا کچھ نہ کچھ نشان باقی رہ ہی گیا۔ چنانچہ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی لاہور ۱۹۳۱ء کی چھپی ہوئی بائیبل میں یوحنا کی انجیل کے باب چودہ کی سولھویں آیت میں ہے۔ "اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دُوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔" (یوحنا کی انجیل، باب: ۱۴ آیت: ۱۶، برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی لاہور ۱۹۳۱ء) لفظ مددگار پر حاشیہ ہے، اس میں اس کے معنیٰ "وکیل یا شفیع" لکھے ہیں تو اب حضرت عیسٰی علیہ الصَّلٰوۃ والسَّلام کے بعد ایسا آنے والا جو شفیع ہو اور ابد تک رہے یعنی اس کا دین کبھی منسوخ نہ ہو، بجز سیِّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کون ہے؟ پھر اُنتیسویں تیسویں آیت میں ہے۔ "اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے تاکہ جب ہو جائے تو تم یقین کرو اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دُنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔" (یوحنا کی انجیل، باب: ۱۴ آیت: ۲۹، برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی لاہور ۱۹۳۱ء) کیسی صاف بشارت ہے اور حضرتِ عیسٰی علیہ الصَّلٰوۃ والسَّلام نے اپنی اُمت کو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت کا کیسا منتظر بنایا اور شوق دلایا ہے اور دُنیا کا سردار خاص سیِّدِ عالم کا ترجمہ ہے اور یہ فرمانا کہ "مجھ میں اس کا کچھ نہیں" حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عظمت کا اظہار، اُس کے حضور اپنا کمالِ ادب و انکسار ہے۔

پاکیزہ کو حلال اور ناپاک کو حرام کرنے والے: آیت میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مزید وصف یہ بیان ہوا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم لوگوں کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال فرماتے ہیں۔ ان میں وہ حلال و طیب چیزیں بھی داخل ہیں جو بنی اسرائیل پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے حرام ہو گئی تھیں اور اس کے علاوہ بھی۔ یونہی نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بہت سی خبیث و گندی چیزوں کو حرام فرماتے ہیں۔ احادیث میں ایسی چیزوں کی کافی تفصیل ہے۔ یہاں علماء کرام نے ایک موضوع پر بڑا تفصیلی کلام کیا ہے کہ کیا نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تشریعی احکام میں اپنی طرف سے کچھ اختیار تھا یا نہیں کہ کسی کے لئے کسی چیز کو فرض کر دیں اور کوئی شے کسی مخصوص آدمی پر حرام کر دیں۔ اس معاملے میں تحقیقی قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ اختیار دیا ہے اور خود آیت کے الفاظ میں تحلیل و تحریم یعنی حلال کرنے اور حرام کرنے کے الفاظ ہیں۔ احادیث میں یہ بھی مضمون بکثرت بیان ہوا ہے۔ اس موضوع پر تفصیلی تحقیق دیکھنی ہو تو امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کا رسالہ "منیة اللبیب ان التشریع بید الحبیب" کا مطالعہ فرمائیں۔ یہ رسالہ "فتاویٰ رضویہ" کی تیسویں جلد میں موجود ہے۔

لوگوں سے بوجھ اتارنے والے: آیت میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہ وصف بھی بیان ہوا کہ آپ لوگوں کے اوپر سے وہ بوجھ اور قیدیں اتارتے ہیں جو ان پر تھیں۔ بوجھوں اور قیدوں سے مراد سخت تکلیفوں اور مشقت والے احکام ہیں جو بنی اسرائیل پر نافذ کئے گئے اور ان قیدوں میں وہ جاہلانہ طریقے، رسوم و رواج اور بنی اسرائیل کے پادریوں، رِبّیوں کے وہ مسائل بھی شامل ہیں جو انہوں نے اپنی طرف سے گھڑ کر لوگوں پر مسلط کئے تھے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی شریعت کے آسان احکام کے ذریعے یہ سارے بوجھ لوگوں سے اتار دیئے۔ شریعتِ نبوی کا بنیادی قاعدہ یہ عطا فرمایا گیا کہ دین آسان ہے چنانچہ رسول کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام سے فرمایا: یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا آسانی پیدا کرو، تنگی میں مت ڈالو۔ (بخاری، حدیث: 6125) اور فرمایا: اَحَبُّ الدِّیْنِ اِلَی اللّٰہِ الْحَنِیْفِیَّةُ السَّمْحَةُ اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب دین، آسان حنیفی (ابراہیمی) دین ہے۔ (بخاری، 1/16) اور فرمایا: اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ دین آسان ہے۔ (بخاری، حدیث: 39)

فلاح پانے والوں کے اوصاف: آیت کے آخر میں فلاح و کامرانی سے ہم کنار ہونے والے لوگوں کے اوصاف بیان فرمائے:

پہلا وصف: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ایمان: کامیابی کی پہلی شرط اور کامیاب لوگوں کی پہلی صفت نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ایمان لانا ہے کیونکہ سید المرسلین، خاتم النبیین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جلوہ گری کے بعد آپ پر ایمان لائے بغیر کسی کی نجات نہیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام انسانوں بلکہ جملہ مخلوقات کے لئے اللہ کے رسول بن کر تشریف لائے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: ﴿ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ﴾ ترجمہ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ (پ9، الاعراف:158) حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السّلام کو بھی نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا حکم دیا: ﴿ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗؕ ﴾ ترجمہ: تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ (پ3، اٰل عمران:81)

دوسرا وصف: نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعظیم: حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعظیم اعتقادی، عملی، قولی، فعلی، ظاہری، باطنی ہر طرح لازم اور اصلِ ایمان ہے۔ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کی کتابِ حیات کا ہر باب اس تعظیم کے روشن واقعات سے مزین ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

یعنی آسمان کے نیچے مصطفیٰ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دربار ایک ایسی ادب گاہ ہے جہاں حضرت جنید بغدادی اور بایزید بسطامی علیہما الرَّحمہ جیسے عظیم اولیاء بھی سانس روک کر آتے ہیں یعنی ادب سے اونچا سانس نہیں لیتے۔

تیسرا وصف: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تائید: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تائید و نصرت فرض اور حکم خداوندی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ﴾ ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں (دوسرا ترجمہ ہے کہ یہ نبی مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ مقدم ہیں)۔ (پ21، الاحزاب:6) اور فرمایا: ﴿ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖؕ ﴾ ترجمہ: اہلِ مدینہ اور ان کے ارد گرد رہنے والے دیہاتیوں کے لئے مناسب نہیں تھا کہ وہ اللہ کے رسول سے پیچھے بیٹھے رہیں اور نہ یہ کہ ان کی جان سے زیادہ اپنی جانوں کو عزیز سمجھیں۔ (پ11، التوبۃ:120)

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا غارِ ثور میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آرام کی خاطر سانپ سے ڈسوا لینا اور مولیٰ علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم کا ہجرت کی رات نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بستر اطہر پر لیٹ کر خود کو کفار کے جان لیوا حملے کے لئے پیش کر دینا اسی تائید و نصرت و خدمت کی عظیم مثال تھی۔ یونہی صحابۂ کرام کا میدانِ جنگ میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آگے کھڑے ہو جانا کہ اگر کوئی تیر آئے تو ان کے بدن کو چھلنی کر دے لیکن نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بدن اطہر کو تکلیف نہ پہنچائے، یہ سب اِسی حکم قرآنی پر عمل کی صورتیں تھیں۔

یہ اِک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں
ترے نام پر سب کو وارا کروں میں
کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا
دوجہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

چوتھا وصف: نور کی پیروی کرنا: اس نور سے قرآن پاک مراد ہے جس سے مومن کا دِل روشن ہوتا، شک وجہالت کی تاریکیاں دور ہوتیں اور علم ویقین کی ضیاء پھیلتی ہے۔ اللہ نور السموات والارض یعنی آسمانوں، زمینوں کو نور بخشنے والے رب کریم نے نوری مخلوق جبرئیل امین علیہ السّلام کے ذریعے ذاتِ مصطفیٰ، سراجا منیرا، نور والے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر یہ نوری کلام نازل فرمایا۔ اس نور کی پیروی کرنے والے کے لئے دنیا میں ہدایت کا نور، برزخ میں قبر روشن کرنے والا نور اور قیامت میں پل صراط کی تاریکیوں میں جنت کا راستہ دکھانے والا نور ہے۔

ان سب اوصاف کے حاملین کو بشارت سنائی کہ جو لوگ اِس نبی پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اس کی مدد کریں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

ظاہر و باطن کو روشن کر دینے والے سورج

مفتی محمد قاسم عطّاری

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا(۴۵) وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا(۴۶)﴾ ترجَمۂ کنزُ العرفان: اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا۔

(پ22، الاحزاب:45، 46)

تفسیر: حضور سرورِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مقام و مرتبہ کا حقیقی علم، فضل و کرم فرمانے والے خدائے پاک کے سِوا کسی کو نہیں۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود فرمایا: اے ابو بکر! اُس ذات کی قسم، جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(مطالع المسرات، ص129)

ہمارے آقا و مولا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کمالات کے متعلق امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ یوں کلام فرماتے ہیں۔

فرش والے تِری شوکت کا عُلُو کیا جانیں
خُسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

تمام مخلوق اپنے تمام اوقات و اسباب استعمال کر کے سیدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان بیان کرنا چاہے تو ممکن نہیں، کہ اُن کی شان، خود ان کے رب نے بلند فرمائی، چنانچہ فرمایا: ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ(۴)﴾ ترجمہ: اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (پ30، الم نشرح:4) اور ہر آن ان رِفعتوں میں مزید اضافہ ہو رہا ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى(۴)﴾ ترجمہ: اور بے شک تمہارے لیے ہر پچھلی (بعد میں آنے والی) گھڑی پہلی سے بہتر ہے۔ (پ30، الضحیٰ:4)

حضور سیدِ دو عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عظمتوں میں سے پانچ صفات شروع میں مذکور آیت میں بیان کی گئی ہیں۔ خدائے ذوالجلال نے فرمایا: اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا۔

(پ22، الاحزاب:45، 46)

مذکورہ آیتِ مبارکہ میں خدا تعالیٰ نے ہمارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پانچ صفات بیان فرمائیں۔

پہلی صفت: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم "شاہِد" ہیں۔ "شاہِد" کا ایک معنیٰ "حاضر و ناظر" ہے اور دوسرا معنیٰ "گواہ" ہے۔ مفرداتِ راغب میں ہے: اَلشُّهُوْدُ وَالشَّهَادَةُ اَلْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِيْرَةِ یعنی شہود اور شہادت کے معنی ہیں "حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے، بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ۔" (المفردات، 1/352)

اگر اس کا معنیٰ "گواہ" کیا جائے تو بھی یہاں تفصیلی معنیٰ

حاضر و ناظر ہی بنے گا، کیونکہ گواہ کو بھی اِسی لئے شاہد کہتے ہیں کہ وہ مُشاہَدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اُس کو بیان کرتا ہے اور چونکہ سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رسالت **"عامہ"** ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَاۙ﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: وہ(اللہ) بڑی برکت والا ہے، جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہان والوں کو ڈر سنانے والا ہو۔(پ18، الفرقان:1) اس لئے حضور پُرنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شہادت بھی **"عامہ"** ہے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم قیامت تک ہونے والی ساری مخلوق کے شاہد یعنی مشاہدہ فرمانے والے ہیں۔

اہلِ سنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ سیّد المرسَلین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاضر و ناظر ہیں۔ **"حاضر"** کے لغوی معنی ہیں "سامنے موجود ہونا" یعنی غائب نہ ہونا اور **"ناظر"** کے کئی معنی ہیں جن میں ایک واضح معنیٰ ہے، "دیکھنے والا"۔ **"حاضر و ناظر کے شرعی"** معنی یہ ہیں کہ قُدسی قوت والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالَم کو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھے اور دور و قریب کی آوازیں سنے یا ایک آن میں تمام عالَم کی سیر کرے اور سینکڑوں میل دور حاجت مندوں کی حاجت روائی کرے۔ یہ رفتار خواہ روحانی ہو یا جسمِ مثالی کے ساتھ ہو یا اُسی جسم سے ہو جو قبر میں مدفون ہے یا کسی جگہ موجود ہے۔ اس عقیدہ کی دلیل اوپر موجود آیت ہے۔

عقیدے کی دلیل حدیث سے: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میرے سامنے کر دی ہے، لہٰذا میں ساری دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے، سب کا سب یوں دیکھ رہا ہوں جیسے اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، 13/319) مزید فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا اور قریب ہے کہ میری امت کی سلطنت ان تمام مقامات پر پہنچے اور مجھے دو خزانے سرخ و سفید دیئے گئے۔(مسلم، 4/2215) ایک اور مقام پر فرمایا: میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا، اللہ پاک نے مجھ سے پوچھا کہ مقرب فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کی اے مولا! تو ہی سب سے بڑھ کر جانتا ہے، تب اللہ پاک نے اپنے شایانِ شان اپنا ہاتھ میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا، جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی، تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب میں نے جان لیا۔

(سنن الدارمی، 2/1366)

شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (اہلِ حق میں سے) اس مسئلہ میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں ہے کہ رسول کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی حقیقی زندگی کے ساتھ دائم اور باقی ہیں اور امت کے احوال پر حاضر و ناظر ہیں اور حقیقت کے طلب گاروں کو اور اُن حضرات کو جو آپ کی طرف متوجہ ہیں، ان کو فیض بھی پہنچاتے ہیں اور ان کی تربیت بھی فرماتے ہیں اور اس میں نہ تو مجاز کا شائبہ ہے نہ تاویل کا بلکہ تاویل کا وہم بھی نہیں۔(مکتوباتِ شیخ مع اخبار الاخیار، الرسالۃ الثامنۃ، ص155)

شاہد بمعنیٰ گواہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی امت کے حق میں گواہی دیں گے چنانچہ قرآنِ مجید میں فرمایا: ﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ یَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًاؕ﴾ ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ہوں۔

(پ2، البقرۃ:143)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: قیامت کے دن ایک نبی آئے گا اور اس کے ساتھ ایک شخص ہوگا، اور ایک نبی آئے گا اور اس کے ساتھ دو شخص ہوں گے، اور ایک نبی آئے گا اس کے ساتھ زیادہ لوگ ہوں گے، اس نبی علیہ السّلام سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے اپنی قوم کو تبلیغ کی تھی؟ وہ جواب دے

گا: جی ہاں! پھر اس کی قوم کو بلایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا: کیا انہوں نے تم کو تبلیغ کی تھی؟ قوم کہے گی: نہیں! پھر اس نبی سے کہا جائے گا: تمہارے حق میں کون گواہی دے گا؟ وہ کہیں گے: محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی امت، پھر حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی امت کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا: کیا انہوں نے تبلیغ کی تھی؟ وہ کہیں گے ہاں! پھر پوچھا جائے گا: تمہیں اس کا کیسے علم ہوا؟ وہ کہیں گے کہ ہمارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ہمیں یہ خبر دی تھی کہ (سب) رسولوں نے تبلیغ کی ہے۔ (سنن کبریٰ للنسائی،6/292)

دوسری صِفَت: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم "مُبَشِّر" ہیں، یعنی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم اہلِ ایمان کو جنت کی خوش خبری دینے والے ہیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ایک مجلس میں دس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اجتماعاً اور اِن کے علاوہ پچاس کے قریب صحابہ کو انفراداً دنیا میں ہی جنتی ہونے کی نوید سنائی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہی کی زبانِ مقدّس نے شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو جنتی بزرگوں، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو جنتی جوانوں اور سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا کو جنتی عورتوں کی سردار ہونے کا مژدہ سنایا۔ اس کے علاوہ ایمان، اعمالِ صالحہ، اخلاقِ حمیدہ کے حامل افراد کو جنت کی بشارت عطا کی بلکہ تمام امت کو عام بشارت سے نوازا۔ مشہور مفسّر علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہِ علیہ نے بڑی ایمان افروز بات لکھی کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم اہلِ طاعت کو جنت اور اہلِ محبت کو دیدارِ الٰہی کی بشارت دیتے ہیں۔ اسی "مُبَشِّرا" والی صِفَت سے فیض پانے کا حکم نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے یوں دیا: "لوگوں کو بشارتیں دینا، اُن سے باعثِ نفرت اور تشویش کُن باتیں مت کرنا اور لوگوں کی آسانیاں ملحوظ رکھنا، انہیں سختی میں نہ ڈالنا۔" (المعجم الکبیر للطبرانی،11/312)

تیسری صِفَت: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم "نذیر" ہیں، یعنی لوگوں کو جہنّم کے عذاب کا ڈر سنانے والے ہیں۔ اِنسانی فطرت ایسی ہے کہ اسے اِصلاح کے لئے جہاں ترغیب کی ضرورت ہے، وہیں ترہیب اور اِنذار کی حاجت ہے۔ حضور پُرنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے کافروں، فاسقوں، فاجروں کو جہنم کے عذاب کے متعلق بھی بہت وضاحت سے متنبہ فرمایا۔ اس صفت کی مثال ایک حدیث میں آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے یوں بیان فرمائی: میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی اور پتنگے، پروانے اُس میں گرنے لگے اور یہ شخص اُنہیں اس سے ہٹا رہا ہے۔ (اِسی طرح) میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر (جہنم کی) آگ میں گرنے سے بچا رہا ہوں۔ (مسلم،4/1790)

چوتھی صِفَت: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم "داعی الی اللہ" ہیں، یعنی لوگوں کو خدا کی طرف بلانے والے ہیں۔ کافروں کو ایمان، فاسقوں کو تقویٰ، غافلوں کو یادِ الٰہی، کاہلوں کو عمل اور محروموں کو قرب کی طرف دعوت دینے والے ہیں اور ظاہر و باطن سے کامل غلامی میں آنے والوں کو بارگاہِ قدس میں پہنچانے والے ہیں۔ "دعوت الی اللہ" یعنی لوگوں کو خدا کی طرف بلانا، تمام انبیاء کی بِعثَت کا سب سے بنیادی مقصد رہا ہے لیکن ہمارے پیارے نبیّ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اس راہ میں سب سے زیادہ مشقتیں اٹھائیں، چنانچہ سید المرسلین، افضل المبلغین صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم خود فرماتے ہیں: مجھے اللہ کی راہ میں جیسے خوف زدہ کیا گیا کسی اور کو ایسے نہ کیا گیا اور اللہ کی راہ میں مجھے جیسی تکلیفیں پہنچائی گئی، ایسی کسی دوسرے کو نہیں پہنچائی گئیں۔

(ترمذی،2/525)

پانچویں صِفَت: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم "سراج منیر" ہیں، یعنی چمکانے والے، روشنیاں پھیلانے والے آفتاب ہیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کفر کی ظلمتوں اور شرک کی تاریکیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہی وہ آفتابِ رسالت ہیں جن سے حضرات ابو بکر رضی اللہ عنہ نے صداقت، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عدالت، عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حیا و سخاوت اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عِلم و عبادت کا نور پایا، اِسی سورج کی تجلیات سے حضرات یاسر، عمّار، سُمَیّہ، خُبَیب، صُہَیب اور بلال

حبشی رضی اللہ عنہم نے استقامت پائی، اسی آفتاب کی تابانی و توانائی نے آسمانِ ہدایت کے ستارے اور وہ بلند حوصلہ، عالی ہمت، جفاکش، سراپا اِخلاص اور مردِ مجاہد پیدا فرمائے جن پر یہ اشعار صادق آتے ہیں:

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سِمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

ہزاروں آفتابوں سے بڑھ کر اِس آفتابِ نبوت کی روشنی ہے، بلکہ سب نے روشنی یہیں سے پائی۔ اقبال نے لکھا ہے:

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بُو — آں کہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفیٰ اُو را بہا است — یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ است

ترجمہ: جہاں کہیں بھی رنگ و بو کا جہان آباد ہے، یا قابل آرزو کوئی شئے کسی خاک سے جنم لیتی ہے، وہاں زندگی کی چمک دمک یا تو نورِ مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے فیض پا رہی ہے، یا ابھی وہ مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی تلاش میں سرگرمِ عمل ہے۔

اور نعت و مدح کی زبان میں یوں کہہ سکتے ہیں:

سرکار یہ نام تمہارا، سب ناموں سے ہے پیارا
اس نام سے چمکا سورج، اور چمکا چاند ستارہ
ہوا ہر سو خوب اجالا، ہوا روشن عالم سارا
میرا نام کرے گا روشن، دو جگ میں نام تمہارا

دعائے عاجزانہ: اللہ کریم اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی سچی محبت کا اعلیٰ درجہ ہمیں عطا فرمائے اور آفتابِ نبوت کی ضیاپاشیوں سے ہمیں مستفیض فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

پانچ زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی اور انگلش) میں شائع ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ فیضانِ مدینہ

دعائے عطار

جامعاتُ المدینہ، مدارسُ المدینہ اور دارُ المدینہ میں پڑھنے اور پڑھانے والے تمام مدنی بیٹو اور مدنی بیٹیو! "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں بہت ہی دلچسپ معلومات کا خزانہ ہوتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ میرا ہر مدنی بیٹا اور مدنی بیٹی بلکہ ہر ہر دعوتِ اسلامی والا "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی سالانہ بکنگ کروائے۔ یارَبَّ المصطفےٰ جَلَّ جَلَالُہٗ و صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم میرا جو مدنی بیٹا اور مدنی بیٹی اپنے لئے یا انفرادی کوشش کرکے دوسرے کے لئے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی بکنگ کروائے اسے دین و دنیا کی کامیابیاں عطا فرما اور پُل صراط پر گزرنے میں اسے آسانی نصیب فرما۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

ہر ماہ اپنے گھر، ادارے یا شاپ پر ماہنامہ فیضان مدینہ حاصل کرنے کے لئے ابھی سالانہ بکنگ کروایئے!

بکنگ کی معلومات، تفصیلات اور شکایات کے لئے کال / واٹس ایپ / ایس ایم ایس: 03131139278

اُمتی پر حقوقِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تفسیرِ قرآنِ کریم

مفتی ابو صالح محمد قاسم عطاری

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ(۸) لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُؕ-وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا(۹) ﴾

ترجمہ: بیشک ہم نے تمہیں گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا تاکہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔ (پ26، الفتح:8، 9)

تفسیر یہ آیتِ مبارکہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عظمت و شان، مقام و منصب، اُمّت پر لازم حقوق اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و عبادت کے بیان پر مشتمل ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے نبی! ہم نے تمہیں امت کے اعمال پر گواہ، اہلِ ایمان و اطاعت کو خوشخبری دینے اور کافر و نافرمان کو اللہ تعالیٰ کی گرفت اور عذاب کا ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی نصرت و حمایت اور تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو۔ (خازن، 4/103)

اُمّت پر نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حقوق کے پہلو سے اِس آیتِ کریمہ کو دیکھا جائے تو اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تین حقوق بیان فرمائے ہیں: ایمان، نصرت و حمایت اور تعظیم و توقیر۔ ہم ان تینوں حقوق کو کچھ تفصیل سے بیان کرکے مزید چند حقوق بیان کریں گے تاکہ علم میں اضافہ اور عمل کی توفیق ہو۔ **(1) ایمان** محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ایمان رکھنا فرض ہے اور یونہی ہر اس چیز کو تسلیم کرنا بھی لازم و ضروری ہے جو آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں۔ یہ حق صرف مسلمانوں پر نہیں بلکہ تمام انسانوں پر لازم ہے کیونکہ آپ تمام انسانوں کے لئے رسول ہیں اور آپ کی رحمت تمام جہانوں کے لئے اور آپ کے احسانات تمام انسانوں بلکہ تمام مخلوقات پر ہیں۔ جو یہ ایمان نہ رکھے وہ مسلمان نہیں، اگرچہ وہ دیگر تمام انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان رکھتا ہو۔ **(2) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت و حمایت** اللہ تعالیٰ نے روزِ میثاق تمام انبیاء و مرسلین عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نصرت و مدد کا عہد لیا تھا اور اب ہمیں بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نصرت و حمایت کا حکم دیا ہے۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تائید و نصرت میں جان، مال، وطن، رشتے دار سب کچھ قربان کردیا۔ دورانِ جنگ ڈھال بن کر پروانوں کی طرح آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نثار ہوتے رہے۔ فی زمانہ بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عزّت و ناموس کی حفاظت، آپ کی تعلیمات و دین کی بقاء و ترویج کی کوشش اسی نصرت و حمایت میں داخل اور مسلمانوں پر لازم ہے۔ **(3) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر** ایک انتہائی اہم حق یہ بھی ہے کہ دل و جان، روح و بدن اور ظاہر و باطن ہر اعتبار سے نبیِّ مکرم، رسولِ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اعلیٰ درجے کی تعظیم و توقیر کی جائے بلکہ آپ سے نسبت و تعلّق رکھنے والی ہر چیز کا ادب و احترام کیا جائے جیسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ملبوسات، نعلین شریفین، مدینہ طیبہ، مسجدِ نبوی، گنبدِ خضریٰ، اہلِ بیت، صحابۂ کرام اور ہر وہ جگہ جہاں پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے

پیارے قدم مبارک لگے، ان سب کی تعظیم کی جائے۔ ادب و تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ اپنی زبان وبدن اور اقوال وافعال میں امورِ تعظیم کو ملحوظ رکھے جیسے نامِ مبارک سنے تو درود پڑھے، سنہری جالیوں کے سامنے ہو تو آنکھیں جھکالے اور دل کو خیالِ غیر سے پاک رکھے، گنبدِ خضری پر نگاہ اٹھے تو فوراً ہاتھ باندھ کر درود و سلام کا نذرانہ پیش کرے۔ اسی ادب و تعظیم کا ایک نہایت اہم تقاضا یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے گستاخوں اور بے ادبوں کو اپنے جانی دشمن سے بڑھ کر ناپسند کرے، ایسوں کی صحبت سے بچے، ان کی کتابوں کو ہاتھ نہ لگائے، ان کا کلام و تقریر نہ سنے بلکہ ان کے سائے سے بھی دور بھاگے اور اگر کسی کو بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم میں ادنیٰ سی گستاخی کا مرتکب دیکھے تو اگرچہ وہ باپ یا استاد یا پیر یا عالم ہو یا دنیوی وجاہت والا کوئی شخص، اُسے اپنے دل و دماغ سے ایسے نکال باہر پھینکے جیسے مکھن سے بال اور دودھ سے مکھی کو باہر پھینکا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا حقوق کے ساتھ ساتھ علماء و محدثین نے اپنی کتب میں دیگر "حقوقِ مصطفیٰ" کو بھی بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، یہاں اختصار کے ساتھ مزید 4 حقوق ملاحظہ ہوں:

(1) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی اتباع نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ اور سنتوں کی پیروی کرنا ہر مسلمان کے دین و ایمان کا تقاضا اور حکمِ خداوندی ہے۔ آسمانِ ہدایت کے روشن ستارے یعنی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سلف صالحین اپنی زندگی کے ہر قدم پر حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے طریقے پر چلنے کو مقدم رکھتے اور اتباعِ نبوی سے ہرگز انحراف نہ کرتے۔ اِس اتباع میں فرض و واجب امور بھی ہیں اور مؤکد و مستحب چیزیں بھی۔ بزرگانِ دین دونوں چیزوں میں ہی کامل اتباع کیا کرتے تھے، اسی لئے کتبِ احادیث و سیرت میں صرف فرائض و واجبات کا بیان ہی نہیں بلکہ سنن و مستحبات اور آداب و معاملات و معاشرت کا بھی پورا پورا بیان ملتا ہے۔

(2) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی اطاعت رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا یہ بھی حق ہے کہ آپ کا ہر حکم مان کر اس کے مطابق عمل کیا جائے، جس بات کا حکم ہو اسے بجا لائیں، جس چیز کا فیصلہ فرمائیں اسے قبول کریں اور جس چیز سے روکیں اُس سے رُکا جائے۔ **(3) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے سچی محبت** امّتی پر حق ہے کہ وہ دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر اپنے آقا و مولا، سید المرسلین، رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے سچی محبت کرے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی محبت روحِ ایمان، جانِ ایمان اور اصلِ ایمان ہے۔ **(4) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر مبارک و نعت** ہم پر یہ بھی حق ہے کہ سرورِ موجودات، باعثِ تخلیقِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی مدح و ثنا، تعریف و توصیف، نعت و منقبت، نشرِ فضائل و کمالات، ذکرِ سیرت و سنن و احوال و خصائل و شمائلِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اور بیانِ حسن و جمال کو دل و جان سے پسند بھی کریں اور اِن اذکارِ مبارکہ سے اپنی مجلسوں کو آراستہ کرتے ہوئے اپنی زندگی کا معمول بھی بنالیں۔ قرآنِ پاک رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے فضائل و محاسن اور شان و مرتبہ کے ذکر مبارک سے معمور ہے، تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام حضور سیدُ المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی عظمت و فضیلت بیان فرماتے رہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے ذکر و نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وظیفۂ زندگی اور حرزِ جان تھا۔ دورِ صحابہ سے آج تک یہ سلسلہ جاری و ساری ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے خوش نصیب مداحوں نے نظم و نثر کی صورت میں اتنی نعتیں لکھ دی ہیں کہ اگر انہیں ایک جگہ کتابی صورت میں جمع کیا جائے تو بلا مبالغہ یہ ہزاروں جلدوں پر مشتمل، دنیا کی سب سے ضخیم کتاب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تمام حقوق بجالاتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سب سے اَوْلیٰ واعلیٰ ہمارا نبی

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی

حضرتِ سیِّدُنا عباس بن عبدُ المطّلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے عرض کی: یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! قریش بیٹھے ایک دوسرے کے حَسَب نَسَب پر گفتگو کر رہے ہیں اور انہوں نے آپ کے نسب پر طعن کیا ہے۔ تو حُضُورِ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِهِمْ مِنْ خَيْرِ فِرَقِهِمْ وَخَيْرِ الْفَرِيقَيْنِ، ثُمَّ تَخَيَّرَ الْقَبَائِلَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ قَبِيلَةٍ ثُمَّ تَخَيَّرَ الْبُيُوتَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ بُيُوتِهِمْ، فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا، وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا یعنی اللہ تعالیٰ نے مخلوق بنائی تو مجھے اس کے دو حصّوں میں سے بہتر حصّے میں رکھا، پھر قبیلے بنائے تو مجھے بہتر قبیلے میں رکھا، پھر گھر اور خاندان بنائے تو مجھے بہتر خاندان میں پیدا کیا، چنانچہ میں ساری مخلوق سے بہتر ہوں اور میرا خاندان بھی سب خاندانوں سے بہتر ہے۔

(ترمذی، 5/350، حدیث:3627)

شرحِ حدیث علّامہ حسین بن محمود شیرازی مُظْہِری حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی (سالِ وفات 727ھ) اس حدیثِ پاک کی شَرْح میں فرماتے ہیں: یعنی اللہ تعالیٰ نے مخلوق بناکر اس کے دو حصّے کئے: ایک عرب اور دوسرا عَجم، پھر مجھے بہتر حصّے یعنی عَرَب میں پیدا فرمایا پھر عَرَب کو مختلف قبیلوں میں بانٹا تو مجھے بہترین قبیلے یعنی قُریش میں رکھا، پھر قبیلوں میں خاندان بنائے تو مجھے بہتر خاندان یعنی بنو ہاشم میں پیدا فرمایا، سو میرا قبیلہ تمہارے قبیلوں سے بہتر ہے اور میرا خاندان تمہارے خاندانوں سے بہتر ہے اور جب یہ بات ذِہن نشین ہو گئی تو جان لو کہ میں خود بھی تمام مخلوقِ الٰہی سے افضل ہوں اور میرا خاندان بھی سب خاندانوں سے بہتر ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حُضُورِ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاکیزہ وُجود اور روشن نبوی صِفات کو بنظرِ عنایت حضرتِ آدم علیہ السَّلام کی مبارَک پُشْت میں محفوظ رکھا گیا، اس وجودِ مسعود کو جوہرِ مَحبت سے غذا دی گئی، حضرتِ آدم علیہ السَّلام اور ان کی اولاد نے آپ سے شرف پایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس پاکیزہ (نوری) وجود کو پُشْت دَرْ پُشْت نُزول کا حکم دیا حتّٰی کہ یہ مبارَک وجود بنو ہاشم تک پہنچ گیا، پس فضیلت اور شرافت کے اعتِبار سے نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مقام و مرتبہ ساری مخلوق میں وہی ہے جو تمام اَعْضا میں دل کا ہے۔

(المفاتیح فی شرح المصابیح، 6/102، تحت الحدیث:4478)

(3) فرامینِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم (1) تین وجوہ کی بنا پر عَرَب سے محبت کرو کہ میں عربی ہوں، قرآن مجید عربی میں ہے اور اہلِ جنّت کا کلام عربی ہے۔ (برکات آلِ رسول، ص235، 236) (2) اللہ تعالیٰ نے قریش کو ایسی سات صفات میں فضیلت دی ہے جو ان سے پہلے کسی کو دیں نہ بعد میں: (۱) میں قریش میں سے ہوں (۲) نبوّت (آخری نبی) ان میں ہے (۳) بیتُ اللہ شریف کی دربانی ان میں ہے (۴) حاجیوں کو پانی پلانا ان میں ہے (۵) اللہ تعالیٰ نے ہاتھیوں کے مقابلے میں ان کی مدد فرمائی (۶) انھوں نے دس 10 سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، اس وَقْت ان کے سوا کوئی عبادت کرنے والا نہیں تھا (۷) ان کے حق میں سورۂ قریش نازل ہوئی، جس میں ان کے سوا کسی کا ذکر نہیں۔ (برکات آل رسول، ص233، 234) (3) مجھے جبریلِ امین نے کہا: میں نے زمین کے شرق و غرب چھان ڈالے مگر مجھے بنی ہاشم سے زیادہ فضیلت والے کسی باپ کے بیٹے نہیں ملے۔ (برکات آل رسول، ص91)

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی مذکورہ حدیثِ پاک سے معلوم ہوا

کہ ہمارے نبیِّ محترم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سب نبیوں اور رسولوں سے افضل واعلیٰ ہیں کہ آپ خود ارشاد فرمارہے ہیں: میں خود ساری مخلوق سے بہتر وبَرتر ہوں۔ ترمذی شریف میں ہے کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ (ترمذی، 5/99، حدیث:3159) امامِ اہلِ سنّت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن اپنے رسالہ مبارکہ "تَجَلِّیُ الْیَقِیْن" (فتاویٰ رضویہ، جلد 30 صفحہ 129 تا 264) میں اس پر تفصیلی کلام فرمایا ہے۔

رحمتِ عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آباءواجداد کے ایمان پر ایک استدلال

علامہ زینُ الدّین محمد معروف بہ عبدُ الرَّءوف مُناوی علیہ رحمۃ اللہ الکافی (سالِ وفات:1031ھ) مذکورہ حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: "یعنی حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی اصل (ماں باپ) کے لحاظ سے بھی سب سے بہتر ہیں کیوں کہ آپ پُشت دَر پُشت پاک صُلبوں اور رحموں میں (نکاح کے ذریعے) منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ حضرت عبدُ اللہ کی پُشت میں پہنچے۔" (فیض القدیر، 2/294، تحت الحدیث:1735) معلوم ہوا کہ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سب آباءواجداد مؤمن و مُوَحِّد تھے، ان میں کوئی بھی کافر ومشرک نہیں تھا کیونکہ بحکمِ قراٰن مشرکین نہ تو پاک ہیں اور نہ ہی مؤمنین سے بہتر حالانکہ مذکورہ حدیثِ پاک کی رُو سے نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سب آباءواجداد کا پاک اور سب سے بہتر ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بارے میں ایک اور دلیل ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ﴿وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے۔ (پ2، البقرۃ:221) اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: میں ہر قَرن وطبقہ میں تمام قُرونِ بنی آدم کے بہتر سے بھیجا گیا یہاں تک کہ اس قَرن میں ہوا جس میں مَیں پیدا ہوا۔ (بخاری، 2/488، حدیث:3557) حضرت امیر المؤمنین مولی المسلمین سیّدنا علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وجہَہُ الکریم کی حدیث صحیح میں ہے: رُوئے زمین پر ہر زمانے میں کم سے کم سات مسلمان ضَرور رہے ہیں، ایسا نہ ہوتا تو زمین واہلِ زمین سب ہلاک ہوجاتے۔ (زرقانی علی المواہب، 1/327) عالمُ القراٰن حَبرُ الاُمّۃ حضرت سیّدنا عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے: حضرت نوح علیہ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام کے بعد زمین کبھی سات بندگانِ خدا سے خالی نہ ہوئی، ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اہلِ زمین سے عذاب دفع فرماتا ہے۔ (زرقانی علی المواہب، 1/328) جب صحیح حدیثوں سے ثابت کہ ہر قَرن وطبقے میں روئے زمین پر کم از کم سات مسلمان بندگانِ مقبول ضَرور رہے ہیں، اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حُضُورِ اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہر زمانے میں ہر قرن میں خیارِ قرن سے تھے، اور آیتِ قرآنیہ ناطِق کہ کوئی کافر اگرچہ کیسا ہی شریفُ القوم، بَالانسب ہو، کسی غلام مسلمان سے بھی خیر و بہتر نہیں ہوسکتا تو واجب ہوا کہ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آباء واُمّہات ہر قرن اور طبقہ میں انہیں بندگانِ صالح ومقبول سے ہوں ورنہ مَعَاذَ اللہ حدیثِ پاک میں ارشادِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم و قراٰنِ عظیم میں ارشادِ حق جَلَّ وعَلا کے مخالف ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ، 30/268،269)

اجتماعِ میلادشریف کی دلیل

محفلِ میلاد اس محفل کو کہا جاتا ہے جس میں نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت، ولادت کے وقت کے معجزات، حُضُورِ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا حسب نسب اورآپ کے فضائل وکمالات وغیرہ کا بیان ہو۔ اس مبارک محفل کی اصل مذکورہ حدیثِ پاک بھی ہے کہ اس حدیث شریف میں خود نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے نسب اور اس کی عظمت وشرافت کا اظہار فرمایا ہے۔ حضور سَرورِ کائنات صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کئی اور احادیث میں اپنے نسب کی رِفْعَت وبُلندی کو بیان فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اولادِ اسماعیل میں سے کِنانہ، کِنانہ میں سے قریش، قریش میں سے بنوہاشم اور بنوہاشم میں سے مجھے چُنا۔ (مسلم، ص962، حدیث:2276)

اللہ پاک کی ان پر بے شمار رحمتیں ہوں اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

باتیں میرے حضور کی

چہرہ نور کا

خضر حیات عطاری مدنی

حُسن و جمالِ مصطفےٰ حُضُور سرورِ کونین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات حُسن و کمال کا سَرچشمہ ہے۔ کائنات کے حُسن کا ہر ہر ذرّہ دہلیزِ مصطفےٰ کا ادنیٰ سا بھکاری ہے۔ زمانے کی تمام چمک دمک آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی کے دم قدم سے ہے۔ رَبِّ کریم نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو وہ جمالِ بے مثال عطا فرمایا کہ اگر اُس کا ظہورِ کامل ہو جاتا تو اِنسانی آنکھ اُس کے جلووں کی تاب نہ لاسکتی۔[1]

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالَم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

(ذوقِ نعت، ص204)

قراٰنِ کریم میں ذِکرِ حُسنِ مصطفےٰ رَبّ تعالٰی نے اپنے محبوب کے حسن و جمال کو نہایت ہی خوبصورت انداز میں کبھی سِرَاجًا مُّنِیْرًا (چمکتا چراغ) سے تعبیر فرمایا کیونکہ جس طرح چراغ سے مکان کی تاریکی دور ہوتی ہے اسی طرح آپ کے وجودِ مسعود سے کُفْر و شِرْک کی تاریکی دور ہوئی اور تمام عالَم نورِ ایمان سے منوّر ہوگیا، جس طرح جس گھر میں چراغ ہو اس میں چور نہیں آتا اسی طرح جس دل میں ان کی مَحبت کا چراغ روشن ہو شیطان اس کے ایمان کو چُرانے کے لئے نہیں آتا اور جس طرح چراغ گھر کے اندھیرے کو دور کرتا ہے اسی طرح یہ چراغ دل کے اندھیرے کو دور کرتا ہے۔ جی ہاں! جس گھر میں چراغ ہو وہاں بیٹھنے والے کا دل نہیں گھبراتا اور جس دل میں اس چراغ کی یاد ہو رَنج و اَلَم اس کے پاس بھی نہیں پھٹکتا۔ اور اگر سِرَاجًا مُّنِیْرًا سے مراد چمکا دینے والا آفتاب ہو تو معنی یہ ہو گا کہ جس طرح سورج کا نور سارے عالَم میں پھیلا ہوا ہے اسی طرح سارا جہان آپ کے نور سے منوّر ہے اور جس طرح سورج چمک دمک میں بقیہ ستاروں سے ممتاز ہے اسی طرح آپ بھی فضائل و کمالات میں بقیّہ انبیا سے ممتاز ہیں۔[2] اور کبھی رب تعالٰی نے ”طٰہٰ“ کا لقب دے کر آپ کو چودھویں کا چاند فرمایا، جی ہاں ”ط“ کے عدد نو ہیں اور ”ہ“ کے عدد پانچ ہیں یعنی رب فرماتا ہے: اے چودھویں کے چاند![3] اور ربِّ کریم و عظیم نے ”وَالنَّجْمِ“ سے جہاں آپ کو ”چمکتے تارے“ کے لقب سے نوازا[4] تو وہیں ”وَالضُّحٰی“ فرما کر آپ کے رخِ انور کے حُسن کا چرچا فرمایا۔[5] جہاں تک بات رہی ان پاک ہستیوں کی جو صبح و شام اس ”سراجِ مُنیر“ اور ”طٰہٰ“ کے دیدار سے مشرف ہوتے تھے، انہوں نے اپنے جذبات و احساسات و اِدراکات کے مُطابِق ان کے حُسن کو بیان کیا، اور حقیقت تو یہ ہے کہ ان کے حُسن کو کوئی بیان کر ہی نہیں سکتا۔

کسی جا ہے طٰہٰ و یٰسٓ کہیں پر
لقب ہے سراجا منیرا تمہارا

(قبالۂ بخشش، ص18)

چاند سے بڑھ کر حسین اگر حضرتِ اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ

نے یہ کہہ کر حُسنِ مصطفےٰ کو بیان کیا کہ ''آپ کا رنگ کمال روشن تھا، گویا آپ کا پسینہ موتی ہے۔''[6] تو حضرتِ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بار بار آسمان کے چاند اور مدینے کے چاند کو دیکھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مجھے چاند سے زیادہ حسین معلوم ہوتے تھے۔[7]

حُسن تجھ سا کہیں دیکھا نہ سنا حضرتِ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدحتِ مصطفےٰ میں کچھ یوں بولے: میں نے کوئی شے نبیِّ مکرّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے زیادہ خوبصورت نہ دیکھی، گویا آفتاب آپ کے چہرے میں رواں ہے[8] اور فرمایا: جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسکراتے دیواریں روشن ہو جاتیں اور دانتوں کا نور دھوپ کی کرنوں کی طرح ان پر پڑتا۔[9]

بعض صَحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہاں تک فرمایا: خوشی کے وَقْت چہرۂ مُبارَک اس قدر چمکتا کہ دیواروں کا عکس اس میں نظر آتا۔[10] حضرتِ سیّدُنا کَعْب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رُخِ مصطفےٰ کا نقشہ یوں کھینچا کہ جب آپ خوش ہوتے تو ایسے معلوم ہوتا گویا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا رُخِ انور چاند کا ٹکڑا ہے۔[11]

کسی نے جب حضرت سیّدنا بَرَاء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا چہرۂ مبارکہ تلوار کی مانند چمکتا تھا؟ فرمایا: نہیں! بلکہ چاند کی طرح چمکتا تھا۔[12]

حضرتِ سیّدَتُنا عائِشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ سے جب سوئی گر جاتی ہے اور ہر چند تلاش کے باوجود نہیں مل سکتی تو حضور ماہِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تشریف لاتے ہی رُخِ انور کی روشنی سے سارا کمرہ روشن ہو جاتا ہے اور سُوئی چمکنے لگ جاتی ہے۔[13]

سُوزنِ گم شدہ ملتی ہے تَبَسُّم سے ترے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

(ذوقِ نعت، ص25)

آنکھ بھر کر نہ دیکھ سکے آیئے حضرتِ سیّدَتُنا حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پہلی زیارت کے تأثرات بھی ملاحظہ کیجئے، فرماتی ہیں: حضور سیّدِ عالَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آپ کے حُسن و جمال کی وجہ سے میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا، میں آہستہ سے ان کے قریب ہو گئی اور اپنا ہاتھ ان کے سینہ مُبارَک پر رکھا تو آپ مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھنے لگے۔ حضورِ انور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آنکھوں سے ایک نور نکلا جو آسمان کی بلندیوں میں پھیل گیا۔[14]

حقیقت تو حضرتِ عَمْرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں، چنانچِہ فرمایا: میرے نزدیک رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بڑھ کر کوئی حسین تَر نہیں تھا، میں حُضُورِ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مقدّس چہرہ کو اُس کے جلال و جمال کی وجہ سے جی بھر کر دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا، اگر کوئی مجھے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے محامد و محاسن بیان کرنے کے لئے کہتا تو میں کیونکر ایسا کر سکتا تھا کیونکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آنکھ بھر کر دیکھنا میرے لئے ممکن نہ تھا۔[15]

کسے ہے دیدِ جمالِ خدا پسند کی تاب
وہ پورے جلوے کہاں آشکار کرتے ہیں

(ذوقِ نعت، ص197)

نُبوّت پر دلیل حضرتِ سیّدنا عبد اللہ بن رَوَاحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ مُبارَکہ میں روشن نشانیاں (دیگر معجزات) نہ بھی ہوتیں تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا چہرۂ انور ہی آپ کے نبی ہونے کی خبر دے دیتا۔[16]

حضرتِ سیّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا حُسن عالَم سے نرالا اور رنگِ بدن نہایت روشن تھا، جو آپ کا وصف بیان کرتا وہ چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دیتا اور آپ کا پسینہ مبارک چمک اور

صفائی میں موتی کے مانند تھا۔ (17)

آیئے حضرتِ سیّدُنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما کا ارشاد پڑھیئے اور حُبِّ مصطفٰے سے اپنے دل کو منوّر کیجئے، چنانچہ فرماتے ہیں: حضورِ انور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا سایہ نہ تھا آپ سورج کی روشنی میں کھڑے ہوتے تو آپ کے جسمِ انور کی روشنی سورج کی روشنی پر غالِب آجاتی اور اگر آپ چراغ کے پاس کھڑے ہوتے تو آپ کے جسمِ انور کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب آجاتی تھی۔ (18)

سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک و بے مثال حسن و جمال کے بارے میں کہاں تک لکھا جائے! اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لکھتے ہیں:

لیکن رضاؔ نے ختمِ سُخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خَلْق کا آقا کہوں تجھے

(حدائقِ بخشش، ص175)

---

(1) سبل الہدیٰ والرشاد، 2/8 ماخوذاً (2) الکلام الاوضح، ص125 ماخوذاً (3) ایضاً، ص126 (4) نورالعرفان، ص839 (5) الکلام الاوضح، ص126 ماخوذاً (6) مسلم، ص978، حدیث:6054 ماخوذاً (7) ترمذی، 4/370، حدیث:2820 (8) ترمذی، 5/369، حدیث:3668 (9) جامع معمر بن راشد ملحق بمصنف عبدالرزاق، 11/259، رقم:20490 (10) الکلام الاوضح، ص123 (11) بخاری، 2/488، حدیث:3556 ماخوذاً (12) ایضاً، حدیث:3552 (13) القول البدیع، ص302 (14) سیرت حلبیہ، 1/132 (15) مسلم، ص71، حدیث:321 ملخصاً (16) سبل الہدیٰ والرشاد 1/531 ماخوذاً (17) دلائل النبوۃ، ص360، رقم:554 (18) سبل الہدیٰ والرشاد، 2/40۔

مجلس دارالافتاء اہلِ سنّت کی پیش کردہ نئی کتاب

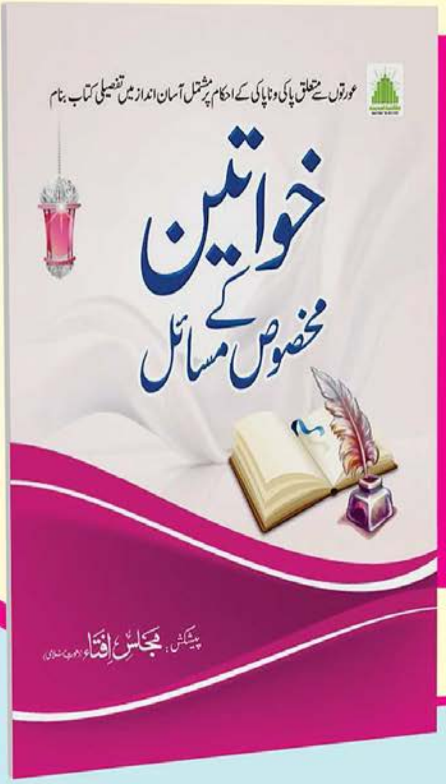

یہ کتابیں آج ہی
مکتبۃ المدینہ
MAKTABA TUL MADINAH
سے حاصل کیجئے۔

مجلس المدینۃ العلمیہ کی پیش کردہ نئی کتاب

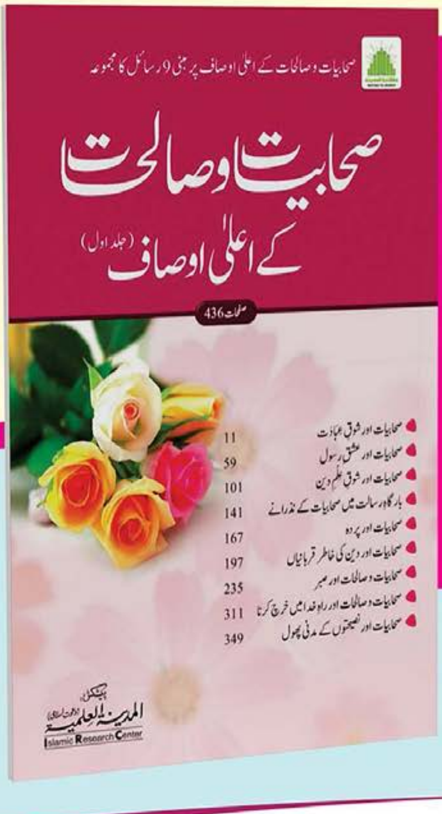

محمد عدنان چشتی عطاری مدنی

اللہ تعالیٰ نے نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کو جہاں بے مثال بشر ہونے کا شرف عطا فرمایا وہیں حِسّی و معنوی نورانیت سے بھی نوازا۔ حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم بشر بھی ہیں اور نور بھی یعنی نورانی بشر ہیں۔ ظاہری جسم شریف بشر ہے اور حقیقت نور ہے۔ (رسالۂ نور مع رسائل نعیمیہ، ص39)

سب سے پہلے نورِ محمدی کی تخلیق ہوئی حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سب سے پہلی تخلیق کے متعلّق سوال کیا تو حضور پُرنور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے خود اپنی نورانیت کو یوں بیان فرمایا: اے جابر! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ (الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف، ص63، حدیث:18، مواہب لدنیہ، 1/36) حضرت سیّدنا امام زینُ العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا: میں آدم علیہ السّلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں نور تھا۔ (مواہب لدنیہ، 1/39) حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا: جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت آدم علیہ السّلام کو پیدا فرمایا تو ان کے بیٹوں کو باہم فضیلت دی۔ آپ علیہ السّلام نے ان کی ایک دوسرے پر فضیلت ملاحظہ فرمائی۔ (پھر حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا:) آدم علیہ السّلام نے سب سے آخر میں مجھے ایک بلند نور کی صورت میں دیکھا تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے میرے رب یہ کون ہے؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارا بیٹا احمد ہے، یہ اوّل بھی ہے، آخر بھی ہے اور یہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہے۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، 5/483)

نورانیتِ مصطفےٰ بزبانِ اصحابِ مصطفےٰ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے نبیِ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کی نورانیت کے جلووں کو دیکھا تو سب نے اپنے اپنے انداز میں اظہار کیا: **1** حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا: حضور انور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کے سامنے کے مبارک دانتوں میں کُشادگی تھی، جب آپ گفتگو فرماتے تو اُن میں سے نور دکھائی دیتا تھا۔ (جامع صغیر، ص403، حدیث:6482) شیخ الاسلام علّامہ عبد الرءوف مُناوی علیہ رحمۃ اللہ الکافی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: یہ نور محسوس ہوتا تھا اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کی کُل ذاتِ شریفہ ظاہری و باطنی طور پر نور تھی حتّٰی کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم اپنے اصحاب میں سے جس کو چاہتے اُسے نور عطا فرماتے جیسا کہ حضرت سیّدنا طفیل بن عَمرو دَوسی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو عطا فرمایا۔ (فیض القدیر، 5/93 ملخصاً) **2** حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: بوَقتِ سحر کھو جانے والی سوئی حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کے چہرۂ انور کی روشنی کی کرن سے مل گئی۔ (القول البدیع، ص302 ملخصاً) **3** حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: جب نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم مسکراتے تو درو دیوار روشن ہوجایا کرتے تھے۔ (مصنف عبد الرزاق، 10/242، حدیث:20657 ملتقطاً)

نورانی بشریت یاد رہے! نور اور بشر ایک دوسرے کی ضد نہیں کہ ایک جگہ جمع نہ ہوسکیں کیونکہ حضرت جبریل علیہ السّلام نوری مخلوق ہونے کے باوجود حضرت سیّدتنا بی بی مریم رضی اللہ تعالٰی عنہا کے سامنے انسانی شکل میں جلوہ گر ہوئے تھے۔ جیسا کہ قراٰنِ حکیم میں ہے: ﴿فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا﴾ (پ16، مریم:17)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی بھیجا وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔ نیز حضرت مَلَکُ الموت علیہ السّلام بشری

صورت میں حضرت سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علٰی نَبِیِّنَاوعلیہ الصَّلٰوۃُوالسَّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (بخاری،1/450، حدیث:1339)

بزرگانِ دین کا عقیدہ جلیل القدر مُفَسِّرین، مُحَدِّثِین، علمائے ربّانِیّین اور اولیائے کاملین نے بھی نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نور ہونے کو بیان فرمایا۔ جیسا کہ قراٰنِ مجید کی آیت: ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ﴾ (پ6، المآئدۃ:15) (ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب) کے تحت امام ابو جعفر محمد بن جَریر طَبری (سالِ وفات310ہجری)، امام ابو محمد حسین بغوی (سالِ وفات 510ہجری)، امام فخر الدین رازی (سالِ وفات 606ہجری)، امام ناصر الدین عبداللہ بن عمر بَیضاوی (سالِ وفات 685ہجری)، علّامہ ابو البرکات عبداللہ نَسَفی (سالِ وفات 710ہجری) علّامہ ابو الحسن علی بن محمد خازِن (سالِ وفات 741ہجری)، امام جلال الدین سُیُوطی شافعی (سالِ وفات 911ہجری) رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین سمیت کثیر مُفَسِّرین نے فرمایا کہ اس آیتِ طیبہ میں موجود لفظ ”نور“ سے مراد نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ بابرکات ہے۔ حضرت علامہ قاضی عِیاض مالکی (سالِ وفات544ہجری) علیہ رحمۃ اللہ الہادِی فرماتے ہیں: حضورِ انور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا سایہ سورج چاند کی روشنی میں زمین پر نہیں پڑتا تھا کیونکہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نور ہیں۔ (الشفا،1/368)

نورِ مصطفٰے غالب آگیا شارحِ بخاری، امام احمد بن محمد قسطلانی (سالِ وفات923ہجری) قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جب ہمارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نور کو پیدا فرمایا تو اُسے حکم فرمایا کہ تمام انبیا کے نور کو دیکھے چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمام انبیا کے نور کو ہمارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نور سے ڈھانپ دیا۔ انہوں نے عرض کی: مولیٰ! کس کے نور نے ہمیں ڈھانپ لیا؟ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: هٰذَا نُوْرُ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ یعنی یہ عبداللہ کے بیٹے محمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا نور ہے۔ (مواہب لدنیہ،1/33)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نورانیتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے متعلّق تفصیل جاننے کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کا رسالہ ”صَلَاتُ الصَّفَاءِ فِیْ نُوْرِ الْمُصْطَفٰی“ (فتاویٰ رضویہ، 30/657) اور حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنَّان کے رسائلِ نعیمیہ میں شامل ”رسالۂ نور“ کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔

معجزات اور ان کی اقسام

ناصر جمال عطاری مدنی

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسانوں کو گمراہی سے بچانے اور سیدھا راستہ چلانے کے لئے انبیائے کرام علیہمُ السَّلام کو مبعوث فرمایا اور انہیں بے شمار کمالات اور خصوصیات سے نوازا، جن میں سے ایک **معجزہ** ہے۔ **معجزہ کسے کہتے ہیں؟** اعلانِ نبوت کے بعد نبی سے ایسا عجیب وغریب کام ظاہر ہو جو عادتاً ممکن نہیں ہوتا "معجزہ" کہلاتا ہے۔ معجزے کی تین قسمیں ہیں: (1) لازمی معجزات جیسے خوشبو دار پسینہ (2) عارضی اختیاری معجزات جیسے عصا کا اژدھا بن جانا (3) عارضی غیر اختیاری معجزات جیسے آیاتِ قرآنیہ کا نزول (مراٰۃ المناجیح، 8/53) معجزے کے ذریعے سچے اور جھوٹے نبی میں فرق ہوتا ہے اس لئے کوئی جھوٹا "نبوت کا دعویٰ" کرکے معجزہ نہیں دکھا سکتا۔ (المعتقد المنتقد، ص113)

آخری نبی محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معجزات

چونکہ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام نبیوں سے افضل ہیں اسی لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو انبیائے کرام علیہمُ السَّلام کے تمام معجزات عطا فرمائے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معجزات کی دو قسمیں ہیں: **(1) ذاتِ مبارکہ سے متعلق معجزات** آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک ذات کا ظاہر و باطن سراپا معجزہ ہے۔ **موئے مبارک کا معجزہ** یہ ہے کہ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ٹوپی میں رہے تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ہمیشہ دشمنوں پر فتح ملی۔ (عمدۃ القاری، 2/484، تحت الحدیث: 170) **لُعابِ مبارک کا معجزہ** یہ ہے کہ خیبر میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تعالٰی وجہَہُ الکریم کی دُکھتی آنکھ پر لگنے سے آرام آگیا۔ (بخاری، 2/294، حدیث: 2942) لعابِ دہن کنویں میں شامل ہوا تو اُس کے پانی سے شفا ملنے لگی۔ (طبقات ابن سعد، 1/392) **انگلیوں کا معجزہ** یہ ہے کہ اِن سے پانی کے چشمے جاری ہوجاتے۔ (بخاری، 2/493، حدیث: 3573) **پسینے کا معجزہ** یہ ہے کہ نہایت خوشبودار ہوتا۔ (مسلم، ص978، حدیث: 6055) **(2) ذاتِ مبارکہ کے علاوہ معجزات** **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے نبیِّ رحمت، شفیعِ امت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اس قسم کے بے شمار معجزات عطا فرمائے، ان میں سے چند ملاحظہ کیجئے: **(1) پتھر تیرنے لگا:** ایمان لانے سے قبل حضرتِ سیّدنا عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پانی کے کنارے کھڑے ہو کر نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے یہ مُطالبہ کیا کہ اگر آپ سچے ہیں تو دور پڑا پتھر پانی میں ڈوبے بغیر تسبیح کرتا ہوا آپ کے پاس آئے چنانچہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اشارہ فرمایا تو وہ پتھر ڈوبے بغیر بارگاہِ مصطفےٰ میں حاضر ہوا اور رسالت کی گواہی دی، نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پوچھا: اِتنا کافی ہے؟ حضرت سیّدنا عکرمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا: یہ پتھر واپس اپنی جگہ لوٹ جائے۔ چنانچہ وہ پتھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا حکم پاکر واپس لوٹ گیا۔ (تفسیر کبیر، 12/314) **(2) مردہ بیٹی زندہ کردی:** ایک شخص نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ایمان لانے کے لئے یہ شرط رکھی کہ میری بیٹی زندہ ہوجائے چنانچہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم قبر پر تشریف لے گئے اور اس کی مردہ بیٹی زندہ کردی۔ (زرقانی علی المواھب، 7/61)

(3) لکڑی تلوار بن گئی: جنگِ بدر میں حضرتِ سیّدنا عُکاشہ بن مِحصَن رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی، بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر فریاد کی تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک لکڑی عنایت فرمائی۔ جب حضرتِ سیّدنا عُکاشہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اسے ہاتھ میں لے کر ہلایا تو وہ سفید تلوار بن گئی جسے عَوْن کہا جاتا تھا،

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تمام عمر اُس تلوار کے ساتھ جہاد میں شرکت فرمائی اور فتح پائی۔(سیرت ابن ہشام، ص263) **4 سب سے بلند نظر آتے:** حضرتِ سیّدنا عبدالرحمٰن بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما جب پیدا ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قد بہت زیادہ چھوٹا تھا، نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو پیش کیا گیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں گُھٹّی دی، سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائے برکت فرمائی جس کا اثر یہ ظاہر ہوا کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ مجمع میں دراز قد نظر آتے۔ (الاصابۃ، 5/30)

5 درخت نے گواہی دی: آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بُلند و بالا شان ایسی ہے کہ جاندار تو جاندار بے جان چیزیں بھی آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تابِع فرمان ہیں۔ ایک مرتبہ رَسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک سفر میں تھے، اس دوران ایک اعرابی بارگاہِ مصطفےٰ میں حاضر ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُسے اِسلام کی دعوت دی، اس اَعرابی نے پُوچھا: کیا آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نبوّت پر کوئی گواہ بھی ہے؟ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا کہ ہاں، یہ درخت جو میدان کے کنارے پر ہے میری نبوّت کی گواہی دے گا۔ چنانچہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس دَرَخْت کو بُلایا تو حیرت اَنگیز طور پر وہ دَرَخْت فوراً زمین چیرتا ہوا اپنی جگہ سے چل کر بارگاہِ اَقْدس میں حاضِر ہوگیا اور اس نے باآوازِ بلند تین مَرتبہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نبوّت کی گواہی دی۔ پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُس کو اِشارہ فرمایا تو وہ درخت واپس اپنی جگہ چلا گیا۔ اَعرابی یہ معجزہ دیکھتے ہی مسلمان ہوا اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مُقدّس ہاتھ اور مبارک پاؤں کو والہانہ عقیدت سے چومنے کی سعادت بھی حاصل کی۔(زرقانی علی المواہب، 6/517 ملخصاً)

قیامت تک باقی رہنے والا معجزہ: نبیِّ اکرم، رحمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا سب سے بڑا معجزہ قراٰنِ کریم ہے کیونکہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دوسرے معجزات تو اپنے وَقْت پر ظاہر ہوئے اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زَمانے ہی کے لوگوں نے وہ معجزات مُلاحَظہ کئے مگر "قراٰنِ کریم" آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا قیامت تک باقی رہنے والا معجزہ ہے۔

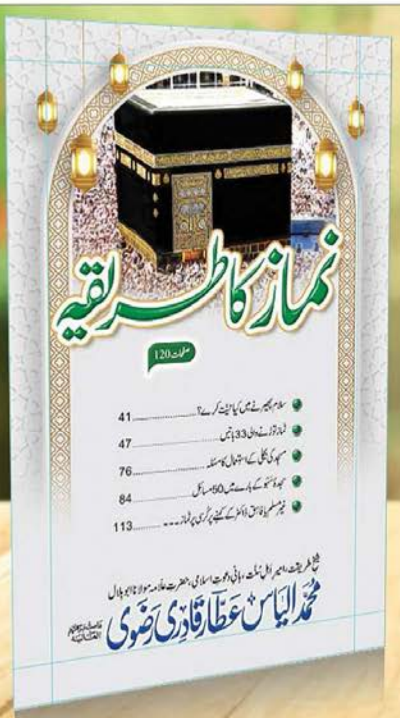

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا
محمد الیاس عطّار قادری دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ
کا نماز کے طریقے اور ضروری مسائل پر مشتمل اہم ترین رسالہ
نماز کا طریقہ
آج ہی مکتبۃ المدینہ سے حاصل کیجئے۔
ویب سائٹ www.dawateislami.net سے مفت ڈاؤن لوڈ کیجئے۔

وہ سمجھتے ہیں بولیاں سب کی

محمد عدنان چشتی عطاری مدنی

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو **اللہ** پاک نے بے شُمار کمالات سے نوازا ہے ۔ ان کمالات میں سے ایک دیگر مخلوقات اور خطوں کی زَبانوں کا جاننا بھی ہے۔ **حضور سب جانتے ہیں** ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو **اللہ** کریم نے تمام زَبانوں کا علم عطا فرمایا تھا جیسا کہ علّامہ احمد بن محمد صاوی مالکی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اَنَّ اللّٰہَ عَلَّمَہٗ جَمِیْعَ اللُّغَاتِ، فَکَانَ یُخَاطِبُ کُلَّ قَوْمٍ بِلُغَتِہِم یعنی **اللہ** پاک نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تمام زبانیں سکھا دی تھیں اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہر قوم سے اُسی کی زَبان میں کلام فرمایا کرتے تھے۔ (حاشیۃ الصاوی، پ13، ابراہیم، تحت الایۃ:4، 3/1014) شارحِ بُخاری امام احمد بن محمد قَسْطلانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے بھی اس بات کو کچھ لفظی اختلاف کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ (مواہب لدنیہ، 2/53) جب کبھی کوئی ایسا اجنبی آتا جس کی زبان کوئی نہ سمجھ سکتا تو ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہ صرف اس کی بات سمجھتے بلکہ اسی زبان میں جواب بھی ارشاد فرماتے۔ **رسولِ عربی کا عجمی زبان میں جواب** ایک مرتبہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس مسجدِ حرام میں ایک عجمی وفد پہنچا۔ ان میں سے کوئی بھی نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو نہیں جانتا تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے اپنی زَبان میں کہا: من ابون اسیر ان یعنی تم میں **اللہ** کے رسول کون ہیں ؟ حاضرین میں سے کوئی بھی ان کی بات نہ سمجھ سکا۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”اَشْکَدّ اور“ یعنی یہاں میرے پاس آگے آجاؤ، وہ قریب آگئے اور گفتگو کرنے لگے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم انہیں ان کی زَبان میں جواب دیتے رہے، آخر کار انہوں نے اسلام قبول کیا، آپ سے بیعت کی اور پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے۔ (نسیم الریاض، 2/134) مُفَسِّرِ شہیر حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم قدرتی طور پر تمام زَبانیں جانتے ہیں جب حضور جانوروں، پتّھروں، کنکروں کی بولیاں سمجھتے ہیں تو انسانوں کی بولی کیوں نہ سمجھیں گے۔ (مراٰۃ المناجیح، 6/335)

وہ سمجھتے ہیں بولیاں سب کی، وہی بھرتے ہیں جھولیاں سب کی
آؤ بازارِ مصطفٰے کو چلیں، کھوٹے سکے وہیں پہ چلتے ہیں

درخت کیوں چل کر آیا؟ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہ صِرف عَرَب و عَجم کی بولیاں جانتے تھے بلکہ بے زبانوں کی زبان بھی سمجھتے تھے جیسا کہ حضرت سیّدنا یَعْلٰی بن مُرَّہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے: نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک بار سفر میں کسی جگہ سو رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ ایک درخت زمین چیرتا ہوا آیا اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر سایہ کرلیا،

پھر واپس اپنی جگہ چلا گیا۔ جب نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بیدار ہوئے اور میں نے اس بات کا ذِکْر کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اس درخت نے اپنے ربّ سے اِجازت طَلَب کی تھی کہ وہ رسول اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو (یعنی مجھے) سلام کرے۔ اللہ کریم نے اسے اجازت عطا فرمائی۔

(مشکاۃ المصابیح، 2/393، حدیث:5922 مختصراً)

مشہور مُفَسِّر حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس واقعے کے تحت فرماتے ہیں: درخت کی یہ حاضِری صرف سایہ کرنے کے لیے نہ تھی بلکہ مجھے (نبی پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو) سلام کرنے کے لئے تھی اس سے معلوم ہوا کہ حُضُورِ انور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو جانور درخت بھی سلام کرتے ہیں دوسرے یہ کہ حُضُورِ انور سوتے میں بھی سلام کرنے والوں کے سلام سُنتے انہیں جواب دیتے ہیں آج بھی بعدِ وفات حُضُور کو دنیا سلام کرتی ہے۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالٰی خود اپنی مخلوق کو حضور کی بارگاہ میں سلام کرنے بھیجتا ہے۔ دیکھو درخت اللہ تعالٰی سے اجازت لے کر سلام کرنے آیا تھا۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/240)

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم، جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم، پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

(حدائقِ بخشش، ص112)

شُتُرِ ناشاد کی داد رسی حضرت سیِّدُنا یَعْلٰی بن مُرّہ رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: ہم نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ کہیں جارہے تھے کہ ہمارا گُزر ایک ایسے اونٹ کے پاس سے ہوا جس پر پانی دیا جارہا تھا۔ (یعنی اس وقت کھیت والے اس پر کھیت کو پانی دے رہے تھے۔) اُونٹ نے جب نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھا تو وہ بلبلانے لگا اور اپنی گردن آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے جھکا دی۔ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس کے پاس کھڑے ہوگئے اور فرمایا: اس اُونٹ کا مالِک کہاں ہے؟ مالِک حاضِر ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: یہ اُونٹ بیچتے ہو؟ اس نے عرض کی: نہیں، بلکہ یہ آپ کے لئے تحفہ ہے۔ مزید عرض کی کہ یہ ایسے گھرانے کا ہے کہ جن کے پاس اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اس اونٹ نے شکایت کی ہے کہ تم اس سے کام زیادہ لیتے ہو اور چارا کم ڈالتے ہو۔ اس کے ساتھ اچّھا سُلُوک کرو۔ (مشکاۃ المصابیح، 2/393، حدیث:5922 مختصراً) حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضورِ انور جانوروں کی بولی بھی سمجھتے ہیں۔ حضرتِ سُلیمان صِرْف چڑیوں چیونٹیوں (یعنی مخصوص جانوروں) کی بولی سمجھتے تھے، حُضُور شَجر و حَجر خشک و تر ساری مخلوق کی بولی جانتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور حاجَت روا مشکل کشا ہیں۔ یہ وہ مسئلہ ہے جسے جانور بھی مانتے ہیں جو انسان مسلمان ہو کر حضور کو حاجت روا، مشکل کشا نہ مانے وہ جانوروں سے بدتر ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور کی کچہری میں جانور بھی فریادی ہوتے تھے۔ ؎

یاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد، ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پر شترانِ ناشاد، گلۂ رنج و عنا کرتے ہیں

(حدائقِ بخشش، ص113)

لہٰذا اپنا ہر دکھ درد حضور سے کہو فریاد کرو۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/239)

یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ہم نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے دو بچے تھے، ہم نے انہیں پکڑ لیا، چڑیا آئی اور پھڑ پھڑانے لگی۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے تو دریافت فرمایا: کس نے اس کے بچّوں کے معاملے میں اسے تکلیف پہنچائی ہے؟ اس کے بچّے اسے لوٹا دو۔ (ابوداؤد، 3/75، حدیث:2675)

ہرنی کی فریاد حضرتِ سَیِّدُنا زید بن اَرْقم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نَبیِّ رَحْمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ ایک اَعْرابی کے خیمے کے پاس سے گزرا تو وہاں ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی۔ بے کسوں کے فریادرَس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر نَظر پڑتے ہی ہرنی نے عرض کی:

یَارَسُوْلَ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! یہ خیمے والا اَعرابی (دیہاتی) مجھے جنگل سے پکڑ کر لایا ہے، جبکہ میرے دو بچّے جنگل میں ہیں، میرے تھنوں میں دودھ گاڑھا ہورہا ہے یہ نہ تو مجھے ذَبْح کرتا ہے کہ میں اِس تکلیف سے راحت پاجاؤں اور نہ مجھے چھوڑتا ہے کہ اپنے بچّوں کو دودھ پلا آؤں۔ ہرنی کی فریاد سن کر مظلوموں کے فریادرَس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اگر میں تجھے چھوڑدوں تو کیا تُو اپنے بچّوں کو دودھ پلا کر واپس آجائے گی؟ عرض کی: جی ہاں! یَا رَسُوْلَ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں ضَرور واپس آؤں گی، اگر میں نہ آؤں تو اللہ پاک مجھے ناجائز ٹیکس وصول کرنے والے کا سا عذاب دے۔ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُسے چھوڑا تو وہ بڑی تیزی و بے قراری سے جنگل کی طرف چلی گئی اور تھوڑی دیر بعد واپس آگئی۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُسے خیمے کے ساتھ باندھ دیا۔ اتنے میں وہ اَعرابی بھی پانی کا مشکیزہ اٹھائے بارگاہِ رسالت میں حاضِر ہوگیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: یہ ہرنی ہمیں بیچ دو! عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ! یہ بطورِ ہدیہ پیشِ خدمت ہے۔ چنانچہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُسے آزاد فرمادیا۔ حضرتِ سَیِّدُنا زید بن اَرْقم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کی قسم! میں نے اس ہرنی کو دیکھا کہ وہ جنگل میں کلمہ پڑھتی ہوئی جارہی تھی۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، 6/35)

شان رحمت جوش پر آئی چھڑایا قید سے
بے کلی کے ساتھ جب ہرنی پکاری یارسول

(قبالۂ بخشش، ص90)

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: ہمارے حضور زندگی شریف میں تمام زَبانیں جانتے ہیں حتّٰی کہ لکڑی و پتّھر کی زَبانیں، جانور حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے فریادیں کرتے تھے اور اب بھی ہر زبان سے واقف ہیں، حضور کے روضہ پر ہر فریادی اپنی زَبان میں عرض و معروض کرتا ہے وہاں ترجمہ کی ضَرورت نہیں پڑتی۔ (مراٰۃ المناجیح،1/135)

ایمان کا اعلان کرنے والی گوہ حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللہ بن عُمَر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ قبیلۂ بنی سُلَیْم کا ایک اعرابی نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضِر ہوا اور کہنے لگا: میں اس وَقْت تک آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک میری یہ گوہ آپ پر ایمان نہ لائے۔ یہ کہہ کر اس نے گوہ کو آپ کے سامنے ڈال دیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے گوہ کو پکارا تو اس نے "لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْكَ" اتنی بُلند آواز سے کہا کہ تمام حاضِرین نے سُن لیا۔ پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پوچھا: تیرا معبود کون ہے؟ گوہ نے جواب دیا: میرا معبود وہ ہے کہ جس کا عرش آسمان میں ہے اور اسی کی بادشاہی زمین میں ہے، اس کی رَحْمت جنّت میں ہے اور اس کا عذاب جہنّم میں ہے۔ پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پوچھا: اے گوہ! یہ بتا کہ میں کون ہوں؟ گوہ نے بُلند آواز سے کہا: اَنْتَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ، آپ رب العالمین کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں قَدْ اَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَكَ، جس نے آپ کی تصدیق کی وہ کامیاب ہوگیا وَقَدْ خَابَ مَنْ كَذَّبَكَ اور جس نے آپ کو جُھٹلایا وہ نامراد ہوگیا۔ یہ مَنْظر دیکھ کر اعرابی(دیہاتی) اس قدر متأثر ہوا کہ فوراً ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا کہ یَارسولَ اللہ!(صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) میں جس وقت آپ کے پاس آیا تھا تو میری نظر میں روئے زمین پر آپ سے زیادہ ناپسند کوئی آدمی نہیں تھا لیکن اس وقت میرا یہ حال ہے کہ آپ میرے نزدیک میری جان اور میرے والدین سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: خُدا کے لئے حمد ہے جس نے تجھ کو ایسے دین کی ہدایت دی جو ہمیشہ غالب رہے گا اور کبھی مغلوب نہیں ہو گا۔ پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کو سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کی تعلیم دی۔ اعرابی قراٰن کی ان دو سورتوں کو سن کر کہنے لگا کہ میں نے بڑے بڑے فصیح و بلیغ، طویل و مختصر ہر قسم کے کلاموں کو سنا ہے مگر خُدا کی قسم! میں نے آج تک اس سے بڑھ کر اور اس سے بہتر کلام کبھی نہیں سنا۔

(معجم اوسط،4/283،حدیث:5996 مختصراً)

(قسط:01)

دیدارِ رسول اور اس کی برکتیں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مولانا محمد عدنان چشتی عطّاری مَدَنی

اللہ پاک نے بے شمار مخلوقات کو پیدا فرمایا، جن میں بعض خوبصورت اور کچھ خوبصورت ترین بھی ہیں کہ جنہیں دیکھتے رہنے کو جی چاہتا ہے۔ ایک پیکرِ دِل نشین ایسا بھی پیدا فرمایا کہ جس نے اُسے دیکھا، بس دیکھتا ہی رہ گیا اور دوبارہ دیکھنے کا ارمان دل میں لئے رہا۔ جو ظاہری آنکھوں سے نہ دیکھ سکا جب اُس نے اُس پیکرِ نور کے ضیاء بار چہرے، سُرمگیں آنکھوں، گُلِ قدس کی پتیوں جیسے لَبوں، دُرِّ عدن جیسے نور برساتے دانتوں، زُلالِ حلاوت سے تَر کُنجیِ کُن زباں اور اونچی بِنی مبارک کی رفعت کا ذکر سُنا یا پڑھا تو اِس جمالِ جہاں آرا کی جھلک دیکھنے کو ترسنے لگا، دن رات اسی رُخِ جاناں کی زیارت کو تڑپنے لگا، کرم ہوا اور وہ نورِ مُجسَّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کرم فرماتے ہوئے خواب میں تشریف لے آئے۔ جی ہاں ایسا کرم بے شمار امتیوں پر فرمایا کہ اپنے دیوانوں کی آنکھوں کو نور اور دِلوں کو سرور سے معمور کرنے کے لئے وہ پیکرِ نور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بارہا بیداری میں اور بے شمار بار خوابوں میں ظُہور فرما ہوئے۔

چہرۂ مصطفٰے کی زیارت عبادت ہے: جس خوش بخت نے اُس رُخِ والضُّحیٰ کو ایمان کی حالت میں جاگتے ہوئے دیکھا یا ان کی صحبت سے فیض یاب ہوا اور ایمان کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوا وہ صحابی کہلایا اور جس نے خواب میں اُس رُخِ روشن کو دیکھا وہ بھی برکتوں اور رحمتوں سے محروم نہ رہا۔

جیسا کہ حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: خیال رہے کہ حُضورِ انور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا چہرہ دیکھنا بھی اعلیٰ عبادت ہے جیسے قرآنِ مجید کا دیکھنا بھی عبادت ہے بلکہ قرآنِ مجید کو دیکھنے سے چہرۂ انور دیکھنا اعلیٰ و افضل ہے کہ قرآن کو دیکھ کر مسلمان صحابی نہیں بنتا حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا چہرہ دیکھ کر صحابی بن جاتا ہے، اُن کا نام مسلمان بنائے، اُن کا چہرہ صحابی بنائے اور اُن کا تصوُّر عارِف بناتا ہے۔ فِرشتے قَبْر میں وہ چہرہ ہی دکھاتے ہیں، پہچان کراتے ہیں، قرآنِ مجید یا کعبۂ معظمہ نہیں دکھاتے۔ انہیں کے چہرے کی شناخت پر قبر میں بیڑا پار ہوتا ہے۔[1]

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چہرۂ انور کا حسن و جمال اتنا بے مثال تھا کہ صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کی خواہش ہوتی کہ ہر وقت اس خوبصورت و نورانی چہرے کو دیکھتے رہیں، صحابۂ کرام نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چہرۂ انور کے دیدارِ فرحت آثار سے کس طرح اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک اور دِلوں کو راحت پہنچاتے تھے اسے اس واقعہ سے سمجھا جاسکتا ہے: ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس ایک صحابی رضی اللہ عنہ آپ کو یوں دیکھ رہے تھے کہ نظر ہٹاتے ہی نہیں تھے۔ پُرنور چہرے کو ٹکٹکی باندھے دیکھتے ہی رہتے تھے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اس کی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے عرض کی:

بِاَبِی اَنْتَ وَاُمِّی اَتَمَتَّعُ مِنَ النَّظَرِ اِلَیْكَ یعنی میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں آپ کے چہرۂ انور کی زیارت سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔(2)

دیدارِ رسول کی برکتیں: صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کی خوش نصیبی کے بھی کیا کہنے! انہوں نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دیدار کا شرف پایا، کوئی حاجت ہوتی تو رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو جاتے اور اپنا مسئلہ حل کروا لیتے۔ جس طرح نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی حیاتِ ظاہری میں فیض لٹایا اور اپنے صحابہ کی مشکلات کو حل فرمایا، اسی طرح حیاتِ ظاہری کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا، کبھی خواب میں اپنے عاشقوں کو زیارت سے مشرف فرمایا، کسی کو اپنے پاس بلایا، تو کسی کی مشکل کشائی فرمائی، کسی کو شہادت کا مُژدہ سنایا، تو کسی کی دادرسی فرمائی۔ ایسے بے شمار واقعات سے کتابیں مالامال ہیں۔

خواب میں نبیِ پاک کو دیکھنا: خواب میں نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دیدار ہونا ایسی روشن حقیقت ہے کہ جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا کیونکہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود ارشاد فرمایا: وَمَنْ رَاٰنِی فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِی، فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ فِی صُوْرَتِی یعنی اور جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو بے شک اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔(3)

ایک اور حدیثِ پاک میں یوں فرمایا: مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَةِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ یعنی جس نے خواب میں مجھے دیکھا وہ عنقریب بیداری میں بھی مجھے دیکھے گا اور شیطان میرا ہم شکل نہیں ہو سکتا۔(4)

حفاظتِ ایمان کی سند: اس حدیثِ پاک کے تحت شارحِ بُخاری حضرتِ علّامہ مفتی محمد شریفُ الحق امجدی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: بعدِ وصال بھی اگر کوئی حُضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خواب میں زیارت سے مُشرَّف ہو تو حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُس پر کرم فرمائیں گے اور بیداری میں بھی اپنی زیارت سے مُشرَّف فرمائیں گے۔ دوسری تاویل یہ کی گئی ہے کہ وہ (خواب میں دیدار کرنے والا) آخرت میں حُضورِ اَقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دیدار کرے گا یعنی مخصوص طریقے سے قربِ خاص میں باریاب (یعنی حاضِری کی اِجازت پانے والا) ہو گا اور اُس کا خاتمہ اِیمان پر ہو گا۔(5)

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ہر زیارت کرنے والا اپنی اپنی ایمانی حیثیت کے مطابق حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کرتا ہے، حضرت علامہ محمد اسماعیل حقّی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: جس نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خواب میں زیارت کی اور کوئی ناپسندیدہ بات نہیں تھی (مثلاً سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ناراض نہیں تھے) تو وہ عمدہ حال میں رہے گا، اگر ویران جگہ پر دیدار کیا تو وہ ویرانہ سبزہ زار میں بدل جائے گا۔(6)

ہر رات دیدارِ مصطفےٰ: کروڑوں مالکیوں کے عظیم پیشوا حضرت امام مالک رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے تھے، کوئی رات ایسی نہیں گزری میں نے جس میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت نہ کی ہو۔(7)

کیا خواب میں دیکھنے والا بھی صحابی ہے؟ خوب یاد رہے کہ جسے خواب میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت ہو وہ ہرگز ہرگز صحابی نہیں۔ صحابی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ظاہری زندگی میں اِیمان کی حالت میں آپ کی زِیارت یاصحبت کا شرف حاصل ہو، چاہے ایک لمحے کیلئے ہی ہو اور پھر اِیمان پر خاتمہ بھی ہو۔(8) ایسے بھی بدنصیب ہوئے جنہوں نے اِیمان کی حالت میں زِیارت کا شرف پایا لیکن بعد میں اِسلام سے پھر گئے۔ منافقین بھی کلمہ پڑھتے تھے لیکن دراصل وہ کافِر تھے اس لیے کہ وہ اندر سے نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مخالِف تھے، اِسی لئے صحابی نہ ہوئے۔

(1) مراٰۃ المناجیح، 8/60 (2) الشفا، 2/20 مختصراً (3) بخاری، 1/57، حدیث: 110 (4) بخاری، 4/406، حدیث: 6993 (5) نزہۃ القاری، 5/846 (6) روح البیان، 9/230، پ27، النجم، تحت الآیۃ: 18 (7) حلیۃ الاولیاء، 6/346، رقم: 8855 (8) فتح الباری، 8/3۔

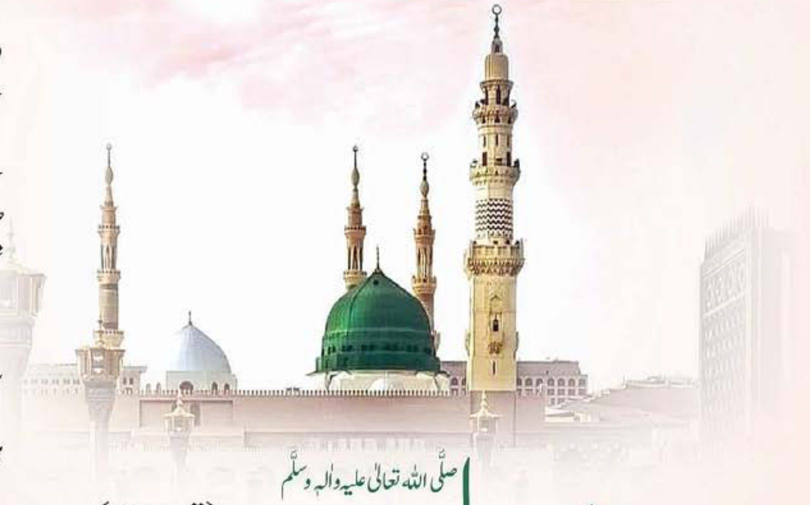

دیدارِ رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور اس کی برکتیں (قسط:02)

مولانا محمد عدنان چشتی عطاری مَدَنی

رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بخشش و عطا کی بھی کیا بات ہے! بعدِ وصال بھی غلاموں کو اپنے چہرۂ وَالضُّحیٰ کے انوار و تجلیات سے روشن و منوّر فرمارہے ہیں۔ وصالِ ظاہری کے بعد بھی کئی خوش نصیبوں کو کبھی خواب میں، تو کبھی بیداری میں اپنے دیدار کی سعادت عطا فرمائی۔ بیداری میں تشریف آوری کا یہ فیضان ایسا وسیع ہے کہ بعد میں آنے والے بے شمار کاملین نے اپنے قلوب و اَذہان کو اُس پیکرِ نور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت سے منوّر کیا ہے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بیداری میں تشریف فرما ہونے اور غلاموں کو اپنے لطف و کرم سے مستفید فرمانے پر اکابر علمائے اُمّت اور عُلَمائے محققین کی اتنی تصریحات موجود ہیں کہ ان تمام کو نقل کرنے کے لئے کثیر صفحات درکار ہیں۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقَظَةِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ یعنی جس نے خواب میں مجھے دیکھا وہ عنقریب بیداری میں بھی مجھے دیکھے گا اور شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔[1]

اس حدیثِ پاک کی شرح میں جلیلُ القدر امام ابو محمد عبد اللہ بن ابی جمرہ مالکی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: یہ حدیثِ پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس نے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو خواب میں دیکھا وہ عنقریب بیداری میں دیکھ لے گا۔ یہ حدیثِ پاک اپنے عموم پر ہے جس میں حیاتِ ظاہری اور بعدِ وصال کی کوئی قید نہیں ہے، الفاظِ حدیث تو عموم ہی کا فائدہ دیتے ہیں اور جو کوئی نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تخصیص کے بغیر اپنی طرف سے خود بخود تخصیص کا دعویٰ کرے وہ تکلف سے کام لینے والا ہے۔[2]

بے شک بعدِ وفات نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھنا اور آپ سے فیض لینا اُمّتِ محمدیہ کے بکثرت کاملین کے لئے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ

قیدیوں کو آزاد کرنے والا کون؟ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کا دورِ خلافت تھا جنگِ مرجُ القبائل کے پہلے دن رومی لشکر ایک بہادر اور جنگی داؤ پیچ میں مہارت رکھنے والے مجاہد حضرت ابوالھَول دَامِس رحمۃُ اللہِ علیہ کو قیدی بنا کر لے گیا۔ دوسرے دن اِسلامی لشکر پوری تیاری کے ساتھ میدان میں موجود تھا، دونوں لشکروں میں جنگ جاری تھی، یکایک مجاہدین نے دیکھا کہ رومی لشکر کے پیچھے سے صفیں چیرتے ہوئے، رومیوں کی لاشوں کے ڈھیر لگاتے ہوئے چند مجاہدین آگے بڑھتے چلے آرہے ہیں۔ پہلے تو مجاہدین نے سمجھا کہ شاید یہ فرشتے ہیں جو اللہ پاک نے ہماری مدد کے لئے بھیجے ہیں لیکن جوں ہی وہ قریب آئے تو دیکھا کہ یہ تو وہی حضرت دامس رحمۃُ اللہِ علیہ اور ان کے ساتھی ہیں کہ جنہیں کل قیدی بنالیا گیا تھا۔ جب لشکر کے امیر حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہُ عنہ نے حضرت دَامِس رحمۃُ اللہِ علیہ سے پوچھا: آپ کہاں تھے؟ پورا لشکر آپ کے لئے فکر مند تھا۔ تو انہوں نے بتایا: کل دشمنوں نے ہم پر غلبہ پاکر میرے ساتھیوں سمیت مجھے قیدی بنالیا اور ہمیں لے جاکر زنجیروں سے باندھ دیا۔ جب رات ہوئی تو میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا بَاْسَ عَلَیْكَ یَا دَامِسُ اِعْلَمْ اَنَّ مَنْزِلَتِیْ عِنْدَ اللہِ عَظِیْمَةٌ یعنی اے دَامِس فکر نہ کرو، جان لو! اللہ پاک کے ہاں میرا مقام و مرتبہ بہت بڑا ہے۔ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میری زنجیروں پر اپنا دستِ مبارک رکھا تو وہ فوراً کھل گئیں، اسی طرح آپ صلَّی اللہ علیہ

واٰلہٖ وسلَّم نے میرے دیگر ساتھیوں کی زنجیریں بھی کھول دیں اور فرمایا: اَبْشِرُوْا بِنَصْرِ اللهِ فَاَنَا نَبِيُّكُمْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ یعنی خوش ہو جاؤ اللہ کریم کی مدد سے، میں تمہارا نبی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ ہوں۔ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَقْرِئْ عَنِّیْ مَیْسَرَۃَ السَّلَامَ وَقُلْ لَّهُ جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا یعنی اے دامس! میسرہ کو میرا اسلام کہنا اور انہیں کہنا کہ اللہ پاک تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔(3)

بیداری میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کرنا بالکل ممکن بلکہ کثیر اولیاوصالحین کے لئے ثابت بھی ہے۔ امام جلالُ الدّین سیوطی رحمۃُ اللہِ علیہ کے زمانے میں جب کچھ لوگوں نے اس کا انکار کیا تو آپ نے تَنْوِيْرُ الْحَلَك نامی رسالہ لکھ کر نہ صرف اس مسئلے پر دلائل قائم فرمائے بلکہ مخالفین کا رد بھی فرمایا۔ امام ابنِ حجر مکی، شارحِ بخاری امام سراجُ الدّین ابنِ ملقن، امام زُرقانی، شارحِ بخاری امام قَسطلانی، امام محمد بن یوسف شامی، امام ابنُ الحاج مالکی، امام ابنِ ابی جمرہ مالکی وغیرہ جلیلُ القدر ائمہ رحمۃُ اللہِ علیہم نے اپنی اپنی کتابوں میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ بیداری میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دیدار ممکن ہے جبکہ بعض علما نے بیداری میں دیدارِ رسول کے واقعات بھی نقل فرمائے ہیں جیساکہ

بیداری میں 75 بار دیدار کیا: حضرت علّامہ جلالُ الدّین سُیُوطی شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ کو جب ایک آدمی نے بادشاہ کے پاس سفارش کے لئے چلنے کی درخواست لکھی تو آپ نے اس کے جواب میں لکھا: میرے بھائی! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میں اِس وَقت تک رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ بابَرَکت میں 75 بار بیداری کی حالت میں بالمشافہ حاضر ہوچکا ہوں۔ اگر مجھے بادشاہ واُمَراء کے پاس جانے میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت سے محرومی کا خوف نہ ہوتا تو ضَرور قلْعہ میں جاتا اور بادشاہ سے تمہاری سِفارش کرتا۔ میں ایک خادمِ حدیث ہوں، جن حدیثوں کو مُحَدِّثین کرام نے اپنی تحقیق میں ضعیف کہا ہے ان کی تصحیح کے لئے حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف محتاج ہوں اور بلاشبہ اس کا نَفْع تمہارے ذاتی نفع سے کہیں زیادہ ہے۔(4)

اللہ پاک کے ایک ولی کسی فقیہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اُس فقیہ نے ایک حدیث بیان کی تو وہاں موجود وَلِیُّ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث باطل ہے۔ فقیہ نے کہا: آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ تو اُس اللہ کے ولی نے کہا: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمہارے پاس کھڑے فرمارہے ہیں: یہ میرا فرمان نہیں ہے۔ اُس فقیہ کی آنکھوں سے پردے ہٹ گئے اور اُنہوں نے بھی رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دیدار کرلیا۔(5)

حضرت شیخ ابو العباس مُرْسی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اگر حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم لمحہ بھر کے لئے میری نگاہوں سے اوجھل ہوجائیں تو میں اپنے آپ کو (خاص مقرب) مسلمانوں میں سے شمار نہ کروں۔(6)

حضرت ابو اللطائف ابن فارس وفائی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: میرے شیخ حضرت علی رحمۃُ اللہِ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں پانچ سال کا تھا تو میں شیخ یعقوب رحمۃُ اللہِ علیہ کے پاس قراٰنِ پاک پڑھنے جاتا تھا۔ ایک دن جب میں ان کے پاس گیا تو میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو نیند میں نہیں بلکہ بیداری میں دیکھا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سفید سوتی قمیص زیبِ تن کئے ہوئے ہیں، پھر اس جیسی قمیص میں نے اپنے جسم پر بھی دیکھی۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: پڑھو! میں نے سُوْرَۃُ الضُّحٰی اور سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھی۔ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میری نگاہوں سے اوجھل ہوگئے۔ میں اکیس سال کا ہوا تو (ایک دن) جب مقامِ "قَرَافہ" میں فجر کی نماز شروع کی تو میں نے اپنے سامنے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھا، آپ نے مجھے سینے سے لگایا اور فرمایا: ﴿وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾
ترجَمۂ کنزُالایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو، اس وقت سے مجھے گفتگو میں کمال حاصل ہوگیا۔(7)

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ جو رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے قربِ خاص رکھتا ہے وہ بعض اوقات آقائے دوجہاں صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے رُخِ روشن کا مشاہدہ بھی کرتا ہے اور حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے اُن غلاموں سے کلام بھی فرماتے ہیں، مصافحہ ومعانقہ کا شرف بھی عطا فرماتے ہیں۔ مگر اس مقامِ رفعت کو پانے کے لئے دل کا تزکیہ، نگاہ کی پاکیزگی اور عشقِ رسول بے حد ضروری ہے۔

---

(1) بخاری، 4/406، حدیث: 6993 (2) بہجۃ النفوس، 4/237 ملخصاً (3) فتوح الشام، 2/8 (4) میزان الشریعۃ الکبریٰ، ص 55 (5) الحاوی للفتاویٰ، 2/314 (6) الحاوی للفتاویٰ، 2/312 (7) الحاوی للفتاویٰ، 2/314۔

دیدارِ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور اس کی برکتیں (قسط:03)

مولانا محمد عدنان چشتی عطاری مَدَنی

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دیدار کی بھی کیا بات ہے۔ بے شمار اولیا و صُلحا وہ ہیں کہ جنہوں نے خواب میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کا شرف پایا، اگر ان تمام واقعات کو جمع کیا جائے تو کئی جلدوں پر مشتمل کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ یوں تو بے شمار افراد اَن گِنَت خواب دیکھتے ہی رہتے ہیں لیکن قربان جایئے مصطفٰے جانِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر کہ ان کا خواب میں تشریف لانا بھی کیسا باکمال ہے کہ عقل دَنگ رہ جائے۔ کسی کو خواب میں رُخسار پر بوسہ دیں تو حقیقت میں نہ صرف گال کو مہکا دیں بلکہ پورے کے پورے گھر کو اپنی مبارک خوشبو سے عطر دان بنا دیں جیسا کہ حضرت محمد بن سعید رحمۃُ اللہِ علیہ کے خواب میں تشریف لاکر رخسار پر بوسہ دیا جس سے اُن کی آنکھ کھل گئی، اُن کی اہلیہ بھی جاگ اُٹھیں، اس وقت سارا گھر مُشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بوسے کی برکت سے اُن کا رُخسار بھی آٹھ دن تک خوشبو سے مہکتا رہا۔[1]

نابینا کو بینائی عطا فرما دی: ان کا خواب میں جلوہ افروز ہونا بھی کیسا مشکل کشائی کرتا ہے کہ بسا اوقات نابینا کو بینائی عطا فرما دیتے ہیں جیسا کہ جلیلُ القدر امام و مُحَدِّث حضرت یعقوب بن سفیان فَسْوِی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: میں نے طلبِ حدیث کے لئے کئی شہروں کا سفر کیا۔ ایک بار میری ملاقات ایک شیخ سے ہوئی، میں ان کے پاس رہنا چاہتا تھا تاکہ زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکوں۔ میرے پاس نَفْقَہ قلیل (یعنی خرچہ کم) تھا نیز میں مُسافر بھی تھا، اس لئے ہمیشہ رات میں تحریری کام کیا کرتا اور دن میں شیخ کو سنا دیتا۔ میں ایک رات حسبِ معمول لکھ رہا تھا حالانکہ رات کافی گزر چکی تھی اچانک میری آنکھوں میں پانی اُتر آیا اور میری بینائی جاتی رہی۔ مجھے میرا چراغ اور گھر کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ میں اپنی بینائی اور حصولِ علم کی نعمت سے محرومی پر زار و قطار رونے لگا۔ آخر کار روتے روتے میں نے ایک جانب ٹیک لگائی تو میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں اپنے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کا شرف پایا۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے یعقوب بن سفیان! کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میری بینائی چلی گئی، مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ غریبُ الوطن ہوں، آپ کی احادیث لکھنے کی نعمت سے محروم ہو گیا ہوں۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”قریب آؤ“، میں قریب ہو گیا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میری آنکھوں پر اپنا دستِ رحمت یوں پھیرا جیسے کچھ دَم فرما رہے ہوں۔ حضرت یعقوب بن سفیان فَسْوِی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: پھر میں بیدار ہوا تو میری آنکھیں روشن ہو چکی تھیں اور مجھے سب کچھ نظر آرہا تھا۔ پس میں نے فوراً اپنا نسخہ اٹھایا اور چراغ کی روشنی میں احادیث لکھنا شروع کر دیں۔[2]

آپ کی مہمان نوازی مرحبا: کسی بھوکے کے خواب میں تشریف لائیں تو عالَمِ رؤیا میں ہی ایسی تازہ روٹی عطا فرمائیں کہ جو کھالی سو کھالی اور جو بچ گئی وہ ہاتھ میں موجود پائی جیسا کہ جلیلُ القدر عارف و امام، شیخُ الشام، ابو عبدُاللہ احمد بن یحییٰ ابن الجلاء رحمۃُ اللہِ علیہ (وفات: 306ھ) فرماتے ہیں: میں مدینۂ منوّرہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں حاضر ہوا تو مجھ پر فاقے گزرے۔ میں اپنے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مزار پُرانوار پر حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: اَنَا ضَیْفُكَ یعنی میں آپ کا مہمان ہوں۔ پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا، میں نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھا آپ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی۔ میں خواب میں

ہی کھانے لگا، ابھی آدھی ہی کھائی تھی کہ آنکھ کھل گئی اور باقی آدھی روٹی ابھی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔ (3)

مدینے کی دعوت: حضرت سیّدنا بلال حَبشی رضی اللہ عنہ جن دنوں ملکِ شام میں رہا کرتے تھے آپ کو ایک دن خواب میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت ہوئی تو آقائے کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مَاھٰذِہِ الْجَفْوَۃُ یَا بِلَال "اے بلال! یہ کیا جفا ہے؟ تم ہم سے ملاقات کرنے نہیں آتے؟" حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیدار ہوگئے۔ آپ نے فوراً رختِ سفر باندھا اور اللہ پاک کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضری کے لئے روانہ ہوگئے۔ (4)

حضرت امام ابوعبدُ اللہ محمد بن موسیٰ مالکی (وفات: 683ھ) نے اپنی ایمان افروز کتاب "مِصْبَاحُ الظَّلَام فِی الْمُسْتَغِیْثِیْنَ بِخَیْرِ الْاَنَام فِی الْیَقْظَۃِ وَالْمَنَام" میں اور حضرت امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃُ اللہ علیہ نے "شَوَاھِدُ الْحَق فِی الْاِسْتِغَاثَۃِ بِسَیِّدِ الْخَلْق" میں ایسے کئی واقعات ذکر فرمائے ہیں۔

موئے مبارک خود عطا فرمائے: حضرت شاہ عبدُ الرّحیم دہلوی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مجھے بخار ہوگیا، بیماری نے ایسا طول پکڑا کہ میں زندگی سے ناامید ہوگیا۔ ایک دن مجھے اونگھ آگئی۔ اس غُنودگی میں ایک بُزرگ ظاہر ہوئے اور فرمایا: بیٹا! نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمہاری عیادت کے لئے تشریف لانے والے ہیں، شاید اِسی طرف سے تشریف لائیں جس طرف تمہارے پاؤں ہیں، لہٰذا چارپائی کا رخ بدل لو۔ اتنے میں مجھے کچھ افاقہ ہوا، بات کرنے کی ہمت تو نہ تھی مگر میں نے حاضرین کو اشارے سے سمجھایا اور انہوں نے میری چارپائی پھیر دی، اسی وقت نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لے آئے، لَب ہائے مبارک کی جنبش سے جو الفاظ ترتیب پائے وہ یوں تھے: "کَیْفَ حَالُکَ یَا بُنَیَّ" بیٹا! تمہارا کیا حال ہے؟ اس ارشادِ گرامی کی حلاوت مجھ پر ایسی غالب آئی کہ مجھے وجد آگیا، میری آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے اس طرح گود میں لے لیا کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی، آپ کی قمیص مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہوگئی، کچھ دیر بعد میری یہ حالت سکون میں تبدیل ہوگئی، میرے دل میں خیال آیا کہ ایک عرصہ سے مجھے موئے مبارک (مبارک بال) کی آرزو ہے کہ کہیں سے مل جائے، کتنا کرم ہوگا اگر آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مجھے یہ دولت عنایت فرمادیں، بس یہ خیال آنا تھا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس خیال سے واقف ہوگئے، ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور دو موئے مبارک میرے ہاتھ میں پکڑا دیئے، میرے دل میں بات آئی کہ یہ دونوں بال بیداری میں میرے پاس رہیں گے یا نہیں؟ آپ اس خیال سے بھی واقف ہوگئے، فرمایا یہ دونوں بال اس عالم میں بھی باقی رہیں گے پھر حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے صحتِ کُلی اور طویل زندگی کی بشارت دی، مجھے اسی وقت آرام آگیا، میں نے چراغ منگوایا اور دیکھا تو میرے ہاتھ میں دونوں موئے مبارک نہ تھے، میں نے غمگین ہوکر پھر آقائے دوجہاں صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جناب میں توجہ کی۔ مجھ پر غُنودگی طاری ہوئی اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مجھ سے فرمانے لگے: میرے بیٹے! میں نے وہ دونوں بال احتیاط کے طور پر تمہارے تکیے کے نیچے محفوظ کردیئے ہیں، میں نے بیدار ہوتے ہی انہیں لے لیا اور ایک پاکیزہ جگہ میں نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ محفوظ کرلئے، اس کے بعد بخار تو جاتا رہا مگر کمزوری غالب آگئی، حاضرین نے سمجھا شاید موت کا وقت آگیا اور وہ رونے لگے، کچھ عرصہ بعد مجھے قوت حاصل ہوگئی اور میں تندرست ہوگیا۔ (5)

حکیمُ الاُمّت کی حوصلہ افزائی: حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہ علیہ کو اپنے آقا و مولیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بے پناہ عقیدت و مَحبّت تھی۔ ان پر خواب میں جو عنایت ہوئی وہ دیکھئے: منقول ہے کہ آپ رحمۃُ اللہ علیہ جب اپنی کِتاب "امیرِ مُعاوِیہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر" تالیف فرماچکے تو رات کو دیدارِ مصطفےٰ سے مُشرَّف ہوئے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لب ہائے مُبارَک سے رحمت کے پھول کچھ یوں جھڑنے لگے: تم نے میرے صحابی (یعنی حضرت اَمیرِ مُعاوِیہ) کی عزّت بچانے کی کوشِش کی ہے، اللہ تمہاری عزّت بچائے گا۔ (6)

اللہ کریم ہر عاشقِ رسول کو زیارتِ سیدِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تحفے سے نوازے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) القول البدیع، ص 281 (2) سیر اعلام النبلاء، 10/552، تہذیب الکمال، 32/332 (3) مصباح الظلام، ص 61 (4) اسد الغابۃ، 1/307 ملخصاً (5) انفاس العارفین، ص 74 (6) حالاتِ زندگی حکیم الاُمّت، حیاتِ سالِک، ص 127 ملخصاً۔

صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

دیدارِ رسول اور اس کی برکتیں

(چوتھی اور آخری قسط)

مولانا محمد عدنان چشتی عطاری مدنی

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خواب میں زیارت کے بھی کیا کہنے! سُبْحٰنَ اللہ، کبھی تو صرف رُخِ زَیبا کی جھلک دکھا کر تشریف لے جاتے ہیں تو کبھی ایسا کرم فرماتے ہیں کہ طالبِ دیدار کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مبارک کلمات کی چاشنی سے کانوں میں بھی رَس گھول جاتے ہیں۔ یہاں صرف برکت کے لئے دیدار کرنے والوں کے چند واقعات ذکر کئے گئے ہیں ورنہ تفصیل کے لئے تو دفتر درکار۔

نیکوں سے محبت کی برکت: مُسْنِدُ الوَقْت، حضرت امام ابو جعفر محمد بن احمد صیدلانی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خواب میں یوں زیارت کی کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے گرد فُقراء کی ایک جماعت ہے، اچانک آسمان سے دو فرشتے اُترے، ایک کے ہاتھ میں طشت اور دوسرے کے ہاتھ میں لوٹا تھا۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے طشت رکھ دیا گیا۔ آپ نے ہاتھ دھوئے پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حکم پر فُقراء نے بھی ہاتھ دھولئے۔ اس کے بعد طشت میرے سامنے رکھا گیا تو ایک فرشتے نے دوسرے فرشتے سے کہا: اِس کے ہاتھ پر پانی نہ ڈالو یہ اُن میں سے نہیں ہے۔ میں نے عرض کی یارسولَ اللہ! صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کیا آپ سے یہ روایت نہیں کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی آدمی جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا۔(1) آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کیوں نہیں! میں نے عرض کی: وَاَنَا اُحِبُّكَ وَاُحِبُّ هٰؤُلَاءِ الْفُقَراء یعنی یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور ان فقراء سے بھی محبت کرتا ہوں۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اس کے ہاتھ پر بھی پانی ڈال دو یہ بھی ان ہی میں سے ہے۔(2)

جنہیں جانِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شَیْخُ الحدیث کہا: حضرت امام جلالُ الدّین سُیوطی شافِعی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: 8 ربیعُ الاوّل شریف 904ھ جمعرات کی شب میں نے خواب میں دیکھا کہ میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضِر ہوں۔ میں نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حدیثِ پاک کے بارے میں اپنی ایک تالیف جسے میں شروع کرچکا تھا (جَمْعُ الجَوَامِع یاجامِعُ الکَبِیْر) کا ذکر کرتے ہوئے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اگر اجازت عطا فرمائیں تو اس میں سے کچھ پڑھ کر سناؤں؟" آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: هَاتِ یَا شَیْخَ الْحَدِیْث! سناؤ اے شَیْخُ الحدیث! حضرت امام سیوطی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: یہ بشارت میرے نزدیک دُنیا اور اس میں جو کچھ ہے اُن سب سے زیادہ بہتر ہے۔(3)

ابو بکر و عمر کی طرح خلافت کرنا: حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کا شرف پایا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے عُمَر! میرے قریب آؤ۔ میں اتنا قریب ہوا کہ آپ سے مصافحہ کرلیتا۔ اتنے میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ارد گرد دو ادھیڑ عُمْر آدمی آکھڑے ہوئے۔ پیارے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: جب میری اُمّت کا معاملہ تمہارے سپُرد کیا جائے تو اپنی حکومت کے دوران ایسا معاملہ کرنا جیسا ان دونوں نے اپنی خلافت میں کیا ہے۔ میں نے عرض کی: یہ دونوں کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: یہ ابو بکر و عمر ہیں۔(4)

جن کیلئے بارگاہِ رسالت سے سلام آیا: ایک آدمی نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خواب میں زیارت کی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

نے فرمایا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اُس نے عرض کی: محمد بن اسماعیل بخاری (یعنی امام بخاری) کے پاس جانے کا ارادہ ہے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اسے میری طرف سے سلام کہنا۔[5]

میلاد شریف کے چنے: حضرت شاہ ولیُّ اللہ رحمۃُ اللہِ علیہ اپنے والد حضرت شاہ عبد الرحیم دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ کا واقعہ لکھتے ہیں: مجھے سیّدی والد ماجد نے بتایا کہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نیاز کیلئے کچھ کھانا تیار کراتا تھا ایک سال کچھ فراخی نہ ہوئی کہ کھانا پکواؤں، صرف بُھنے ہوئے چنے میسر آئے میں نے وہی تقسیم کر دیئے۔ میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو خواب میں دیکھا کہ ان کے سامنے یہ چنے موجود ہیں اور حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خوش ہو رہے ہیں۔[6]

ایک لاکھ بندوں کی شفاعت کرنے والا: حضرت اَبُو المواہب شاذلی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: تم قیامت کے دن ایک لاکھ بندوں کی شَفاعت کرو گے۔ میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں اِس قابل کیسے ہوا؟ ارشاد فرمایا: اس لئے کہ تم مجھ پر دُرود پڑھ کر اس کا ثواب مجھے نذرانہ کر دیتے ہو۔[7] ثواب نذر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پڑھتے وقت ثواب نذر کرنے کی دل میں نیت کر لے یا پڑھنے سے قبل یا بعد زبان سے بھی کہہ لے کہ اس دُرود شریف کا ثواب جنابِ رسالت مآب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نذر کرتا ہوں۔

سلام کا جواب بھی عطا فرماتے ہیں: تابعی بُزرگ حضرت سُلیمان بن سُحَیم رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو خواب میں دیکھا تو عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَاْتُوْنَكَ فَيُسَلِّمُوْنَ عَلَيْكَ اَتَفْقَهُ سَلَامَهُمْ؟ یعنی یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جو لوگ آپ کی زیارت کو آتے ہیں اور آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کرتے ہیں کیا آپ ان کا سلام کرنا جانتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: نَعَمْ وَاَرُدُّ عَلَيْهِمْ یعنی ہاں! اور میں اُن کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔[8]

جب کوئی حاجت پیش آئے تو: حضرت ابو المواہب شاذلی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: میں نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کی تو آپ نے فرمایا: اِذَا كَانَ لَكَ حَاجَةٌ، وَاَرَدْتَ قَضَاءَهَا، فَانْذِرْ لِنَفِيْسَةِ الطَّاهِرَةِ، وَلَوْ فَلْسًا یعنی جب تجھے کوئی حاجت پیش آئے اور تو چاہتا ہو کہ وہ پوری ہو جائے تو (حضرت) نفیسہ طاہرہ کی نذر (یعنی مَنّت) مان لے چاہے ایک فلس[9] کی ہو تو تیری حاجت پوری ہو جائے گی۔[10]

مزار پہ جاکے دُعا مانگو: حضرت امام ابو علی نیشاپوری رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: كُنْتُ فِيْ غَمٍّ شَدِيْدٍ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ یعنی ایک بار میں بہت غمزدہ تھا تو میں نے خواب میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم گویا مجھے یوں فرمارہے تھے: صِرْ اِلٰى قَبْرِ يَحْيٰى بْنِ يَحْيٰى وَاسْتَغْفِرْ وَسَلْ تُقْضَ حَاجَتُكَ یعنی یحییٰ بن یحییٰ کی قبر پر جاؤ، استغفار کرو اور مانگو تمہاری حاجت پوری ہو جائے گی۔ حضرت امام ابو علی نیشاپوری رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: میں نے صبح ایسے ہی کیا تو میری حاجت پوری ہو گئی۔[11]

حضرت امام یحییٰ بن یحییٰ رحمۃُ اللہِ علیہ بخاری و مسلم کے راوی اور حضرت امام مالک رحمۃُ اللہِ علیہ کے شاگرد ہیں۔

تلاوتِ سورۂ نوح کی برکت: ملکِ روم میں وبا پھیلی تو کسی نیک شخص نے خواب میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھا اور لوگوں پر آنے والی مصیبت کا تذکرہ کر کے مدد چاہی تو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ”تین ہزار تین سو ساٹھ مرتبہ سورۂ نوح کی تلاوت کر کے اللہ پاک کی بارگاہ میں اس وبا سے نجات کا سُوال کرنے کا حکم فرمایا۔“ یہ سُن کر لوگوں نے اپنے غم خوار نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حکم کی بجا آوری کی اور اللہ پاک کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعائیں مانگیں، اپنے گناہوں سے توبہ کی۔ سات دن تک یہ عمل جاری رہا اور اللہ پاک کی رحمت سے یہ وبا آہستہ آہستہ ختم ہو گئی۔[12]

اللہ کریم ہر عاشقِ رسول کو زیارتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دولت سے نوازے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) مسلم، ص1088، حدیث: 6718 (2) تہذیب الاسرار للخرکوشی، ص551، رسالہ قشیریہ، ص763 (3) جامع الاحادیث، ترجمۃ موجزۃ عن حیاۃ الامام السیوطی، 1/12 (4) حلیۃ الاولیاء، 5/372، رقم: 7440، کتاب المنامات، ص145، رقم: 309 بتغیر (5) سیر اعلام النبلاء، 10/305 (6) الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین، ص40 (7) الطبقات الکبریٰ للشعرانی، 2/101 (8) الشفا، 2/80 (9) پرانے وقتوں میں رائج سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کا سکہ جو کہ ایک درہم کے چھٹے حصے کے برابر ہوتا تھا (10) طبقات الکبریٰ للشعرانی، 2/102 (11) تہذیب التہذیب، 9/314، رقم: 7947 (12) النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ، 10/161۔

نئے لکھاری (New Writers)

نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

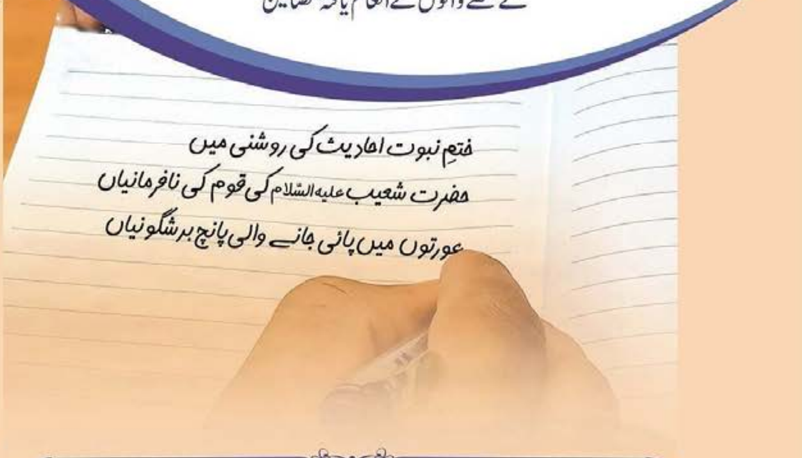

ختمِ نبوت احادیث کی روشنی میں

محمد عبد الرؤف خاور عطّاری (درجہ سابعہ، جامعۃُ المدینہ، فیضانِ مدینہ فیصل آباد)

اللہ پاک سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ماننا، اللہ پاک کو اَحَدٌ، صَمَدٌ، لَاشَرِیْکَ لَہٗ جاننا فرضِ اوّل اور مَناطِ ایمان ہے یونہی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو خَاتَمُ النَّبِیّٖن ماننا، ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کو یقیناً محال و باطل جاننا فرضِ اوّل و جز ایقان ہے۔

اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَؕ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔

(پ22، الاحزاب:40)

صحیح بخاری شریف میں حضرت سیّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: فَیَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا فَیَقُوْلُوْنَ یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللہِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ یعنی اوّلین و آخرین حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کریں گے: یَامُحَمَّد! آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں ہماری شفاعت فرمائیں۔ (بخاری،3/260، حدیث:4712)

کنز العمال میں ہے: اِنِّیْ عِنْدَ اللہِ فِی اُمِّ الْکِتَابِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ یعنی بالیقین میں اللہ پاک کے حضور لوحِ محفوظ میں خاتم النبیین لکھا تھا جبکہ آدم اپنی مٹی میں تھے۔

(کنزالعمال، جز11، 6/203، حدیث:32111)

صحیح مسلم شریف میں حضرت سیّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مجھے انبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام پر چھ وجہ سے فضیلت دی گئی ہے: (1) مجھے جامع کلمات عطا ہوئے (2) مخالفوں کے دل میں رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی (3) میرے لئے غنیمتیں حلال ہوئیں (4) میرے لئے زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ قرار دی گئی (5) مجھے (اگلی پچھلی) تمام مخلوق کے لئے رسول بنایا گیا اور (6) مجھ پر انبیاء کی آمد کا سلسلہ اختتام کو پہنچا۔ (مسلم، ص210، حدیث:1167)

حضرت سیّدُنا جابر رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: بَیْنَ کَتِفَیْ آدَمَ مَکْتُوْبٌ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن یعنی آدم علیہ السّلام کے دونوں کندھوں کے درمیان لکھا ہوا تھا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن ہیں۔

(خصائص کبری، 1/14)

نہیں ہے اور نہ ہو گا بعد آقا کے نبی کوئی
وہ ہیں شاہِ رسل ختمِ نبوت اس کو کہتے ہیں

تحریری مقابلہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے عنوانات (برائے جنوری 2023ء)

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 اکتوبر 2022ء

1. انبیائے کرام اور ان کی قومیں قراٰن کی روشنی میں
2. رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے 5 حقوق
3. سود کی مذمت احادیث کی روشنی میں

مضمون لکھنے میں مدد (Help) کے لئے ان نمبرز پر رابطہ کریں:

صرف اسلامی بھائی: +923012619734
صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

شانِ حبیب بزبانِ حبیب (قسط:1)

ابوالحسن عطاری مدنی

اللہ ربّ العزّت نے اپنے حبیبِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو وہ رفیع و عظیم مرتبہ عطا فرمایا کہ کسی اور کے حصے میں نہ آیا، ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝﴾[1] کا سہرا اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سرِ انور پر سجایا اور رہتی دنیا تک کے لئے آپ کے مبارک ذکر کو بلند و بالا فرما دیا، ہر مقبولِ بارگاہ کو ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝﴾[2] سے اپنے حبیب کی محبوبیت کا پیغام دے دیا۔ قراٰنِ کریم میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعریف و توصیف جگہ جگہ مذکور ہے، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ قراٰنِ کریم کی ایک ایک آیت رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان و عظمت کو بیان کرتی ہے، قراٰنِ کریم کی طرح احادیثِ مبارکہ میں بھی پیارے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شانِ رفیع کا بیان ہے اور بہت ہی دلچسپ اور عشّاق کی آتشِ عشق کو گرما دینے والے تو وہ فرامین ہیں جن میں محبوبِ ربِّ العزت، صاحبِ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝﴾[3] اپنی شانِ اقدس کا بیان اپنی ہی مبارک زبان سے فرماتے ہیں، ان میں سے چند روایات مع توضیح و لطیف نکات یہاں ذکر کی جاتی ہیں:

محبوبِ کبریا:

1 اَنَا حَبِيبُ اللهِ، وَلَا فَخْرَ ترجمہ: میں اللہ پاک کا محبوب ہوں اور فخر سے نہیں کہتا۔[4]

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بلاشبہ اللہ کریم کے سب سے پیارے اور محبوب نبی ہیں، آپ اللہ کریم کے کیسے حبیب و محبوب تھے اس کا بیان عظیم عاشقِ رسول، رئیسُ المتکلمین مفتی نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے ملاحظہ کیجئے: "(آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ایک خاصہ ہے) "محبوبیتِ مطلقہ" کہ آپ باعتبارِ جملہ صفات و جہات کے ہر زمانہ میں تمام خلائق بلکہ خود خالق کے محبوب ہیں مثلاً عالم سے بسبب علم کے اور زاہد سے بسبب زُہد کے اور حَسِین سے بسبب حُسن کے اور عادِل سے بسبب عدل کے محبت ہوتی ہے اور آپ کے جملہ صفات ظاہری و باطنی و اختیاری و غیر اختیاری متساویۃ الاقدام ہیں (یعنی سب اوصاف کامل ہیں، کسی بھی وصف میں کمی نہیں)۔ حَسِین سے اس وقت تک محبت رہتی ہے جب تک حُسن باقی ہے، جب حُسن جاتا رہتا ہے محبت بھی جاتی رہتی ہے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ہر صفتِ کمال، زوال سے منزہ و مبرّا (یعنی قیامت تک قائم رہنے والی بلکہ میدانِ حشر اور جنّت میں مزید بڑھ کر ہو گی) بلکہ یَوْمًا فَیَوْمًا (یعنی روز بروز، دن بدن) ترقی پر ہے: ﴿وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝﴾[5]-[6]

شانِ اسمِ مُحَمَّد:

2 اَنَا مُحَمَّدٌ، وَاَنَا اَحْمَدُ ترجمہ: میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں۔ (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم)[7]

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارک و مقدس نام "مُحَمَّد" بہت ہی برکتوں اور رحمتوں والا ہے، آپ کے مبارک نام کے

بارے میں کئی احادیثِ کریمہ میں فضائل مروی ہیں، ایک حدیث میں ہے: جو میری محبت کی وجہ سے اپنے لڑکے کا نام محمد یا احمد رکھے گا اللہ پاک باپ اور بیٹے دونوں کو بخشے گا۔[8]

ایک اور روایت میں ہے کہ قیامت کے دن دو بندے اللہ پاک کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے، اللہ پاک ان سے فرمائے گا: جنّت میں داخل ہو جاؤ، وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جو ہمیں جنّت میں لے جائے، اللہ پاک فرمائے گا کہ میں نے اپنے آپ سے عہد کیا ہے کہ جس کا نام احمد اور محمد ہو وہ دوزخ میں داخل نہ ہو۔[9]

عشّاقِ رسول کے انداز بھی نرالے ہوتے ہیں، شیخ عبدُ القادر بن محمد بن نصر حنفی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 775ھ) لکھتے ہیں کہ سمرقند کے ایک علاقے میں ایک قبرستان کا نام "تُرْبَةُ الْمُحَمَّدِيْنَ" ہے، اس کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں مدفون ہر شخص وہ ہے جس کا نام محمد ہے اور یہاں 400 سے زائد ایسے عظیم لوگ مدفون ہیں جن کا نام محمد ہے اور وہ سب صاحبِ تصنیف، فتویٰ اور درس تھے جن سے خلقِ کثیر نے فیض پایا۔[10]

شانِ نبوّت:

3 اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ترجمہ: میں نبی ہوں یہ کوئی جھوٹ نہیں، میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔[11]

لفظ "نبی" بھی اپنے ضمن میں بڑے عظیم معانی و اَسرار لئے ہوئے ہے۔ لغوی طور پر اس کے معنٰی غیب بتانے والے، خبریں دینے والے کے ہیں۔ جنگِ حُنَین میں دشمن نے بہت خطرناک حملہ کیا، لیکن رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کمال شجاعت و بہادری کا مظاہرہ فرمایا، اس وقت آپ سفید خچر پر سُوار دشمن کے عین سامنے تھے اور زبانِ مبارک پر جاری تھا " اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ "۔[12]

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے والدِ ماجد کا نام عبدُ اللہ تھا، یہاں آپ نے خود کو اپنے دادا جان عبدُ المطلب کا بیٹا ارشاد فرمایا، چونکہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے والدِ ماجد آپ کی ولادت سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے اور اکثر اہلِ عرب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دادا جان کی نسبت سے جانتے تھے اس لئے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے "اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ" فرمایا۔

گھرانا میرے حُضور کا:

4 اَنَا اَشْرَفُ النَّاسِ حَسَباً وَلَا فَخْرَ، وَاَكْرَمُ النَّاسِ قَدْراً وَلَا فَخْرَ ترجمہ: میں حسب و نسب میں سب لوگوں سے زیادہ عزّت والا ہوں، مگر فخر نہیں اور میں قدر و منزلت میں سب لوگوں سے زیادہ ہوں، لیکن فخر نہیں[13]

5 اَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا، وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا ترجمہ: میں ہی ان سب میں اچھی ذات والا اور اچھے خاندان والا ہوں۔[14]

ان دونوں فرامین میں زبانِ اقدس سے عالی و رفیع خاندان مبارک سے ہونے کا بیان ہے، یہی وصفِ اقدس مزید تفصیل کے ساتھ ایک روایت میں یوں ارشاد فرمایا: اِنَّ اللهَ خَلَقَ خَلْقَهٗ فَجَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ، فَجَعَلَنِىْ فِىْ خَيْرِ الْفِرْقَتَيْنِ، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ، فَجَعَلَنِىْ فِىْ خَيْرِهِمْ قَبِيلًا، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا، فَجَعَلَنِىْ فِىْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَا خَيْرُكُمْ قَبِيلًا وَخَيْرُكُمْ بَيْتًا یعنی اللہ پاک نے مخلوق کو بنانے کے بعد دو فریق کیا، مجھے بہتر فریق میں رکھا، پھر ان کے قبیلے قبیلے جدا کئے، مجھے سب سے بہتر قبیلے میں رکھا، پھر قبیلوں میں خاندان بنائے، مجھے سب سے بہتر خاندان میں رکھا، پس میں تم سب سے بہتر قبیلے اور بہتر گھر والا ہوں۔[15]

---

(1) تَرجَمۂ کنزُ الایمان: اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (پ30، الم نشرح:4) (2) تَرجَمۂ کنزُ الایمان: اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (پ30، الضحیٰ:5) (3) تَرجَمۂ کنزُ الایمان: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ (پ27، النجم:3) (4) ترمذی، 5/354، حدیث:3636 (5) تَرجَمۂ کنزُ الایمان: اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔ (پ30، الضحیٰ:4) (6) سرور القلوب فی ذکر المحبوب، ص232 (7) بخاری، 2/484، حدیث:3532 (8) کنز العمال، جز:16، 8/175، حدیث:45215 (9) فردوس الاخبار، 2/503، حدیث:8515 ملتقطاً (10) الجواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ، جز:1، ص4 (11) بخاری، 2/272، حدیث:2864 (12) بخاری، 2/272، حدیث:2864 (13) فردوس الاخبار، 1/45، حدیث:111 (14) ترمذی، 5/350، حدیث:3627 (15) مستدرک حاکم، 4/272، حدیث:5126۔

شانِ حبیب بزبانِ حبیب (قسط:02)

ابو الحسن عطاری مدنی

دعائے ابراہیمی کا ثمر:

6 اَنَا دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ وَهُوَ یَرْفَعُ الْقَوَاعِدَ فِی الْبَیْتِ "رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ"(1)

ترجمہ: میں اپنے والد حضرت ابراہیم کی دُعا ہوں جو انہوں نے بنائے کعبہ کو بلند کرتے وقت مانگی، اے ہمارے رب! انہیں میں سے ان میں ایک رسول بھیج۔(2)

اللہ کے پیارے نبی جنابِ خلیلُ اللہ علٰی نَبِیِّنَا وعلیہ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام اور ان کے فرزندِ ارجُمند جنابِ اسماعیل علیہ السَّلام جب خانۂ کعبہ کی تعمیر فرما رہے تھے تو اس دوران کچھ دعائیں مانگیں:

﴿وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّاؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ(۱۲۷) رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ۪ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ عَلَیْنَاۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ(۱۲۸) رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُزَكِّیْهِمْؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ(۱۲۹)﴾

تَرجَمۂ کنزُالایمان: اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی نیویں (بنیادیں) اور اسمٰعیل یہ کہتے ہوئے کہ اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما، بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا، اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والے اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمان بردار اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما، بے شک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان، اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔(3)

اللہ کریم نے ان کی یہ دعائیں قبول فرمائیں اور مکہ پاک میں اہلِ مکہ میں سے سب سے اعلیٰ خاندان میں پیارے رسول مصطفےٰ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو پیدا فرمایا اور آپ نے ان پر قراٰنِ پاک کی آیات تلاوت فرمائیں، انہیں کتاب و حکمت اور خوب دانشمندی سکھائی اور کُفر و شرک کی نجاستوں سے نکال کر پاک کر دیا۔

بشارتِ عیسیٰ:

7 اَنَا دَعْوَةُ اِبْرَاهِیْمَ وَكَانَ آخِرُ مَنْ بَشَّرَ بِیْ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ

یعنی میں حضرت ابراہیم کی دعا ہوں اور جس جس نبی نے میری بشارت دی ان میں سب سے آخر میں بشارت دینے والے عیسیٰ ابنِ مریم ہیں۔(4)

8 اَنَا دَعْوَةُ اِبْرَاهِیْمَ، وَبُشْرٰی عِیْسٰی، وَرُؤْیَا اُمِّی الَّتِی رَاَتْ

یعنی میں ہی حضرت ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ کی بشارت اور اپنی ماں کا خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا۔(5)

ان دونوں فرامین میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی اس بشارت و خوشخبری کی جانب اشارہ ہے جو انہوں نے آخری نبی محمد مصطفٰے، احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں اپنی امت کو دی، قراٰنِ کریم میں ہے: ﴿وَ اِذْ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُؕ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔ (6)

دوسرے فرمانِ عالی میں ”رُؤْیَا اُمِّی الَّتِیْ رَاَتْ“ کے الفاظ اس حقیقت کی جانب اشارہ کر رہے ہیں جو والدہ ماجدہ خواب میں پہلے ہی ملاحظہ فرما چکی تھیں نیز جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت ہوئی تو ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ جس سے آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ، طیبہ، طاہرہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے لئے ملکِ شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (7) یہ دراصل اس جانب اشارہ تھا کہ اے آمنہ! تیرا یہ فرزند اس قدر رفیع الشان ہے کہ ایک دن ان محلات میں بھی اسی کا نام گونجے گا۔

اور کفر مٹ گیا:

9 اَنَا الْمَاحِی الَّذِی یَمْحُو اللّٰهُ بِیَ الْكُفْرَ یعنی میں ہی مٹانے والا ہوں کہ میرے ذریعے اللہ پاک کفر مٹادے گا۔ (8)

اللہ کریم نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ذریعے ساری دنیا میں اسلام کی جلوہ گری فرمائی، ہر جانب لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا فیضان پھیلا، ہزاروں سال سے کُفر میں ڈوبے ہوئے علاقے اَللّٰهُ اَکْبَر کی صداؤں سے گونج اٹھے۔ کفر کا مٹنا کئی طرح سے ظاہر ہوا کہ کہیں تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دعوتِ مبارکہ سُن کر لوگ دامنِ اسلام میں آئے اور کفر مٹا، کہیں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے اوپر ظلم و ستم کرنے والوں، پتھر مار مار کر لہولہان کرنے والوں کے لئے دعائے ہدایت فرمائی تو وہ اور ان کی آنے والی نسلیں مسلمان ہو گئیں اور کفر مٹا، کبھی فتحِ مکّہ کے موقع پر بڑے بڑے ظالموں کو ”لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ“ کا مژدہ ملتا ہے تو بڑی تعداد قبولِ اسلام کرتی ہوئی کفر کے مٹنے کا سبب بنتی ہے تو کبھی پتھروں کے کلمہ پڑھنے، چاند کے دو ٹکڑے ہونے، زبانِ اقدس سے تلاوت قراٰن سننے، چہرۂ زیبا کا نورِ مبارک دیکھنے اور سخاوتِ بے مثال دیکھنے سے لوگ کلمۂ توحید کا اقرار کرنے لگے اور کفر مٹا، یہاں تک کہ جہاں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نہ کوئی قاصد گیا اور نہ ہی آپ خود گئے بلکہ ربِّ کریم نے آپ کے اسمِ گرامی ”الماحی“ کی شان و عظمت کو بڑھایا، وہ یوں کہ کئی راہبوں نے بھی غلبۂ اسلام کی پیشن گوئیاں کیں جس سے بہت سوں کو دامنِ اسلام میں پناہ ملی، ان میں سے ایک ایمان افروز واقعہ کاتبِ وحی حضرت سیّدُنا اَبان بن سعید رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا بھی ہے چنانچہ منقول ہے کہ آپ تجارت کی غرض سے ملکِ شام گئے تو وہاں ایک راہب سے ملاقات ہوئی، آپ نے اس راہب سے کہا کہ میں قریش سے ہوں اور ہمارے میں سے ایک شخص کا دعویٰ ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور اسے اللہ نے موسیٰ اور عیسیٰ کی طرح رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اس راہب نے نام پوچھا تو آپ نے بتایا: محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم، راہب نے کہا: میں تمہیں ان کا حلیہ بیان کرتا ہوں چنانچہ راہب نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اوصاف و حلیہ مبارک بیان کیا، تو آپ نے کہا کہ جی ہاں وہ ایسے ہی ہیں۔ تو راہب نے کہا: اللہ کی قسم! وہ عرب پر غالب آئیں گے، پھر تمام روئے زمین پر غالب آئیں گے اور آپ سے کہا کہ اس مردِ صالح سے میرا اسلام کہنا، یوں آپ واپسی پر صلح حدیبیہ کے بعد داخلِ اسلام ہو گئے اور کفر کے مٹنے کا ذریعہ بنے۔ (9)

---

(1) پ1، البقرۃ:129 (2) طبقات ابن سعد، 1/118 (3) پ1، البقرۃ:127 تا 129 (4) تاریخ ابن عساکر، 3/393 (5) مجمع الزوائد، 8/409، حدیث:13845 (6) پ28، الصف:6 (7) دلائل النبوۃ للبیہقی، 1/80 (8) بخاری، 2/484، حدیث:3532 (9) اسد الغابہ، 1/59۔

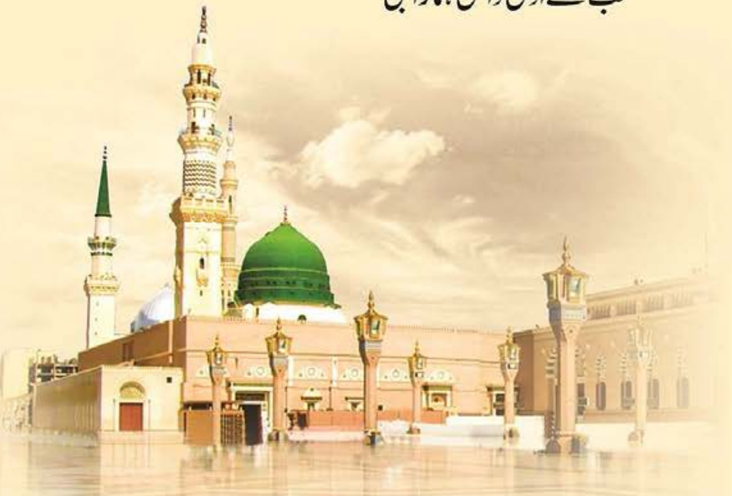

شانِ حبیب بزبانِ حبیب

(قسط:03)

وہ نبیوں میں امّی لقب پانے والا:

مولانا ابوالحسن عطاری مدنی

10 اَنَا النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ الصَّادِقُ الزَّکِیُّ ترجمہ: میں غیب کی خبریں دینے والا وہ نبی ہوں، جس نے اہلِ دنیا میں کسی سے نہ پڑھا اور سچا اور پاکیزگی والا ہوں۔[1]

اس حدیثِ مبارکہ میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے 4 اوصافِ عظیمہ "نبی"، "اُمّی"، "زَکی" اور "صادِق" کا بیان ہے۔

لفظ "نبی" اپنے ضمن میں بڑے عظیم معانی و اَسرار رکھتا ہے، لغوی طور پر اس کے معنیٰ غیب بتانے والے، خبریں دینے والے کے ہیں۔ کئی آیاتِ قراٰنیہ اور کثیر روایات میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے غیب کی خبریں دینے کا بیان ہوا ہے۔ اہلِ مکّہ لفظِ "نبی" کے معنیٰ کو بخوبی جانتے تھے اسی لئے انہوں نے کئی مواقع پر ایسے سوال کئے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لقب "نبی" سے ملقّب ہونے والے کو غیب کی خبر دینے والا جانتے تھے چنانچہ

جبل بن قُشَیر اور شمویل بن زید نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کہا: اَخْبِرْنَا مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِنْ کُنْتَ نَبِیًّا اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں بتائیں کہ قیامت کب آئے گی۔[2]

حضرت جارُود بن معلّٰی اور سَلَمہ بن عیاض اسدی رضی اللہ عنہما کے قبولِ اسلام کا واقعہ بھی بڑا دلچسپ ہے، جارود بن معلّٰی نے سابقہ کتبِ سَماوِیہ پڑھ رکھی تھیں، اور وہ جانتے تھے کہ نبی اللہ کے حکم سے غیب کی خبریں بتاتے ہیں، چنانچہ ان دونوں نے مشورہ کیا کہ اپنے دل میں کوئی سوال رکھ لیں، جو ہم ایک دوسرے کو بھی نہ بتائیں اور اس شخص کے پاس چلیں جو نبی ہونے کا دعویدار ہے، اگر وہ وہی نبی ہوئے جن کی حضرت عیسیٰ نے بشارت دی ہے تو ان پر ایمان لانا ہمارے لئے باعثِ شرف ہوگا، چنانچہ وہ دونوں سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کچھ سوال جواب کے بعد جارود بن معلی نے عرض کی: اِنْ کُنْتَ یَامُحَمَّدُ نَبِیًّا فَاَخْبِرْنَا عَمَّا اَضْمَرْنَا عَلَیْہِ یعنی اے محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم)! اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں بتائیں کہ ہم نے کیا بات اپنے دل میں چھپائی ہے؟[3]

اسی طرح اہلِ مکّہ ہی نہیں بلکہ اہلِ علم جانتے ہیں کہ نبی کا معنی غیب کی بات بتانا ہے، چنانچہ ملکۂ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السّلام کی بارگاہ میں جب تحائف بھیجے تو ان میں ایک ڈبیہ تھی جس کے اندر ایک قیمتی موتی تھا، ملکۂ بلقیس نے ساتھ ایک خط لکھ کر بھیجا جس میں یہ بھی تھا کہ اِنْ کُنْتَ نَبِیًّا اَخْبِرْ بِمَا فِی الْحُقَّةِ قَبْلَ اَنْ تَفْتَحَهَا یعنی اگر آپ نبی ہیں تو اس ڈبیہ کو کھولنے سے پہلے خبر دیں کہ اس میں کیا ہے؟[4] چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السّلام نے اللہ کی عطا سے اس کی خبر دے دی۔

جنگِ موتہ کے لئے لشکرِ اسلام کو روانہ فرماتے وقت رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت زید بن حارثہ کو سپہ سالار مقرّر کرکے فرمایا کہ اگر یہ شہید ہو جائیں تو سپہ سالار جعفر بن ابی طالب ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ سپہ سالار ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جسے منتخب کرلیں وہ سپہ سالار ہوگا۔

اس دوران وہاں "نعمان" نام کا ایک یہودی بھی یہ سب سُن رہا تھا، اس نے کہا: اَبَا الْقَاسِمِ! اِنْ کُنْتَ نَبِیًّا فَسَمَّیْتَ مَنْ سَمَّیْتَ قَلِیْلًا اَوْ کَثِیْرًا اُصِیْبُوْا جَمِیْعًا یعنی اے ابو القاسم! اگر آپ نبی ہیں تو آپ نے جتنے لوگوں کا نام لیا خواہ قلیل ہوں یا کثیر وہ سب شہید ہوں گے۔[5]

لغت میں اُمّی اسے کہتے ہیں جو پڑھا نہ ہو، جبکہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ

علیہ واٰلہ وسلَّم کے اُمّی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے دنیا میں کسی سے بھی پڑھنا نہ سیکھا، یہ بھی ایک عجب شان و عظمت ہے کہ ساری عمر ان ہی لوگوں میں گزری اور پھر ایک ایسی کتاب ان کے سامنے تلاوت کی جس کی مثل سارا عرب تو کیا ساری دنیا مل کر نہ بنا سکی ہے نہ بنا سکے گی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو اہلِ دنیا کے سامنے اُمّی اس لئے ظاہر فرمایا گیا کہ کہیں کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ انہوں نے یہ کلمات اپنے فلاں استاد سے یا فلاں دانا سے سُن کر بتائے ہیں۔

ایسا اُمّی کس لئے منت کشِ استاد ہو
کیا کفایت اس کو اِقْرَاْ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ نہیں (6)

اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا وصفِ مبارک ”زَکی“یعنی پاکیزگی والا ہونا بھی بہت شان والا لقب ہے یعنی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم خود تو ظاہری و باطنی، کردار و گفتار اور ہر ہر اعتبار سے پاکیزہ و ستھرے ہیں ہی بلکہ آپ نے لوگوں کو بھی کُفر و شرک کی نجاستوں سے پاک کیا اور انہیں اسلام کی طیب و طاہر زندگی عطا فرمائی، قراٰنِ کریم میں اس شان کا بیان کچھ یوں ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ(۱۶۴)﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (7)

شانِ امانت داری:

11 اَنَا اَمِیْنُ مَنْ فِی السَّمَاءِ، یَاْتِیْنِیْ خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَّمَسَاءً

ترجمہ: میں آسمان کے مالک کا امین ہوں، میرے پاس اس کی طرف سے صبح و شام آسمانی خبریں آتی ہیں۔ (8)

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی شانِ صداقت و امانت کے تو کیا ہی کہنے کہ جان کے دشمن بھی آپ کو صادق و امین مانتے تھے، یہی وجہ تھی کہ جب کفارِ مکّہ اپنے باطل نظریات کے دفاع کیلئے آپ کی جان کے دشمن ہوگئے اور رات کے وقت مَعاذَ اللہ قتل کرنے کیلئے مبارک گھر کا گھیراؤ کئے کھڑے تھے تو اس وقت بھی اُن ناہنجاروں کی امانتیں پیارے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے پاس رکھی ہوئی تھیں، قربان جایئے عجب اندازِ امانت داری تھا ہجرت کے وقت بھی شیرِ خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امانتیں لوٹانے کا پابند فرما کر گئے۔

ربِّ کریم نے مبارک چہرے کو ہی ایسا صدق و امانت کا تابندہ چاند بنایا تھا کہ بنا کسی واقفیت و گواہی کے بھی لوگ یقین کر لیتے تھے، چنانچہ مروی ہے کہ ایک قافلہ مدینۂ پاک کے قریب شہر سے باہر ایک جگہ پر ٹھہرا، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا ادھر سے گزر ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا: کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ بولے: مدینہ، فرمایا: کس لئے؟ وہ بولے: کھجوریں لینے، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ایک اونٹ کی جانب اشارہ کرکے فرمایا: کیا اسے بیچتے ہو؟ انہوں نے ہاں میں جواب دیا، سودا ہوگیا، قیمت طے ہوگئی، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اونٹ کی مہار یعنی رسی پکڑی اور روانہ ہوگئے، وہ لوگ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے حُسن و جمال اور رُعب میں ایسے کھوئے کہ قیمت کا مطالبہ ہی نہ کیا، جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم چلے گئے تو اب آپس میں کہنے لگے کہ یہ ہم نے کیا کیا؟ ایک شخص کو ہم جانتے تک نہیں اور اسے اونٹ تھما دیا وہ بھی بغیر قیمت کے، اتنے میں اسی قافلے کی ایک عورت جو یہ سب دیکھ رہی تھی کہنے لگی: ”خود کو ملامت نہ کرو، میں نے ایسے آدمی کا چہرہ دیکھا ہے جو کبھی دھوکا نہ دے گا، اللہ کی قسم! میں نے دیکھا کہ ان کا چہرہ تو گویا چودھویں رات کے چاند کا ٹکڑا ہے، تمہارے اونٹ کی قیمت کی میں ضامن ہوں۔“ اسی دوران رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے ایک صحابی تشریف لائے اور قیمت سے زیادہ کھجوریں دیتے ہوئے فرمایا: ”یہ لو انہیں کھاؤ، پیٹ بھرو، ماپو اور اپنی قیمت پوری کرلو“ یعنی قیمت سے کہیں زیادہ کھجوریں عطا فرمائیں۔ (9)

(1) طبقات ابن سعد، 1/252 (2) سیرت ابن ہشام، ص232 (3) سیرت حلبیہ، 3/311، سبل الھدیٰ والرشاد، 6/303 (4) تاریخ الخمیس، 1/451، تفسیر قرطبی، 7/151، پ19، النمل، تحت الآیۃ:35 ملتقطاً (5) دلائل النبوۃ للبیہقی، 4/362 (6) حدائق بخشش، ص106 (7) پ4، اٰلِ عمران:164 (8) بخاری، 3/123، حدیث:4351 (9) سبل الھدیٰ والرشاد، 6/357، دلائل النبوۃ للبیہقی، 5/381۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی

شانِ حبیب بزبانِ حبیب (قسط:04)

مولانا ابوالحسن عطّاری مدنی

شانِ عربیت:

12 اَنَا اَعْرَبُكُمْ، اَنَا قُرَشِيٌّ، وَاسْتُرْضِعْتُ فِي بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ یعنی میں عربی میں تم سب سے زیادہ فصیح ہوں، میں قریشی ہوں اور میری رضاعت بنوسعد بن بکر میں ہوئی ہے۔(1)

عربی زبان دنیا کی سب سے زیادہ لطیف اور گہری زبان ہے، اس کی بے شمار خصوصیات ہیں، قبیلۂ قریش اور بنوسعد عربیت میں ممتاز مقام رکھتے تھے اور رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا تعلق بھی انہی سے تھا، یعنی آپ خاندانِ قریش سے تھے اور آپ کا بچپن قبیلۂ بنوسعد میں گزرا تھا۔ ایک موقع پر یارِ غار جنابِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ جو کہ بغرض تجارت عرب و عجم کے کئی سفر کرچکے تھے، عرض کرنے لگے: یارسولَ اللہ! میں نے آپ سے بڑھ کر فصیح کوئی نہیں دیکھا، تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: میں فصیح کیوں نہ ہوں حالانکہ میں قریش سے ہوں اور میری رضاعت بنوسعد میں ہوئی یعنی دودھ پینے کی عمر بنوسعد میں گزری ہے۔(2)

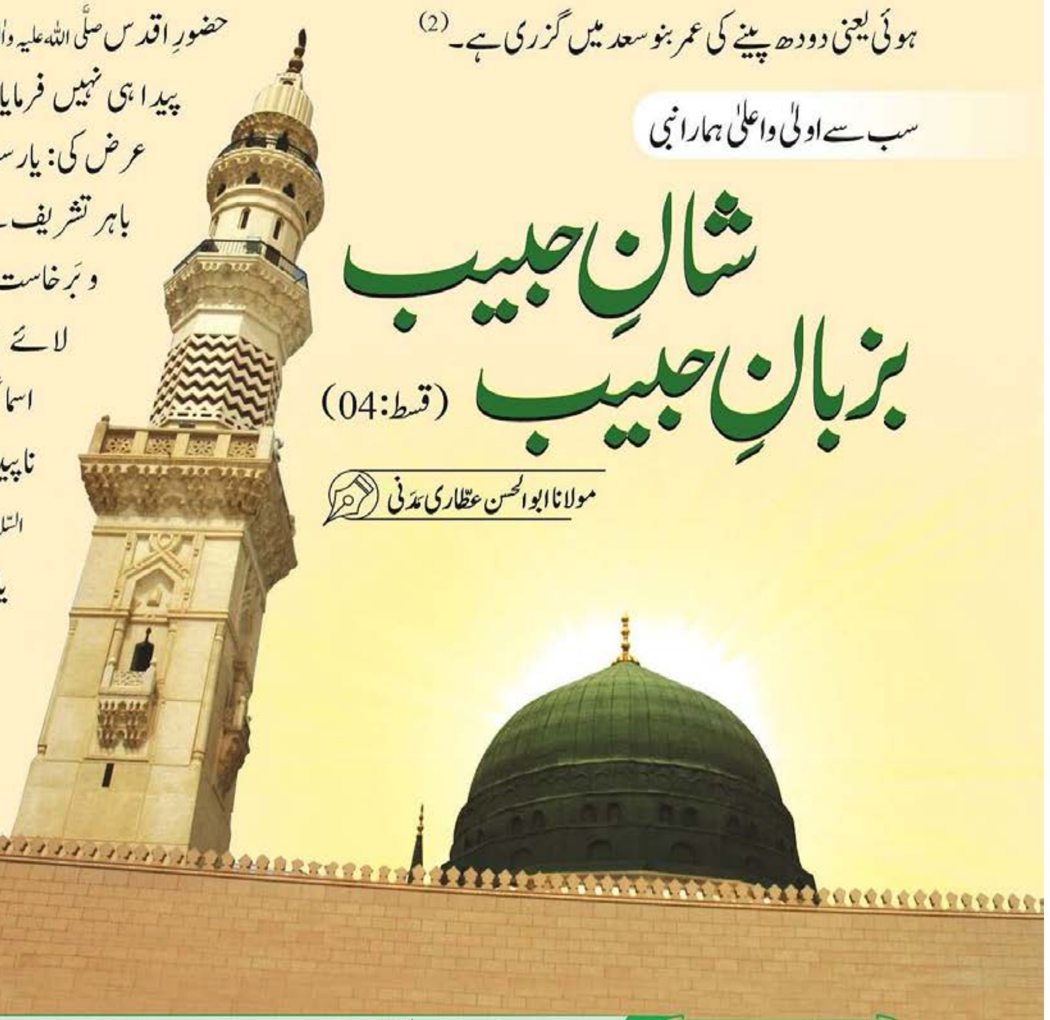

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی فصاحت و بلاغت میں کئی امتیازی خصوصیات ہیں۔ عربی فصاحت و بلاغت کی تاریخ میں کوئی ایسا شخص نہیں ہوا جو آپ سے زیادہ فصیح و بلیغ ہو۔ آپ کے کلام میں ایسی تراکیب موجود ہیں جو قلیل لفظ کے ساتھ ساتھ کثیر معنی کا حسین گلدستہ ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے کوزے میں دریا بند ہے۔ گفتگو ایسی صاف کہ کسی قسم کا کوئی ابہام یا مغالطہ نہیں، اور سب سے بڑھ کر تو یہ کہ سننے والے کے دل میں تشنگی باقی نہیں رہتی۔

تفسیرِ صراط الجنان میں شیخ عبدُالحق محدّث دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ کے حوالے سے نقل ہے: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی فصاحت، کلام میں جامع الفاظ، منفرد اظہارِ بیان، حیرت انگیز احکامات اور فیصلے اتنے زیادہ ہیں کہ شاید ہی کوئی غور و فکر کرنے والا شخص ان کا اِحاطہ کرسکے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے اوصاف کا بیان اور ان کے بیان کا زبان کے ساتھ اظہار ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ اللہ پاک نے حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے زیادہ فصیح اور شیریں بیان دوسرا پیدا ہی نہیں فرمایا۔ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم! نہ تو آپ کہیں باہر تشریف لے گئے اور نہ آپ نے لوگوں میں نشست و بَرخاست رکھی، پھر آپ ایسی فصاحت کہاں سے لائے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ”حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لغت اور اصطلاح جو ناپید اور فنا ہوچکی تھی، اسے حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس لے کر آئے، جسے میں نے یاد کرلیا ہے۔ نیز آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”میرے رب نے مجھے ادب سکھایا تو میرے ادب کو بہت اچھا کر دیا۔“ عربیت کا وہ علم جو عربی زبان اور اس کی فصاحت و بلاغت سے تعلق رکھتا ہے اسے ادب کہتے ہیں۔(3)

علّامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زبانِ اقدس وحیِ الٰہی کی ترجمان اور سرچشمۂ آیات و مَخزنِ معجزات ہے، اس کی فصاحت و بلاغت اس قدر حدِ اعجاز کو پہنچی ہوئی ہے کہ بڑے بڑے فُصحاء و بُلغاء آپ کے کلام کو سُن کر دنگ رہ جاتے تھے۔(4)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں:

تِرے آگے یوں ہیں دَبے لَچے فُصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں
وہ زباں جس کو سب کُن کی کُنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
اس کی پیاری فصاحت پہ بیحد درود
اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام(5)

یہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کلام ہی کی شان ہے کہ 14سو سال سے عُلما، فقہا، محدثین، شارحین اس عربی محبوب کے کلام کی شروحات لکھتے آرہے ہیں لیکن ان کا کلام ایسا ہے کہ معانی کے سمندر کی لہریں مسلسل ٹھاٹھیں مار رہی ہیں۔ آپ کے معانی و تفہیم کے خزانوں پر مشتمل کلمات کو جَوَامِعُ الْکَلِم بھی کہا جاتا ہے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جوامع الکلم اس کلام کو کہتے ہیں جس کی عبارت مختصر اور معانی میں بہت تفصیل ہو۔ اللہ پاک نے سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے ایک یا دو جملوں میں ان مَضامینِ کثیرہ کو جمع فرما دیا جو آپ سے پہلے متعدد آسمانی کتابوں میں لکھے ہوئے تھے۔(6)

یہ جوامع الکلم آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عظمت نبوت کا اظہار ہیں اور یہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خصائص عظیمہ میں سے ہیں جو آپ کے علاوہ دیگر انبیاء کو عطا نہ ہوئے جیسا کہ آپ کا فرمان ہے: اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِم یعنی مجھے جَوَامِعُ الْکَلِم عطا کئے گئے۔(7)

آپ کی فصاحت و بلاغت کے چند حسین نمونے پیش کئے جارہے ہیں انہیں جوامع الکلم بھی کہا جاتا ہے:

ایک صحابی نے حاضر بارگاہ ہو کر عرض کی کہ ایسی نصیحت فرمائیں جس پر عمل کرتے ہوئے زندگی گزاردوں اور زیادہ نہ ہو کہ کہیں بھول نہ جاؤں تو شہنشاہِ فصاحت و بلاغت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صرف دو کلمے ارشاد فرمائے: "لَا تَغْضَبْ" یعنی تو غصہ مت کر۔(8)

ایک موقع پر ایک شخص نے عرض کی: یارسولَ اللہ! مجھے کوئی وصیت فرمایئے، تو فرمایا: "لَا تَغْضَبْ" اس شخص کا کہنا ہے کہ جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ فرمایا تو میں نے وہیں غور و فکر کیا، میں اس نتیجے پر پہنچا کہ غصہ ہر شر کو جمع کر دیتا ہے یعنی غصہ بُرائیوں کا مجموعہ ہے۔(9)

ایک موقع پر حقیقی انسانیت پر عمل کرنے کا درس ان فصیح و بلیغ الفاظ میں فرمایا: "مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ" یعنی جو مخلوق پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔(10)

حکمرانوں، نگرانوں اور ذِمّہ داروں کے لئے صرف چار کلمات میں ایسی گہری نصیحت ارشاد فرمائی کہ اگر حکمران و نگران طبقہ اس پر عمل کر لے تو ہمیشہ معزز رہے، ارشاد فرمایا: "سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُم" یعنی قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔(11)

ایک موقع پر حسنِ معاشرت، حسن تجارت و معاشیات، حسنِ حکومت غرض کہ ہر ہر شعبہ زندگی کے لئے ایک عظیم نصیحت صرف ایک مختصر سے جملے میں ارشاد فرمادی: "لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ" یعنی نہ نقصان دو نہ نقصان اٹھاؤ۔(12)

دنیا و آخرت میں سلامتی کا ایک عظیم نسخہ صرف دو کلمات میں ارشاد فرمادیا: "اَسْلِمْ تَسْلَمْ" اسلام قبول کرلو، سلامت رہو گے۔(13)

اسی طرح رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی فصاحت و بلاغت کے کثیر شاہکار کلمات سے کتبِ حدیث و سیرت بھری ہوئی ہیں۔

(1) سیرت ابن ہشام، ص68 (2) سیرت حلبیہ، 1/131 (3) مدارج النبوہ فارسی، 1/10 (4) سیرتِ مصطفیٰ، ص575 (5) حدائقِ بخشش، ص108، 302 (6) عمدۃ القاری، 10/294، تحت الحدیث: 2977 (7) مسلم، ص210، حدیث: 1167 (8) مؤطا امام مالک، 2/405، حدیث: 1726 (9) مسند احمد، 9/57، حدیث: 23231 (10) بخاری، 4/103، حدیث: 6013 (11) کنز العمال، ج8، 5/18، حدیث: 24829 (12) ابن ماجہ، 3/106، حدیث: 2341 (13) ابن ماجہ، 1/67، حدیث: 87۔

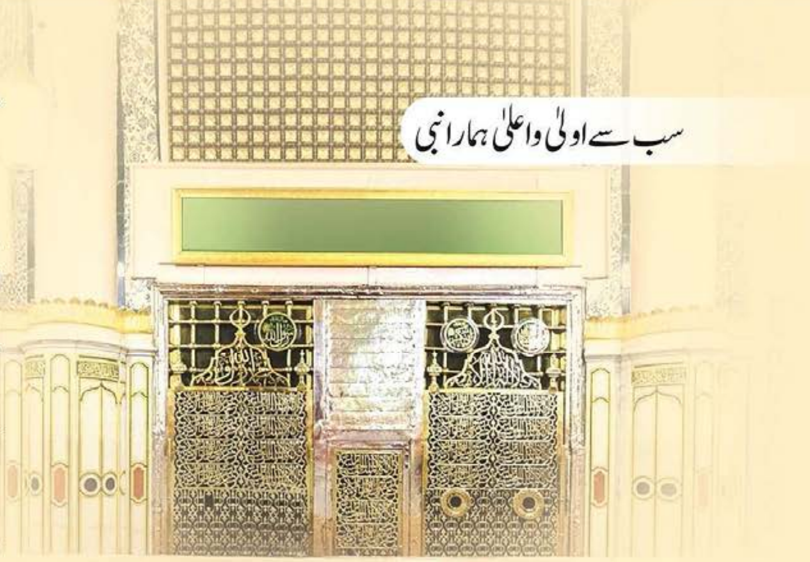

شانِ حبیب بزبانِ حبیب (قسط:05)

مولانا ابو الحسن عطاری مدنی

شانِ راحت ورحمت:

13 اَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ یعنی میں رحمت ہوں، رب کا ہدیہ ہوں۔(1)

یہ رحمتِ عالَم ہی کی شان ہے کہ ساری کائنات میں حکمِ الٰہی سے تصرف کا اختیار رکھنے والے ہیں لیکن پھر بھی صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ میں تو تمہارے لئے رحمت ہوں، تمہارے رب کی طرف سے ہدیہ ہوں۔ علمائے کرام نے ”رَحْمَةٌ“ اور ”مُّهْدَاةٌ“ کو بھی آپ کے مبارک اسما و القابات میں شمار کیا ہے۔ ہدیہ وہ ہوتا ہے جس کا بدل نہ دینا پڑے، سبل الھدیٰ والرشاد میں ہے: ”اس کا معنٰی یہ ہے کہ اللہ کریم نے مجھے بندوں کے لئے ایسی رحمت بناکر بھیجا ہے جس کا کوئی بدلہ نہیں مانگا جائے گا کیونکہ جب کوئی ہدیہ رحمت و شفقت کے طور پر بھیجا جائے تو اس سے عوض و بدلے کا ارادہ نہیں کیا جاتا۔“(2)

14 اَنَا رَسُوْلُ الرَّحْمَةِ وَ رَسُوْلُ الرَّاحَةِ یعنی میں رحمت و راحت والا رسول ہوں۔(3)

اس فرمانِ مبارک میں دو اسمائے شاہِ مدینہ کا بیان ہوا ہے: ”رَسُوْلُ الرَّحْمَةِ“ اور ”رَسُوْلُ الرَّاحَةِ“۔

یہاں اوّلاً اسمِ گرامی ”رَسُوْلُ الرَّاحَةِ“ کے بارے میں کچھ ملاحظہ کرتے ہیں۔ یوں تو راحت اور رحمت قریبُ المعنیٰ ہیں لیکن ان میں فرق بھی کیا جاتا ہے۔ راحت کو سکون، آسانی، سہولت، دلی خوشی اور مشکلات سے رہائی کے طور پر بھی جانا جاتا ہے۔

ان میں سے کسی بھی مفہوم کی روشنی میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک ذات کو دیکھا جائے، آپ ہر لحاظ سے کامل واکمل ہیں، آپ کی تشریف آوری ایک علاقہ، قبیلہ، شہر یا ملک نہیں بلکہ ساری کائنات کے لئے راحت، سکون اور آسانی کا سبب بنی۔

آپ کی آمد سے توبہ آسان ہوگئی۔ گناہ کرنے والوں کے گناہ ان کے دروازوں پر نہیں لکھے جاتے۔ نماز کے لئے صرف عبادت خانوں ہی کی تخصیص نہ رہی بلکہ ہر پاک جگہ کو نماز کے لئے جائز قرار دیا گیا۔ چھوٹی چھوٹی نیکیوں پر بڑے بڑے ثواب دیئے گئے۔ حج، عمرہ، صدقہ اور دیگر بڑے بڑے نیک اعمال کرنے کی استطاعت نہ رکھنے والوں کو چھوٹی چھوٹی نیکیوں پر اِن اعمال کا اجر دیئے جانے کا فرمایا گیا۔ ایک بار ”سبحٰن اللہ“ کہنے پر جنّت میں درخت لگنے کی نوید سنائی گئی۔ ایک حرفِ قراٰنی کی قراءت پر دس نیکیوں کا مُژدہ ملا، تین بار سورۂ اِخلاص کی تلاوت پر پورے قراٰن کا ثواب ملنے کی خوشخبری ملی، گناہ گاروں کو میدانِ حشر میں شفاعت کی امید نے دلاسا دیا، غرض کہ بے شمار ایسے امور ہیں کہ جو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی برکت سے ہمیں ملے اور وہ ہماری دلی راحت و سکون کا سبب ہیں۔

شانِ رحمت:

اسمِ گرامی ”رَسُوْلُ الرَّحْمَةِ“ کے معانی و مفاہیم اور اس کے مَظاہر بے شمار ہیں۔ مدنی آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رسالت ہمارے لئے رحمت، آپ کے اخلاق رحمت، آپ کی ذات رحمت اور یہ سب ایسی رحمتیں ہیں کہ صرف چند لوگوں کے لئے

نہیں، کسی خاص جماعت یا گروہ کے لئے نہیں، صرف مؤمنین کے لئے نہیں بلکہ سارے جہانوں کے لئے رحمتیں ہیں کیونکہ جس نے آپ کو رحمت بنایا خود اسی کا فرمان ہے: ﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ(۱۰۷)﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ (پ17، الانبیآء:107)

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک ذات اخلاقِ کریمہ کا ایسا مجموعہ ہے کہ کوئی نہایت نہیں، آپ کی رحمت کا کوئی کنارہ نہیں، آپ کی مبارک ذات میں پایا جانے والا ہر ہر وصفِ رحمت و شفقت و عظمت و رفعت بے انتہا ہے، آپ اللہ کریم کی طرف سے ہمارے لئے ایسا ہدیہ و تحفہ و احسان و رحمت ہیں کہ 1400 سال سے زائد گزر گئے، ہر زمانے میں آپ کے اوصافِ رحمت و عظمت کو لوگوں نے ہر ہر رنگ و انداز سے بیان کیا لیکن آپ کی شان ہے کہ ہر بار جدا نظر آتی ہے، رحمت کی برسات ہر بار الگ انداز سے برستی ہے۔

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شانِ رحمت کے بھی کیا کہنے! آپ نے معاشرے کے مظلوم ترین طبقہ غلاموں اور عورتوں کو ان کے حقوق دلوائے، جن غلاموں کے ساتھ پاؤں کی جوتی سے بھی بدتر سلوک ہوتا تھا انہیں، آقا کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کا مقام دیا، غریبوں اور فقرا مسلمین کو دیگر سے پہلے جنّت میں جانے کا مژدہ سنایا، گناہ گار اہلِ ایمان کو بروزِ قیامت شفاعت وسفارش کی نوید سنا کر ڈھارس بندھائی۔

حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک رحمت کے بیان کی بنیادی طور پر دو قسمیں کی جاسکتی ہیں: (1) رحمت و شفقت کی تعلیم (2) ذاتِ گرامی سے رحمت و شفقت کا ظہور۔

(1) رحمت و شفقت کی تعلیم:

رسولِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جہاں کائنات کی ہر مخلوق کے لئے اپنی رحمت کے دریا بہائے وہیں دوسروں کو بھی رحمت و شفقت کی تعلیم وترغیب دی اور کثیر مواقع پر اس کی تکرار بھی فرمائی، چنانچہ ایک موقع پر ارشاد فرمایا: اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ، اِرْحَمُوا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْكُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ رحم کرنے والوں پر رحمٰن عَزَّوَجَلَّ رحم فرماتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان کی بادشاہت والا تم پر رحم فرمائے گا۔[4]

صلۂ رحمی کے ذریعے رحمت و شفقت کے پھیلاؤ کی ترغیب کیسے پیارے انداز میں ارشاد فرمائی: اَلرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللهُ رشتہ داری رحمٰن سے تعلق رکھنے والی ایک شاخ ہے تو جو شخص اس کو ملائے گا اللہ کریم اس کو ملائے گا۔[5]

بعض اوقات سرزنش کے انداز میں بھی رحمت و شفقت کی تلقین فرماتے جیسا کہ ایک اعرابی کو بچّوں کے ساتھ محبت و رحمت کا درس دیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے امام حَسَن رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا، اپنے سینے سے لگایا اور سُونگھنے لگے، اس قَدَر شفقت و محبت دیکھ کر ایک شخص نے عرض کی: یارسولَ اللہ! میرا بھی ایک بیٹا ہے جو اَب جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکا ہے، مگر میں نے اسے کبھی نہیں چُوما۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحمت نکال لی ہے تو اس میں میرا کیا قُصور ہے۔[6]

اسی طرح ایک شخص نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حضرت امام حسن سے محبت و رحمت کو دیکھتے ہوئے کہا: اِنَّ لِیْ عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا فَنَظَرَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ میرے دس بیٹے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چوما۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُس کی طرف دیکھا اور فرمایا: ”جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔“[7]

---

(1) مصنف ابن ابی شیبہ، 16/504، حدیث: 32442 (2) سبل الھدیٰ والرشاد، 1/464 (3) الشفاء، 1/231 (4) ترمذی، 3/371، حدیث: 1931 (5) ترمذی، 3/371، حدیث: 1931 (6) مستدرک للحاکم، 4/161، حدیث: 4846 (7) بخاری، 4/100، حدیث: 5997۔

شانِ حبیب بزبانِ حبیب

(قسط:06)

مولانا ابو الحسن عطّاری مَدَنی

گزشتہ شمارے میں بتایا گیا تھا کہ حضور نبی رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک رحمت کے بیان کی بنیادی طور پر دو قسمیں کی جاسکتی ہیں: 1 رحمت و شفقت کی تعلیم 2 ذاتِ گرامی سے رحمت و شفقت کا ظہور۔ ان میں سے پہلی قسم کا بیان پچھلے ماہ ہو چکا، دوسری قسم کا مختصر ذکر ملاحظہ کیجئے:

2 ذاتِ گرامی سے رحمت و شفقت کا ظہور:

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صرف اپنی امت ہی نہیں بلکہ سارے جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے، کس کس کو کیسے کیسے رحمتِ سرورِ کونین سے حصہ ملا اس کا ایک مختصر ساخاکہ ملاحظہ کیجئے:

اُمّت کے لئے رحمت: یہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک حیات کا ایسا پہلو اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رحمت کا ایسا گوشہ ہے کہ جس کا مکمل بیان بیان سے باہر ہے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم امت کے لئے اس قدر رحیم و شفیق ہیں کہ ربّ العالمین نے امت سے یوں ارشاد فرمایا: ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ(۱۲۸)﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔ (1)

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ کریم نے آپ کے چار اوصافِ مبارکہ کا ذکر فرمایا جو کہ سب کے سب آپ کی اپنی امت پر رحمت کا بیان کرتے ہیں۔ ”عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ“ تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر گراں ہے، ”حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ“ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ہیں، ”رَءُوْفٌ“ کمال مہربان ہیں اور ”رَّحِیْمٌ“ رحم والے ہیں۔

کیسے رحیم و کریم آقا ہیں کہ دنیا میں تشریف لاتے وقت بھی امت کی فکر تھی تو پردہ فرماتے وقت بھی لَبہائے اقدس پر بخششِ امت ہی کے الفاظ تھے، ان کی راتیں سجدۂ بارگاہِ الٰہ میں گزر جاتیں اور امت پر غُفرانِ الٰہی کا سوال کرتے رہتے، وہ جو خود لوگوں کو جنّت بانٹتے تھے اور یقیناً جنّت اور بارگاہِ الٰہی میں اپنا مقام و مرتبہ خوب جانتے تھے پھر بھی دوزخ کے دہکائے جانے کی خبر ملی تو امت پر رحمت و شفقت کے سبب بہت زیادہ روئے۔

اُمّت کے لئے اپنی رحمت کا بیان اپنے ہی الفاظ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں: میری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی اور جب اس آگ نے اِرد گرد کی جگہ کو روشن کر دیا تو اس میں پتنگے اور حشراتُ الارض گرنے لگے، وہ شخص ان کو آگ میں گرنے سے روکتا ہے اور وہ اس پر غالب آکر آگ میں دھڑا دھڑ گر رہے ہیں، پس یہ میری مثال اور تمہاری مثال ہے، میں تمہاری کمر پکڑ کر تمہیں جہنم میں جانے سے روک رہا

ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ جہنم کے پاس سے ہٹ جاؤ! جہنم کے پاس سے ہٹ جاؤ! اور تم لوگ میری بات نہ مان کر (پتنگوں کے آگ میں گرنے کی طرح) جہنم میں گرے چلے جارہے ہو۔[2]

بچوں، پرندوں، جانوروں اور کفار کے لئے اظہارِ رحمت:

بچوں پر ایسے رحیم کہ اگر دورانِ نماز کوئی بچہ رو پڑتا تو اس خیال سے کہ اس کی ماں پر کیا بیت رہی ہوگی نماز کو مختصر فرما دیتے۔[3]

غور تو کیجئے کہ کیسے رسولِ رحمت ہیں کہ ایک بچّے اور اس کی ماں کی خاطر اپنے ربّ سے جاری سلسلۂ مناجات کو مختصر کر دیتے ہیں۔

ایک چڑیا کے بچے کو کوئی اٹھالیتا ہے تو رسولِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس کی بے قراری پر خود بے قرار ہو جاتے ہیں اور فوراً اس کے بچوں کو واپس دلاتے ہیں۔[4]

اونٹ بلبلاتا ہوا آتا ہے، خوراک کی کمی اور بوجھ کی زیادتی کی شکایت کرتا ہے تو اس کی بھی دادرسی فرماتے ہیں۔[5]

صرف یہی نہیں بلکہ وہ جانور جسے چھری کے ساتھ ذبح کرلینا ہے اس پر وقتِ آخری بھی نرمی کرنے کا فرماتے ہیں، اس کے سامنے چھری تیز نہ کرنے اور تیز ترین چھری کے ساتھ ذبح کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔[6]

اور تو اور وہ کفارِ ناہنجار جو پتھر مار مار کر لہولہان کردیتے ہیں، اللہ کے فرشتے صرف ایک اشارۂ ابرو کے منتظر ہوتے ہیں کہ اجازت ملے اور وہ قوم ملیامیٹ کر دی جائے لیکن اللہ! اللہ! میرے رءوف و رحیم آقا لَہولُہان ہو کر بھی فرماتے ہیں کہ "مجھے امید ہے کہ اللہ کریم ان کی آنے والی نسلوں سے ایسے لوگوں کو نکالے گا جو اللہ وَحْدَہٗ لَاشَرِیک کی عبادت کریں گے اور شرک نہیں کریں گے۔[7]

ایک بار کسی نے کفار کے بارے میں بددُعا کرنے کا کہا تو فرمایا: اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا، وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَۃً یعنی مجھے لعنت کرنے والا نہیں بھیجا گیا میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔[8]

کسی شاعر نے آپ کی شانِ رحمت و رفعت کو کیا ہی خوب بیان کیا ہے:

رَبَّاكَ رَبُّكَ جَلَّ مَنْ رَبَّاكَا
وَرَعَاكَ فِیْ كُنُفِ الْهُدٰى وَحَمَاكَا

ترجمہ: آپ کی تربیت آپ کے رب نے فرمائی، کیا ہی شان والا ہے جس نے آپ کی تربیت فرمائی اور آپ کی پرورش ہدایت و رہبری کے سایہ میں کی اور آپ کی حمایت کی۔

سُبْحَانَہٗ اَعْطَاكَ فَيْضَ فَضَائِلٍ
لَمْ يُعْطِهَا فِى الْعَالَمِيْنَ سِوَاكَا

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کو فضائل کے ایسے بہاؤ عطا کئے کہ ان کی مثل ساری کائنات میں آپ کے سوا کسی کو نہ دیئے۔

سَوَّاكَ فِیْ خُلُقٍ عَظِيْمٍ وَارْتَقٰى
فِيْكَ الْجَمَالُ فَجَلَّ مَنْ سَوَّاكَا

ترجمہ: آپ کو خُلقِ عظیم کا حسین پیکر بنایا اور آپ میں حُسن و جمال کو پروان چڑھایا تو کیا ہی عظیم رب ہے جس نے آپ کو عظیم بنایا۔

سُبْحَانَہٗ اَعْطَاكَ خَيْرَ رِسَالَةٍ
فِى الْعَالَمِيْنَ بِهَا نُشِرَتْ هُدَاكَا

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کو سارے جہانوں کیلئے رسول بنایا اور آپ کی رسالت کے سبب جہانوں میں ہدایت پھیلی۔

وَحَبَاكَ فِیْ يَوْمِ الْحِسَابِ شَفَاعَةً
مَحْمُوْدَةً مَّا نَالَهَا اِلَّاكَا

ترجمہ: اور آپ کو قیامت کے دن شفاعت اور مقام محمود عطا فرمایا جو آپ کے سوا کسی کو نہ ملا۔

اَللهُ اَرْسَلَكُمْ اِلَيْنَا رَحْمَةً
مَا ضَلَّ مَنْ تَبِعَتْ خُطَاهُ خُطَاكَا

ترجمہ: اللہ کریم نے آپ کو ہماری طرف رحمت بنا کر بھیجا جس کے پاؤں آپ کی اتباع میں اٹھیں وہ کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔

---

(1) پ11، التوبۃ:128 (2) مسلم، ص965، حدیث:5957 (3) بخاری، 1/253، حدیث:709 (4) ابوداؤد، 3/245، حدیث:3089 (5) ابوداؤد، 3/32، حدیث:2549 (6) مسلم، ص832، حدیث:5055 (7) بخاری، 2/386، حدیث:3831 (8) مسلم، ص1074، حدیث:6613۔

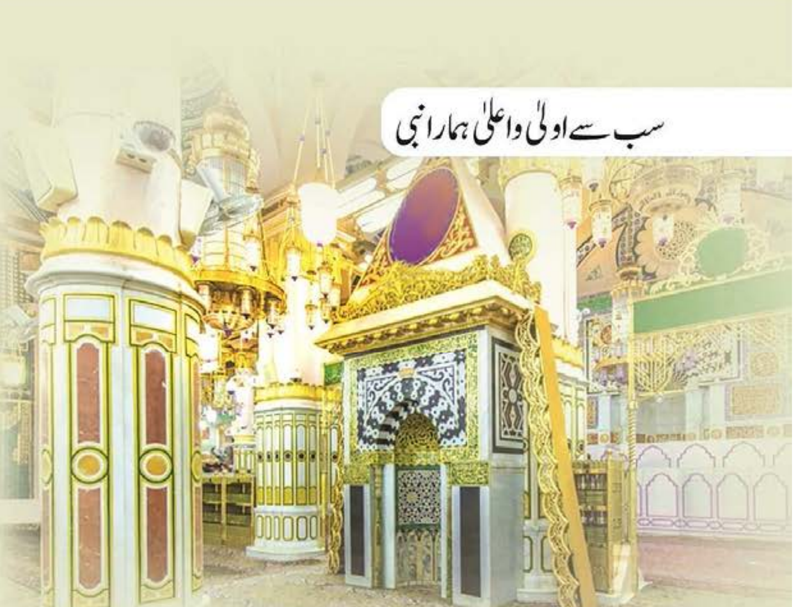

نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

(قسط:07)

مولانا ابوالنور راشد علی عطاری مَدَنی

(15) اَنَا نَبِيُّ الرَّحْمَةِ، وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ ترجمہ: میں رحمت والا نبی اور توبہ کا نبی ہوں۔[1]

محبوبِ ربُّ العزّت کے اس پُرعظمت فرمان میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے دو مبارک اسماء "نَبِيُّ الرَّحْمَةِ" اور "نَبِيُّ التَّوْبَةِ" کا ذکر ہے، آپ کی رحمت و عنایت کا مختصر ذکر مئی اور جون 2021ء کے شماروں میں فرمانِ پاک "اَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ" اور "اَنَا رَسُولُ الرَّحْمَةِ وَ رَسُولُ الرَّاحَةِ" کے تحت کیا گیا ہے، جبکہ اسمِ گرامی "نَبِيُّ التَّوْبَةِ" کی مختصر تشریح یہاں ملاحظہ کیجئے:

توبہ بندے اور اللہ کے درمیان ناطے کو جوڑنے اور مضبوط کرنے کا پہلا مرحلہ یا دروازہ ہے، پچھلی امتوں میں گناہوں کی سزا بہت سخت تھی اور بعض امتوں میں تو اگر کوئی رات کو گناہ کرتا تو صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوتا تھا۔[2]

یہ بھی نبیِّ رحمت، ماہِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی عظیم شان و عظمت ہی کا حصہ ہے کہ آپ کے صدقے سے کائنات کو توبہ جیسی نعمتِ کبریٰ نصیب ہوئی، جی ہاں! توبہ واقعی بہت بڑی نعمت ہے، بھلا کون سا بادشاہ، حکمران، صاحبِ اقتدار، صاحبِ منصب و ثروت ایسا ہے کہ جس کی بندہ ایک سے دوسری مرتبہ کوئی نافرمانی کر دے اور وہ اس کو مُعاف کر دے، کوئی بڑے سے بڑا مہربان بھی ہو گا تو پہلی بات یہ کہ اللہ و رسول کی عطا ہی سے ہو گا اور دوسری بات یہ کہ وہ بھی کتنا صبر کرے گا، بالآخر دوسری، تیسری یا چوتھی نافرمانی پر نکال باہر ہی کرے گا، اپنے دروازے نافرمان پر ہمیشہ کے لئے بند کر دے گا، لیکن قربان جایئے "نَبِيُّ التَّوْبَةِ" جنابِ محمد مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے کریم رب کی عطا پر کہ اگر کوئی دن میں ستر بار بھی گناہ کر بیٹھے اور ستر بار توبہ کرے تو بھی اللہ کریم کرم فرماتا ہے۔ مگر یاد رکھئے! اس ارادے سے گناہ کرنا کہ بعد میں توبہ کر لوں گا یہ اَشَدّ کبیرہ یعنی سخت ترین کبیرہ گناہ ہے بلکہ توبہ کے ارادے سے گناہ کرنا کُفر ہے۔[3]

توبہ صرف گناہ سے ہی نہیں کی جاتی، بلکہ یہ تو بارگاہِ الٰہ میں حاضر ہونے کا سوال ہے، اللہ کے نیک بندے دن میں کئی کئی بار توبہ کرتے، خود جنابِ سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم بھی دن میں سو سو بار اِسْتِغفار فرماتے تھے۔[4]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ اللہ کریم کے حقوق بندوں پر اس قدر ہیں کہ ان کا ادا کرنا ممکن نہیں ہے لہٰذا چاہئے کہ ہر بندہ جب اٹھے تو توبہ کرے اور رات کو توبہ کرکے سوئے۔[5]

توبہ کی جس قدر ترغیب رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمائی، کہیں نہیں ملتی، قراٰنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں جگہ جگہ توبہ کی ترغیب ہے چنانچہ چند آیات و روایات کا ماحصل ملاحظہ کیجئے:

توبہ فلاح و کامیابی پانے کا نسخہ ہے۔[6] توبہ کرنے والا اللہ کا محبوب ہے۔[7] توبہ کرنے والا رحمتِ الٰہی کا مستحق ہے۔[8] توبہ کرنے والے کی بُرائیاں نیکیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔[9] توبہ کرنے والے کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔[10] توبہ کرنے والے داخلِ جنت ہوں گے۔[11] توبہ کرنا بہترین انسان کی علامت ہے۔[12] توبہ مشکلات کی آسانی، غم سے آزادی اور بے حساب رزق کی عطا کا ذریعہ ہے۔[13] توبہ دل کا زنگ دور کرتی ہے۔[14]

”نَبِیُّ التَّوْبَة“ جنابِ محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں بڑے بڑے گناہ گار آئے، بڑے بڑے ظالم آئے، وہ بھی آئے جنہوں نے اپنی بیٹیوں تک کو زندہ دفن کر دیا تھا، وہ بھی آئے جنہوں نے مکۂ مکرمہ کے 13 سالہ دورِ نبوت میں ظلم و جبر کی ہر حد پار کر دی تھی، وہ بھی آئے جنہوں نے صحابۂ کرام اور اقرباء عظام پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے تھے، لیکن قربان جائیے آپ کی شانِ کریمی وعفو پر کہ آپ نے ان کو معاف کر دیا اور توبہ قبول فرمائی۔

حضرت عکرمہ جو کہ ابوجہل کے بیٹے ہیں۔ قبولِ اسلام سے پہلے جب مکۂ مکرمہ فتح ہوا تو یہ بھاگ کر یمن چلے گئے لیکن ان کی بیوی ”اُمِّ حکیم“ نے اسلام قبول کر لیا اور اپنے شوہر عکرمہ کے لئے بارگاہِ رسالت میں مُعافی کی درخواست پیش کی تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی درخواست کو قبول فرماتے ہوئے حضرت عکرمہ کو معاف فرما دیا اور پھر جب بارگاہِ رسالت میں آکر انہوں نے توبہ کی تو سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی توبہ قبول فرمائی، صرف یہی نہیں بلکہ جب حضرت عکرمہ سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان کے لئے جلدی سے کھڑے ہوگئے اور حضرت عکرمہ کی توبہ کا اس قدر اکرام فرمایا کہ صحابۂ کرام سے پہلے ہی فرما دیا: تمہارے پاس عکرمہ مؤمن ہو کر آرہے ہیں ان کے سامنے ان کے باپ ابوجہل کو بُرا بھلا نہ کہنا۔(15)

”کَعب بن زُہَیر“ بڑے پائے کے شاعر تھے، ان کے بارے میں قتل کا آرڈر جاری ہو چکا تھا، فرمایا گیا تھا کہ جو بھی انہیں دیکھے قتل کر دے، ان کے بھائی حضرت بُجیر بن زُہَیر جو کہ اسلام لا چکے تھے انہوں نے آپ کو خط لکھا اور بتایا کہ اگر تم اسلام لے آؤ تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مُعاف کر دیں گے، چنانچہ یہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی توبہ کو بھی قبول فرمایا، بارگاہِ رسالت سے امان پا کر انہوں نے ایک قصیدہ شانِ سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں پیش کیا، جسے قصیدہ ”بانت سعاد“ کہا جاتا ہے، اسے ”قصیدۂ بُردہ“ بھی کہتے ہیں کیونکہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قصیدہ سُن کر انہیں اپنی مبارک چادر عطا فرمائی۔(16)

اس قصیدے کے دو اشعار ملاحظہ کیجئے:

اُنْبِئْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ اَوْعَدَنِیْ ۔۔۔ وَالْعَفْوُعِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ مَامُوْل

اِنِّیْ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللهِ مُعْتَذِرًا ۔۔۔ وَالْعُذْرُعِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ مَقْبُوْل

مجھے خبر پہنچی کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے لئے سزا کا حکم فرمایا ہے اور رسول کے ہاں معافی کی امید کی جاتی ہے اور میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حضور معذرت کرتا حاضر ہوا اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں عذر قبول کیا جاتا ہے۔(17)

”وحشی“ جنہوں نے جنگِ اُحد میں سیّدُ الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہُ عنہ کو شہید کیا تھا۔ یہ بھی فتحِ مکہ کے دن بھاگ کر طائف چلے گئے تھے مگر پھر طائف کے ایک وفد کے ہمراہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوگئے۔ حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی بھی توبہ قبول فرمائی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہُ عنہ کے زمانۂ خلافت میں جب جھوٹے مدعیِ نبوت مُسَیْلِمَہ کذّاب سے اہلِ اسلام کی جنگ ہوئی تو حضرت وحشی رضی اللہُ عنہ بھی اپنا نیزہ لے کر جہاد میں شامل ہوئے اور مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔(18)

اللہ کریم ہمیں بھی ہمیشہ توبہ کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری توبہ کو درجۂ قبولیت عطا فرمائے، اٰمین۔

حُضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اسمِ گرامی ”نَبِیُّ التَّوْبَة“ کے دلچسپ اور ایمان و محبت کو گرما دینے والے کچھ علمی نکات اگلے ماہ کے شمارے میں پیش کئے جائیں گے۔

---

(1) شمائل ترمذی، ص214، حدیث:361 (2) نور الانوار، ص175 (3) پردے کے بارے میں سوال جواب، ص302 (4) مسلم، ص1111، حدیث:6858 (5) کیمیائے سعادت، 2/763 (6) پ18، النور:31 (7) پ2، البقرة:222 (8) پ4، النسآء:17، پ6، المآئدہ:39 (9) پ19، الفرقان:70 (10) پ28، التحریم:8 (11) پ16، مریم:60 (12) ابن ماجہ، 4/491، حدیث:4251 (13) ابو داؤد، 2/122، حدیث:1518 (14) مجمع البحرین، 4/272، حدیث:4739 (15) امتاع الاسماع، 1/398، دلائل النبوة للبیہقی، 5/98 (16) امتاع الاسماع، 2/88 (17) المجموعة النبہانیة فی المدائح النبویة، 3/6 (18) سبل الہدیٰ والرشاد، 4/217۔

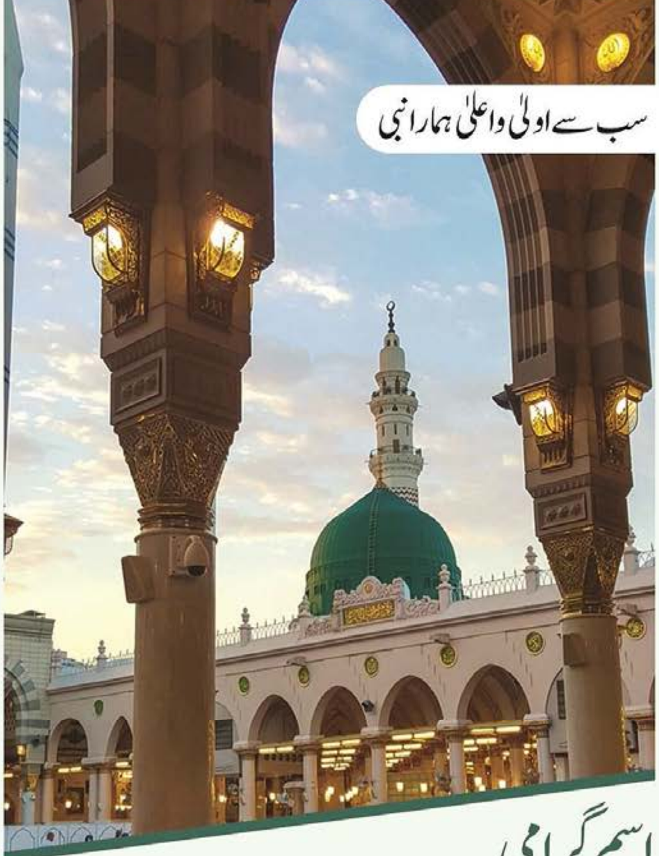

اسمِ گرامی "نَبِیُّ التَّوْبَةِ" اور 17 علمی نکات (قسط:08)

مولانا ابو الحسن عطاری مدنی

امامِ اہلِ سنّت، حضور سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے نامِ مبارک "نَبِیُّ التَّوْبَةِ" کی 13 توجیہات شروحاتِ حدیث اور کتبِ سیرت سے جبکہ 4 توجیہات اپنی جانب سے ذکر فرمائی ہیں، چنانچہ آپ لکھتے ہیں: "نامِ مبارک "نَبِیُّ التَّوْبَةِ" عجب جامع و کثیرُ المنافع نامِ پاک ہے، اس کی تیرہ توجیہیں فقیر غفرلہ المولی القدیر نے شرح صحیح مسلم للامام النووی و شرح الشفا للقاری والخفاجی و مرقاۃ واشعۃ اللمعات شروح مشکوٰۃ و تیسیر و سراج المنیر و حفنی شروح جامع صغیر و جمع الوسائل شرح شمائل و مطالع المسرات و مواہب و شرح زرقانی و مجمع البحار سے التقاط کیں اور چار بتوفیق اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے بڑھائیں سب سترہ ہوئیں، بَعْضُهَا اَمْدَحُ مِنْ بَعْضٍ وَّاَحْلٰی (ان میں ہر ایک دوسری سے لذیذ اور میٹھی ہے)

یہاں ان 17 توجیہات کو خلاصۃً پیش کیا جاتا ہے:

1 حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ہدایت سے عالَم (جہان یعنی بہت بڑی تعداد) نے توبہ اور رُجوع اِلَی اللہ کی دولتیں پائیں، حضور کی آواز پر متفرق جماعتیں، مختلف امتیں اللہ پاک کی طرف پلٹ آئیں۔

2 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی برکت سے خلائق کو توبہ نصیب ہوئی، پہلی اور اس توجیہ میں فرق ہے یعنی ہدایت نام ہے راستہ دکھانے اور دعوت دینے کا جبکہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی برکت ملنے سے مراد توبہ کی توفیق نصیب ہونا ہے۔

3 جس قدر لوگوں نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہاتھ پر توبہ کی دیگر انبیائے کرام کے ہاتھوں پر نہ ہوئی۔ صحیح حدیثوں سے ثابت کہ روزِ قیامت یہ امت سب امتوں سے شمار میں زیادہ ہوگی، نہ فقط ہر ایک امت جداگانہ بلکہ مجموع جمیع امم سے، اہلِ جنّت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں بحمدِ اللہ تعالیٰ اَسّی (80) ہماری اور چالیس (40) میں باقی سب امتیں، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

4 آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم توبہ کا حکم لے کر آئے۔

5 اللہ عزوجل کی بارگاہ سے قبولِ توبہ کی بشارت لائے۔

6 آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم توبہ عام لائے ہر نبی صرف اپنی قوم کے لئے توبہ لائے، جبکہ آپ تمام جہان سے توبہ لینے آئے۔

7 بلکہ توبہ کا حکم وہی لے کر آئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء سب ان کے نائب ہیں تو روزِ اوّل سے آج تک اور آج سے قیامت تک جو توبہ خلق سے طلب کی گئی یا کی جائے گی، واقع ہوئی یا وقوع پائے گی۔ سب کے نبی، ہمارے نَبِیُّ التَّوْبَہ ہیں۔

8 "نَبِیُّ التَّوْبَةِ" سے مراد "نَبِیُّ اَهْلِ التَّوْبَةِ" ہے، جیسا کہ قراٰنِ پاک کی آیت "وَسْئَلِ الْقَرْیَةَ" میں اَلْقَرْیَة سے مراد اَهْلَ الْقَرْیَةِ ہے، اب زیادہ مناسب یہ ہے کہ توبہ سے مراد ایمان لیں، چنانچہ "نَبِیُّ التَّوْبَةِ" کے معنیٰ ہوئے "تمام اہلِ ایمان کے نبی"۔

9 رسولِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی امت توابین ہیں، وصفِ توبہ میں سب امتوں سے ممتاز ہیں، قرآن ان کی صفت میں اَلتَّآئِبُوْن فرماتا ہے، جب گناہ کر بیٹھتے ہیں تو توبہ کرتے ہیں یہ امت کی فضیلت ہے اور امت کی ہر فضیلت اس کے نبی کی طرف راجع ہے۔

10 نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی امت کی توبہ سب امتوں سے زیادہ مقبول ہوئی، کہ ان کی توبہ میں صرف ندامت، گناہ کو فوراً چھوڑ دینا اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کافی ہوا، نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ

واٰلہٖ وسلَّم نے ان کے بوجھ اتار لئے، اگلی امتوں کے سخت و شدید بار اِن پر نہ آنے دیئے، اگلوں کی توبہ سخت سخت شرائط سے مشروط کی جاتی تھی، بنی اسرائیل کو گائے کا بچھڑا پوجنے کے گناہ کی توبہ کے لئے اپنی جانوں کو قتل کرنے کا فرمایا گیا اور جب ستّر ہزار آپس میں کٹ چکے اس وقت توبہ قبول ہوئی۔

11 پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خود کثیرُ التّوبہ ہیں، صحیح بخاری میں ہے (حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں): میں روز اللہ سبحانہ سے سو بار اِستِغفار کرتا ہوں۔

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی توبہ کسی گناہ سے نہ ہوتی تھی کیونکہ آپ تو گناہوں سے پاک تھے، بلکہ آپ ہر لمحہ ترقیِ مقاماتِ قرب و مشاہدہ میں ہیں، جیسا کہ ربّ العزت کا فرمان ہے: ﴿ وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰىؕ(۴) ﴾ (ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے[1])

جب ایک مقام اجل و اعلیٰ پر ترقی فرماتے گزشتہ مقام کو بہ نسبت اس کے ایک نوعِ تقصیر تصوّر فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ و اِستِغفار لاتے تو وہ ہمیشہ ترقی اور ہمیشہ توبہ بے تقصیر میں ہیں۔

12 **بابِ توبہ:** رسولِ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی امت کے آخر عہد میں بابِ توبہ بند ہوگا، اگلی نبوتوں میں اگر کوئی ایک نبی کے ہاتھ پر تائب نہ ہوتا تو ان کے بعد آنے والے کسی دوسرے نبی کے ہاتھ پر توبہ کرلیتا تو بھی مقبول ہوتی، جبکہ حضور خاتم النّبیین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد پر بابِ نبوت بند ہوگیا اور جب (قیامت سے قبل دنیا سے) آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی امّت رخصت ہوجائے گی (اور صرف کفار باقی بچیں گے) تو توبہ کا دروازہ بھی بند ہوجائے گا، جو کوئی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دستِ اقدس پر توبہ نہ لائے (یعنی آپ پر ایمان نہ لائے) اس کے لئے کہیں توبہ نہیں۔

13 **فاتحِ بابِ توبہ:** آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فاتحِ بابِ توبہ ہیں سب میں پہلے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توبہ کی وہ آپ ہی کے توسل سے تھی تو آپ ہی اصلِ توبہ اور وسیلۂ توبہ ہیں۔

14 حضور نبیِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم توبہ قبول کرنے والے ہیں، آپ کا دروازۂ کرم توبہ و معذرت کرنے والوں کے لئے ہمیشہ کھلا ہے جب آپ نے کعب بن زُہیر کا خون ان کے زمانۂ نصرانیت میں مباح فرمادیا تو بعدہ ان کے رجوع لانے اور توبہ کرنے پر ان کی توبہ بھی قبول فرمائی۔ توراۃ مقدس میں ہے: لَایَجْزِیْ بِالسَّیِّئَةِ السَّیِّئَةَ وَلٰكِنْ یَعْفُوْ وَیَغْفِرُ یعنی احمد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بدی کا بدلہ بدی نہ دیں گے بلکہ بخش دیں گے اور مغفرت فرمائیں گے۔[2]

اسی لئے ”عَفُوّ“ اور ”غَفور“ بھی حضور اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اسمائے طیبہ ہیں۔

15 بندوں کو حکم ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ و استغفار کریں اللہ تو ہر جگہ سنتا ہے، اُس کا علم، اُس کا سمع، اُس کا شہود سب جگہ ایک جیسا ہے مگر حکم یہی فرمایا کہ میری طرف توبہ چاہو تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو جاؤ: ﴿ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا(۶۴) ﴾ اگر وہ جو اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کی مغفرت مانگے تو ضرور خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔[3]

حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیاتِ ظاہری میں تو لوگ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے، اب مزارِ پُرانوار پر حاضری ہوگی اور جہاں یہ بھی میسر نہ ہو تو دل سے حضور پُرنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف توجہ کرے اور آپ کی بارگاہ میں فریاد، استغاثہ اور طلبِ شفاعت کرے کہ حضور اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اب بھی ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں چنانچہ علّامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: رُوْحُه علیهِ السَّلام حَاضِرٌ فِی بُیُوتِ اَھلِ الاِسْلام نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی روحِ مبارک ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہے۔[4]

16 آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مفیضِ توبہ ہیں توبہ آپ ہی لیتے ہیں اور آپ ہی دیتے ہیں، آپ توبہ نہ دیں تو کوئی توبہ نہ کرسکے، توبہ ایک نعمتِ عظمیٰ بلکہ ہر نعمت سے بڑی نعمت ہے اور نصوص متواترہ اولیائے کرام و علمائے اعلام سے ثابت ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیوی، ظاہری یا باطنی، روزِ اول سے اب تک، اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک، مؤمن یا کافر، مطیع یا فاجر، فرشتہ یا انسان، جن یا حیوان بلکہ ذاتِ الٰہی کے سوا جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی سب انہیں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے، خود فرماتے ہیں:

اَنَا اَبُو الْقَاسِمِ اللّٰهُ یُعْطِی وَاَنَا اَقْسِمُ میں ابو القاسم ہوں اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔(5)

17 گناہوں سے ان کی طرف توبہ کی جاتی ہے توبہ میں ان کا نام اللہ رب العزّت کے نام کے ساتھ لیا جاتا ہے کہ میں اللہ و رسول کی طرف توبہ کرتا ہوں، اُمُّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا نے عرض کی: یَا رَسُولَ اللّٰہِ اَتُوبُ اِلَی اللّٰہِ، وَاِلٰی رَسُولِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاذَا اَذْنَبْتُ؟ یارسولَ اللہ! میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی؟(6)

معجم کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہُ عنہ سے ہے: ابو بکر صدیق و عمر فاروق و غیرہما چالیس اجلّہ صحابہ کرام رضی اللہُ تعالٰی عنہم نے حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی طرف کھڑے ہو کر ہاتھ پھیلا کر لرزتے کانپتے حضور سے عرض کی: تُبْنَا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُولِہٖ ہم اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتے ہیں۔(7)

امامِ اہلِ سنّت مزید فرماتے ہیں: توبہ کے معنی ہیں نافرمانی سے باز آنا، جس کی معصیت کی ہے اس سے عہدِ اطاعت کی تجدید کر کے اسے راضی کرنا، اور نصِ قطعی قرآن سے ثابت کہ اللہ عزوجل کا ہر گنہگار حضور سید عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کا گنہگار ہے۔ قالَ اللّٰہُ تعالٰی: ﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَۚ﴾ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔(8)

اس کو عکس نقیض، مَنْ لَمْ یُطِعِ اللّٰہَ لَمْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ، لازم ہے اور ہمارے قول "مَنْ عَصَی اللّٰہَ فَقَدْ عَصَی الرَّسُوْلَ" کا یہی معنی ہے۔ اور قرآن عظیم حکم دیتا ہے کہ اللہ و رسول کو راضی کرو۔ قالَ اللّٰہُ تعالٰی: ﴿وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ۝۶۲﴾ سب سے زیادہ راضی کرنے کے مستحق اللہ و رسول ہیں اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں۔(9)

اللہ کریم ہمیں بھی نبی التوبہ جنابِ محمد مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وسیلۂ جلیلہ سے ہر طرح کی خطاؤں اور گناہوں کی معافی عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پ30، الضحٰی:4 (2) بخاری، 2/25، حدیث:2125، سنن دارمی، 1/16، حدیث:5 (3) پ5، النسآء:64 (4) شرح شفاء للقاری، 2/118 (5) مستدرک للحاکم، 3/502، حدیث:4243 (6) بخاری، 2/21، حدیث:2105 (7) معجم کبیر، 2/95، حدیث:1423 (8) پ5، النسآء:80 (9) 10، التوبہ:62۔

پورا نام مع ولدیت ____________
فون / موبائل نمبر ____________
واٹس ایپ نمبر ____________
ای میل ایڈریس ____________
شہر کا نام ________ تحصیل ________
ضلع
________ صوبہ ________
گھر کا مکمل ایڈریس ____________

بکنگ کی مزید معلومات کے لئے
Call/SMS/WhatsApp: +92313-1139278
Email:mahnama@maktabatulmadinah.com
ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، پرانی سبزی منڈی محلہ سوداگران کراچی Web: www.dawateislami.net

آج ہی دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ سے مفت ڈاؤنلوڈ کیجئے،
خود بھی پڑھئے اور دوسروں کو بھی شیئر کیجئے
www.dawateislami.net

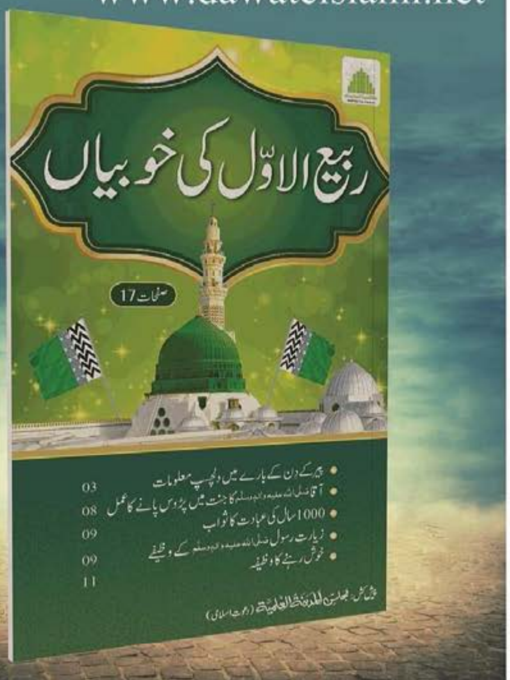

شانِ ختمِ نبوت (قسط:09)

مولانا ابوالحسن عطاری مدنی

16 اَنَا المُقَفِّی قَفَّیْتُ النَّبِیِّیْنَ وَاَنَا قَیِّمٌ ترجمہ: میں ہی سب سے پیچھے آنے والا ہوں (یعنی دنیا میں سب انبیاء کے بعد آنے والا ہوں اور میں آخری نبی ہوں)، میں سب نبیوں کے بعد آیا ہوں (یعنی مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا) اور میں قیم ہوں۔(1)

17 اَنَا المُقَفِّی وَالحَاشِرُ بُعِثْتُ بِالْجِهَادِ وَلَمْ اُبْعَثْ بِالزِّرَاعِ ترجمہ: میں ہی پیچھے آنے والا ہوں اور میں حاشر ہوں مجھے جہاد کے لئے بھیجا گیا کھیتیوں کے لئے نہیں۔(2)

18 اَنَا الْعَاقِبُ ترجمہ: میں ہی عاقب ہوں (اور عاقب وہ کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں)۔(3)

19 اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِی ترجمہ: میں خاتمُ النّبیّین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔(4)

20 اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ ترجمہ: میں آخری نبی ہوں فخریہ نہیں کہہ رہا۔(5)

21 اَنَا آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ، وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ ترجمہ: میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امّت ہو۔(6)

حبیبِ کریم، خاتمُ النّبیین صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے ان تمام فرامین میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا آخری نبی ہونا اور ہمارا عقیدۂ ختمِ نبوت بیان ہوا ہے۔ یہ بھی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بہت ہی انوکھی اور یکتا شان ہے جو اور کسی بھی نبی و رسول کو عطا نہ ہوئی، حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو انبیائے کرام علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی، ان میں سے ایک آپ کا خاتمُ النّبیین ہونا ہے۔(7)

ان فرامین میں سیّدُ المرسلین صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے 6 اسمائے گرامی بیان ہوئے: "المُقَفِّی"، "قَیِّمٌ"، "اَلْحَاشِرُ"، "اَلْعَاقِبُ"، "خَاتَمُ النَّبِیِّیْن" اور "آخِرُ الْاَنْبِیَاء" صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم۔

اسمِ مبارک "المُقَفِّی" اسمِ فاعل کا صیغہ ہے، علّامہ صالحی شامی نے اس کے اعراب یہی ذکر فرمائے اور اس کا معنیٰ ہے "وہ جس کے بعد کوئی دوسرا نبی نہ ہو۔"(8)

لغت میں اس کے معنیٰ پیچھے آنے، پیروی کرنے، تابع ہونے کے بھی ہیں، یہ معنیٰ حدیثِ پاک کے لفظ "قَفَّیْتُ النَّبِیِّیْن" سے بھی واضح ہو رہا ہے یعنی میں تمام انبیا کے پیچھے آیا ہوں۔ اس معنیٰ کی مزید وضاحت "الاستیعاب" کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے چنانچہ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہے: "اَنَا المُقَفِّی بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ کُلِّهِم یعنی میں تمام نبیوں کے بعد آنے والا ہوں۔"(9)

اسمِ گرامی "قَیِّمٌ" بہت بڑے مفہوم کا حامل ہے، کتبِ سیرت میں اسے مختصر الفاظ میں یوں تعبیر کیا گیا ہے: "وَالْقَیِّمُ الْجَامِعُ الْكَامِلُ یعنی قیم جامع اور کامل ہوتا ہے۔" نیز لغت میں اس کے معنیٰ سربراہ، نگران کار اور متولی و منتظم کے بھی ہیں۔

کوئی بھی چیز یا فرد "قَیِّم" یا قیمتی تبھی ہوتا ہے جب وہ بہت

سی خوبیوں کا حامل ہو اور اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ پیارے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کس قدر عظیم و جلیل خوبیوں کے حامل تھے، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ نے جس ادا کو اپنایا وہی عمل زمانے بھر کے لئے خوبی بن گیا، کائنات کے لئے یہ اصول بن گیا کہ کوئی بھی ایسا عمل جو مدنی محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی اداؤں کے مطابق ہو وہی خوبی ہے، جو عمل ان کی اداؤں، فرامین یا پسند کے خلاف ہو خواہ لوگ اسے کتنا ہی اچھا سمجھیں وہ عمل اچھا نہیں ہو سکتا۔

اسمِ گرامی ”اَلْحَاشِرُ“ کے معنی ہیں جمع کرنے والا، اس کے معنی خود رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے بھی ارشاد فرمائے ہیں، ارشادِ مبارک ہے: اَنَا الحَاشِرُ الَّذِی یُحْشَرُ النَّاسُ عَلَی قَدَمِی ترجمہ: میں ہی حاشر (جمع کرنے والا) ہوں لوگ میرے ہی قدموں پہ جمع کئے جائیں گے۔[10]

اس اسمِ گرامی کی مزید وضاحت اگلی اقساط میں بیان کی جائے گی۔

اسمِ گرامی ”اَلْعَاقِبُ“ کے معنیٰ ہیں پیچھے آنے والا، اس کا مصدر ہے عقب، پیچھے آنے والے سے کیا مراد ہے اس کی وضاحت میں مسلم شریف میں ہے: ”اَلْعَاقِبُ الَّذِی لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ یعنی عاقب وہ کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں“۔[11]

”خَاتَمُ النَّبِیّین“ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا بہت ہی عظیم اور خاص وَصف و لقب و منصب ہے۔ اس کے معنیٰ و مفہوم بالکل واضح و ظاہر ہیں کہ سب نبیوں سے آخری، نبیوں کا سلسلہ ختم کرنے والے، سب سے آخری نبی، سلسلۂ نبوت پر مہر لگا کر بند کر دینے والے۔ یہی معنیٰ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے اسمِ گرامی ”آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ“ اور اس مفہوم کی تمام احادیثِ مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔ ختمِ نُبُوَّت کے منکر ”خَاتَمُ النَّبِیّین“ کے معنیٰ میں طرح طرح کی بے بنیاد، جھوٹی اور دھوکا پر مبنی تاویلاتِ فاسدہ کرتے ہیں جو کہ قراٰن، احادیث، اجماعِ صحابہ اور مفسرین، محدثین، محققین، متکلمین اور ساری اُمّتِ محمدیّہ کے خلاف ہیں۔ تفاسیر اور اقوالِ مفسرین کی روشنی میں خاتمُ النبیین کا معنیٰ آخری نبی ہی ہے، مُفسّرِ قراٰن ابو جعفر محمد بن جریر طبری (وفات:310ھ)، ابوالحسن علی بن محمد بغدادی ماوردی (وفات:450ھ)، ابو الحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری شافعی (وفات: 468ھ)، ابوالمظفر منصور بن محمد المروزی سمعانی شافعی (وفات:489ھ)، محیُّ السُّنّۃ، ابو محمد حسین بن مسعود بغوی (وفات: 510ھ)، ابو محمد عبدُ الحق بن غالب اندلسی محاربی (وفات:542ھ)، سلطانُ العلماء ابو محمد عز الدین عبد العزیز بن عبد السلام سلمی دمشقی (وفات:660ھ)، ناصرُ الدّین ابو سعید عبدُ اللہ بن عمر شیرازی بیضاوی (وفات:685ھ)، ابوالبرکات عبدُ اللہ بن احمد نسفی (وفات: 710ھ)، ابوالقاسم محمد بن احمد بن محمد الکلبی غرناطی (وفات:741ھ)، ابو عبدُ اللہ محمد بن محمد بن عرفہ ورغمی مالکی (وفات: 803ھ)، جلالُ الدّین محمد بن احمد محلی (وفات:864ھ) اور ابوالسعود العمادی محمد بن محمد بن مصطفیٰ (وفات:982ھ) رحمۃُ اللہ علیہم اَجْمعین سمیت جمہور مفسرینِ قراٰن نے ”خَاتَمُ النَّبِیّین“ کے معنیٰ و مفہوم یہی بیان فرمائے کہ ہمارے پیارے آقا محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم اللہ کریم کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی طرح کا کوئی نبی، کوئی رسول نہ آیا ہے، نہ آسکتا ہے اور نہ آئے گا۔

عقیدۂ ختمِ نبوت پر ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے تمام مضامین ایک مجموعہ کی صورت میں پڑھنے کے لئے ”عقیدۂ ختمِ نبوت“ دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ سے مفت ڈاؤن لوڈ کیجئے یا اس QR-Code کو اسکین کرکے ڈاؤن لوڈ کیجئے۔

(1) الشفاء، 1/231، شمائل ترمذی، ص214، حدیث:361 (2) طبقات ابن سعد، 1/84، شمائل ترمذی، ص214، حدیث:361 (3) مسلم، ص958، حدیث:6105 (4) ترمذی، 4/93، حدیث:2226 (5) دارمی، 1/40، حدیث:49 (6) ابنِ ماجہ، 4/414، حدیث:4077 (7) مسلم، ص210، حدیث:1167 (8) سبل الہدیٰ والرشاد، 1/519 (9) الاستیعاب، 1/150 (10) بخاری، 2/484، حدیث:3532 (11) مسلم، ص958، حدیث:6105۔

(قسط:10)

دُور اندیش سِپہ سالار

مولانا ابو الحسن عطاری مدنی

(22) فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اَنَا رَسُوْلُ الْمَلْحَمَۃِ یعنی میں میدانِ جنگ والا رسول ہوں۔(1)

محسنِ انسانیت، تاجدارِ رسالت، احمدِ مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ مبارکہ کا ایک بہت ہی اہم پہلو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مغازی ہیں۔ ماضی و حال میں علمائے کرام نے اس موضوع پر کثیر کتب لکھی ہیں، بلکہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیبہ پر جو اولین کُتب پائی جاتی ہیں وہ بھی مغازی کے نام ہی سے مرتب ہوئیں۔

اوپر مذکور فرمانِ سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اسمِ گرامی ”رَسُوْلُ الْمَلْحَمَۃ“ ذکر ہوا۔ اس اسمِ مبارک میں بھی مَعانی و مفاہیم اور رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان و عظمت کا بیّن بیان ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیاتِ مبارکہ کا مغازی کا پہلو دیکھا جائے تو اس اسم کا معنیٰ ”ماہر قائد“، ”ماہر و دور اندیش سپہ سالار“، ”جنگی اصول و قوانین کے ماہر“ ہونا واضح ہوتا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جنگ و جدل کے خون ریز مقصود و مفہوم کو بدل کر رکھ دیا۔ عمومی طور پر جنگ اور لڑائی کے الفاظ سنتے بولتے ہی ذہن میں تباہی و بربادی اور قتل و غارت کا تصور آتا ہے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پہلے اور موجودہ دور میں بھی اسوۂ نبوی سے دور معاشروں میں جنگ و جدل کا معاملہ بہت خوفناک ہے، مگر رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جنگ کے جو اصول اور جو قوانین وضع فرمائے ان سے جنگ کا مقصود و پہلو یکسر بدل کر رہ گیا۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب کسی آدمی کو کسی لشکر یا سَرِیَّہ کا امیر بناتے تو اسے خاص طور پر اللہ سے ڈرنے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت فرماتے پھر انہیں لڑائی سے پہلے کی نصیحت فرماتے کہ جب دشمن سے سامنا ہو تو پہلے اسے اسلام کی دعوت دو اگر وہ مان لیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں، اگر نہ مانیں تو انہیں اطاعت کرنے اور جِزْیہ دینے کی تلقین کرو، اگر وہ مان لیں تو ٹھیک ہے اور اگر وہ جنگ پر ہی بضد ہوں تو اللہ کی مدد سے لڑو۔(2)

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اولین کوشش ہوتی کہ جنگ نہ ہو پھر بھی اگر دشمن کی ہٹ دھرمی اور ضد کے باعث جنگ کی نوبت آ ہی جاتی تو بھی وصفِ رحمت غالب نظر آتا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک تعلیمات تھیں کہ جنگ میں صرف اسے ہی نقصان پہنچے جو اسلام دشمنی میں لڑنے آیا ہو، کسی بوڑھے، بچے، نہتے اور خواتین، جانوروں یہاں تک کہ درختوں کو بھی نقصان نہ پہنچایا جائے جیسا کہ ذیل کی احادیثِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے۔

بخاری شریف میں ہے: ”نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ یعنی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عورتوں اور بچّوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔“(3)

ایک جنگ کے موقع پر رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جرنیلِ اسلام حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ حکم بھیجا: ”لَا تَقْتُلُنَّ اِمْرَاَةً وَلَا عَسِيفًا یعنی عورت اور مزدور کو ہرگز قتل نہ کرنا۔“(4)

اسی طرح بے گناہ مَردوں، بوڑھوں، عورتوں اور بچّوں کے بارے میں رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اہلِ اسلام کو کیا ہی خوب تعلیم دی: ”وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلًا وَلَا صَغِيرًا وَلَا اِمْرَاَةً یعنی بوڑھے آدمی، شیر خوار اور نابالغ بچّوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔“(5)

قربان جائیے سپہ سالارِ اعظم جنابِ رسولِ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک اُسوہ پر کہ جان کے دشمنوں کے بارے میں بھی کمال شفقت کا پہلو رکھتے، ایک موقع پر فرمایا: ”لَا تُمَثِّلُوا“ مُثلہ نہ کرو یعنی لاشوں کی بے حرمتی نہ کرو اور ان کے ہونٹ، ناک، کان وغیرہ نہ کاٹو۔(6)

اسلاموفوبیا کے شکار لوگ یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ اسلام ایک جارحانہ مذہب ہے اور اس کے پھیلنے کا سبب صرف تلوار ہے۔ یہ ایک سراسر بے بنیاد اور جھوٹا پروپیگنڈا ہے، یہ سچ ہے کہ دفاعِ اسلام و مسلمین کے لئے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تلوار بھی اٹھائی اور جنگیں بھی لڑیں، لیکن سیرتِ سرورِ کائنات کا مطالعہ کیا جائے تو اصل حقیقت آشکار ہوتی ہے، اسلام پر ایسی الزام تراشیاں کرنے والوں کو یہ نظر کیوں نہیں آتا کہ اسلام نے 13 سال تک لگاتار ظلم و ستم کی اندوہناک آندھیوں کا سامنا کرنے کے بعد تلوار اٹھائی، غزوۂ بدر میں مشرکینِ مکہ کی لاشوں پر واویلا کرنے والوں کو شعبِ ابی طالب کا تین سال کا وہ محاصرہ کیوں نظر نہیں آتا جس میں شیر خوار بچّے بھی پانی کو ترستے تھے اور خاندانِ بنو ہاشم نے گھاس اور پتے کھا کر گزارہ کیا۔ غزواتُ النبی پر اعتراض کرنے والوں کو دشمنوں کا وہ رویہ کیوں نظر نہیں آتا کہ جب کائنات کا بے ضرر ترین انسان سجدے میں ہوتا ہے اور اس کے اوپر اونٹنی کی بچّہ دانی لاکر ڈال دی جاتی ہے، تین سال تک کے لئے ہر طرح کا سوشل بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے، قتل کے منصوبے بنائے جاتے ہیں، وادیِ طائف میں پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا جاتا ہے اور وہ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اسی طرح زخموں سے چُور طائف سے مکہ تک کا سفر کرتے ہیں (موجودہ دور میں یہ سفر بائی روڈ تقریباً 90 کلومیٹر ہے)، یہ سب کچھ صرف ایک بات کے بدلے میں ہوا وہ یہ کہ ”اے لوگو! اللہ ایک ہے، وہی عبادت کے لائق ہے، اسی کو اپنا معبود مانو۔۔۔“ صرف اس ایک بات پر اس قدر ظلم ڈھائے گئے، اسی بات پر لَبَّیْك کہنے والے غریب اور کمزور اَصحاب کو کیسے تپتی ریت اور کوئلوں پر لٹایا گیا، گلیوں میں گھسیٹا گیا، یہاں تک کہ ضعیفُ العمر بوڑھی بی بی حضرت سُمَیّہ رضی اللہ عنہا کو تکلیفیں دے دے کر بالآخر نیزہ مار کر شہید کر دیا، ایسے مظالم بیسیوں بار ہوئے لیکن میرے کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پھر بھی ہر موقع پر بلکہ خونریز میدانِ جنگ میں بھی رحمت و شفقت ہی سے کام لیا۔

---

(1) طبقات ابن سعد، 1/84 (2) مسلم، ص738، حدیث:4522 ماخوذاً (3) بخاری، 2/314، حدیث:3015 (4) ابوداؤد، 3/73، حدیث:2669 (5) ابوداؤد، 3/53، حدیث:2614 (6) مسلم، ص738، حدیث:4522۔

برائے ایصالِ ثواب: حاجی عبدُ الرّحمٰن مرحوم

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کسی تکلیف کے آنے پر تم میں سے کوئی شخص ہرگز موت کی تمنا نہ کرے اگر ضروری ہو تو یہ کلمات کہے: ”یااللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے لئے زندہ رہنا بہتر ہے اور جب میرا مرنا بہتر ہو مجھے موت دے دے۔“ (بخاری، 4/13، حدیث:5671)

(قسط:11)

ثواب کے انبار

مولانا ابوالنور راشد علی عطّاری مَدَنی

23 فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اَنَا اَعْظَمُکُمْ اَجْرًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ، لِاَنَّ لِیْ اَجْرِیْ، وَمِثْلَ اَجْرِ مَنِ اتَّبَعَنِیْ۔ ترجمہ: میں قیامت کے دن اجر کے لحاظ سے تم سب سے بڑا ہوں، کیونکہ میرے لئے میرا اور جو بھی میری اِتّباع کرے گا ان سب کا اجر ہے۔ (1)

حضور نبیِّ رحمت، خاتمِ نبوّت جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اجر و ثواب، مقام و مرتبہ، عظمت و رفعت کا کوئی اندازہ تو کیا ہی نہیں جاسکتا۔ جنہوں نے آپ کی شان اور رفعتِ منزلت پر لکھنا چاہا تو کیا لکھا:

امام یافعی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ساری کائنات میں نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اوصاف و کمالات کا چرچا ہے اور اگر ساری دنیا ان اوصاف و کمالات کو شمار کرنے کیلئے جمع ہو جائے تو ان کے شمار کردہ اوصاف ایسے ہی ہیں جیسے سَمُنْدَر کے سامنے ایک قطرہ۔ (2)

آپ کی شان و عظمت کو جنہوں نے بیان کیا بالآخر یہی کہا:

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے
ترے اوصاف کا اِک باب بھی پورا نہ ہوا

کوئی عشق و مستی میں ڈوبا لکھتا رہا، لکھتا رہا، تھک کر پھر یہی کہا:

لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ، خلق کا آقا کہوں تجھے

کسی نے اپنی بے بسی کا اعتراف یوں بھی کیا:

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَر
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَر
لَایُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ
بعد از خدا بُزرگ توئی قصہ مختصر

ترجمہ: اے حسن و جمال والے، اے انسانوں کے سردار آپ کے رخِ انور سے تو چاند بھی منوّر ہے، آپ کی ثنا کا حق ادا کرنا تو ممکن ہی نہیں، قصہ مختصر یہ کہ خدا کے بعد آپ ہی سب سے معزّز و بُزرگ ہیں۔

اوپر مذکور حدیثِ پاک میں ذکر ہوا کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سب سے زیادہ اجر والے ہیں، اس کی توضیح کچھ یوں ہے کہ ثواب بمعنی قرب و معرفتِ الٰہی جبکہ اجر بمعنی بدلہ اور نیکیوں کی تعداد ہے۔

اس معنی کی وضاحت بہارِ شریعت سے ہوتی ہے، صدرُ الشّریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ نے جنابِ صدیقِ اکبر اور حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کی افضلیت کے بارے میں عقیدۂ اسلام بیان کرتے ہوئے لکھا، جس کا خلاصہ یہ ہے:

انبیا و مرسلین کے بعد تمام مخلوقاتِ الٰہی میں سے سب سے افضل صدّیقِ اکبر ہیں، پھر عمر فاروقِ اعظم، پھر عثمانِ غنی اور پھر مولیٰ علی رضی اللہ عنہم، افضل کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کریم کے یہاں زیادہ عزت و منزلت والا ہو، اِسی کو کثرتِ ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں، اِسے کثرتِ اَجْر نہیں کہتے، کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ افضل سے زیادہ مفضول کو اجر مل جاتا ہے، جیسا کہ حدیثِ پاک میں سیّدنا اِمام مَہدی کے ساتھیوں کی نسبت آیا کہ اُن میں ایک کے

لئے پچاس کا اجر ہے، صحابہ نے عرض کی: اُن میں کے پچاس کا یا ہم میں کے؟ فرمایا: بلکہ تم میں کے۔[3]

تو اجر (یعنی نیکیوں کی تعداد) اُن کے لئے زیادہ ہے، مگر افضلیت میں وہ زیادہ ہونا تو بہت دور کی بات صحابۂ کرام کے برابر بھی نہیں ہوسکتے، کہاں امام مَہدی کی رفاقت اور کہاں حضور سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی صحابیت! اس کی مثال بلاتشبیہ یوں سمجھئے کہ سلطان نے کسی مہم پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا، اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے انعام دیئے اور وزیر سے خالی رضامندی اور خوشی کا اظہار کیا، تو انعام یعنی بدلہ اگرچہ دوسرے افسروں کو زائد ملا، مگر کہاں وہ اور کہاں وزیرِ اعظم کا اِعزاز؟[4]

بہارِ شریعت کے اس کلام سے واضح ہوتا ہے کہ ثواب اور اجر دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔

ہمیں معلوم یا پتا ہونا تو بہت دور کی بات ہمیں تو اس بات کا یقین ہے اور اس پر ایمان ہے کہ رسولِ مکرّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ثواب، معرفت، قربِ الٰہی، رفعت و منزلت سب کچھ ساری کائنات سے زیادہ اور اعلیٰ وارفع ہے۔

اب حدیثِ پاک کے عملی پہلو کو دیکھنے کے لئے اس پر غور کیجئے کہ جو بھی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اتباع کرے گا اسے خود کو تو اجر ملے گا ہی اُس کے اِس عمل کا اجر رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں بھی جائے گا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پہلے بھی کائنات میں جو کوئی بھی آیا، جسے بھی ہدایت ملی، جس نے بھی بارگاہِ الٰہی سے پروانۂ رضا و خوشنودی و نجات پایا سب حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی کے صدقے و وسیلے سے پایا جبکہ اگر ہم رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دنیا میں تشریف آوری سے اب تک کے زمانہ کا خاکہ ذہن میں لائیں تو ہزاروں یا لاکھوں نہیں بلکہ لاتعداد حسنات (یعنی نیکیاں) ہیں جو اُمّت بجالائی اور ان کا اجر یقیناً رسولِ ذیشان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں پیش ہوتا ہے۔ ان نیکیوں میں سے اگر ہم صرف مساجد ہی کی بات کریں تو شمار قریب بہ محال ہے۔

اس وقت دنیا بھر میں کتنی مساجد ہیں، ان مساجد میں پنج وقتہ ہونے والے اذان و اقامت، باجماعت نمازیں، خطباتِ جمعہ، نوافل کا اہتمام، تلاوتِ قراٰنِ کریم، درود و تسبیح، وعظ و نصیحت کی مجالس، اعتکافِ سنّت و نفل اور دیگر کثیر حسنات ایسی ہیں جو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اِتّباع میں مساجد میں جاری ہیں یقیناً ان سب نیکیوں کے عاملین کے ساتھ ساتھ ان کا اجر رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں پیش ہوتا ہے۔

اب دنیا میں موجود مساجد کی تعداد کا اندازہ لگایئے چنانچہ 2019ء کی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں 3.8 ملین یعنی 38 لاکھ سے زیادہ مساجد ہیں اور یہ وہ ریکارڈ ہے جو مساجد ہر ملک کے سرکاری ریکارڈ میں درج ہیں جبکہ وہ مساجد جو گاؤں دیہاتوں، جزیروں، مسافر خانوں، ہوٹلوں، مارکیٹس اور دیگر عوامی جگہوں پر ہیں جو بطور مسجد رجسٹرڈ نہیں ہیں ان کا تو شمار ہی نہیں۔

ان مساجد کی برکت سے ہونے والی صرف ایک نیکی یعنی اذان ہی کا حساب لگائیں مثلاً اگر کوئی مسلمان مرد اذان کا ایک کلمہ سُن کر جواب دیتا ہے تو حدیثِ پاک کی روشنی میں 2 لاکھ نیکیوں کا اَجْرْ ملتا ہے اور پانچوں وقت کی اذان و اقامت کا حساب لگائیں تو صرف ایک مسلمان نمازی مرد کے لئے 3 کروڑ 24 لاکھ نیکیوں کی بشارت ہے، اب اگر 2019ء کی رپورٹ کے مطابق ہی مساجد کی تعداد کو شمار کریں تو ان میں ہزاروں مساجد ایسی ہیں جن میں ہر نماز میں کئی کئی سو اور ہزار نمازی ہوتے ہیں، اگر فی مسجد اوسطاً صرف 50 افراد بھی اذان و اقامت کا جواب دینے والے شمار کریں تو 19 کروڑ افراد بنتے ہیں جن کے روزانہ صرف پنج وقتہ اذان و اقامت کے جواب کے اجر کا حساب لگائیں تو 6 ہزار 156 ٹریلین نیکیوں کا اجر بنتا ہے۔

یاد رہے کہ ایک ٹریلین میں 10 کھرب ہوتے ہیں اور ایک کھرب 100 ارب کا ہوتا ہے جبکہ ایک ارب 100 کروڑ کا ہوتا ہے۔

یہ تو انتہائی محتاط اندازے کے مطابق صرف اذان و اقامت کے جواب کا حساب لگایا گیا ہے جبکہ دیگر کروڑوں نیکیاں ایسی ہیں جن میں فرائض، واجبات، نوافل اور سنتیں شامل ہیں جن پر قراٰن و حدیث میں ڈھیروں ڈھیر اجر کی بشارتیں ہیں، ان سب کا اجر بھی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں پیش ہوتا ہے۔

---

(1) دارمی، 1/141، حدیث: 515 (2) مراٰۃ الجنان، 1/21 ملخصاً (3) ترمذی، 5/42، حدیث: 3079 (4) بہار شریعت، 1/247۔

شانِ حبیب بزبانِ حبیب (قسط:12)

مولانا ابوالنور راشد علی عطاری مدنی

24 فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی ترجمہ: میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ پاک عطا فرماتا ہے۔(1)

25 فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اَنَا اَجْوَدُ وَلَدِ آدَم ترجمہ: میں اولادِ آدم میں سب سے بڑا داتا (سخی) ہوں۔(2)

ان مذکور مبارک فرامین میں حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ امّت، سلطانِ دوجہاں، غمگسارِ انس و جاں، محمد مصطفےٰ، احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دو مبارک اسماء "قَاسِم" اور "اَجْوَد" کا ذکر ہے۔

ان دونوں اسمائے مبارکہ کا مفہوم ہے: عطا فرمانے والے، تقسیم فرمانے والے، جود و سخاوت کرنے والے۔

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک شانِ جود و سخاوت کے حوالے سے سیرتِ طیّبہ کا مطالعہ کریں تو آپ کے قاسمِ نعمت اور صاحبِ جود و سخاوت ہونے کے موضوع کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1 حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خزائنِ الٰہیہ کے مالک اور مختارِ کل ہیں 2 سائل کو منع نہ فرمانا 3 بے حساب عطائیں فرمانا 4 اپنے پاس جمع نہ رکھنا۔

1 رسولُ اللہ خزائنِ الٰہیہ کے مالک اور مختارِ کُل ہیں

اہلِ اسلام کا یہ مسلمہ اور واضح عقیدہ ہے کہ دینے والا اور سب اختیارات و قدرت کا مالک اللہ ربُّ العزّت ہے اور ربِّ کریم نے اپنے حبیبِ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سب اختیارات عطا فرمادیئے ہیں جس کا اعلان "انما اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی" میں بھی واضح ہے۔

شارحِ بخاری علامہ احمد خطیب قسطلانی رحمۃُ اللہِ علیہ نے حبیبِ مکرّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مالکِ کُل ہونے کا تذکرہ "اَلْمَوَاهِبُ اللَّدُنِّيه" میں یوں فرمایا: هُوَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خِزَانَةُ السِّرِّ وَمَوْضِعُ نُفُوْذِ الْاَمْرِ فَلَا يَنْفُذُ اَمْرٌ اِلَّا مِنْهُ وَلَا يَنْقُلُ خَيْرٌ اِلَّا عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یعنی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ کریم کا ایک پوشیدہ راز ہیں اور احکامِ الٰہیہ کے نفاذ کا مرکز ہیں پس ہر حکم آپ ہی سے نافذ ہوتا ہے اور ہر خیر و بھلائی آپ ہی کے ذریعے منتقل ہوتی ہے۔(3)

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: دین و دنیا کی ساری نعمتیں علم، ایمان، مال، اولاد وغیرہ دیتا اللہ ہے بانٹتے حضور ہیں جسے جو ملا حضور کے ہاتھوں ملا کیونکہ یہاں نہ اللہ کی دَین (یعنی دینے) میں کوئی قید ہے نہ حضور کی تقسیم میں، لہٰذا یہ خیال غلط ہے کہ آپ صرف علم بانٹتے ہیں ورنہ پھر لازم آئے گا کہ خدا بھی صرف علم ہی دیتا ہے۔(4)

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عطاؤں کے تذکرہ پر کئی احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: کوئی دولت، کوئی نعمت، کوئی عزت جو حقیقۃً دولت وعزت ہو

ایسی نہیں کہ اللہ عزّوجل نے کسی اور کو دی ہو اور حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو عطا نہ کی ہو، جو کچھ جسے عطا ہوا یا عطا ہو گا دنیا میں یا آخرت میں وہ سب حضور کے صدقہ میں ہے حضور کے طفیل میں ہے حضور کے ہاتھ سے عطا ہوا (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم)۔(5)

ایک اور مقام پر فرمایا: جَعَلَ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعَالٰی خَزَائِنَ رَحْمَتِهٖ وَنِعَمِهٖ وَ مَوَائِدَ جُوْدِهٖ وَ كَرَمِهٖ طَوْعَ يَدَيْهِ، وَ مُفَوَّضَةً اِلَيْهِ صلَّی اللہ تعالی علیہ وسلَّم يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور کل نعمت کے خزانے اور اپنے فیض و کرم کے خوان ان کے ہاتھوں کے مطیع کر دیئے، اور یہ سب انہیں سونپ دیا جیسے چاہیں خرچ کریں۔(6)

مزید فرماتے ہیں: دین و دنیا و جسم و جان میں جو نعمت کسی کو ملی اور ملتی ہے اور ابد الآباد تک ملے گی سب حضورِ اقدس خلیفۃُ اللہ الاعظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے وسیلے اور حضور کے مبارک ہاتھوں سے ملی اور ملتی ہے اور ابد الاباد تک ملے گی۔(7)

ایک پنجابی شاعر نے کیا ہی خوب ترجمانی کی ہے کہ

رب فرمایا محبوبا زمانے سارے تیرے نیں
عرش والے، فرش والے، دیوانے سارے تیرے نیں
میں خالق ساری دنیادا، توں مالک ساری دنیادا
کسے منگتے نوں ناموڑیں، خزانے سارے تیرے نیں (8)

2 سائل کو منع نہ فرمانا

دنیا جہاں میں بڑے بڑے اسخیا کا یہ حال ہے کہ موجود ہو گا تو دے دیں گے، جمع کر کے رکھیں گے، اپنے لئے بھی رکھیں گے، دوسروں کو بھی دیں گے اور دنیا میں لاکھوں ایسے ہیں جو بہت کماتے ہیں، جمع بھی کرتے ہیں اور پھر سخاوت بھی کرتے ہیں لیکن ایسوں کی بھی کمی نہیں کہ وہ تبھی خرچ کرتے ہیں جب ان کے پاس جمع ہوتا ہے، جیسے ہی انہیں لگتا ہے کہ اب ہماری آمدن کم ہے تو وہ خرچ سے ہاتھ روک لیتے ہیں یہ اگرچہ بُرا نہیں لیکن قربان جایئے صاحبِ جود و کرم آقا پر کہ آپ نے نہ جمع فرمایا اور نہ ہی آمدن کی کمی و زیادتی کو کبھی دیکھا بس دیتے ہی رہے، لُٹاتے ہی رہے یہاں تک کہ ایسا بھی ہوا کہ اگر موجود نہ ہوتا تو بھی منع نہ فرماتے، صحابۂ کرام نے تو یہاں تک روایت فرمایا کہ سرکار دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کبھی سائل کو "لَا" نہ فرمایا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے، حضرت سیّدُنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَا سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَیْءٍ قَطُّ فَقَالَ "لَا" یعنی کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے جواب میں "لَا" (یعنی نہیں) فرمایا ہو۔(9) مراد یہ ہے کہ حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ وسلَّم سے دنیا کے مال میں سے کچھ طلب کیا گیا تو کبھی یہ نہیں فرمایا کہ نہیں دوں گا۔ دینا منظور ہوتا تو عطا فرما دیتے، نہ دینا منظور ہوتا تو خاموش رہتے اور رُخِ انور پھیر لیتے۔(10)

اس بات کی شعر کی صورت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ نے کیا خوب ترجمانی کی ہے:

مانگیں گے مانگے جائیں گے مُنہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ "لاَ" ہے نہ حاجت "اگر" کی ہے (11)

ایک دفعہ ایک سائل حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت بظاہر کوئی مال موجود نہ تھا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے اپنی جانب سے قرض لینے کی اجازت دی اور فرمایا کہ جب ہمارے پاس کچھ آجائے گا ہم اسے ادا کر دیں گے، جنابِ عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یَارسولَ اللہ! اللہ ربُّ العزّت نے آپ کو طاقت سے زائد کا مکلف نہیں فرمایا، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ بات پسند نہ آئی، انصار میں سے ایک شخص نے عرض کی: یَارسولَ اللہ! آپ عطا کیجئے اور عرش کے مالک سے تقلیل کا خوف نہ کیجئے، یہ سُن کر آپ نے تبسم فرمایا اور آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار آئے پھر فرمایا مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔(12)

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا بے حساب عطا فرمانا اور اپنے پاس جمع نہ رکھنا، اس کا بیان اِن شآءَ اللہ اگلے ماہ کے شمارے میں آئے گا۔

---

(1) بخاری، 1/42، حدیث: 71 (2) مسند ابی یعلیٰ، 3/16، حدیث: 2782 (3) مواہب لدنیہ، 1/27 (4) مرآۃ المناجیح، 1/177 (5) فتاویٰ رضویہ، 29/93 (6) فتاویٰ رضویہ، 28/522 (7) فتاویٰ رضویہ، 21/195 (8) یعنی ربّ کریم نے اپنے حبیب سے فرمایا: اے محبوب! اول و آخر ہر زمانہ تیرا ہے یعنی تیری ہی حکومت ہے، عرش و فرش میں ہر جگہ تیرے دیوانے ہیں، میں ساری دنیا کا خالق ہوں اور تجھے ساری دنیا اور سب خزانوں کا مالک بنا دیا، تو کسی سائل کو منع نہ کرنا۔ (9) بخاری، 4/109، حدیث: 6034 (10) نزہۃ القاری، 5/573 (11) حدائقِ بخشش، ص 225 (12) شمائل ترمذی، ص 201، حدیث: 338۔

عطائیں میرے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی

مولانا ابوالحسن عطاری مدنی

گزشتہ مضمون میں آپ نے پڑھا کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قاسمِ نعمت اور صاحبِ جُود و سخاوت ہونے کے موضوع کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جن میں سے دو حصے "1 حُضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خزائنِ الٰہیہ کے مالک اور مختارِ کل ہیں 2 سائل کو منع نہ فرمانا" مختصر طور پر پیش کئے گئے۔ بقیہ دو حصے "3 بے حساب عطائیں فرمانا 4 اپنے پاس جمع نہ رکھنا" کا مختصر تذکرہ ملاحظہ کیجئے:

3 بے حساب عطائیں فرمانا:

حُضور نبیِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شانِ جود و سخاوت کا بیان اتنا وسیع و کثیر ہے کہ اس پر سینکڑوں کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔ ذاتِ باری تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ اور بے لوث و بے لالچ عطا فرمانے والی ذات صرف رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات ہے۔

حضرت عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کی شانِ سَخاوت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم لوگوں میں سب سے بڑھ کر سخی ہیں اور سَخاوت کا دریا سب سے زِیادہ اس وَقْت جوش پر ہوتا، جب رَمضان میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے جبریلِ امین علیہِ الصّلوٰۃُ وَالسّلام مُلاقات کے لئے حاضِر ہوتے، جبریلِ امین علیہِ الصّلوٰۃُ وَالسّلام (رَمضانُ المبارَک کی) ہر رات میں حاضِر ہوتے اور رسولِ کریم، رءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان کے ساتھ قراٰنِ عظیم کا دَور فرماتے۔ پس رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ خیر کے معاملے میں سخاوت فرماتے۔[(1)]

آپ کی بے حساب عطاؤں کا اظہار کبھی یوں بھی ہوتا کہ غیر مسلم کو بھی سوال پر بے حساب نواز دیتے چنانچہ

حضرت صَفوان بن اُمَیّہ رضی اللہ عنہ نے (اسلام لانے سے پہلے غزوۂ حُنین کے موقع پر) بکریوں کا سُوال کیا، جن سے دو پہاڑوں کا درمیانی جنگل بھرا ہوا تھا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے وہ سب ان کو دے دِیں۔ اُنہوں نے اپنی قوم میں جاکر کہا: اے میری قوم! تم اسلام لے آؤ! اللہ پاک کی قسم! محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) ایسی سخاوت فرماتے ہیں کہ فَقْر (مُحتاجی) کا خوف نہیں رہتا۔[(2)]

مزید فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حُنین کے دن مجھے مال عطا فرمانے لگے، حالانکہ آپ میری نظر میں مَبْغُوض ترین تھے، پس آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مجھے عطا فرماتے رہے، یہاں تک کہ میری نظر میں محبوب ترین ہوگئے۔[(3)]

غزوۂ حُنین میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس قدر کثرت سے سَخاوت فرمائی جس کا اَندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بہت سوں کو 100، 100 اُونٹ عطا فرمائے۔[(4)]

حضور سیّدی اعلیٰ حضرت یومِ حنین کی سخاوت کے بارے میں فرماتے ہیں: حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی ایک اُس دن کی عطا سخی

بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دِہش (یعنی سخاوت و بخشش) سے زائد تھی، جنگل غنائم (یعنی بکریوں وغیرہ) سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور عطا فرما رہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب سب اَموال تقسیم ہو لئے ایک اَعرابی (یعنی عرب کے دیہات میں رہنے والے) نے رِدائے مبارک (یعنی چادر مبارک) بدنِ اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ وپشتِ مبارک پر اس کا نشان بن گیا، اس پر اِتنا فرمایا: اے لوگو! جلدی نہ کرو، وَاللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے۔(5)

کبھی تو ایسا بھی ہوا کہ اپنے بدنِ مبارک پر پہنا ہوا کپڑا بھی عطا فرمادیا جیسا کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت ایک چادر لے کر آئی، اس نے عرض کیا: یارسولَ اللہ! یہ میں نے اپنے ہاتھ سے بُنی ہے، میں آپ کے پہننے کے لئے لائی ہوں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ضرورت تھی، اس لئے آپ نے وہ چادر لے لی، پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہماری طرف نکلے اوراسی چادر کو بطورِ تہبند باندھے ہوئے تھے۔ ایک صحابی رضی اللہُ عنہ نے دیکھ کر عرض کی: کیا اچھی چادر ہے یہ مجھے پہنا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: ہاں! کچھ دیر کے بعد آپ مجلس سے اُٹھ گئے، پھر واپس تشریف لائے اور وہ چادر لپیٹ کر اس صحابی کے پاس بھیج دی۔ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے اس سے کہا کہ تم نے اچھا نہیں کیا، حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کسی سائل کا سوال رد نہیں فرماتے۔ وہ صحابی رضی اللہُ عنہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں نے صرف اس لئے سوال کیا کہ جس دن میں مر جاؤں یہ چادر (بطورِ تبرُّک) میرا کفن بنے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ چادر اس کا کفن ہی بنی۔(6)

عطائے سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعض نظارے ایسے بھی تھے کہ کسی سے اُس کی چیز خرید کر اُسی کو یا اس کے گھرانے کے کسی دوسرے فرد کو عطا فرمادیتے جیسا کہ غزوۂ "ذَاتُ الرِّقَاع" سے واپسی کا سفر جاری تھا، حضرت جابر بن عبدُ اللہ رضی اللہُ عنہ کا اونٹ کافی لاغر اور کمزور تھا، بار بار لشکر سے پیچھے رہ جاتا، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اونٹ کی یہ حالت دیکھی تو اسے ایک لکڑی ماری، وہ اونٹ اس قدر تیز رفتار ہوگیا کہ اب دوسرے صحابۂ کرام کی اچھی اچھی سانڈنیوں سے بھی آگے نکل جاتا تھا، حضرت جابر اونٹ کی رفتار کم کرتے ہوئے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے برابر میں حاضر ہوئے اور حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے باتیں کرتے کرتے چلنے لگے، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے جابر! تم یہ اونٹ مجھے بیچتے ہو؟ حضرت جابر رضی اللہُ عنہ نے بلامعاوضہ تحفۃً پیش کرنا چاہا لیکن سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قیمتاً خریدا اور ایک اوقیہ سونا قیمت ٹھہری۔ مدینہ شریف پہنچنے کے بعد اگلے دن حضرت جابر اونٹ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے لائے اور مسجد نبوی شریف کے باہر باندھ دیا، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دیکھا تو فرمایا کہ یہ اونٹ کس کا ہے؟ بتایا گیا کہ حضرت جابر کا ہے، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو بلایا اور فرمایا: اے میرے بھائی کے بیٹے اونٹ کو لے جاؤ یہ تیرا ہی ہے اور پھر حضرت بلال رضی اللہُ عنہ سے فرمایا: جابر کو لیجا کر اسے ایک اوقیہ دے دو، حضرت بلال نے اُنہیں اونٹ کی قیمت میں ایک اوقیہ اور کچھ زیادہ مال دے دیا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! وہ جب تک میرے پاس رہا میرا مال بڑھتا ہی رہا۔(7)

اسی طرح ایک موقع پر امیرُ المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمر فاروق رضی اللہُ عنہ سے ایک اونٹ خریدا اور انہیں کے لختِ جگر حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما کو ہبہ فرمادیا۔(8)

واہ کیا جُود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دَھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کِھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا
اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا

(1) بخاری، 1/9، حدیث:6 (2) مسلم، ص973، حدیث:6021، شرح الشفاء للقاری، 1/257 (3) ترمذی، 2/147، حدیث:666 (4) بخاری، 3/118، حدیث:4336 (5) ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص122، بخاری، 2/260، حدیث:2821 ملخصاً (6) بخاری، 4/54، حدیث:5810 ملخصاً (7) سیرتِ ابن ہشام، ص384 ملخصاً (8) بخاری، 2/23، حدیث 2115۔

عطائیں میرے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی

مولانا ابوالحسن عطاری مدنی

4 اپنے پاس جمع نہ رکھنا:

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جُود و سخا کا ایک عظیم پہلو غَنا یعنی بے نیازی ہے ۔ آپ مال جمع نہیں رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ کبھی آپ پر زکوٰۃ فرض نہ ہوئی، آپ کے خادمِ خاص حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ یعنی نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دوسرے دن کے لئے کچھ بھی جمع نہ فرماتے تھے۔[1]

تھوڑا بہت مال کہیں سے مفت میں مل رہا ہو تو عموماً ہر بندہ دیانتداری کا مظاہرہ کرتا ہے لیکن اگر کہیں سے ڈھیر سارا مال بغیر محنت مل رہا ہو تو کئی لوگ بہک بھی جاتے ہیں، صرف یہی نہیں بلکہ اگر اپنی محنت اور کمائی کا ڈھیر سارا مال جمع ہو اور اس کی زکوٰۃ لاکھوں میں بن رہی ہو تو کئی لوگ اس پر بھی چونک جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارا مال کم ہو جائے گا، لیکن قربان جایئے مالکِ خزائنِ کائنات، جنابِ محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شانِ جود و سخا پر کہ کبھی کچھ جمع ہی نہ فرمایا بلکہ ایک موقع پر تو اُحد پہاڑ کو دیکھ کر یہاں تک فرمادیا کہ اگر یہ پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے تو بھی میں پسند نہیں کروں گا کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس ایک یا تین راتوں سے زیادہ رہ جائے، سوائے اُس کے کہ جو قرض ادا کرنے کے لئے روکوں۔[2]

ایک روز سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عصر کی نماز پڑھائی اور سلام پھیرتے ہی حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم گھر میں تشریف لے گئے اور پھر جلد ہی واپس تشریف لے آئے، صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کو تعجب ہوا، حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے فرمایا: مجھے نماز میں خیال آگیا کہ صدقہ کا کچھ سونا گھر میں رکھا ہے، مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ رات ہو جائے اور وہ گھر میں رکھا رہے اس لئے جاکر اسے تقسیم کر دینے کا کہہ آیا ہوں۔[3]

حضرت سیّدنا بلال حبشی رضی اللہُ عنہ کو آپ کا خزانچی ہونے کا شرف حاصل ہے، انہوں نے ایک بہت ہی پیارا واقعہ ذکر کیا کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس جو کچھ ہوتا، اسے خرچ کرنے کی ذِمّہ داری میری ہوتی تھی، بِعْثَت سے وفات شریف تک یہ کام میرے حوالے رہا۔ جب کوئی بے لباس مُسلمان آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس آتا تو آپ مجھے حکم فرماتے اور میں کسی سے قرض لیتا اور چادر خرید کر اسے اُڑھاتا اور کھانا بھی کھلاتا۔ ایک دن ایک مُشرِک میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اے بلال! تم میرے سوا کسی اور سے قرض نہ لیا کرو، میرے پاس کثیر مال ہے۔ میں نے ایسا ہی کیا، ایک دن میں وُضو کر کے اَذان دینے کیلئے کھڑا ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مُشرک

کئی تاجروں کے ہمراہ میرے پاس آیا اور مجھے بہت بُرا بھلا کہا اور کہنے لگا: تمہیں کچھ مَعلوم ہے وعدے میں کتنے دن باقی ہیں۔ میں نے کہا: وَقْتِ وعدہ قریب آگیا ہے۔ اس نے کہا کہ صرف چار دن باقی رہ گئے ہیں، اگر اس مُدَّت میں تم نے قرض اَدا نہ کیا تو میں تمہیں غلام بنا کر بکریاں چرواؤں گا جیسا کہ تم پہلے چرایا کرتے تھے۔ یہ سُن کر مجھے فکر دامن گیر ہوئی۔ یہاں تک کہ میں عشا کی نماز پڑھ چکا تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی اپنے کاشانۂ اَقْدس میں تشریف لے گئے، میں اجازت لے کر حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی: یَارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قُربان ہوں۔ وہ مُشرک جس سے میں قرضہ لیتا ہوں، اس نے مجھے ایسا ایسا کہا ہے، آپ کے پاس بھی اَدائے قرض کے لئے کچھ نہیں اور میرے پاس بھی کچھ نہیں، وہ مجھے پھر رُسوا کرے گا۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں مسلمانوں کے پاس چلا جاؤں اور جب اللہ پاک اپنے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اتنا مال عطا فرمادے کہ جس سے میرا قرض اَدا ہو جائے تو میں اِن شآءَ اللہ واپس آجاؤں گا۔ یہ کہہ کر میں وہاں سے نکل آیا۔ صُبْح کے وَقْت جانے کے اِرادے سے جب میں باہر نکلا تو ایک شخص دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور کہنے لگا، اے بلال! رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو بُلایا ہے۔ میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سامان سے لَدے ہوئے چار اُونٹ موجود ہیں۔ میں نے اندر آنے کی اِجازت مانگی تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مُبارک ہو! اللہ کریم نے تمہارے قرض کی اَدائیگی کا سامان کر دیا، پھر فرمایا: تم نے چار اُونٹ دیکھے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اُونٹ حاکمِ فَدَک نے بھیجے ہیں، یہ ان پر لَدا ہوا غَلّہ اور کپڑے سب تم رکھ لو اور ان کے ذریعے اپنا قرضہ ادا کر دو۔ میں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایسا ہی کیا، پھر میں مسجد میں آیا اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سلام عرض کیا، تو آپ نے پُوچھا! اس مال سے تجھے کیا فائدہ حاصل ہوا؟ میں نے عرض کی، اللہ پاک نے وہ تمام قرض اَدا فرما دیا، جو اس کے رسول پر تھا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ اس مال میں سے کچھ باقی بھی بچا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مجھے اس سے بھی سَبُکدوش (بے تعلّق) کرو! جب تک یہ کسی ٹھکانے نہ لگے گا، میں گھر نہیں جاؤں گا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نمازِ عشا سے فارغ ہوئے تو مجھے بُلا کر اس بقیہ مال کا حال دریافت کیا، میں نے عرض کی: وہ میرے پاس ہے کوئی سائل نہیں ملا۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم رات کو مسجد ہی میں رہے۔ دُوسرے روز نمازِ عشا کے بعد مجھے پھر بُلایا، میں نے عرض کی: یَارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ کریم نے آپ کو سَبُکدوش کر دیا۔ یہ سُن کر آپ نے تکبیر کہی اور خُدا کا شکر اَدا کیا، کیونکہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور وہ مال میرے پاس ہو۔ اس کے بعد میں حُضُور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیچھے چلنے لگا، یہاں تک کہ آپ کاشانۂ اقدس میں تشریف لے گئے۔(4)

ایک مرتبہ بحرین سے کچھ مال رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر کیا گیا، آپ نے ارشاد فرمایا: اسے مسجد میں ڈال دو، پھر آپ نماز کے لئے تشریف لے گئے، آپ نے مال کی جانب قطعاً توجہ نہ فرمائی، نماز ادا فرمانے کے بعد تشریف لائے اور اس مال کے پاس بیٹھ گئے، آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہُ عنہ آپ کے پاس آئے اور عرض کی: یَارسولَ اللہ! مجھے اس مال میں سے دیجئے کیونکہ جنگِ بدر کے دن میں نے اپنا اور عقیل بن ابی طالب کا فدیہ دیا تھا، حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے فرمایا: لے لو، حضرتِ عباس رضی اللہُ عنہ نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کپڑے میں (بہت سا مال) ڈال لیا، راوِیِ حدیث حضرت انس رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام ایک دِرہم کے باقی رہ جانے تک وہیں جلوہ فرما رہے۔(5)

---

(1) شمائل محمدیہ، ص200، حدیث:337 (2) بخاری، 4/179، حدیث:6268 (3) بخاری، 1/296، 411، 482، حدیث:851، 1221، 1430 (4) ابو داؤد، 3/230 تا 232، حدیث:3055 ملخصاً (5) بخاری، 1/162، حدیث:421، 2/365، حدیث:3165، عمدۃ القاری، 3/410، تحت الحدیث:421۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اعزاز و اِکرام

مولانا ابو الحسن عطاری مَدَنی

(26) اَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ عَلَى اللهِ وَلَا فَخْرَ ترجمہ: میں ہی اگلوں اور پچھلوں میں سے سب سے زیادہ اللہ پاک کے ہاں عزّت والا ہوں اور فخر نہیں ہے۔[1]

(27) اَنَا اَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلٰى رَبِّي وَلَا فَخْرَ ترجمہ: میں ہی ساری اولادِ آدم میں سے اپنے رب کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا ہوں اور فخر نہیں کرتا۔[2]

(28) اَنَا اَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلٰى رَبِّي، يَطُوفُ عَلَيَّ اَلْفُ خَادِمٍ كَاَنَّهُمْ بَيْضٌ مَكْنُونٌ، اَوْ لُؤْلُؤٌ مَنْثُورٌ ترجمہ: میں ہی ساری اولادِ آدم میں سے اپنے رب کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا ہوں میرے اِرد گِرد ایک ہزار خُدّام (خدمت کے لئے) گھومیں گے گویا کہ وہ چھپا کر رکھے ہوئے انڈے ہیں یا بکھرے ہوئے موتی۔[3]

مذکورہ تین روایات اللہ کریم کی بارگاہ میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اعزاز و اکرام کو بیان کرتی ہیں، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ ربّ العزّت کی بارگاہ میں نہ صرف معزّز بلکہ ساری اولادِ آدم یعنی ہر ہر انسان سے بڑھ کر معزّز ہیں، نہ صرف ہر ہر انسان بلکہ تمام اوّلین و آخرین سے بڑھ کر معزّز ہیں، لیکن قربان جایئے شانِ بے نیازی پر کہ ساری کائنات کے رب کے ہاں ساری مخلوقات سے بڑھ کر معزّز ہونے کے باوجود کمال عاجزی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”وَلَا فَخْرَ“ یعنی اس پر فخر نہیں کرتا۔

کسی کے نزدیک جب کوئی فرد معزّز ہوتا ہے تو یقیناً وہ اس کے ساتھ احسان و بھلائی کا معاملہ کرتا اور اسے عزت و اختیارات دیتا ہے، اس کی عزّت و حرمت کی حفاظت کرتا ہے۔ ربِّ کریم کی بارگاہ میں جو مقام و مرتبہ، عزت و عظمت اور اعزاز و اکرام محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ہے اس کا اندازہ لگانا ہمارے بس میں نہیں، البتہ قرآن و حدیث کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رَبُّ العزّت نے کس کس طرح اپنے حبیب کو عالمِ ارواح، عالمِ دنیا، عالمِ برزخ، قیامِ قیامت، میدانِ حشر، پلِ صراط، دخولِ جنت اور پھر جنت کے اندر بھی اعزاز و اکرام سے نوازا ہے۔ آیئے ان اعزازات کی چند جھلکیاں ہم ملاحظہ کرتے ہیں،

عالمِ ارواح میں اعزاز و اکرام

ابھی دنیا میں جلوہ گری بھی نہ ہوئی تھی کہ حبیبِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک روح کے سامنے سب روحوں سے عہد و پیمان لیا اور سب انبیاء و مرسلین کو پابند فرمایا کہ اگر یہ محبوب تمہارے درمیان آئیں تو انہی پر ایمان لانا ہوگا، انہی کی اطاعت ہوگی، انہی کا حکم چلے گا، انہی کی دعوت پر لبیک کہا جائے گا چنانچہ قراٰن کریم میں ہے: ﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَاؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ

ترجمۂ کنزُالایمان: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں[(4)]

عالَمِ دنیا میں اعزاز و اکرام

ساری انسانیت کو اپنا کردار، گفتار، انداز، رہن سہن سنوارنے اور زندگی کا ہر ہر قدم اٹھانے کیلئے اپنے حبیب کی زندگانی کو نمونہ قرار دیا اور ”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ“[(5)] کے ذریعے واضح فرمادیا کہ زندگی کا بہترین راستہ اور طریقہ وہی ہے جو اس کے پیارے حبیب کا ہے۔

بندوں کو واضح فرمادیا کہ اللہ سے محبت کرتے ہو تو حبیبِ اکرم کی اتباع ہی واحد راستہ ہے اور جب اس راہ پر چلو گے تو رَبُّ العزّت خود تم سے محبت فرمائے گا۔[(6)]

محبوب کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا۔[(7)] محبوب کا فعل اپنی جانب منسوب فرمایا۔[(8)] محبوب کی خواہش پر قبلہ تبدیل کردیا۔[(9)] محبوب کے فیصلوں پر سر تسلیم خم کرنا ایمان کی بنیاد قرار دیا۔[(10)] آپ کے وجودِ مَسعود کے دنیا میں موجود ہونے کے سبب عذاب کو روک دیا۔[(11)]

ان کے علاوہ بھی اَن گنت اعزازات ہیں کہ جن کی حد و شمار سمجھنے کے لئے علامہ یافعی کا یہ فرمان ہی کافی ہے: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اوصاف و مناقب اس قدر ہیں کہ اگر ساری مخلوق جمع ہو کر انہیں شمار کرے تو وہ جو شمار کریں گے وہ ان کے اوصاف کے سمندر کا ایک قطرہ ہو گا۔[(12)]

عالَمِ دنیا میں جان و عزّت کی حفاظت کا اعزاز

ربِّ کریم کی بارگاہ میں اس کے پیارے حبیب کا ایک اعزاز یہ بھی ہے کہ ربِّ کریم نے ان کی عزّت کی حفاظت فرمائی، محبوب کی عزّت و ناموس پر کوئی حرف نہ آئے اس کا اہتمام فرمایا۔

ایک لفظ کہ محبین محبت میں بولیں لیکن مخالفین ناقص معنیٰ نکالیں، ربُّ العزّت کو اپنے حبیب کے اعزاز کے سبب یہ پسند نہ آیا اور محبین کو ایسا ذُومعنیٰ لفظ بولنے ہی سے منع فرمادیا۔[(13)]

ہوا کچھ یوں کہ جب پیارے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تعلیم و تلقین فرماتے تو صحابۂ کرام کبھی کبھی کسی بات کی مزید توضیح کے لئے ”رَاعِنَا یَارسولَ اللہ“ کہتے، یعنی یارسولَ اللہ! ہماری رعایت فرمایئے، یہودیوں نے اس لفظ کو بگاڑ کر ”راعینا“ کہنا شروع کردیا اور وہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کیلئے بے ادبی والا معنیٰ مراد لیتے۔ اللہ کریم نے اہلِ ایمان کو ”راعنا“ کہنے ہی سے منع فرمادیا تاکہ غلط معنیٰ لینے کی بنیاد ہی باقی نہ رہے۔[(14)]

اپنے حبیب کو نام ہی ایسا دیا کہ کوئی نام لے کر مذمت کر ہی نہ سکے اور اگر کوئی کرے تو خود کو ہی جھوٹا بنائے۔ اہلِ قریش بغض و عناد کے سبب اس قدر حد سے بڑھ گئے تھے کہ جہاں موقع پاتے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مذمت کی ناکام کوشش کرتے، لیکن برائی کرنے میں آپ کا اسمِ گرامی محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نہ بولتے کیونکہ ان ہی میں سے کسی نے کہا تھا کہ ہم انہیں محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم یعنی تعریف کیا گیا) بھی کہتے ہیں اور مذمت بھی کرتے ہیں، آئندہ سے ہم مُذَمَّم کہہ کر مذمت کریں گے۔ بخاری شریف میں ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کیا تم اس پر تعجب نہیں کرتے کہ اللہ نے کس طرح مجھ سے قریش کی گالیوں، ان کے لعن کو پھیر دیا وہ تو مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور مذمم پر لعن طعن کرتے ہیں ہم تو محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) ہیں۔[(15)]

---

(1) سنن دارمی، 1/39، حدیث: 47 (2) ترمذی، 5/352، حدیث: 3630 (3) سنن دارمی، 1/39، حدیث: 48 (4) پ3، اٰلِ عمرٰن: 81 (5) پ21، الاحزاب: 21 (6) پ3، اٰلِ عمرٰن: 31 (7) پ5، النسآء: 80 (8) پ9، الانفال: 17 (9) پ2، البقرۃ: 144 (10) پ5، النسآء: 65 (11) پ9، الانفال: 33 (12) مراۃ الجنان، 1/21 (13) پ1، البقرۃ: 104 (14) بیضاوی، پ1، البقرۃ، تحت الآیۃ: 104، 1/375 ملخصاً (15) بخاری، 2/484، حدیث: 3533۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اعزاز و اِکرام

معزز ہونے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ دشمنانِ دین نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر اعتراضات کئے تو خود ربُّ العزّت نے جوابات دیئے، ایک بار وحی کے نزول میں کچھ وقفہ آیا تو مشرکین نے کہا: محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے رب نے اُنہیں چھوڑ دیا تو ربِّ کریم نے مشرکین کے رَد میں پوری سورت نازل فرمادی اور رہتی دنیا تک کے لئے اعلان فرمادیا کہ اے محبوب! تمہارے رب نے تمہیں نہ چھوڑا۔(1)

اُمَیّہ بن خلف رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات کے بارے میں بکواس کرتا تھا، اللہ کریم نے اس کے اور اس جیسے دوسروں کے رَد میں پوری سورۃُ الْھُمَزَۃ نازل فرمادی۔(2)

ابولہب اور اس کی بیوی نے پیارے محبوب کو ستایا تو ربُّ العزّت نے دونوں کے رد اور انجامِ بد کے بارے میں پوری سورت نازل فرمادی۔(3)

ولید بن مغیرہ نے حبیبِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بُرا بھلا کہا تو ربِّ کریم نے اپنے محبوب کا اتنا اکرام فرمایا کہ ولید بن مغیرہ کے رد میں قراٰنِ کریم کی کئی آیات نازل فرمادیں اور اس کے بُرے کرتوت ساری دنیا کو بتادیئے یہاں تک کہ اس کے حرامی ہونے کو بھی آشکار کردیا۔(4) ایک مقام پر یہ بھی اعلان کردیا کہ جو میرے محبوب کا دشمن ہے وہ ہر خیر سے محروم ہے۔(5) آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا۔(6)

محبوبِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زبان سے نکلنے والے الفاظ کا بھی ربُّ العزّت نے اتنا اکرام فرمایا کہ ”وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىؕ(۳) اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰىۙ(۴)“(7) فرما کر ان کے فرمان کو مستند کردیا تاکہ کوئی محبوب کے الفاظ کا انکار نہ کرے۔

عالمِ دنیا میں نسبتِ حبیب کا اعزاز و اکرام

محبوب کے ساتھ نسبت رکھنے والی ہر چیز کو شرف و اعزاز بخشا، جو ان کا صحابی بن گیا اسے وعدۂ جنت عطا فرمادیا۔(8)

محبوب کے اعزاز و اکرام میں ان کی ازواج کو بھی کائنات کی خواتین سے جدا مقام عطا فرمایا اور واضح اعلان فرمادیا کہ نبی کی بیبیاں عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں۔(9)

محبوب کی عزّت و حُرمَت یعنی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی

مولانا ابو الحسن عطّاری مَدَنی

زوجۂ محترمہ پر الزام لگا تو ربِّ کریم نے ان کی طہارت و پاکیزگی پر قراٰن کی آیات نازل فرمائیں۔[10]

عالَمِ برزخ میں اعزاز و اکرام

فضل و اعزاز کی بارشیں صرف ظاہری حیاتِ مبارکہ تک ہی نہیں بلکہ دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی جاری ہیں۔ صبح و شام ستّر، ستّر ہزار فرشتوں کو صرف دُرود و سلام عرض کرنے کیلئے اپنے حبیب کے مزارِ اقدس پر حاضر ہونے کا حکم دیا اور کیفیت یہ کہ جو ایک بار آجائے دوبارہ قیامت تک نہ آئے۔[11]

پیارے حبیب کے اکرام میں قبرِ اقدس پر ایک ایسے فرشتے کو مقرر کر دیا جو ساری کائنات میں سے کسی بھی زبان، کسی بھی وقت، کسی بھی انداز اور کسی بھی مقدار میں دُرود پڑھنے والے کا دُرود اور اس کا نام مع ولدیت آقا کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے۔[12]

دنیا سے رخصت ہونے والوں کی برزخی زندگی کی راحت اپنے حبیب کی پہچان پر موقوف فرمادی کہ جو انہیں پہچانے گا وہی نجات پائے گا۔[13]

میدانِ محشر میں اعزاز و اکرام

فضل و اعزاز کے عظیمُ الشّان مَظاہِر میدانِ حشر میں بھی دیکھے جائیں گے۔ سب سے پہلے قبرِ انور سے ظہور، اور مُعَزّزین کے جھرمٹ میں میدانِ حشر کی جانب روانگی اور دیگر کئی طرح کے اعزازات عطا ہوں گے۔

میدانِ حشر میں اِکرامِ نبوی کا عظیم و عجیب مَنظر یہ بھی ہوگا کہ ہر کوئی ربُّ العزّت کے جلال سے ڈرا اور سہما ہوا ہوگا، لوگ انبیائے کرام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کریں لیکن ہر نبی دوسرے کے پاس بھیجیں گے بالآخر لوگ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں پہنچیں گے اور ربُّ العزّت کی جانب سے پیارے حبیب کا اکرام دیکھیں گے۔ میدانِ حشر میں جب ہر طرف نفسی نفسی کا عالم ہوگا اور پیارے آقا ربِّ العزّت کی بارگاہ میں سربسجود ہوں گے وہ بھی اکرام و اعزاز کا عظیم منظر ہوگا کہ ربِّ کریم فرمائے گا: اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ، وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ یعنی اپنا سر اٹھائیے، مانگیں! عطا کیا جائے گا اور کہیں! آپ کی بات سُنی جائے گی اور شفاعت کریں! قبول کی جائے گی۔[14]

میدانِ حشر میں جب سابقہ قومیں اپنے انبیاء و مرسلین کا انکار کریں گی تو ان مُنکرین کے سامنے انبیائے کرام کی صداقت و حقانیت واضح و آشکار کرنے کیلئے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی گواہی حرفِ آخر ہوگی۔[15]

جنّت میں اعزاز و اکرام

جنّتی جنّت میں بھی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اعزاز و اکرام دیکھیں گے جس کی ایک مختصر سی جھلک اسی مضمون کی پچھلی قسط میں بیان کردہ حدیث پاک میں بھی ہے کہ ایک ہزار خدام آپ کی خدمت کے لئے حاضر رہیں گے حدیثِ پاک میں ان ایک ہزار خدام کا وصف "بَيْضٌ مَّكْنُونٌ، أَوْ لُؤْلُؤٌ مَنْثُورٌ" کے الفاظ سے بیان ہوا، اس کی شرح میں عظیم محدث مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بَيْض جمع ہے بيضة کی، اس سے شتر مرغ کے انڈے مراد ہیں۔ مکنون کے معنی ہیں جسے گرد و غبار نہ پہنچا اپنی اصلی صفائی پر ہوں۔ عرب میں شتر مرغ کے انڈے کے رنگ کو بہت حسین سمجھتے تھے لہٰذا انہیں سمجھانے کے لیے یہ فرمایا، قرآنِ کریم میں حوروں کے حسن کو بھی انہی الفاظ سے بیان کیا گیا ہے نیز ان خدام کو بکھرے ہوئے موتی بھی کہا گیا کیونکہ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وہ خادم ہر طرف پھیلے ہوں گے لہٰذا انہیں بکھرے موتیوں سے تشبیہ دینا بہت ہی موزوں ہے۔ یہ خدام یا تو قیامت ہی میں حضور کے گرد و پیش ہوں گے یا جنّت میں، اگر جنّت میں ہیں تو علاوہ اُن غلمانوں کے ہوں گے جو دوسرے جنتیوں کو عطا ہوں گے۔[16]

(1) مسلم، ص767، حدیث:4656(2) سیرت ابن ہشام، ص141(3) پ30، اللھب(4) پ29، القلم:13(5) پ30، الکوثر:3(6) پ6، المآئدۃ:67(7) پ27، النجم:3، 4(8) پ5، النسآء:95(9) پ22، الاحزاب:32(10) پ18، النور:11 (11) مشکوٰۃ المصابیح، 2/401، حدیث:5955 ملخصاً(12) الصلاۃ علی النبی لابن ابی عاصم، ص42، رقم:51(13) بخاری، 1/450 حدیث:1338 (14) بخاری، 3/165، حدیث:4476(15) پ5، النسآء:41(16) مرآۃ المناجیح، 8/30 ملخصاً۔

شانِ سیّد الاتقیاء

مولانا ابو الحسن عطاری مدنی

29 اَنَا اَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ، وَاَعْلَمُكُمْ بِحُدُوْدِ اللّٰهِ ترجمہ: میں تم سب سے بڑا متقی اور حدودِ خداوندی کا عالم ہوں۔[1]

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے یہ مبارک فرمان کچھ الفاظ کے فرق سے مختلف مواقع پر ارشاد فرمایا ہے، بعض روایات میں "اَخْشَاكُمْ" کا لفظ بھی آیا ہے جبکہ بعض میں "اَعْلَمُكُمْ بِحُدُوْدِ اللّٰه" کی جگہ صرف "اَعْلَمُكُمْ بِاللّٰه" کے الفاظ ہیں۔

اس فرمانِ عالیشان کا پس منظر مختلف واقعات ہیں چنانچہ ایک انصاری صحابی نے روزے کی حالت میں اپنی اہلیہ کا بوسہ لے لیا، اب وہ خوف زدہ ہوئے کہ کہیں میرا روزہ تو نہیں ٹوٹ گیا، جب رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں اس کے متعلق سوال عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اللہ کے رسول بھی یہ عمل کرتے ہیں (یعنی روزہ کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا) جب ان انصاری صحابی کو یہ جواب پہنچا تو انہوں نے گمان کیا کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم تو ہم جیسے نہیں ہیں، انہیں تو ان کے رب کی جانب سے کئی معاملات میں اختیار و خصوصیت حاصل ہے ممکن ہے کہ اس معاملے میں انہیں رخصت ہو، اب پھر یہ سوال پیارے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "اَنَا اَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ، وَاَعْلَمُكُمْ بِحُدُوْدِ اللّٰهِ" میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ اللہ کی حدود کا جاننے والا ہوں۔[2]

اسی طرح ایک روایت حضرت انس سے بھی ہے کہ کچھ افراد نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی ازواجِ مطہرات سے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی عبادت کے بارے میں معلوم کیا، جب انہیں عبادات کی خبر دی گئی تو انہوں نے گمان کیا کہ وہ تو اللہ کے محبوب اور پیارے ہیں اور ان کے سبب تو ان کے اگلوں پچھلوں کی خطائیں معاف ہوئیں اس لئے ہمیں تو بہت زیادہ عبادت کی ضرورت ہے چنانچہ ان میں سے ایک بولا کہ میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا، دوسرا بولا میں مسلسل روزہ دار رہوں گا، تیسرا بولا کہ میں عورتوں سے الگ رہوں گا

کبھی نکاح نہ کروں گا، پھر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم ہی وہ ہو جنہوں نے ایسا ایسا کہا خبر دار رہو کہ ”وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ“ خدا کی قسم! میں تم سب میں اللہ سے زیادہ ڈرنے والا اور خوف کرنے والا ہوں لیکن میں (نفلی) روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں، (راتوں کو) نماز پڑھتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں، نکاح بھی کرتا ہوں، جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں۔ (3)

دیگر بھی چند روایات ہیں، بہر حال ان روایات اور حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرمان پر غور کیا جائے تو ان احادیثِ کریمہ کے دو پہلو سمجھ میں آتے ہیں: ایک یہ کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اعتدال کو پسند فرماتے ہیں اور دوسرا یہ کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ساری کائنات سے بڑھ کر متقی و پرہیز گار، اللہ کریم کا خوف رکھنے والے اور اللہ کریم کی حدود کے جاننے اور سمجھنے والے ہیں۔

پہلی صورت کا بیان تو گزشتہ روایات سے واضح ہو گیا، جبکہ دوسری صورت سمجھنے کے لئے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو کئی ایسے مناظر و واقعات ملتے ہیں کہ جن میں سیدُ المرسلین کی شانِ تقویٰ و پرہیز گاری اور خوفِ خدا کا اعلیٰ مقام نظر آتا ہے۔

یاد رکھئے! مقام و منصب جس قدر اعلیٰ اور اہم ہوتا ہے اسی قدر اس کے تقاضے اور احتیاطیں بھی زیادہ اور اہم ہوتی ہیں۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ساری کائنات میں افضل و اعلیٰ اور سب سے عالی رتبہ کے مالک ہیں، ربِّ کریم نے ہر طرح کے خزانے اور اختیارات کا مالک بنایا لیکن اس کے باوجود ربِّ کعبہ کی شانِ قہاری و جباری کے پیشِ نظر خوف و خشیت کے اعلیٰ وصف سے موصوف ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ یہ بھی آپ کے اللہ ربُ العزّت کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مکرم و معزز ہونے کی دلیل ہے جیسا کہ قراٰن پاک میں ارشاد ہے: ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔ (4)

چنانچہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ”اَنَا اَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَعْلَمُكُمْ بِحُدُوْدِ اللّٰهِ“ فرمانا واضح کرتا ہے کہ آپ ہر لحاظ سے اور ساری کائنات سے بڑھ کر اپنے ربّ کی بارگاہ میں مکرم و معزز ہیں۔

آپ کے تقویٰ و پرہیز گاری کا یہ عالَم ہے کہ جسے چاہیں جنّت کا مژدہ سنا دیں پھر بھی خوف و خشیت کی ایسی کیفیت کہ قبر کے کنارے کھڑے ہو کر اس قدر گریہ وزاری فرماتے ہیں کہ زمین آنسوؤں سے نم ہو جاتی ہے اور اصحاب سے فرماتے ہیں: اس قبر کے لئے تیاری کرو۔ (5)

ربِّ رحیم نے قراٰنِ کریم میں ”وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ“ (6) فرما کر آپ کی امّت کو عذاب سے مامون ہونے کا مژدہ سنایا لیکن پھر بھی آپ اس قدر خوفِ خدا رکھتے کہ اگر کبھی تیز آندھی دیکھتے اور بادل آسمان پر چھا جاتے تو آپ کے چہرۂ اقدس کا رنگ متغیر ہو جاتا اور آپ کبھی حجرۂ مبارکہ سے باہر تشریف لے جاتے اور کبھی واپس آ جاتے، پھر جب بارش ہو جاتی تو یہ کیفیت ختم ہو جاتی۔ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کیفیت کے بارے میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا: مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں یہ بادل اللہ پاک کا عذاب نہ ہو جو میری اُمّت پر بھیجا گیا ہو۔ (7)

دن میں ستر ستر بار استغفار کرنا آپ کی عادت مبارکہ تھی، احادیثِ مبارکہ میں ایسی کثیر دعائیں مروی ہیں جن میں اللہ کریم سے خوف، عذاب سے پناہ اور تقویٰ و پرہیز گاری کا مضمون موجود ہے۔

---

(1) مسند احمد، 9/172، حدیث: 23743 (2) مسند احمد، 9/172، حدیث: 23743 (3) بخاری، 3/421، حدیث: 5064 (4) پ26، الحجرات: 13 (5) ابن ماجہ، 4/466، حدیث: 4195 (6) ترجَمۂ کنزُالایمان: اور اللہ کا کام نہیں کہ انھیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔ (پ9، الانفال: 33) (7) شعب الایمان، 1/546، حدیث: 994۔

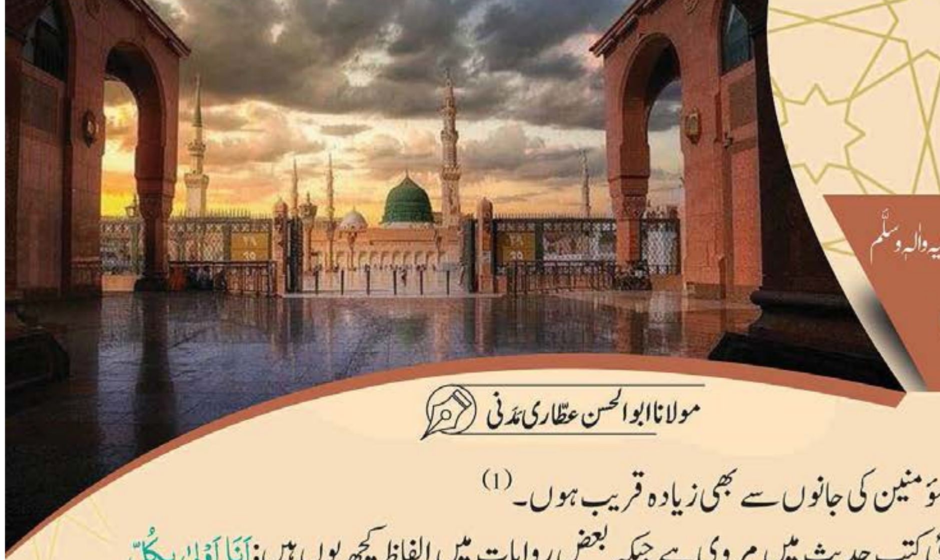

دو جہاں کے والی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مولانا ابو الحسن عطّاری مدَنی

30 اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ یعنی میں مؤمنین کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں۔[1]

حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہ فرمانِ معظّم کئی کتبِ حدیث میں مروی ہے جبکہ بعض روایات میں الفاظ کچھ یوں ہیں: اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِہٖ میں ہر مؤمن سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں۔[2] یہ فرمانِ عالیشان در حقیقت ایک قراٰنی آیت ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ﴾[3] کی تفسیر و مظہر ہے۔ اس آیتِ مبارکہ اور حدیثِ طیبہ کے الفاظ "اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ" عشق و محبت، رحمت و عنایت اور کرم و لطافت کے ایسے ایسے عظیم نکات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں کہ جن کی حقیقت اور ادراکِ لطف عُشّاق ہی کا حصہ ہے۔ فرمانِ الٰہی اور فرمانِ نبی میں پورے مضمون کا محور لفظِ "اَوْلٰی" ہے جس کے معنیٰ ہیں: زیادہ، حق دار، والی، مالک، قریب، زیادہ نرمی کرنے والے، زیادہ نفع پہنچانے والے وغیرہ۔ تفاسیرِ قراٰن اور شروحاتِ احادیث کی روشنی میں ان مختلف معانی کے لحاظ سے یہ نکات حاصل ہوتے ہیں:

1 مؤمنین پر واجب ہے کہ وہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات، عزت اور عظمت کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھیں۔[4] اس معنیٰ پر یہ روایت بخوبی دلالت کرتی ہے کہ جب جنابِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: "یَا رَسُوْلَ اللہِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا مِنْ نَفْسِی۔ یعنی یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ کی ذاتِ مبارکہ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے سوائے میری جان کے۔" تو رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "لَا وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِہٖ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْکَ مِنْ نَفْسِکَ اُس ربّ کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! ایمان و محبت کی بات اُس وقت تک کامل نہ ہوگی، جب تک میں تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔" فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "فَاِنَّہُ الْاٰنَ وَاللہِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِی۔ یعنی یارسولَ اللہ! اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔" ارشاد فرمایا: "اَلْاٰنَ یَا عُمَرُ یعنی اے عمر! اب بات مکمل ہوگئی۔"[5]

2 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مؤمنین کے دین و دنیا کے ہر معاملے میں ان سے زیادہ حق دار اور والی ہیں۔[6] اور مسلمانوں پر جو حقوق ہیں انہیں ادا کرنے کے حوالے سے دوسرے مسلمانوں کے مقابلے میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم زیادہ قریب ہیں، جیسا کہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "میں دنیا اور آخرت میں ہر مؤمن کا سب سے زیادہ قریبی ہوں، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ﴾ یہ نبی ایمان والوں سے ان کی جانوں کی نسبت زیادہ قریب ہے۔ (پھر فرمایا:) تو جس مسلمان کا انتقال ہو جائے اور مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جو قرض یا بال بچے چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آئیں کہ میں ان کا مددگار ہوں۔"[7]

3 حضور ایمان والوں پر ان کی جانوں سے بھی بڑھ کر مہربان ہیں اور زیادہ نرمی کرنے والے اور زیادہ نفع پہنچانے والے ہیں۔[8] جیسا کہ آیتِ مبارکہ: ﴿لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾[9] اس معنیٰ کو بہت خوب بیان کرتی ہے۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان و عظمت کا قراٰنی آیات سے بیان ہو اور مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا حصہ شامل نہ ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے چنانچہ آپ اس آیتِ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں: ﴿عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (میں جو فرمایا جا رہا ہے کہ) تمہاری مشقت ان پر بھاری ہے یعنی تمہاری تکلیف سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے اس کا مطلب بالکل ظاہر ہو گیا کہ جب وہ تم میں ایسے آئے جیسے کہ قالب (یعنی

جسم) میں جان تو جسم کے ہر عضو کی تکلیف سے روح کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر مسلمان کی تکلیف سے ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السّلام مسلمانوں کے ہر حال سے ہر وقت خبر دار ہیں ورنہ ہماری تکلیف سے ان کو بے چینی کس طرح ہو سکتی ہے۔ (مزید لکھتے ہیں کہ) ﴿حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ﴾ کے معنیٰ یہ ہیں کہ کوئی تو اپنی اولاد کے آرام کا حریص ہوتا ہے، کوئی اپنی عزت کا، کوئی پیسہ کا، کوئی کسی اور چیز کا، مگر محبوب علیہ السّلام نہ اولاد کے نہ اپنے آرام کے، تمہارے حریص ہیں اسی لئے ولادت پاک کے موقع پر ہم کو یاد کیا، معراج میں ہماری فکر رکھی، بروقتِ وفات ہم کو یاد فرمایا، قبر میں جب رکھا گیا تو عبدُ اللہ ابنِ عباس (رضی اللہُ عنہما) نے دیکھا کہ لب پاک ہل رہے ہیں غور سے سنا تو شفاعت ہو رہی ہے، رات رات بھر جاگ کرامت کے لئے رو رو کر دعائیں کرتے ہیں کہ خدایا اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تُو عزیز اور حکیم ہے۔ قیامت میں سب کو اپنی اپنی جان کی فکر ہوگی، مگر محبوب علیہ السّلام کو جہاں کی۔ سب نبی نفسی نفسی فرمائیں اور محبوب علیہ السّلام امتی امتی۔ صلَّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلّم [10]

4 جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ایک کام کی جانب بلائیں اور نفس دوسری شے کی طرف بلائے تو مؤمنین کے لئے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی اطاعت کرنا زیادہ بہتر بلکہ واجب ہے کیونکہ نفس بندے کو ہلاکت کی جانب بلاتا ہے لیکن رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نجات کی جانب بلاتے ہیں۔[11] جیسا کہ خود حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمان ہے: میری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی اور جب اس آگ نے اِرد گرد کی جگہ کو روشن کر دیا تو اس میں پتنگے اور حشراتُ الارض گرنے لگے، وہ شخص ان کو آگ میں گرنے سے روکتا ہے اور وہ اس پر غالب آکر آگ میں دھڑا دھڑ گر رہے ہیں، پس یہ میری مثال اور تمہاری مثال ہے، میں تمہاری کمر پکڑ کر تمہیں جہنم میں جانے سے روک رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ جہنم کے پاس سے چلے آؤ اور تم لوگ میری بات نہ مان کر (پتنگوں کے آگ میں گرنے کی طرح) جہنم میں گرے چلے جا رہے ہو۔[12]

5 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا حکم آجانے کے بعد کسی سے کسی طرح کا مشورہ کرنے یا اجازت لینے کی حاجت تو کیا اجازت بھی نہیں جیسا کہ تفسیرِ بیضاوی میں ہے: اَنَّہٗ علیہ الصلاۃ والسلام اَرَادَ غَزْوَۃَ تَبُوْكٍ فَاَمَرَ النَّاسَ بِالْخُرُوْجِ فَقَالَ نَاسٌ: نَسْتَأْذِنُ آبَاءَنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَنَزَلَتْ حضور سیدِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے غزوۂ تبوک کا ارادہ فرمایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ تیاری کریں تو بعض لوگوں نے عرض کی: ہم والدین سے اجازت لیں تو چلیں گے، اس وقت یہ آیتِ کریمہ ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى ۔۔۔﴾ نازل ہوئی۔[13] (گویا کہ اس میں) تنبیہ فرمائی گئی کہ سرکار کے حکم کے مقابل ماں باپ بھائی کیا چیز ہیں ہمارے یہ نبی تمہاری جانوں تمہارے مالوں اولادوں سب سے زیادہ احق (حقدار) ہیں۔[14]

حکیمُ الامّت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اس میں یہ فرمایا گیا کہ جس قدر قرب وملکیت تمہاری جانوں سے تم کو ہے اس سے بھی زیادہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو تم سے ہے تو ان کے حکم کے ہوتے ہوئے کسی کے مشورہ کا انتظار کرنا ناپسند ہے جب حضور علیہ السّلام نے حکم دے دیا تو چاہے ماں کہے یا نہ کہے، تمہارا دل قبول کرے یا نہ کرے بہر حال تم پر ان کی اطاعت واجب ہے۔ اَوْلیٰ کے چند معنیٰ ہیں ایک تو بمعنیٰ زیادہ مالک، تو اب مطلب یہ ہوا کہ نبی علیہ السّلام کو تم پر اتنا اختیار اور ملکیت ہے کہ اتنی ملکیت تمہاری جان کو تمہارے جسموں اور اعضاء پر نہیں ہے دیکھو جان جسم کے اعضاء کی ایسی مالک ہے کہ عضو کی کوئی بھی حرکت بغیر جان کے ارادے کے نہیں ہوتی، ہاتھ پاؤں، آنکھ ناک، کان وغیرہ بالکل بے بس ہیں۔ اور جان کے قبضہ میں ہیں۔ مگر حضور علیہ السّلام کی ملکیت اور قبضہ اس سے بھی زیادہ ہونا چاہئے کہ جو بھی حرکت ہو وہ حضور علیہ السّلام کے فرمان کے ماتحت ہو، حضرت سہل نے فرمایا کہ سنّتِ رسول علیہ السّلام کی لذت وہ کبھی نہیں پا سکتا جو اپنی جان، اپنے مال، اپنی اولاد اپنی ہر چیز کو حضور علیہ السّلام کی بالکل ملکیت نہ سمجھے۔[15]

---

(1) بخاری، 4/320، حدیث: 6745 (2) مسلم، ص 335، حدیث: 2005 (3) پ21، الاحزاب: 6 (4) تفسیر بیضاوی، الاحزاب، تحت الآیۃ: 6، 4/364 (5) بخاری، 4/283، حدیث: 6632 (6) تفسیر نسفی، الاحزاب، تحت الآیۃ: 6، ص932 (7) بخاری، 2/108، حدیث: 2399 (8) تفسیر نسفی، الاحزاب، تحت الآیۃ: 6، ص932 (9) پ11، التوبۃ: 128 (10) شانِ حبیب الرحمٰن، ص99، 100 (11) تفسیر خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: 6، 3/483 (12) مسلم، ص965، حدیث: 5957 (13) تفسیر بیضاوی، الاحزاب، تحت الآیۃ: 6، 4/364 (14) تفسیر الحسنات، الاحزاب، تحت الآیۃ: 6، 5/253 (15) شانِ حبیب الرحمٰن، ص152 تا 153۔

خَصائصِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(قسط:1)

کاشف شہزاد عطاری مدنی

اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ایسے بے شمار اوصاف اور خوبیاں عطا فرمائی ہیں جو کسی اور کے حصّے میں نہیں آئیں، ان اوصاف اور خوبیوں کو ”خصائصِ مصطفےٰ“ کہا جاتا ہے۔ سیرتِ نبوی کے مختلف پہلوؤں کی طرح علمائے کرام رحمہم اللہ السَّلام نے اس موضوع پر بھی کثیر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، مثلاً اسلامی تاریخ کے عظیم مُحدِّث امام جلالُ الدّین سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی (سالِ وفات:911ہجری) نے 20سال تک بڑی محنت سے حدیث وغیرہ کی کتابوں سے خصائصِ مصطفےٰ تلاش کئے، پھر ”اَلْخَصَائِصُ الْکُبْرٰی“ اور ”اَنْمُوْذَجُ اللَّبِیْبِ فِیْ خَصَائِصِ الْحَبِیْبِ“ نامی دو لاجواب کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ایک ہزار سے زیادہ خصائص نقل فرمائے۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن نے اس موضوع پر ”اَلْبَحْثُ الْفَاحِص عَنْ طُرُقِ اَحَادِیْثِ الْخَصَائِص“ نامی رسالہ تصنیف فرمایا۔

خصائصِ مصطفےٰ کتنے ہیں؟ خصائصِ مصطفےٰ کی حقیقی تعداد تو دینے والا ربِّ رحیم جانتا ہے یا لینے والے رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ان کے فضائل نامَقصور اور خصائص نامَحصور (یعنی آپ کے فضائل میں کوئی کمی نہیں اور خصائص اس قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے)، بلکہ حقیقۃً ہر کمال ہر فضل ہر خوبی میں عُموماً اِطلاقاً انھیں تمام انبیاء مرسلین وخَلْقِ اللہ اجمعین (اللہ پاک کی تمام مخلوق) پر تفضیلِ تام و عام مطلق (یعنی ہر طرح کی برتری حاصل) ہے کہ جو کسی کو ملا وہ سب انھیں سے ملا اور جو انھیں ملا وہ کسی کو نہ ملا۔ (فتاویٰ رضویہ، 614/22)

اُسے تُو جانے یا خدا جانے
پیشِ حق[1] رُتبہ کیا ہوا تیرا

خصائص کی 4 اقسام ایک تقسیم کے مطابق خصائصِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی چار اقسام ہیں: (1) وہ واجبات جو آپ کے ساتھ خاص ہیں، مثلاً نمازِ تہجد (2) وہ اَحکام جو آپ پر ہی حرام ہیں، مثلاً زکوٰۃ لینا[2] (3) وہ کام جن کا کرنا صرف آپ کے لئے جائز ہے، مثلاً عصر کے فرض ادا کرنے کے بعد نفل نماز پڑھنا[3] (4) وہ فضائل جو صرف حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عطا ہوئے۔

اس مضمون میں مذکورہ چاروں اقسام میں سے صرف چوتھی قسم کے خصائص کا مختصر تذکرہ پیشِ خدمت ہے۔ گلستانِ خصائصِ مصطفےٰ سے منتخب کردہ مدنی پھولوں کے گلدستے سے مشامِ جان و ایمان کو معطر فرمایئے، لیکن خبردار! کسی خصوصیت کا مفہومِ مخالف مراد لے کر کسی اور محترم نبی علیہ السَّلام کے بارے میں غلط گمان کو ہرگز ذہن میں جگہ مت دیجئے۔

---

(1) پیشِ حق یعنی اللہ کریم کی بارگاہ میں۔
(2) نیز آپ کی وجہ سے آپ کی آل پر بھی زکوٰۃ لینا حرام ہے۔
(3) نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد غروبِ آفتاب تک نفل نماز پڑھنا منع ہے۔ نفل نماز شروع کرکے توڑ دی تھی اس کی قضا بھی اس وقت میں منع ہے اور پڑھ لی تو ناکافی ہے، قضا اس کے ذمّہ سے ساقط نہ ہوئی۔ (بہارِ شریعت، 456/1)

"خصائصِ احمد" کے نو حروف کی نسبت سے 9 خصائصِ مصطفےٰ

1 اللہ پاک نے تمام مخلوق سے پہلے اپنے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نور کو پیدا فرمایا اور پھر اس نور سے دیگر مخلوق کی تخلیق فرمائی۔(مصنف عبدالرزاق، ص63، حدیث:18)

خدا نے نورِ مولیٰ سے کیا مخلوق کو پیدا
سبھی کون و مکاں مُشْتَق ہوئے(1) اس ایک مَصْدَر(2) سے

2 حضرت سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ علیٰ نَبِیِّنَا وعلیہ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام اور دیگر تمام مخلوقات سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے ہی پیدا کئے گئے۔(مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی،1/86)

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے بنے دوجہاں تمہارے لئے

3 سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارَک نام عرش کے پائے پر، ہر ایک آسمان پر، جنّت کے درختوں اور مَحلّات پر، حُوروں کے سینوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا گیا ہے۔(خصائص کبریٰ،1/12)

مالک تجھے بنایا ہر چیز کا خدا نے
اس واسطے لکھا ہے ہر شے پہ نام تیرا

4 اللہ پاک نے اَذان واِقامت اور خطبہ و تَشَہُّد (یعنی اَلتَّحِیّات) میں اپنے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ذِکْر کو اپنے ذِکْر سے ملادیا۔(الکلام الاوضح، ص179 اختصاراً)

اَذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو
پسِ ذِکْرِ حق، ذِکْر ہے مصطفےٰ کا
کہ پہلے زباں حَمد سے پاک ہولے
تو پھر نام لے وہ حبیبِ خدا کا

5 گزشتہ آسمانی کتابوں میں اللہ کے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تشریف آوری کی بشارت دی گئی۔
(خصائص کبریٰ،1/18)

وہ ختم الانبیا تشریف فرما ہونے والے ہیں
نبی ہر ایک پہلے سے سناتا یہ خبر آیا

6 اظہارِ نبوت سے پہلے گرمی کے وقت بادل اکثر سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر سایہ کیا کرتا اور درخت کا سایہ آپ کی طرف آجاتا تھا۔(خصائص کبریٰ،1/142، 143)

سایۂ عرشِ الٰہی میں کھڑا کرنا مجھے
ہیں سیہ عصیاں سے دفتر رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن

7 پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارَک پسینہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔(مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی،7/199)

اسی سے ہوئے عَنْبَر و مُشک مُشْتَق
ہے خوشبو کا مَصْدَر پسینہ تمہارا

8 سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نور ہیں اس لئے سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی میں آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔(خصائص کبریٰ،1/114)

اس قدِ پاک کا سایہ نظر آتا کیونکر
نور ہی نور ہیں اعضائے رسولِ عربی

9 بَدَن تو بدن، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کپڑوں پر بھی کبھی مکھی نہیں بیٹھی، نہ کپڑوں میں کبھی جوئیں پڑیں اور نہ ہی کبھی مچھر نے آپ کو کاٹا۔(الشفا،1/368، خصائص کبریٰ،1/117، مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی،7/200) مکھیوں کی آمد، جوؤں کا پیدا ہونا گندگی بدبو وغیرہ کی وجہ سے ہوا کرتا ہے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہر قسم کی گندگیوں سے پاک جبکہ جسمِ اَطْہَر خوشبودار تھا اس لئے بھی آپ ان چیزوں سے محفوظ رہے۔(سیرتِ مصطفےٰ، ص566)

اللہ کی سَر تا بَقَدم شان ہیں یہ
اِن سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مِری جان ہیں یہ

---

(1) مُشْتَق ہوئے یعنی بنے (2) مَصْدَر یعنی بنیاد، سرچشمہ۔

خصائصِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(قسط: 02)

کاشف شہزاد عطّاری مَدَنی

ایمان کی جان سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مَحبّت و الفت ایمان کی جان ہے۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْن یعنی تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے والدین، اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ (بخاری، 1/17، حدیث:15)

بحکمِ احادیث ایمان یہ ہے
کہ ہو سب سے بڑھ کر مَحبت نبی کی

عشقِ رسول میں اضافے کا نسخہ اگرچہ ہر مسلمان کے دل میں فطری طور پر رحمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مَحبّت موجود ہوتی ہے لیکن کوشش کرکے اس مَحبت میں اضافہ کرنا بہت بڑی سعادت مندی ہے۔ مَحبت و عشقِ رسول کی لازوال دولت پانے اور بڑھانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اللہ کے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فضائل و کمالات اور خصائص کی معرفت حاصل کی جائے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے دل میں عشقِ مصطفےٰ کی ایسی لازوال شمع روشن ہوگی جس کی روشنی ہماری دنیا کے ساتھ ساتھ قبر و آخرت کو بھی جگمگا دے گی۔

عشقِ سرکار کی اِک شمع جلالو دل میں
بعد مرنے کے لحد میں بھی اجالا ہوگا

آیئے! اپنے دل میں عشقِ رسول کی شمع جلانے کی نیت سے اپنے پیارے نبی، مکّی مَدَنی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فضائل و خصائص کا مطالعہ کیجئے لیکن ٹھہریئے! اس سے پہلے ایک مرتبہ درود شریف پڑھ لیجئے:

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

خصائصِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تمام نبیوں سے پہلے پیدا کیا گیا اور سب کے بعد دنیا میں بھیجا گیا۔ (مواہب لدنیہ، 1/33)

فتحِ بابِ نُبوّت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

(2) غیر معمولی رعب و دبدبہ، فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَۃَ شَھْرٍ یعنی ایک مہینے کی مَسافت تک رعب و دبدبے کے ذریعے میری مدد کی گئی۔ (بخاری، 1/133، حدیث: 335) یعنی جو دشمن مجھ سے جنگ کرنے آئیں ابھی وہ ایک ماہ کے راستہ پر مجھ سے دور ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں میری ہیبت چھا جاتی ہے، اگرچہ وہ جنگ کریں مگر مرعوب ہوکر، یہ معجزہ کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/9)

جس کے آگے کِھنچی گردنیں جھک گئیں
اُس خدا داد شوکت پہ لاکھوں سلام

(3) کثیرُ الاَسْماء (یعنی بہت زیادہ ناموں والا) ہونا۔ کسی کے ناموں کا زیادہ ہونا اس کے شَرَف و فضیلت کی دلیل ہوتا ہے۔ (خصائص کبریٰ، 1/132) امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ

الرَّحمٰن فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ناموں کا شُمار نہیں کہ اس کی شانیں غیر مَحدود ہیں۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے اسمائے پاک بھی بکثرت ہیں کہ کثرتِ اَسماشرفِ مُسَمّٰی سے ناشی ہے (یعنی کسی کے ناموں کا زیادہ ہونا اس کی بزرگی اور فضیلت کی وجہ سے ہوتا ہے)، آٹھ سو سے زائد مَواہب وشرحِ مَواہب (یعنی علّامہ احمد بن محمد خطیب قَسْطلّانی علیہ رحمۃ اللہ الغنِی کی کتاب اَلْمَوَاهِبُ اللَّدُنِّيَّة بِالْمِنَحِ الْمُحَمَّدِيَّه (36/1) اور علّامہ محمد بن عبدُ الباقی زُرقانی علیہ رحمۃ اللہ الغنِی کی تحریر کردہ اس کی شرح (171/4)) میں ہیں، اور فقیر (یعنی امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے تقریباً چودہ سو پائے، اور حَصْر (یعنی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے تمام ناموں کو شمار کرنا) ناممکن۔ (فتاویٰ رضویہ، 28/365)

حُور و غِلماں و جِناں کیوں نہ ہوں میرے مُشتاق
ہے وظیفہ مِرا اَسمائے رسولِ عربی(1)

(4) اللہ پاک کے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیّدُنا جبرائیل علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو ان کی اصل صورت میں ملاحظہ فرمایا۔ (اُنموذج اللبیب فی خصائص الحبیب مع شرح، ص30)

فرشتوں میں افضل کیا یوں خدا نے
کہ کرتے تھے جبریل خدمت نبی کی

(5) مختصر الفاظ میں طویل مضامین کا بیان۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِم یعنی مجھے جَوَامِعُ الْكَلِم عطا کئے گئے۔ (مسلم، ص210، حدیث:1167) جَوَامِعُ الْكَلِم اس کلام کو کہتے ہیں جس کی عبارت مختصر اور معانی میں بہت تفصیل ہو۔ اللہ پاک نے سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے ایک یا دو جملوں میں ان مَضامینِ کثیرہ کو جمع فرما دیا جو آپ سے پہلے متعدد آسمانی کتابوں میں لکھے ہوئے تھے۔
(عمدۃ القاری، 10/294)

میں نِثار تیرے کلام پر، ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو، وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

(6) دیگر انبیائے کرام علیہم السّلام کی بِعثت خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوئی لیکن حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام مخلوق انسان وجِنّات بلکہ فرشتوں، حیوانات اور جَمادات (یعنی بے جان چیزوں) سب کی طرف مَبْعُوث ہوئے۔ جس طرح انسان کے ذمّہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی اِطاعت فرض ہے یوں ہی ہر مخلوق پر حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی فرمانبرداری ضروری ہے۔ (بہارِ شریعت، 1/61 بتغیر)

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ترجمۂ کنزالعرفان: اور اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام لوگوں کیلئے خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (پ22، سبا:28) فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً یعنی مجھے تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا۔
(مسلم، ص210، حدیث:1167)

جس کے گھیرے میں ہیں انبیا و مَلَک
اس جہانگیر بِعثت پہ لاکھوں سلام

(7) نیند کی حالت میں مبارک آنکھیں سو جاتیں لیکن مقدّس دل بیدار رہتا۔ (خصائص کبریٰ، 1/118)

دلِ پاک بیدار اور چشم خُفْتَه
نرالا تھا عالَم میں سونا تمہارا(2)

(8) رحمتِ عالَم، نورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب گفتگو فرماتے تو مبارک دانتوں کی کھڑکیوں سے نور کی شُعائیں برآمد ہوتیں۔ (مشکاۃ المصابیح، 2/362، حدیث:5797) یہ نور دن میں بھی دیکھا جاتا تھا مگر رات میں تو دانتوں کے اس نور سے سُوئی تلاش کرلی جاتی تھی۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/62)

ہے چمک تیرے دُرِّ دَنْداں میں جیسی پانی
موتیوں میں کب ہے ایسی آبداری یارسول(3)

---

(1) غِلماں: جنّتیوں کے نو عمر خادم۔ جِناں: جنّتیں۔ مُشتاق: طلب گار۔ (2) دیگر انبیائے کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کا بھی یہی معاملہ تھا۔ (بخاری، 2/492، حدیث:3570) چَشْم خُفْتَہ: آنکھ سوئی ہوئی۔ (3) دُرِّ دنداں: موتیوں جیسے دانت۔ آب داری: چمک دمک۔

باتیں میرے حضور کی

سب سے زیادہ عقل مند شخصیت

کاشف شہزاد عطاری مَدَنی

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ خوشبودار ہے: ذِكْرُ الْاَنْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةٌ یعنی انبیا کا ذکر عبادت اور نیک بندوں کا ذکر (گناہوں کا) کفارہ ہے۔ (جامع صغیر، ص264، حدیث:4331)

اے عاشقانِ رسول! جب انبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام کا ذکر عبادت ہے تو پھر سیّدُ الانبیاء، محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذکرِ خیر اور آپ کے فضائل و خصائل کا لکھنا، پڑھنا اور سننا یقیناً دل کا سُرور اور آنکھوں کا نور ہو گا۔ آیئے! اپنے دل اور آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اللہ کے پیارے نبی، رسولِ ہاشمی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فضائل و خصائص کا مطالعہ کرتے ہیں:

12 خصائصِ مصطفےٰ کا مدنی گلدستہ

1 رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معجزات تمام انبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام کے معجزات سے زیادہ ہیں۔ ایک قول کے مطابق ساٹھ ہزار معجزے قراٰنِ کریم میں ہیں جبکہ تین ہزار اس کے علاوہ ہیں۔ (انموذج اللبیب، ص44) دَرحقیقت سرکارِ نامدار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معجزات بے شمار ہیں۔

(دلائل النبوۃ، 1/18، الشفا، 1/253)

قدرتِ رب کا آئینہ ٹھہرا   تیرا ہر معجزہ رسول اللہ

2 اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کسی گنجے کے سر پر ہاتھ پھیرتے تو اسی وقت اس کے بال نکل آتے۔ کسی درخت کا بیج بوتے تو وہ اُسی سال پھل دیتا۔ (کشف الغمۃ، 2/64)

3 کسی کے سر پر اپنا دستِ مبارک رکھتے تو ہاتھ کے نیچے آنے والے بال کالے ہی رہتے، کبھی سفید نہ ہوتے۔

(خصائصِ کبریٰ، 2/138)

4 دو عالَم کے سردار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ کی تمام مخلوق میں سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ [1] (بہارِ شریعت، 1/63 مفہوماً)

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی   سب سے بالا و والا ہمارا نبی

5 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اعلانِ نَبُوَّت سے پہلے اور بعد ہر قسم کے صغیرہ کبیرہ گناہوں سے پاک ہیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے جان بوجھ کر یا بُھولے سے، ظاہر میں یا باطن میں، پوشیدگی میں یا اعلانیہ، سنجیدگی میں یا مزاح میں، خوشی میں یا غصے میں الغرض کسی حالت میں کسی گناہ کا صُدور ممکن نہیں۔ دیگر تمام انبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام کا بھی یہی معاملہ ہے۔ (زرقانی علی المواھب، 7/327)

6 حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) خَاتَمُ النَّبِيّٖن ہیں یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سلسلۂ نبوت حضور پر ختم کر دیا کہ حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ (بہارِ شریعت، 1/63) قراٰنِ کریم کی مختلف آیات اور کثیر احادیث میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے۔ [2]

7 حضور اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دونوں شانوں (کندھوں) کے درمیان کبوتر کے انڈے کے برابر مُہرِ نَبُوَّت تھی۔

---

(1) تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد30 میں موجود امامِ اہلِ سنّت کے رسالے "تَجَلِّیُ الْیَقِیْن بِاَنَّ نَبِیَّنَا سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن" کا مطالعہ فرمایئے۔

(2) تفصیل جاننے کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد14 میں موجود رسالے "اَلْمُبِیْن خَتْمُ النَّبِیّٖن" کا مطالعہ فرمایئے۔

یہ بظاہر سرخی مائل اُبھرا ہوا گوشت تھا۔ (سیرت مصطفےٰ، ص565) (مُہرِ نبوّت کو) نیچے سے دیکھو تو پڑھنے میں آتا تھا: اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ، (1) اوپر سے دیکھو تو پڑھا جاتا تھا: تَوَجَّہْ حَیْثُ کُنْتَ فَاِنَّکَ مَنْصُوْرٌ۔ (2) اسے مُہرِ نبوّت اس لیے کہتے تھے کہ گزشتہ آسمانی کُتُب میں اس مُہر کو حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے خَاتَمُ النَّبِیّٖن ہونے کی علامت قرار دیا گیا تھا، وفات کے وقت یہ مُہر شریف غائب ہوگئی تھی۔ (مراٰۃ المناجیح،1/318) بَحِیرہ راہب یہی مُہرِ نبوّت دیکھ کر ایمان لایا تھا۔(مراٰۃ المناجیح،8/45) یہ مُہر خَاتَمُ النَّبِیّٖن ہونے کی علامت تھی اسی لیے کسی (اور) نبی کو یہ مُعْجِزہ عطا نہیں ہوا۔(مراٰۃ المناجیح،8/57)

نہ ہوگا کوئی بعد ان کے پیَمبَر
بتاتی ہے مُہرِ نبوّت نبی کی

8 حضور (صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم) کے خصائص (میں) سے معراج ہے، کہ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک اور وہاں سے ساتوں آسمان اور کُرسی و عرش تک، بلکہ بالائے عرش (یعنی عرش سے بھی اوپر) رات کے ایک خفیف (معمولی) حصّہ میں مع جسم تشریف لے گئے۔

(بہارِ شریعت،1/67، تکمیل الایمان، ص128، حدیقہ ندیہ،1/272)

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے

9 ربّ کے محبوب صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے سر کی آنکھوں سے اللہ کریم کی زیارت کی اور بغیر کسی واسطے کے اس کا کلام سنا۔(مسند احمد،1/611، حدیث:2580، بہارِ شریعت،1/687)

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

10 حضرت سیّدُنا اسرافیل علیہ السَّلام نے صرف نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضری دی، اس سے پہلے کسی اور نبی علیہ السَّلام کے پاس نہ آئے۔(کشف الغمۃ،2/54)

11 فرشتے ہر وقت حضور صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کا ذکر کرتے ہیں۔(کشف الغمۃ،2/53)

نازِشیں کرتے ہیں آپس میں مَلَک
ہیں غلامانِ شہِ ابرار ہم

12 رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم تمام مخلوقِ خدا میں سب سے زیادہ عقل والے ہیں۔(مواہب لدنیہ،2/196)

تابعی بزرگ حضرت سیّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے 71 کتابوں میں یہ بات پڑھی ہے کہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم سب لوگوں سے زیادہ عقل والے اور بہتر رائے والے ہیں۔(تاریخ دمشق،3/386)

ایک روایت کے مطابق ان تمام کتابوں میں لکھا تھا: اللہ پاک نے دنیا کے آغاز سے انجام تک تمام لوگوں کو جس قدر عقلیں مَرحمت فرمائی ہیں ان سب کی عقلیں سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کی عقلِ مبارک کے سامنے ایسے ہیں جیسے دنیا بھر کی ریت کے مقابلے میں ایک ذرہ۔(الشفاء،1/67)

بعض عُلَما سے منقول ہے کہ عقل کے کل سو(100) حصّے ہیں جن میں سے 99 حصّے سرکارِ نامدار صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کو عطا ہوئے جبکہ ایک حصّہ تمام مومنوں کو ملا۔ خَاتِمُ الْمُحَقِّقِین حضرت سیّدُنا شیخ عبدُالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس قول کو نقل کرکے فرماتے ہیں: اگر یہ کہا جائے کہ عقل کے کل ہزار حصّے ہیں جن میں سے 999 رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کو عطا ہوئے اور ایک حصّہ تمام لوگوں کو، تو اس کی بھی گنجائش ہے کیونکہ جب رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کے لئے بے انتہا کمالات ثابت ہیں تو پھر جو کچھ کہیں درست ہے۔

(مدارج النبوۃ،1/36)

کوئی کیا جانے کہ کیا ہو
عقلِ عالَم سے وَرا ہو

(1) اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔
(2) آپ جہاں بھی رہیں گے آپ کی مدد کی جائے گی۔

بے مثال ولادتِ مبارک

کاشف شہزاد عطّاری مَدَنی

اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فضائل و خصائص کا لکھنا، پڑھنا اور سننا سنانا بہت بڑی سعادت اور ایک عمدہ عبادت ہے۔ قدیم زمانے سے علمائے کرام رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کے دیگر پہلوؤں کی طرح آپ کے فضائل و خصائص پر مشتمل کتابیں بھی تصنیف فرماتے رہے۔ سیرت اور حدیث کی جن کتابوں میں رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خصائص سے متعلق باب (Chapter) قائم کئے گئے ان کی مکمل تعداد بیان کرنا تو مشکل ہے، البتہ مستقل طور پر خصائصِ مصطفےٰ کے موضوع پر کتابیں لکھنے والے علمائے کرام اور ان کی کتابوں میں سے کچھ کے نام درج کئے جاتے ہیں تاکہ اس موضوع کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے: 1 نِهَايَةُ السُّوْل فی خَصَائِصِ الرَّسُوْل، امام عمر بن حسن ابنِ دِحیہ رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات:633ھ) 2 شِفَاءُ الصُّدُوْر فِی اِعْلَامِ نُبُوَّةِ الرَّسُوْل وَخَصَائِصِهٖ، امام سلیمان بن سَبُع سَبْتی رحمۃ اللہ علیہ 3 بِدَايَةُ السُّوْل فِی تَفْضِيْلِ الرَّسُوْل، سلطانُ العلماء عِزُّالدّین بن عبدالسلام سُلَمی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات:660ھ) 4 اَللَّفْظُ الْمُكَرَّم بِخَصَائِصِ النَّبِیِّ الْمُحْتَرَم، امام قطب الدّین محمد بن محمد خَیْضَری شافعی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 894ھ) 5 اور 6 امام جلال الدّین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات:911ھ) نے پہلے كِفَايَةُ الطَّالِبِ اللَّبِيْب فِی خَصَائِصِ الْحَبِيْب (اَلْخَصَائِصُ الْكُبْرٰی) تحریر فرمائی جس میں خصائصِ مصطفےٰ کو دلائل کے ساتھ ذکر فرمایا اور پھر بعد میں اَنْمُوْذَجُ اللَّبِيْب فِی خَصَائِصِ الْحَبِيْب (اَلْخَصَائِصُ الصُّغْرٰی) لکھی جس میں دلائل کو ترک کرکے صرف خصائص ذکر فرمائے 7 اور 8 امام محمد عبد الرءوف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 1031ھ) نے فَتْحُ الرَّؤُوْفِ الْمُجِيْب اور تَوْضِيْحُ فَتْحِ الرَّؤُوْفِ الْمُجِيْب کے نام سے اَنْمُوْذَجُ اللَّبِيْب کی دو شُروحات تحریر فرمائیں 9 اَلْاَنْوَار بِخَصَائِصِ النَّبِیِّ الْمُخْتَار، شیخ الاسلام حافظ ابن حَجَر عَسْقَلانی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 852ھ) 10 غَايَةُ السُّوْل فِی خَصَائِصِ الرَّسُوْل، امام سراج الدّین عمر بن مُلَقِّن رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات:804ھ) 11 علّامہ محمد بن علی بن عَلّان صدیقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات:1057ھ) نے امام جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اَنْمُوْذَجُ اللَّبِيْب کے کچھ حصے کو فَتْحُ الْقَرِيْبِ الْمُجِيْب کے نام سے منظوم (یعنی اشعار کی) صورت میں ڈھالنے کے بعد شَرْحُ الْخَصَائِص کے نام سے اس کی شرح فرمائی۔

8 خصائصِ مصطفےٰ کا مدنی گلدستہ

1 اللہ کریم نے دنیا میں بھیجنے سے پہلے تمام انبیائے کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام سے عہد لیا کہ اگر وہ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا زمانہ پائیں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں۔ (زرقانی علی المواہب،7/187)

اللہ پاک نے قراٰنِ کریم میں اس عہد کا ذکر یوں فرمایا ہے: ﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَاؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ(۸۱)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر

ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔(پ3،اٰلِ عمرٰن: 81)[1]

اس عَہْدِ رَبّانی کے مطابق ہمیشہ حضراتِ انبیاء علیہم الصّلوٰۃ وَالثناء نشرِ مناقب وذکرِ مناصبِ حضور سَیِّدُ الْمُرْسَلِین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین سے رَطْبُ اللِّسان رہتے (یعنی حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فضائل و مناقب کے بیان سے اپنی زبانوں کو تر رکھتے) اور اپنی پاک مبارک مجالس و محافل ملائک منزل (یعنی وہ برکت والی محفلیں جن میں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے ان) کو حضور کی یاد و مدح سے زینت دیتے اور اپنی امتوں سے حضور پُرنور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عَہد لیتے۔

(فتاویٰ رضویہ،30/135)

لیا تھا روزِ میثاق انبیا سے حق تعالیٰ نے
تمہاری پیروی کا عہد و پیماں یا رسولَ اللہ

2 اللہ کریم نے حضرت سیّدُنا آدم علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کو پیدا کرنے کے بعد آپ کی پیٹھ سے قیامت تک پیدا ہونے والی آپ کی اولاد کو نکال کر ان سے اپنے رب ہونے پر ایمان لانے کا عہد لیا تھا۔ اس عہد کے موقع پر سب سے پہلے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بَلٰی (یعنی کیوں نہیں، تُو ہمارا رب ہے) فرمایا تھا۔(زرقانی علی المواہب، 1/66،7/186)

قراٰنِ کریم میں اس مبارک عہد کا بیان ان الفاظ میں کیا گیا ہے: ﴿وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْؕ قَالُوْا بَلٰىۛۚ شَهِدْنَاۚۛ اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ(۱۷۲)﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے انکی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا، کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی۔(پ9،الاعراف:172)

3 حضرت سیّدُنا آدم علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام سے لے کر سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے والدِ ماجد تک اور حضرت حواء رضی اللہ عنہا سے لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تک حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نسب شریف بدکاری سے پاک و صاف رہا۔

(زرقانی علی المواھب، 7/188، خصائص کبریٰ، 1/64)

4 پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے والدینِ کریمین کو زندہ کیا گیا اور وہ آپ پر ایمان لائے۔(انموذج اللبیب، ص32)

5 اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ختنہ کئے ہوئے، ناف بُرِیدہ (یعنی ناف کٹی ہونے کی حالت میں) اور ہر قسم کی گندگی و آلودگی سے پاک و صاف پیدا ہوئے۔(کشف الغمۃ، 2/63)

6 پیدائش کے وقت آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حالتِ سجدہ میں تھے اور دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیاں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔(زرقانی علی المواھب، 1/211)

7 ولادتِ اقدس کے وقت بُت گر گئے۔(کشف الغمۃ، 2/63)

8 سرکارِ نامدار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت سے پہلے جنّات آسمانوں تک جاتے اور فرشتوں کی باتیں سنا کرتے۔ فرشتوں کو جو احکام پہنچے ہوتے اور وہ آپس میں تذکرہ کرتے تو جنّات چوری سے سُن آتے اور اس میں کئی جھوٹ ملا کر کاہنوں سے کہہ دیتے، جتنی بات سچی ہوتی وہ واقع ہو جاتی۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت کے بعد اس کا دروازہ بند ہو گیا، آسمانوں پر پہرے بیٹھ گئے، اب جنّات کی طاقت نہیں کہ سننے جائیں، جو جاتا ہے فرشتے اسے آگ کا شعلہ مارتے ہیں جس کا بیان قرآنِ کریم کی سورۂ جنّ آیت نمبر 9 میں ہے۔

(صراط الجنان،8/129، تاریخ الخمیس، 1/391)

کہانت کے دفتر پہ آئی تباہی ملائک کا پہرہ ہوا چاہتا ہے

---

(1) امام علامہ تَقِیُّ الْمِلَّۃِ وَالدِّین ابو الحسن علی بن عبد الکافی سبکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک نفیس رسالہ "اَلتَّعْظِیْمُ وَالْمِنَّۃُ فِی لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہ" لکھا۔(فتاویٰ رضویہ،30/137)

چاند سے باتیں کرتے

9 خصائصِ مصطفےٰ کا مدنی گلدستہ

کاشف شہزاد عطّاری مَدَنی

1 نُور ظاہر ہوا پیدائش کے وقت رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ ایک ایسا نور نکلا کہ اس کی روشنی میں آپ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے شام کے محل دیکھ لئے۔ (کشف الغمۃ، 2/63)

2 اولین کلمات مبارک زبان سے سب سے پہلے یہ کلمات ادا ہوئے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا۔ (خصائص کبریٰ، 1/91)

3 فَرِشتے جھولا ہلاتے فرشتے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے گہوارے (جُھولے) کو ہلایا کرتے تھے۔ (انموذج اللبیب، ص221)

4 چاند سے باتیں کرتے ربّ کے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب گہوارے میں تھے تو چاند آپ سے باتیں کیا کرتا اور مبارک اُنگلی سے جس طرف اِشارہ فرماتے اس طرف جھک جاتا تھا۔ (انموذج اللبیب، ص221)

حکایت حضرت سیّدُنا عبّاس رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ! آپ کی نبوت کی نشانیوں نے مجھے آپ کے دِین میں داخِل ہونے کی دعوت دی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ گہوارے (یعنی جُھولے) میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی اُنگلی سے اس کی جانب اِشارہ کرتے تو جس طرف اِشارہ فرماتے چاند اس جانب جھک جاتا۔ حُضُور پُرنُور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: میں چاند سے اور وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا تھا۔ جب چاند عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا تو میں اُس کی تَسْبِیْح کی آواز سنا کرتا تھا۔ (خصائص کبریٰ، 1/91)

5 شَقِّ صَدْر چار دفعہ شَقِّ صَدْر ہوا یعنی سینہ مبارک چاک کیا گیا۔ عمرِ مبارک کے اِبتدائی سالوں میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے یہاں، دس سال کی عمر میں، نُزولِ وحی کے آغاز کے موقع پر غارِ حرا میں اور شبِ معراج۔ (خصائص کبریٰ، 1/93، زرقانی علی المواھب، 1/288)

اللہ کریم کا فرمانِ عظیم ہے: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ترجمۂ کنزالایمان: کیا ہم نے تمہارے لئے سینہ کشادہ نہ کیا۔ (پ30، الم نشرح: 1)

بعض مفسرین کے نزدیک اس آیت میں ظاہری طور پر سینۂ مبارک کا کھلنا مراد ہے۔ اس کی شکل یہ تھی کہ حضرت جبریلِ امین علیہ السّلام نے سینۂ پاک کو چاک کرکے قلبِ مبارک نکالا اور زرّیں (یعنی سونے کے) طَشت میں آبِ زَمزم سے غسل دیا اور نور و حکمت سے بھر کر اس کو اس کی جگہ رکھ دیا۔ (صراط الجنان، 10/739)

شَقِّ صَدْر کی حکمت پہلی مرتبہ شَقِّ صَدْر کی حکمت یہ تھی کہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان وسوسوں اور خیالات سے محفوظ رہیں جن میں بچّے مبتلا ہو کر کھیل کود اور شرارتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ دوسری بار دس برس کی عمر میں شَقِّ صَدْر ہوا تاکہ جوانی کی پر آشوب شَہوتوں کے خطرات سے آپ بے خوف ہو جائیں۔ تیسری بار غارِ حرا میں شَقِّ صَدْر ہوا اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قلب میں نورِ سکینہ بھر

دیا گیا تاکہ آپ وحیِ الٰہی کے عظیم اور گراں بار بوجھ کو برداشت کر سکیں۔ چوتھی مرتبہ شبِ معراج میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارک سینہ چاک کرکے نور و حکمت کے خزانوں سے مَعمور کیا گیا، تاکہ آپ کے قلب مبارک میں اتنی وُسعت اور صلاحیت پیدا ہو جائے کہ آپ دیدارِ الٰہی کی تجلّیوں اور کلام رَبّانی کی ہیبتوں اور عظمتوں کے مُتَحَمِّل ہو سکیں۔(سیرتِ مصطفٰی، ص79بتغیر) اس واقعہ کا نام شَرْحِ صَدْر بھی ہے، شَقِّ صَدْر بھی۔(مراٰۃ المناجیح،8/114)

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ سے یوں آواز آتی ہے
کُشادہ کر دیا اللہ نے سینہ محمد کا

6 نبیوں کے نبی ہمارے حضور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ سب انبیاء کے نبی ہیں اور تمام انبیاء و مُرسلین اور ان کی امتیں سب حُضور کے امتی۔ حُضور کی نبوت و رسالت زمانہ سیّدُنا ابوالبشر (حضرت آدم) علیہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے روزِ قیامت تک جمیع خلق اللہ (اللہ کی ساری مخلوق) کو شامل ہے۔ حضور کے نبی الانبیاء ہونے ہی کا باعث ہے کہ شبِ اسرا (معراج کی رات) تمام انبیاء و مرسلین نے حضور کی اِقتداء کی (یعنی آپ کے پیچھے نماز پڑھی)۔(فتاویٰ رضویہ، 30/138، انموذج اللبیب، ص51)

تُو ہے خورشیدِ رسالت پیارے، چھپ گئے تیری ضیامیں تارے
انبیا اور ہیں سب مہ پارے، تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

(حدائقِ بخشش، ص112)

7 لعابِ دہن دودھ کی جگہ کفایت کرتا شِیرخوار (یعنی دودھ پیتے) بچّوں کو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا لعابِ دہن (تھوک مبارک) نصیب ہو جاتا تو انہیں دودھ کی ضَرورت نہ رہتی۔(انموذج اللبیب، ص211) عاشورا (یعنی 10 محرم الحرام) کے دن سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا کے گھر کے دودھ پیتے بچّوں کو طلب فرماتے اور ان کے منہ میں لعابِ دہن ڈال کر ان کی ماؤں سے فرماتے: رات تک انہیں دودھ نہ پلانا۔ لعابِ دہن کی برکت سے بچّوں کو رات تک دودھ پینے کی ضَرورت نہ رہتی۔

(دلائل النبوۃ،6/226، زرقانی علی المواھب، 5/289)

8 کھارا پانی میٹھا ہو جاتا حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا لعابِ دہن (تھوک مبارک) کھارے پانی کو میٹھا کر دیتا تھا۔ (زرقانی علی المواھب،7/194) ایک بار آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیّدُنا انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں موجود کنویں میں لعابِ دہن ڈالا تو اس کا پانی مدینۂ منورہ کے تمام کنووں سے زیادہ میٹھا ہو گیا۔(خصائص کبریٰ، 1/105)

جس سے کھاری کنویں شِیرۂ جاں بنے
اس زُلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش، ص302)

9 رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تمام جہانوں کے لئے رَحمت بناکر بھیجا گیا۔(انموذج اللبیب، ص52) فرمانِ خداوندی ہے: وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ (پ17، الانبیاء: 107) تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نبیوں، رسولوں اور فرشتوں عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے لئے رحمت ہیں، دین و دنیا میں رحمت ہیں، جنّات اور انسانوں کے لئے رحمت ہیں، مومن و کافر کے لئے رحمت ہیں، حیوانات، نباتات اور جمادات کے لئے رحمت ہیں الغرض عالَم میں جتنی چیزیں داخل ہیں، سیّدُ المرسلین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان سب کے لئے رحمت ہیں۔(صراط الجنان،6/386) آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رحمت میں سے کفار کو بھی حصّہ حاصل ہوا کہ آپ کی بدولت ان کے عذاب میں تاخیر ہوئی۔ (انموذج اللبیب، ص52) قراٰنِ کریم میں ارشاد فرمایا گیا: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔(پ9، الانفال:33)

عذابِ خدا منکروں پر اترتا
نہ ہوتی اگر عام رحمت نبی کی

قیامت تک باقی رہنے والا معجزہ

کاشف شہزاد عطّاری مَدَنی

رب کے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے 9 خصائص

1 قیامت تک باقی رہنے والا معجزہ دیگر انبیائے کرام علیہم الصَّلٰوۃ والسَّلام کے معجزات ختم ہوگئے لیکن قراٰنِ کریم کی صورت میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا معجزہ قیامت تک باقی رہے گا۔ (انموذج اللبیب، ص44)

2 قراٰنِ کریم میں اعضائے مقدسہ کا تذکرہ اللہ پاک نے قراٰنِ کریم میں اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مختلف جسمانی اعضاء کا ذکرِ خیر فرمایا ہے۔
(کشف الغمۃ، 2/54، زرقانی علی المواھب، 7/192)

مبارک دل ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى﴾ ترجمۂ کنز الایمان: دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔ (پ27، النجم:11) ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُۙ(۱۹۳) عَلٰى قَلْبِكَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اسے روح الامین لے کر اترا تمہارے دل پر۔ (پ19، الشعراء:193، 194) **مقدّس زبان** ﴿فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ(۵۸)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تو ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کیا کہ وہ سمجھیں۔ (پ25، الدخان:58) **پُرنور آنکھیں** ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى(۱۷)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ (پ27، النجم:17) ﴿لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو جو ہم نے ان کے کچھ جوڑوں کو برتنے کو دی۔ (پ14، الحجر:88) **چہرۂ اقدس** ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِۚ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔ (پ2، البقرۃ:144) **مبارک ہاتھ اور گردن شریف** ﴿وَ لَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔ (پ15، بنی اسرائیل:29) **نورانی سینہ اور مقدّس پیٹھ** ﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَۙ(۱) وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَۙ(۲) الَّذِیْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَۙ(۳)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: کیا ہم نے تمہارے لئے سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی۔ (پ30، الم نشرح:1تا3)

کٓ گیسو ہٰ دہن یٰ ابرو آنکھیں عٓ صٓ
کٓھٰیٰعٓصٓ اُن کا ہے چہرہ نور کا

3 قراٰنِ کریم کی حفاظت گزشتہ انبیائے کرام علیہم الصَّلٰوۃ والسَّلام پر نازل ہونے والی آسمانی کتابوں میں ان کی امّتوں نے تحریف کردی تھی لیکن رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر نازل ہونے والے قراٰن کریم میں قیامت تک کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ پاک نے خود لیا ہے۔ (انموذج اللبیب، ص38، بہارِ شریعت، 1/30) اللہ کریم کا فرمانِ عظیم ہے: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ(۹)﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔
(پ14، الحجر:9)

حکایت مامون الرشید کی مجلس میں ایک یہودی آیا اور اس نے بڑی عمدہ گفتگو کی۔ مامون الرشید نے اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے انکار کردیا۔ ایک سال بعد وہ دوبارہ آیا تو مسلمان ہو

چکا تھا اور اس نے فقہ کے موضوع پر شاندار کلام کیا۔ قبولِ اسلام کا سبب پوچھنے پر اس نے جواب دیا: پچھلے سال جب میں آپ کی مجلس سے اٹھ کر گیا تو میں نے ان مذاہب کا امتحان لینے کا ارادہ کیا۔ میں نے تورات، انجیل اور قراٰنِ کریم کے تین تین نسخے لکھے جن میں اپنی طرف سے کمی بیشی کر دی۔ یہ نسخے لے کر میں یہودیوں کے مَعْبَد اور عیسائیوں کے گرجے میں گیا تو انہوں نے مجھ سے وہ نسخے خرید لئے۔ جب میں قراٰن پاک کے تحریف شدہ نسخے لے کر اسلامی کُتُب خانے میں گیا تو انہوں نے بغور ان کا مطالعہ کیا اور جب وہ میری کی ہوئی کمی زیادتی پر مطلع ہوئے تو انہوں نے وہ نسخے مجھے واپس کر دیئے اور خریدنے سے انکار کر دیا۔ اس سے میری سمجھ میں آگیا کہ یہ کتاب تبدیلی سے محفوظ ہے، اس وجہ سے میں نے اسلام قبول کر لیا۔

(تفسیرِ قرطبی، پ14، جز:10، الحجر، تحت الآیۃ:9، 6/5 ملخصاً)

مُبَدَّل ہوئے انبیاء کے مَصاحِف
مُحَرَّف نہ ہو گا صحیفہ تمہارا

4 وحی کی تمام صورتوں کے ذریعے کلام کیا گیا رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ وحی کی تمام صورتوں کے ذریعے کلام کیا گیا۔[1] (زرقانی علی المواہب، 7/256)

5 قراٰنِ کریم میں نام سے خطاب نہ فرمایا اللہ پاک نے قراٰنِ کریم میں دیگر انبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام کو ان کے ناموں سے مخاطب فرمایا مثلاً: یٰۤاٰدَمُ، یٰنُوْحُ، یٰۤاِبْرٰهِیْمُ، یٰدَاوٗدُ، یٰزَكَرِیَّاۤ، یٰیَحْیٰى، یٰعِیْسٰى، لیکن اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو نام سے نہیں بلکہ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ، یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ، یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ اور یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ وغیرہ القابات سے خطاب فرمایا۔

(مواہبِ لدنیہ، 2/286)

6 اُمّی ہونے کے باوجود کتاب عطا کی گئی سرکارِ نامدار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم "اُمّی" ہیں یعنی آپ نے دنیا میں کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا، اس کے باوجود آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک ایسی کتاب لائے جس میں اوّلین و آخرین کے عُلوم موجود ہیں۔

(انموذج اللبیب، ص37، صراط الجنان، 3/448)

ایسا اُمّی کس لئے منّت کشِ استاد ہو
کیا کفایت اس کو اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ نہیں

7 قسم کے ساتھ رسالت کا بیان اللہ کریم نے قسم کے ساتھ اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے رسول ہونے کا بیان فرمایا۔ (انموذج اللبیب، ص53) فرمانِ خداوندی ہے: ﴿یٰسٓۚ(۱) وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِۙ(۲) اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَۙ(۳)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: یٰسٓ حکمت والے قرآن کی قسم بیشک تم رسولوں میں سے ہو۔ (پ22، یٰسٓ:1، 2، 3)

8 جان، شہر اور زمانے کی قسم اللہ پاک نے قراٰنِ کریم میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مقدّس زندگی، عظمت والے شہر اور مبارک زمانے کی قسم ذکر فرمائی۔ (زرقانی علی المواہب، 7/256) **جان کی قسم** ﴿لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ(۷۲)﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب تمہاری جان کی قسم بیشک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔ (پ14، الحجر:72) **شہر کی قسم** ﴿لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِۙ(۱) وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِۙ(۲)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ (پ30، البلد: 1، 2) **زمانے کی قسم** ﴿وَ الْعَصْرِۙ(۱)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اس زمانۂ محبوب کی قسم۔ (پ30، العصر:1)

وَالْعَصْر ہے تیرے زماں کی قسم
لَعَمْرُكَ ہے تِری جاں کی قسم
اَلْبَلَد ہے تیرے مکاں کی قسم
تِرے شہر کی عظمت کیا کہنا

9 پتھر پر قدم کا نشان بن جاتا رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدمِ مبارک کا یہ اعجاز تھا کہ پتھر اس کے نیچے نرم ہو جاتا اور پتھر پر نشان بن جاتا تھا۔

(زرقانی علی المواہب، 7/194، مدارج النبوۃ، 1/117)

ہائے اس پتھر سے اس سینہ کی قسمت پھوڑیے
بے تکلف جس کے دل میں یوں کریں گھر ایڑیاں

(1) وحی کی مختلف صورتوں سے متعلق معلومات حاصل کرنے کیلئے صفحہ 30 پر موجود مضمون "وحی کی اقسام" کا مطالعہ فرمائیے۔

خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں

کاشف شہزاد عطّاری مَدَنی

4 خصائصِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مدنی گلدستہ

1 اللہ پاک کا جواب ارشاد فرمانا انبیائے کرام علیہم الصَّلوٰۃ والسَّلام پر جب کُفّار کی طرف سے کوئی اعتراض ہوتا تو وہ اس کا جواب خود دیتے لیکن رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات اللہ پاک نے عطا فرمائے۔(انموذج اللبیب، ص53،زرقانی علی المواھب،8/536)

انبیائے کرام علیہم السَّلام کے جوابات نوح علیہ السَّلام کی قوم نے کہا: ﴿اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: بے شک ہم تمہیں کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں (پ8، الاعراف:60) تو آپ علیہ السَّلام نے اس کے جواب میں فرمایا: ﴿یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: اے میری قوم! مجھ میں کوئی گمراہی نہیں (پ8،الاعراف:61) ھُود علیہ السَّلام کی قوم نے کہا: ﴿اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: بیشک ہم تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں (پ8،الاعراف: 66) آپ علیہ السَّلام نے جواب میں ارشاد فرمایا: ﴿یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: اے میری قوم! میرے ساتھ بے وقوفی کا کوئی تعلق نہیں۔

(پ8، الاعراف:67)

اللہ کریم کے جوابات رب کے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر کُفّار کے الزامات و اعتراضات اور اللہ پاک کی طرف سے ان کے جوابات کی چند مثالیں مُلاحَظہ فرمایئے: **کُفّارِ مکّہ کا الزام** ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اے وہ جن پر قرآن اترا بیشک تم مجنون ہو (پ 14، الحجر:6) **جواب** ﴿مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں (پ29،القلم:2) **یہودِ مدینہ کا الزام** ﴿لَسْتَ مُرْسَلًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تم رسول نہیں (پ13، الرعد:43) **جواب** ﴿اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: بیشک تم رسولوں میں سے ہو (پ22،یٰس:3) **کُفّارِ مکّہ کا اعتراض** ﴿مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ یَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے (پ 18، الفرقان:7) **جواب** ﴿وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمْ لَیَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ یَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب ایسے ہی تھے کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے۔(پ18،الفرقان:20)

دشمن گھٹائیں جتنی عزت بڑھے گی اُتنی
منظور ہے خدا کو یہ احترام تیرا

2 زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا ہوئیں اللہ کریم نے اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں (Keys) عطا فرمائیں۔(زرقانی علی المواھب،7/220)

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِیتُ بِمَفَاتِیحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِی یَدِی یعنی میں سورہا تھا کہ زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں لاکر میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔

(بخاری،2/303،حدیث:2977)

اِن کے ہاتھ میں ہر کُنجی ہے
مالکِ کُل کہلاتے یہ ہیں

تمام کنجیاں دی گئیں امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضاخان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے ”اَلْاَمْنُ وَ الْعُلٰی“ میں کثیر احادیث سے ثابت کیا ہے کہ نُصْرت (یعنی امداد) کی کنجیاں، نَفع (یعنی فائدے) کی کنجیاں، نُبُوّت کی کنجیاں، خزانوں کی کنجیاں، زمین کی

کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، دوزخ کی کنجیاں اور ہر چیز کی کنجیاں سرکارِ نامدار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عطا کی گئی ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، 30/426 تا435)

کُنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالِک و مختار بنایا

اللہ پاک کے عطا کردہ خزانوں میں سے سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے غلاموں کو مَرئی (یعنی نظر آنے والی) نعمتوں کے علاوہ غیر مَرئی (یعنی نظر نہ آنے والی) نعمتیں بھی عطا فرماتے ہیں۔ ایک حکایت مُلاحَظہ فرمایئے:

قُوّتِ حافِظہ عطا فرمادی حضرت سیِّدُنا ابوہُریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یَارسولَ اللہ! میں آپ سے بہت سی حدیثیں سنتا ہوں لیکن بُھول جاتا ہوں؟ ارشاد فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے چادر پھیلائی تو رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے دستِ رحمت سے چادر میں کچھ ڈال دیا اور فرمایا: اِسے اپنے سینے سے لگالو، میں نے حکم کی تعمیل کی۔ اِس کے بعد (میرا حافِظہ اِس قدر مضبوط ہوگیا کہ) میں کوئی بھی چیز نہیں بُھولا۔

(بخاری، 1/62، حدیث:119، 2/94، حدیث:2350)

مالِکِ کونَین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دوجہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

3 ہمزاد مسلمان ہوگیا اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ہمزاد مسلمان ہوگیا۔ (مواہبِ لدنیہ، 2/289)

ہمزاد کسے کہتے ہیں جُوں ہی کسی انسان کے یہاں بچّہ پیدا ہوتا ہے اُسی وقت شیطان کے یہاں بھی بچّہ پیدا ہوتا ہے جسے فارسی میں ہَمزاد اور عربی میں وَسْوَاس کہتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، 1/244، مراٰۃ المناجیح، 1/83)

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس پر ایک ساتھی جن اور ایک ساتھی فِرِشتہ مُقرّر نہ ہو۔ حاضِرین نے عرض کیا: یَارسولَ اللہ! کیا آپ پر بھی؟ ارشاد فرمایا: مجھ پر بھی، لیکن اللہ کریم نے مجھے اس پر مدد دی تو وہ مسلمان ہوگیا، اب وہ مجھے بھلائی کا ہی مشورہ دیتا ہے۔ (مسلم، ص1158، حدیث:7108، 7109)

نگاہِ کرم سے فطرت بدل جاتی ہے اس حدیثِ پاک کے تحت حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی اعلیٰ درجہ کی خُصُوصیت ہے کہ آپ کا شیطان جس کی فطرت میں کفر داخل ہے وہ بھی ایمان لے آیا۔ معلوم ہوا کہ نگاہِ کرم سے فطرتیں بدل جاتی ہیں۔ (مراٰۃ المناجیح، 1/83)

4 بیٹھ کر نفل نماز پڑھنے پر بھی پورا ثواب ملتا شرعی مجبوری کے بغیر بیٹھ کر نفل نماز پڑھنے والے کو آدھا ثواب ملتا ہے لیکن سرکارِ نامدار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ثواب بلاعُذر بیٹھ کر نفل پڑھنے کی صورت میں بھی پورا ہے۔

(کشف الغمۃ، 2/62، بہارِ شریعت، 1/670)

میں تمہاری طرح نہیں ہوں حضرت سیّدنا عبداللہ بن عَمْرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: میں نے یہ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سنا: بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو آدھا ثواب ملتا ہے۔ اس کے بعد میں رَحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ میں نے سرِ اقدس پر ہاتھ رکھا (کہ بیمار تو نہیں)، ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! کیا بات ہے؟ میں عرض گزار ہوا: یَارسولَ اللہ! آپ نے ایسا ارشاد فرمایا ہے حالانکہ آپ خود بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں؟ رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ہاں (میں نے ایسا کہا ہے) لیکن لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ میں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں۔

(مسلم، ص289، حدیث:1715، شرح نووی، جز:6، 3/14، بہارِ شریعت، 1/670)

دوجہاں میں کوئی تم سا دُوسرا ملتا نہیں
ڈھونڈتے پھرتے ہیں مَہر و مَہ[1] پتا ملتا نہیں

(1) مَہر و مَہ یعنی سورج چاند۔

عظمتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کاشف شہزاد عطاری مدنی

اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تین خصائص

1 نمازِ تہجد فرض تھی جمہور (یعنی اکثر) عُلَما کے نزدیک سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر پانچوں نمازوں کے علاوہ نمازِ تہجد بھی فرض تھی۔ صَدْرُ الاَفاضِل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نمازِ تہجد سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر فرض تھی، جمہور کا یہی قول ہے۔ حضور کی اُمّت کے لئے یہ نماز سنّت ہے۔[(1)] (خزائن العرفان، بنیٓ اسرآءیل، تحت الآیۃ:79)

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: ثَلٰثٌ هُنَّ عَلَيَّ فَرِيْضَةٌ وَهُوَ لَكُمْ سُنَّةٌ یعنی تین چیزیں میرے لئے فرض اور تمہارے لئے سنّت ہیں۔ (ان تین میں سے ایک یہ بیان فرمائی:) قِيَامُ اللَّيْلِ یعنی رات میں نماز پڑھنا۔ (معجم اوسط، 2/274، حدیث:3266)

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قولِ جمہور، مذہبِ مختار و منصور (یعنی اکثر عُلَما کا قول اور اختیار شدہ مذہب) حضور پُرنور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے حق میں (نمازِ تہجد کی) فرضیت ہے، اسی پر ظاہرِ قرآنِ عظیم شاہد (یعنی قراٰنِ کریم کے ظاہری الفاظ بھی اسی کی گواہی دیتے ہیں) اور اسی طرف حدیثِ مرفوع (یعنی فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) وارد۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى (یعنی اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:) يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ (ترجمۂ کنزالایمان: اے جھرمٹ مارنے والے رات میں قیام فرما۔ (پ 29، المزمل:1، 2)) وَقَالَ تَعَالٰى (اللہ کریم نے مزید ارشاد فرمایا:) وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ (ترجمہ: اور رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھو۔ (پ15، بنیٓ اسرآءیل:79))۔ ان آیتوں میں خاص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امرِ الٰہی (اللہ کا حکم) ہے اور امرِ الٰہی مفیدِ وُجوب (یعنی اللہ پاک کا حکم واجب ہونے کا فائدہ دیتا ہے)۔

(فتاویٰ رضویہ، 7/402)

2 نمازی کو بلائیں تو حاضر ہونا لازم دو عالَم کے سردار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نمازی کو بلائیں تو اس پر لازم ہے کہ حاضر ہو جائے، نماز فاسد نہ ہوگی۔ (زرقانی علی المواھب، 7/318)

اللہ پاک کا فرمانِ عالیشان ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔ (پ9، الانفال:24) اس آیت سے ثابت ہوا کہ تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب بھی کسی کو بلائیں تو اس پر لازم ہے کہ وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے چاہے وہ کسی بھی کام میں مصروف ہو۔ (صراط الجنان، 3/539)

دورانِ نماز جواب نہ دینے پر تفہیم فرمائی: حضرت سیدنا اُبَیّ بن کَعْب رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے اور انہیں آواز دی: اے اُبَیّ! انہوں نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف دیکھا لیکن کوئی جواب نہ

---

(1) (اُمّت کے لئے نمازِ) تہجد سنّتِ مُسْتَحَبّہ ہے، تمام مُستحب نمازوں سے اعظم واہم، قرآن واحادیثِ حضورِ پُرنور سَیِّدُ الْمُرْسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی ترغیب سے مالامال، عامۂ کتبِ مذہب میں اسے مَندوبات ومُسْتَحَبّات سے گنا اور سنّتِ مُؤَکَّدَہ سے جدا ذکر کیا، تو اِس (یعنی نمازِ تہجد) کا تارِک اگرچہ فضلِ کبیر و خیرِ کثیر (یعنی بڑی فضیلت اور کثیر بھلائی) سے محروم ہے، گنہگار نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 7/400)

دیا، پھر مختصر نماز پڑھ کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سلام کا جواب دے کر دریافت فرمایا: اے اُبَیّ! جب میں نے تمہیں پکارا تو جواب دینے میں کونسی چیز رکاوٹ بنی؟ عرض کی: یارسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے قراٰنِ کریم میں یہ نہیں پایا: اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْۚ (ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ورسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔) عرض کی: کیوں نہیں! اِنْ شَآءَ اللہ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ (ترمذی، 4/400، حدیث:2884)

نماز نہیں ٹوٹے گی: مذکورہ آیت کے تحت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اپنے تفسیری حاشیے "نورالعرفان" میں فرماتے ہیں: مسلمان کسی حال میں بھی ہو حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے بُلانے پر فوراً حاضر ہو جائے بلکہ اگر کوئی نمازی بحالتِ نماز حضور کے بُلانے پر حاضر ہو اور جس کام کو سرکار (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) بھیجیں وہ کر بھی آئے، جب بھی نماز ہی میں ہوگا، جتنی رکعات رہ گئی تھیں وہی پوری کرے گا۔

3 دورانِ نماز سلام عرض کیا جاتا ہے نماز کے دوران تَشَہُّد (یعنی اَلتَّحِیَّات) میں اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں ان الفاظ سے سلام کیا جاتا ہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (یعنی سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رَحمتیں اور بَرَکتیں)۔ اگر کسی اور شخص کو اس طرح مخاطب کیا جائے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ (تھذیب الاسماءواللغات، 1/64)

سلام عرض کرتے ہوئے کیا تصوّر کرے؟: شارحِ بخاری امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ بعض اہلُ اللہ سے نقل فرماتے ہیں: نمازی جب اَلتَّحِیَّات پڑھتے ہوئے اللہ پاک کے دروازۂ رحمت پر دَستک دیتے ہیں تو انہیں اس پاک ذات کے دربار میں حاضری کی اجازت ملتی ہے جو زندہ ہے اور اُسے کبھی موت نہ آئے گی۔ اُس دربار میں حاضر ہو کر وہ اللہ کریم سے مُناجات کرتے ہیں جس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ اب انہیں بتایا جاتا ہے کہ یہ عظیم دولت انہیں رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بدولت اور آپ کی پیروی کرنے کی برکت سے حاصل ہوئی ہے۔ جب وہ توجہ کرتے ہیں تو رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بھی اس دربار میں موجود پاتے ہیں اور آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (مواہبِ لدنیہ، 3/229)

تمہاری سلامی نمازوں میں داخل
تصور ترا شرطِ مثلِ وضو ہے

اَذکارِ نماز میں معنی مراد ہوتے ہیں: پیارے اسلامی بھائیو! نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس میں صرف الفاظ کی ادائیگی مقصود نہیں ہوتی بلکہ ان الفاظ کے معنٰی مُراد ہوتے ہیں، تَشَہُّد (یعنی اَلتَّحِیَّات) کا بھی یہی معاملہ ہے۔ امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شریعتِ مطہرہ نے نماز میں کوئی ذکر ایسا نہیں رکھا ہے جس میں صرف زبان سے لفظ نکالے جائیں اور معنے مراد نہ ہوں، نہیں نہیں بلکہ قطعاً یہی (یعنی معنٰی) درکار ہے۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ سے حمدِ الٰہی کا قصد (یعنی ارادہ) رکھے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو سلام کرتا اور حضور سے بِالقَصْد عرض کررہا ہوں کہ سلام حضور! اے نبی! اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 29/567)

اے عاشقانِ رسول! نماز کے دوران تعظیم کے ساتھ اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا تصور عین سعادت ہے۔ اس سے مَعَاذَ اللہ نماز میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی بلکہ خُشُوع و خُضُوع میں اضافہ ہوتا اور نماز کامل ہوتی ہے۔

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصور میں ترے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

(مراٰۃ المناجیح، 8/527)

آنکھوں کا تارا نام محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کاشف شہزاد عطاری مدنی

سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تین خصائص

1 دو مَردوں جتنا بُخار ہوتا تھا شارحِ بُخاری امام احمد بن محمد قَسْطلانی رحمۃ اللہ علیہ خصائصِ مصطفےٰ میں سے ایک خصوصیت نقل فرماتے ہیں: دو عالَم کے سردار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بُخار اِس شدّت سے ہوتا تھا جتنا کہ دو آدمیوں کو ہوتا ہے تاکہ ثواب دُگنا (Double) ملے۔(مواھب لدنیہ، 2/312)

بُخار کی شِدّت کے باعث ہاتھ لگانا مشکل: ایک شخص نے (بُخار کی حالت میں) رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جَسَدِ اَطْہر کو ہاتھ لگایا (جیسے عُموماً عِیادت کرنے والے ہاتھ لگا کر بُخار کی شِدّت معلوم کرتے ہیں) اور عرض کیا: اللہ کی قسم! آپ کے بُخار کی شدّت کی وجہ سے میں ہاتھ نہیں لگا پارہا۔(مسند احمد، 4/187، حدیث:11893، نسیم الریاض، 6/122)

حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو اس وقت پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم شدید بُخار میں مبتلا تھے۔ میں نے جسمِ انور کو چُھوا اور عرض گزار ہوا: یَارسولَ اللہ! آپ کو تو بہت تیز بُخار ہے۔ ارشاد فرمایا: ہاں! مجھے تم میں سے دو آدمیوں کے برابر بُخار ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا: کیا اس کا سبب یہ ہے کہ آپ کو دُگنا اَجر ملتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔(بخاری، 4/9، حدیث:5660)

2 دنیا و آخرت میں فائدہ پہنچانے والا عمل اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نامِ نامی (محمد اور احمد) پر نام رکھنا دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہے۔(مواھب لدنیہ، 2/301)

بیٹے کا نام محمد یا احمد رکھنے کے 4 فضائل: 4 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: 1 جس کے یہاں لڑکا پیدا ہو اور وہ میری مَحَبَّت اور میرے نام سے بَرَکت حاصِل کرنے کیلئے اس کا نام محمد رکھے تو وہ اور اُس کا لڑکا دونوں جنّت میں جائیں گے۔(کنز العمال، جز:15، 8/174، حدیث: 45215) 2 تم میں سے کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔(طبقات ابن سعد، 5/40) امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کو نقل کرکے فرماتے ہیں: فقیر غفرلہ تعالیٰ نے اپنے سب بیٹوں بھتیجوں کا عقیقے میں صرف محمد نام رکھا پھر نامِ اَقْدس کے حفظِ آداب اور باہم تَمَیُّز (یعنی آپس میں پہچان) کے لئے عُرف جُدا مقرر کئے۔ بِحَمْدِ اللہِ تَعَالٰی فقیر کے پانچ محمد اب موجود ہیں اور پانچ سے زائد اپنی راہ گئے (یعنی انتقال کرگئے)۔(فتاویٰ رضویہ، 24/689) 3 اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: میری عزّت و جلال کی قسم! جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا میں اسے عذاب نہ دوں گا۔(کشف الخفاء، 1/345، حدیث: 1243)

4 روزِ قیامت دو شخص اللہ پاک کے حُضُور کھڑے کئے جائیں گے اور انہیں جنّت میں لے جانے کا حکم ہوگا۔ وہ عَرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم کس عمل پر جنّت کے قابل ہوئے؟ ہم نے تو جنّت میں جانے والا کوئی کام نہیں کیا۔ اللہ کریم ان سے فرمائے گا: میرے بندو! جنّت میں جاؤ، میں نے حَلف کیا (یعنی قسم فرمائی) ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔

(فردوس الاخبار، 5/485، حدیث:8837)

جو چاہتے ہو کہ ہو سَرد آتشِ دوزخ
دلوں پہ نقش محمد کا نام کر لینا

مُنْکَر نَکِیْر کے سُوالات سے چھٹکارا مل گیا: (مراکش کے شہر) فاس میں ایک نیک عورت رہتی تھی۔ جب اسے کوئی تنگی یا پریشانی

درپیش ہوتی تو وہ دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھتی اور آنکھیں بند کرکے کہتی: محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم)۔(نامِ اقدس کی برکت سے اس کی پریشانی دُور ہوجاتی)۔ اُس عورت کی وفات کے بعد کسی رشتے دار نے اسے خواب میں دیکھ کر دریافت کیا: آپ نے قبْر میں سوالات کرنے والے دو فرشتے مُنْکَرْ نَکِیْر دیکھے؟ اس نے جواب دیا: ہاں! وہ میرے پاس آئے تھے۔ اُنہیں دیکھ کر میں نے اپنی عادت کے مطابق دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ کر کہا: محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم)۔ جب میں نے چہرے سے ہاتھ ہٹائے تو وہ دونوں جاچکے تھے۔

(شواہد الحق، ص230 ملخصاً)

گنہگاروں کی اس سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں
نہ کیونکر سب سے بڑھ کر نام ہو پیارا محمد کا

3 کسی اور کا نام محمد یا احمد نہ ہوا سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پہلے کسی کا نام احمد نہ ہوا۔ یونہی ولادت کا زمانہ قریب آنے سے پہلے تک کسی کا نام محمد بھی نہ ہوا۔

(تاریخ الخمیس، 1/391، کشف الغمۃ، 1/283، مواہب لدنیہ، 1/374)

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اُعْطِیْتُ اَرْبَعًا لَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِّنْ اَنْبِیَاءِ اللّٰہ یعنی مجھے چار چیزیں ایسی عطا ہوئیں جو کسی اور نبی کو نہ ملیں۔ (ان میں سے ایک چیز یہ بیان فرمائی:) سُمِّیْتُ اَحْمَدَ یعنی میرا نام احمد رکھا گیا۔ (مسند احمد، 1/333، حدیث:1361)

اَزَل سے خاص نام: رَئِیْسُ الْمُتَکَلِّمِیْن مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ نام مبارک اَزَل (یعنی ہمیشہ) سے آپ کے لئے خاص ہے مگر بعض لوگوں نے یہ بات سُن کر کہ زمانہ نبیِّ آخِرُ الزَّمَاں (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا قریب ہے اور نامِ پاک ان کا محمد ہوگا اپنی اولاد کا نام محمد رکھا اور عجائبِ قدرتِ الٰہی سے یہ کہ ان میں سے کسی نے دعویٰ نبوت کا نہ کیا۔ (سرور القلوب، ص285)

ولادتِ اَقْدس سے قبل اپنے بیٹوں کا نام محمد رکھنے والے: جب سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت کا وقت قریب آیا اور یہ بات مشہور ہوئی کہ عنقریب اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دنیا میں تشریف لانے والے ہیں جن کا نام محمد ہے تو عرب کے کچھ لوگوں نے اپنے بیٹوں کا نام اس اُمّید پر محمد رکھا کہ ہمارا بیٹا وہ نبی ہو لیکن اللہ کریم اس بات کو بہتر جانتا ہے کہ رسالت کا مُسْتَحِق کون ہے۔ (الشفا، 1/230)

ان دونوں ناموں کا نہ رکھا جانا خُصوصیت کس طرح ہے؟

اے عاشقانِ رسول! یوں تو دیگر کئی انبیائے کرام علیہمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام کے نام بھی ایسے ہیں جو ان سے پہلے کسی کے نہ ہوئے مثلاً حضراتِ آدم و شیث و نوح و یحییٰ علیہمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام۔ حضرت سیّدُنا یحییٰ علیہ السَّلام سے متعلّق اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا﴾ ترجمۂ کنز العرفان: اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی دوسرا نہ بنایا۔ (پ16، مریم:7) رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پہلے کسی کا نام محمد یا احمد نہ ہونا اس اعتبار سے خصوصیت ہے کہ گزشتہ آسمانی کتابوں میں اور انبیائے کرام علیہمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام کی زبان سے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تشریف آوری اور آپ کے دونوں ناموں کی خبر دی گئی اور گزشتہ اُمّتوں میں یہ بات مشہور تھی، اس کے باوجود نامِ احمد کسی نے نہ رکھا اور نامِ محمد بھی ولادت مبارک سے کچھ عرصہ پہلے تک کسی کا نہ ہوا۔ (نسیم الریاض، 3/250)

اللہ کریم کی حکمت: اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دنیا میں تشریف آوری سے پہلے ہی مشہور ہوچکا تھا کہ محمد اور احمد نام کے ایک نبی دنیا میں آنے والے ہیں۔ ایسے میں اگر کسی اور کا نام محمد یا احمد ہوتا تو کمزور یقین والے افراد کو شک ہوسکتا تھا کہ گزشتہ آسمانی کتابوں میں جس نبی کی آمد کی بِشارت ہے کہیں یہ وہی تو نہیں۔ اللہ کریم نے ایسے لوگوں پر رَحمت فرماتے ہوئے کسی اور کو احمد یا محمد نام رکھنے سے بچایا اور اس بات کا بھی اہتمام فرمایا کہ ولادت سے کچھ عرصہ قبل جن چند لوگوں کا نام محمد رکھا گیا انہوں نے نہ تو خود نبی ہونے کا اعلان کیا، نہ کسی اور نے ان کی نبوت کا دعویٰ کیا اور نہ ہی اُن سے ایسے اخلاق و عادات اور خلافِ عادت کام صادِر ہوئے جو نبی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ (زرقانی علی المواہب، 7/109، نسیم الریاض، 3/250)

ظُہورِ پاک سے پہلے بھی صدقے تھے نبی تم پر
تمہارے نام ہی کی روشنی تھی بزمِ خُوباں میں

(ذوقِ نعت، ص192)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہُ علٰی محمَّد

تین خصائصِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کاشف شہزاد عطاری مَدَنی

1 اللہ پاک نے اپنے نام عطا فرمائے: اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنے ناموں میں سے کثیر نام عطا فرمائے۔ (الشفاء،1/236)

رَئِیْسُ الْمُتَکَلِّمِیْن مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (اللہ پاک نے) کسی پیغمبر کو ایک اسم (نام) اور کسی کو دو تین اسم اپنے اَسمائے شریفہ (یعنی مبارک ناموں میں) سے دیئے مثلاً اسماعیل و اسحاق (علیہما الصَّلوٰۃ وَالسَّلام) کو عَلِیْم اور حَلِیْم، ابراہیم (علیہ السَّلام) کو حَلِیْم اور نوح (علیہ السَّلام) کو شَکُوْر اور موسیٰ (علیہ السَّلام) کو کَرِیْم اور یوسف (علیہ السَّلام) کو حَفِیْظ اور یحییٰ (علیہ السَّلام) اور عیسیٰ (علیہ السَّلام) کو بَرّ فرمایا، محمد صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو سڑسٹھ (67) اسم اپنے اَسْمائے مُتَبَرَّکہ (یعنی برکت والے ناموں میں) سے عِنایت کیے (جو یہ ہیں):

(1)حَکِیْم (2)رَحِیْم (3)سَلَام (4)مُؤْمِن (5)مُھَیْمِن
(6)عَزِیْز (7)جَبَّار (8)فَتَّاح (9)عَلِیْم (10)رَافِع
(11)سَمِیْع (12)بَصِیْر (13)عَدْل (14)خَبِیْر (15)حَلِیْم
(16)عَظِیْم (17)غَفُوْر (18)شَکُوْر (19)عَلِی (20)حَفِیْظ
(21)حَسِیْب (22)کَرِیْم (23)رَقِیْب (24)مُجِیْب (25)وَاسِع
(26)حَکَم (27)شَھِیْد (28)حَق (29)وَکِیْل (30)قَوِی
(31)مَتِیْن (32)وَلِی (33)حَمِیْد (34)مَاجِد (35)اَوَّل
(36)آخِر (37)ظَاھِر (38)بَاطِن (39)بَرّ (40)عَفُوّ
(41)رَءُوْف (42)مُقْسِط (43)جَامِع (44)غَنِی (45)مُعْطِی
(46)نُوْر (47)ھَادِی (48)رَشِیْد (49)صَبُوْر (50)قَائِم
(51)حَافِظ (52)ذُوالْقُوَّۃ (53)ذُوالفَضل (54)کَفِیْل (55)شَاکِر
(56)قَرِیْب (57)مُبِیْن (58)بُرْھَان (59)مُنِیْب (60)کَافِی
(61)عَالِم (62)نَصِیْر (63)صَادِق (64)اَحَد (65)مُنِیْر
(66)وَافِی (67)اَکْرَم۔ (سرور القلوب، ص318)

اللہ کریم نے اپنے ناموں میں سے کتنے نام عطا فرمائے؟ اے عاشقانِ رسول! اللہ کریم نے اپنے پیارے پیارے ناموں یعنی اَسْمَاءُ الْحُسْنٰی میں سے اپنے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کتنے نام عطا فرمائے، اس سے متعلق علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ رَئِیْسُ الْمُتَکَلِّمِیْن مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے سڑسٹھ (67) نام بیان فرمائے جبکہ امام جلالُ الدّین سُیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ستّر (70) نام عطا ہونے کا قول اختیار فرمایا۔ (انموذج اللبیب، ص28) شیخ عبدالکریم جیلی شافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "اَلْکَمَالَاتُ الْاِلٰھِیَّۃُ فِی الصِّفَاتِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ" میں تیسرے باب کا نام رکھا: اِتِّصَافُ مُحَمَّدٍ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بِالْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ الْاِلٰھِیَّۃِ (یعنی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اللہ پاک کے ناموں اور صفات سے مُتَّصِف

ہونا) اور اس میں اللہ کریم کے کثیر نام دلیل کے ساتھ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے ثابت فرمائے۔ امام یوسف بن اسماعیل نَبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں سے اللہ کریم کے 99 نام دلیل کے ساتھ حضورِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے نقل فرمائے۔ (جواہر البحار، 1/275)

خوف ہے گر کچھ روزِ جزا کا دل پہ جما کر نام خدا کا
وِرد کرو اسمائے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

2 **لُعابِ دہن آبِ شِفا کا کام دیتا:** پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لُعابِ دہن (یعنی مبارک تھوک) کے ذریعے ظاہری اور باطنی امراض سے شفائیں حاصل ہوتی تھیں۔ (زرقانی علی المواھب، 5/288)

پیارے اسلامی بھائیو! سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لُعابِ دہن کی برکت سے تکلیفیں دور ہونے اور مسائل حل ہونے کے کئی واقعات ہیں۔ ایک ایمان افروز حکایت ملاحظہ فرمایئے:

80 سال کی عمر میں سُوئی میں دھاگہ ڈال لیتے: حضرت سیِّدُنا فُدَیک رضی اللہ عنہ کی آنکھیں سانپ کے انڈوں پر پاؤں پڑنے کی وجہ سے سفید ہوگئی تھیں اور دونوں آنکھوں سے کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی آنکھوں میں لُعابِ دہن ڈالا تو اُسی وقت آنکھیں ٹھیک ہوگئیں اور نظر آنے لگا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُنا فُدَیک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ (لُعابِ دہن کی برکت سے) اَسّی (80) سال کی عمر میں سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتے تھے۔

(کنزالعمال، جز:12، 6/168، حدیث: 35381، نسیم الریاض، 4/86)

جس کے پانی سے شاداب جان و جِناں
اس دَہَن کی طَراوَت پہ لاکھوں سلام

3 **سب سے زیادہ حسین و جمیل شخصیت:** امام جلالُ الدّین سُیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا یوسف علیہ السَّلام کو تمام انبیا و مُرسلین علیہمُ الصَّلوۃ وَالسَّلام بلکہ ساری مخلوق سے زیادہ حُسن و جمال عطا کیا گیا لیکن ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ایسا حُسن و جمال مِلا جو کسی اور کے حصّے میں نہیں آیا۔ حضرت سیِّدُنا یوسف علیہ السَّلام کو حُسن کا آدھا حصّہ مِلا لیکن رسولِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو حُسنِ کُل (یعنی سارے کا سارا حسن) عطا کیا گیا۔ (خصائص کبریٰ، 2/309)

جو دیکھیں حضرتِ یوسف جمالِ سَیِّدِ عالَم
تو فرمائیں قسم حق کی مَلاحَت اس کو کہتے ہیں

پورا حُسن ظاہر نہ کیا گیا: امام قُرطُبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پورا حُسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا، اگر ظاہر کر دیا جاتا تو ہماری آنکھیں دیدار کی طاقت نہ رکھتیں۔

(زرقانی علی المواھب، 7/94)

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالَم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

چاند سے زیادہ خوبصورت: حضرت سیِّدُنا جابر بن سَمُرَہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے چاندنی رات میں اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سُرخ (دھاری دار) جوڑا پہنے ہوئے دیکھا۔ میں کبھی رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھتا اور کبھی چاند کو، میرے نزدیک آپ چاند سے بھی زیادہ خوبصورت تھے۔ (ترمذی، 4/370، حدیث:2820، مراٰۃ المناجیح، 8/60)

تیرہ دِل کو جلوۂ ماہِ عرب درکار ہے
چودھویں کے چاند! تیری چاندنی اچھی نہیں

آسمان کے چاند سے بہتر کیوں؟ اے عاشقانِ رسول! اس روایت کے تحت حضرت علّامہ علی بن سلطان محمد قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مدینے کے چاند صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آسمان کے چاند پر فضیلت سے متعلق چند نِکات بیان فرمائے ہیں۔ ان ایمان افروز نِکات کو قدرے تفصیل کے ساتھ اپنے الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔

1 آسمان کا چاند صرف دنیا کو روشن کرتا ہے لیکن مدینے کے چاند صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بدولت دنیا کے علاوہ انسانوں کے دل بھی روشن ہوگئے 2 آسمان کے چاند کا نُور سورج سے لیا ہوا ہے جبکہ مدینے کے چاند صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نُور مخلوق میں سے کسی سے حاصل کردہ نہیں 3 آسمان کے چاند کا نُور دوپہر میں ظاہر نہیں ہوتا جبکہ مدینے کے چاند صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نُور دن اور رات میں ہر وقت ظاہر رہتا ہے 4 آسمان کا چاند بڑھتا اور گھٹتا رہتا ہے، اسے گرہن بھی لگتا ہے اور یہ غُروب بھی ہوتا ہے لیکن مدینے کے چاند صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے زوال اور غُروب ہونا نہیں ہے۔

ان نکات کو بیان کرنے کے بعد علّامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: ان نِکات سے معلوم ہوا کہ مدینے کے چاند صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ایسی کثیر خوبیاں اور صفات حاصل ہیں جن سے آسمان کا چاند محروم ہے۔ (جمع الوسائل فی شرح الشمائل، ص56 ماخوذاً)

خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رُخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کُتّے کے ضَرر سے محفوظ رہنے کا وظیفہ

تفسیرِ صراط الجنان، جلد 5 صفحہ 548 پر ہے کہ

وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ (پ15، الکھف: 18)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ان کا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر۔

جو ان کلمات کو لکھ کر پاس رکھے تو کتے کے ضَرر سے امن میں رہے گا۔

کمالاتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کاشف شہزاد عطاری مَدَنی

اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے 3 خُصوصی فضائل

1 **معجزات و کمالات کو جمع کر دیا گیا:** دیگر انبیائے کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کو جو فضائل و معجزات الگ الگ ملے وہ سب محبوبِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے جمع کر دیئے گئے۔ (کشف الغمۃ، 2/54)

تمام اچّھی خَصلتوں کو جمع فرمالیا: اللہ پاک کا فرمانِ عالیشان ہے: ﴿اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ﴾ ترجمۂ کنزُ الایمان: یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی تو تم اُنھیں کی راہ چلو۔ (پ7، الانعام: 90)

امام فخرُ الدّین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: علمائے کرام نے اس آیتِ مبارکہ سے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام انبیائے کرام علیہم السّلام سے افضل ہیں۔ اللہ پاک نے مختلف انبیا کو جو کمال والی خصلتیں اور شَرَف و فضیلت والے اَوْصاف عطا فرمائے ہیں ان کا ذکر کرکے اپنے حبیبِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو حکم دیا کہ ان تمام اوصاف و کمالات کو جمع فرمالیں اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اللہ کے حکم کی تعمیل میں کوتاہی ہونا ممکن ہی نہیں۔ ثابت ہوا کہ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان تمام خصائلِ حمیدہ کو جمع فرمالیا جو انبیائے کرام علیہم السّلام کو الگ الگ حاصل تھیں اس لئے آپ تمام انبیا سے افضل ہیں۔ (تفسیر کبیر، 5/57)

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی نبی نے کوئی آیت وکرامت ایسی نہ پائی کہ ہمارے نبی اَکرمُ الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلَّم کو اس کی مثل اور اس سے اَمْثَل عطا نہ ہوئی۔ (فتاویٰ رضویہ، 24/595)

صَدْرُالشَّریعہ مفتی اَمجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اَوَروں کو فَرْداً فَرداً (یعنی دیگر لوگوں کو الگ الگ) جو کمالات عطا ہوئے حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) میں وہ سب جمع کر دیے گئے اور اِن کے علاوہ حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا حصہ نہیں۔ (بہارِ شریعت، 1/63)

مدنی مشورہ: اس حوالے سے مزید تفصیل جاننے کے لئے رَئِیْسُ الْمُتَکَلِّمِین مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”سُرُورُ القُلوب فی ذِکرِ المَحْبوب“ صفحہ 312 تا 321 ملاحظہ فرمائیے۔

خَلْق سے اَوْلیا اولیا سے رُسُل　　اور رسولوں سے اَعلٰی ہمارا نبی
مُلکِ کَونَین میں انبیا تاجدار　　تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

2 **نام لے کر پکارنے کی ممانعت:** سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو نام لے کر پُکارنا آپ کی اُمّت پر حرام کردیا گیا۔ (انموذج اللبیب، ص57)

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علماء تَصْرِیح فرماتے ہیں (کہ) حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو نام

لے کر نِدا کرنی (یعنی پکارنا) حرام ہے اور (یہ بات) واقعی مَحَلِّ انصاف ہے، جسے اُس کا مالک و مولیٰ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تَجاوُز کرے (یعنی آگے بڑھے)، بلکہ امام زَینُ الدِّین مَرَاغی وغیرہ مُحَقِّقِین نے فرمایا: اگر یہ لفظ (یعنی یا محمد) کسی دعاء میں وارِد ہو جو خود نبی صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے تعلیم فرمائی تاہم اس کی جگہ یارسولَ الله، یانبیَّ الله (کہنا) چاہیے، حالانکہ الفاظِ دعاء میں حَتَّی الْوَسْع تَغْیِیْر (یعنی جہاں تک ممکن ہو تبدیلی) نہیں کی جاتی۔ یہ مسئلۂ مُہِمّہ (یعنی اہم مسئلہ) جس سے اکثر اہلِ زمانہ غافِل ہیں نہایت واجبُ الْحِفْظ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 30/157)

صَدْرُ الشَّرِیعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اگر حضور (صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم) کو پکارے تو نامِ پاک کے ساتھ نِدا نہ کرے کہ یہ جائز نہیں، بلکہ یوں کہے: یَانَبِیَّ الله! یَارَسُوْلَ الله! یَا حَبِیبَ الله! (بہارِ شریعت، 1/78)

گزشتہ اُمّتوں کا اپنے نبیوں کو نام لے کر پکارنا: اے عاشقانِ رسول! دیگر انبیائے کرام علیہم السّلام کی اُمّتیں نام لے کر اپنے نبیوں کو پُکارا کرتی تھیں۔ دو مثالیں ملاحظہ فرمایئے: 1 حضرت سیّدُنا موسیٰ علیہ السّلام کی قوم کا کلام: ﴿قَالُوْا یٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌؕ﴾ ترجمۂ کنزُ العرفان: (بنی اسرائیل نے) کہا: اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی ایسا ہی ایک معبود بنادو جیسے ان کے لئے کئی معبود ہیں۔ (پ9، الاعراف: 138) 2 حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی قوم کا کلام: ﴿اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ﴾ ترجمۂ کنزُ العرفان: یاد کرو جب حواریوں نے کہا: اے عیسیٰ بن مریم! (پ7، المآئدہ: 112)

اُمّتِ مُسلمہ کے لئے حکم: اللہ پاک نے اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کی اُمّت کو یہ حکم فرمایا: ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًاؕ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: (اے لوگو!) رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ بنالو جیسے تم میں سے کوئی دوسرے کو پکارتا ہے۔ (پ18، النور: 63)

حضرت علّامہ احمد بن محمد صاوِی رحمۃ اللہ علیہ اس آیتِ مُقَدَّسہ کے تحت فرماتے ہیں: سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کو نام لے کر "یامحمد" اور کُنْیَت کے ساتھ "یَا اَبَا الْقَاسِم" کہہ کر نہ پکارا جائے بلکہ تعظیم و تکریم اور عزّت و توقیر کے ساتھ یارسولَ الله، یانبیَّ الله، یااِمَامَ الْمُرْسَلِین، یارسولَ رَبِّ الْعَالَمِین اور یاخَاتَمَ النَّبِیّٖن وغیرہ کلمات کے ساتھ پکارا جائے۔ (تفسیر صاوی، 4/1421)

(نعت میں بھی) نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کو "یا مُحَمَّد" کہہ کر پکارنے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا اگر کسی نعت وغیرہ میں اس طرح لکھا ہوا ملے تو اسے تبدیل کر دینا چاہیے۔ (صراط الجنان، 6/675)

اے عاشقانِ رسول! جن رِوایات میں کسی شخص کے سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کو "یا محمد" کہہ کر پکارنے کا تذکرہ ہے ان کی علمائے کرام نے دو وُجوہات بیان فرمائی ہیں: 1 اس طرح کی روایات اللہ پاک کی طرف سے مُمانَعَت نازل ہونے سے پہلے کی ہیں 2 اس طرح نام لے کر نِدا کرنے والے اَفراد اس حکم سے ناواقِف تھے۔

(زرقانی علی المواہب، 6/26، سبل الہدیٰ والرشاد، 10/454)

3 **خوشبو کے ذریعے پہچان لیا جاتا:** اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کسی راستے سے گزرتے تو بعد میں آنے والا شخص خوشبو کے ذریعے پہچان لیتا کہ اس راستے سے سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم گزرے ہیں۔ (کشف الغمۃ، 2/64) **قُدْرَتی خوشبو:** اے عاشقانِ رسول! حضرت علّامہ مولانا علی بن سلطان محمد قاری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: یہ خوشبو بدن یا لباس پر کسی قسم کی خوشبو استعمال کرنے کے باعث نہیں تھی بلکہ سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم (کے مبارک بدن) کی قُدْرَتی خوشبو تھی۔ (شرح الشفا، 1/167) **مُشک کی خوشبو:** حضرت سیّدُنا اَنَس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم مدینۂ منوّرہ کے راستوں میں سے کسی راستے سے گزرتے تو اس راستے سے مُشک کی خوشبو آنے لگتی اور لوگ کہتے: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم آج اس راستے سے گزرے ہیں۔

(مسند ابی یعلیٰ، 3/135، حدیث: 3113)

جس گلی سے تُو گزرتا ہے مِرے جانِ جِناں
ذَرّہ ذَرّہ تری خوشبو سے بَسا ہوتا ہے

(سامانِ بخشش، ص177)

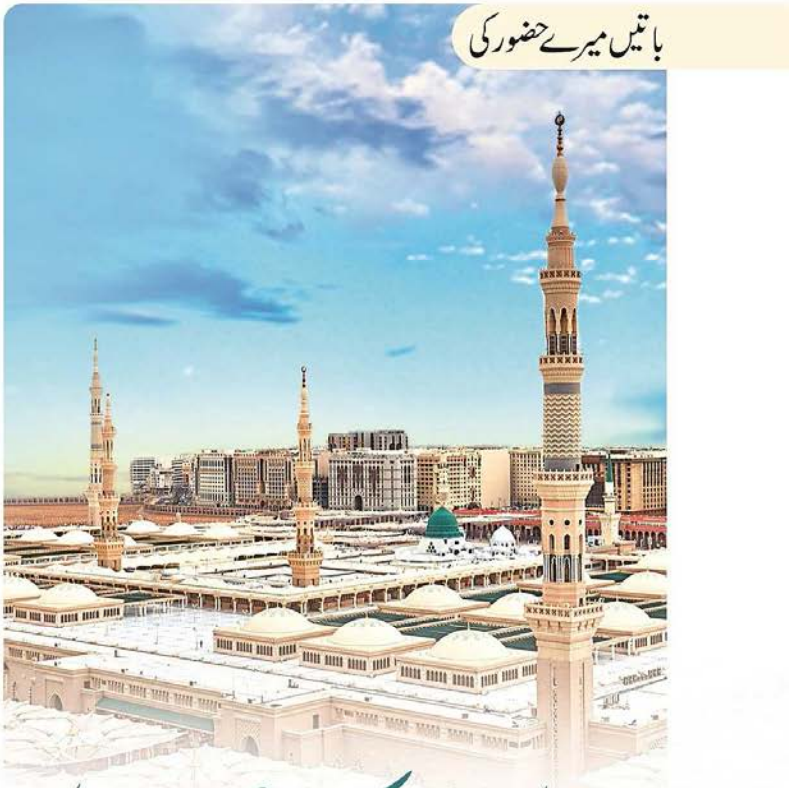

سب سے کثیر اُمّت والے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کاشف شہزاد عطّاری مَدَنی

اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی 4 خُصوصی شانیں

1 اُمّت کی تعداد سب سے زیادہ: سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اُمّت کی تعداد تمام انبیائے کرام علیہمُ الصَّلٰوۃ والسَّلام کی اُمّتوں سے زیادہ ہے۔[1]

پیارے اسلامی بھائیو! رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اس خُصوصی شان سے متعلّق آپ کے 3 فرامین مُلاحَظہ فرمائیے:

1 اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی قیامت کے دن سب نبیوں (کی اُمّتوں) سے زیادہ میری اُمّت ہو گی۔[2] معلوم ہوا کہ زیادہ غلام والا ہونا آقا کی عظمت کی دلیل ہے۔[3] قِیامت کا ذِکْر اس لئے فرمایا کیونکہ اس دن سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اُمّت کی کثرت کا ظُہور ہو گا۔[4]

2 اہلِ جنّت کی 120 صَفیں ہوں گی جن میں سے 80 صفیں اس اُمّت کی جبکہ 40 صَفیں دیگر تمام اُمّتوں کی ہوں گی۔[5] صَفیں کتنی بڑی ہیں یہ ہمارے خیال و وَہْم سے وَراء ہے۔ ان ایک سو بیس (120) صفوں میں اَز آدم (علیہ السّلام) تا روزِ قیامت سارے مومن آجائیں گے۔[6]

3 کسی نبی پر اتنے لوگ ایمان نہیں لائے جتنے مجھ پر ایمان لائے ہیں۔ انبیائے کرام میں سے بعض پر ان کی اُمّت میں سے صرف ایک شخص ایمان لایا۔[7] یعنی میری اُمّت دوسری اُمّتوں سے زیادہ ہے۔ نوح (علیہ السّلام) نے ساڑھے نو سو (950) سال تبلیغ فرمائی مگر صرف اَسّی (80) آدمی ایمان لائے، آٹھ آدمی اپنے گھر کے، بہتّر (72) آدمی دوسرے۔ حُضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے تئیس (23) سال تبلیغ فرمائی، دیکھ لو آج تک کیا حال ہے۔[8]

تُو وہ پیارا خدا کا ہے کہ پیارے تیرے صدقے میں
ہُوا سب امتوں سے فضل بڑھ کر تیری اُمّت کا[9]

2 اُمّت میں شامل ہونے کی تمنّا: حضرت سیّدُنا ابراہیم علیہ السّلام، حضرت سیّدُنا الیاس علیہ السّلام اور حضرت سیّدُنا موسیٰ علیہ السّلام سمیت بارہ (12) انبیائے کرام علیہمُ الصَّلٰوۃ والسَّلام نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اُمّت میں شامل ہونے کی تمنّا کی۔[10]

خود امتی بننے کی مالک سے تمنا کی
موسیٰ نے سُنا جس دم رُتبہ تری امت کا[11]

اے عاشقانِ رسول! ہم کس قدر خوش نصیب ہیں کہ اللہ پاک نے ہمیں اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اُمّت میں پیدا فرمایا۔ ہمیں چاہئے کہ اس نعمت کے شکرانے میں گناہوں سے بچتے ہوئے اپنی زندگی کو نیکیوں میں گزاریں اور دوسرے مسلمانوں تک بھی نیکی کی دعوت پہنچائیں۔

اپنے محبوب کی اللہ نے اُمّت میں کیا
سُنّیو مل کے کرو شکرِ خدا آج کی رات[12]

(3) سُست جانور تیز رفتار ہو جاتا: سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جس جانور پر سُوار ہوتے وہ سب سے آگے اور تیز چلتا اگرچہ (پہلے) سُست قدم ہوتا۔[13]

حکایت: حضرت سیّدُنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مدینۂ منوّرہ کے لوگ (دشمن آنے کی خبر سُن کر) خوف زَدہ ہوگئے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے سُست رفتار اور اَڑیل گھوڑے پر سوار ہو کر اکیلے ہی تشریف لے گئے۔ جب واپس تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: ہم نے تمہارے اس گھوڑے کو دریا (کی طرح تیز رفتار) پایا۔ اس کے بعد کوئی دوسرا گھوڑا (تیز رفتاری میں) اس گھوڑے کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔[14]

(4) عرض سے پہلے صَدَقہ کرنے کا حکم: سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خُصوصی شانوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ پاک نے آپ کے ساتھ سَرگوشی کرنے والے پر سرگوشی سے پہلے صدقہ کرنا لازم فرمایا۔ انبیائے کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام میں سے کسی اور کے بارے میں ایسی بات منقول نہیں۔[15]

وضاحت: سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں جب اَغْنِیاء (یعنی مالداروں) نے عرض و معروض کا سلسلہ دَراز (یعنی لمبا) کیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ فُقَراء (یعنی غریبوں) کو اپنی عرض پیش کرنے کا موقع کم ملنے لگا تو عرض پیش کرنے والوں کو عرض پیش کرنے سے پہلے صَدَقہ دینے کا حکم دیا گیا۔[16] چنانچہ ارشاد فرمایا گیا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةًؕ-ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُؕ-فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۱۲) ﴾ ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے ایمان والو! جب تم رسول سے تنہائی میں کوئی بات عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو، یہ تمہارے لیے بہت بہتر اور زیادہ پاکیزہ ہے، پھر اگر تم (اس پر قدرت) نہ پاؤ تو بیشک اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔[17]

خیال رہے کہ یہ پابندی حُضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) سے خُفْیَہ عرض و معروض کرنے پر تھی، مجلس شریف میں حاضری، وعظ شریف سننے یا عَلانیہ طور پر کچھ عرض کرنے پر یہ پابندی نہ تھی۔[18]

اس حکم کی حکمت: اس حکمِ الٰہی میں ایک حکمت یہ تھی کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ سَرگوشی کرنے والے کے دل میں اس سعادت کی عظمت اُجاگر ہو جائے کیونکہ انسان کو جو چیز کوشش اور مَشَقَّت سے حاصل ہو اسے عظیم جانتا ہے جبکہ آسانی سے مل جانے والی چیز کو معمولی سمجھتا ہے۔[19]

منسوخ کردیا گیا: جب اس حکم پر عمل کرنا مسلمانوں کو مشکل محسوس ہوا تو اسے منسوخ کر دیا گیا اور ارشاد فرمایا گیا: ﴿ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍؕ-فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗؕ-وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۠(۱۳) ﴾ ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقے دو پھر جب تم نے (یہ) نہ کیا اور اللہ نے اپنی مہربانی سے تم پر رجوع فرمایا تو تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار رہو اور اللہ تمہارے کاموں کی خوب خبر رکھنے والا ہے۔[20]

شیرِ خدا حضرت سیّدُنا علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم نے منسوخ ہونے سے قبل اس آیتِ مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے دس دِرْہَم خرچ کر کے سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے 10 سوالات کئے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: قراٰنِ کریم میں ایک ایسی آیت ہے جس پر نہ تو مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا اور نہ ہی کوئی میرے بعد عمل کرے گا، وہ (یہی) آیتِ مُناجات ہے۔[21]

ایسا اعزاز کس کو خدا نے دیا
جیسا بالا ترا مرتبہ ہوگیا[22]

---

(1) انموذج اللبیب، ص50 (2) مسلم، ص107، حدیث: 484 (3) مراٰۃ المناجیح، 8/5 (4) فیض القدیر، 3/52، تحت الحدیث: 2688 (5) ترمذی، 4/245، حدیث: 2555
(6) مراٰۃ المناجیح، 7/502 (7) مسلم، ص107، حدیث: 485 (8) مراٰۃ المناجیح، 8/7 (9) قبالۂ بخشش، ص24 (10) مطالع المسرات، ص133، جواہر البحار، 1/131، سبع سنابل، ص18
(11) قبالۂ بخشش، ص42 (12) قبالۂ بخشش، ص62 (13) سرور القلوب، ص296 (14) بخاری، 2/272، حدیث: 2867، مراٰۃ المناجیح، 8/213 (15) خصائص کبریٰ، 2/341
(16) تفسیر خزائن العرفان، پ28، المجادلہ، تحت الآیۃ: 12 (17) پ28، المجادلۃ: 12 (18) تفسیر نورالعرفان، پ28، المجادلہ، تحت الآیۃ: 12 (19) تفسیر خازن، پ28، المجادلہ، تحت الآیۃ: 12، 4/259 (20) تفسیر خازن، پ28، المجادلہ، تحت الآیۃ: 13، 4/259 (21) تفسیر صاوی، پ28، المجادلہ، تحت الآیۃ: 12، 6/2125 (22) قبالۂ بخشش، ص38

اُمتیوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں

کاشف شہزاد عطّاری مَدَنی

رَحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے 2 خُصوصی فضائل

1 اُمّت کے اعمال پیش ہوتے ہیں: ہر روز صبح اور شام اُمّت کے تمام اعمال سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اُمّت کے نیک اعمال پر آپ اللہ پاک کا شُکر ادا کرتے جبکہ بُرے اعمال پر بخشش طَلَب فرماتے ہیں۔ (1)

حیات اور ظاہری وِصال دونوں میں خیر: سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: میرا جینا تمہارے لئے بہتر ہے، تم مجھ سے باتیں کرتے ہو اور ہم تم سے تمہارے فائدے کی باتیں کرتے ہیں۔ جب میں انتقال فرماؤں گا تو میری وفات تمہارے لئے بہتر ہو گی۔ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے، اگر نیکی دیکھوں گا تو اللہ پاک کی حمد کروں گا اور بُرائی پاؤں گا تو تمہارے لئے اللہ کریم سے مغفِرت طلب کروں گا۔ (2)

ہر اُمّتی کے حال سے آقا ہیں باخبر: امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صرف دُرود و سلام ہی نہیں بلکہ اُمّت کے تمام اَقوال و اَفعال و اَعمال روزانہ دو وقت سرکارِ عرش وقار، حضور سَیِّدُ الْاَبْرار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم (کی خدمت) میں عرض (یعنی پیش) کئے جاتے ہیں۔ احادیثِ کثیرہ میں تصریح ہے کہ مُطلقاً اعمالِ حَسَنَہ و سَیِّئَہ (یعنی ہر طرح کے اچھے اور بُرے عمل) سب حُضورِ اَقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں اور یونہی تمام انبیائے کرام علیہم الصَّلٰوۃ وَالسَّلام اور والدین و اَعِزّاء و اَقارِب سب پر عَرضِ اعمال (یعنی اعمال کی پیشی) ہوتی ہے۔ فقیر نے اپنے رِسالہ "سَلْطَنَةُ الْمُصْطَفٰی فِیْ مَلَکُوْتِ کُلِّ الْوَرٰی" میں وہ سب حدیثیں جمع کیں، یہاں اسی قدر بس (یعنی کافی) ہے کہ امامِ اَجَل عبدُ اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حضرت سعید بن مُسَیَّب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی: لَیْسَ مِنْ یَوْمٍ اِلَّا وَتُعْرَضُ عَلَی النَّبِی صلَّی اللہ علیہ وسلَّم اَعْمَالُ اُمَّتِہٖ غُدْوَۃً وَّعَشِیّاً فَیَعْرِفُھُمْ بِسِیْمَاھُمْ وَاَعْمَالِھِمْ یعنی کوئی دن ایسا

نہیں جس میں نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ان کی اُمّت کے اعمال صبح و شام دو دفعہ پیش نہ ہوتے ہوں، تو حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم انہیں ان کی نشانئ صورت سے بھی پہچانتے ہیں اور ان کے اعمال سے بھی، صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم۔ (3)

فقیر غَفَرَ اللہُ تَعَالٰی لَہٗ بِتَوْفِیقِ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس مسئلے میں ایک کتابِ مَبسُوط (یعنی تفصیلی کتاب) لکھ سکتا ہے مگر مُنْصِف (یعنی انصاف کرنے والے) کے لئے اسی قدر وافی، اور خدا ہدایت دے تو ایک حرف کافی۔ (4)

ہفتے میں کتنی مرتبہ اعمال پیش ہوتے ہیں؟ اے عاشقانِ رسول! یاد رکھئے! رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں اُمّت کے اعمال کی پیشی روزانہ صبح و شام ہونے کے علاوہ ہر پیر، جمعرات اور جمعہ کے دن بھی ہوتی ہے جس کا تذکرہ مختلف روایات میں موجود ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بارگاہِ حُضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) میں اعمالِ اُمّت کی پیشی روزانہ ہر صبح و شام کو الگ ہوتی ہے پھر ہر دوشَنبہ (یعنی پیر) اور پَنج شَنبہ (یعنی جمعرات) کو جُدا، پھر ہر جمعہ کو ہفتہ بھر کے اعمال کی پیشی جُدا۔ (5)

سیہ ہیں نامۂ اعمال اپنے گرچہ اے زاہد
مگر کافی ہے دُھلنے کے لئے چھینٹا محمد کا (6)

2 **حق ہی فرمایا کرتے:** سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ناراضی اور خوشی ہر حالت میں صِرف حق بات ہی فرماتے۔ (7)

مجھ سے سُنی ہوئی ہر بات لکھ لو: حضرت سیّدُنا عبدُ اللہ بن عَمْرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے جو بات بھی سنتا اُسے لکھ لیتا تاکہ اُسے یاد کرسکوں۔ قریش نے مجھے اس سے منع کیا اور کہا: کیا تم جو بات سنتے ہو لکھ لیتے ہو؟ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم انسان ہیں، ناراضی اور خوشی دونوں حالتوں میں کلام کرتے ہیں۔ (یہ سُن کر) میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ پھر جب میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ نے مبارک انگلی سے اپنے مقدس منہ کی طرف اشارہ کرکے ارشاد فرمایا: اُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ یعنی (مجھ سے سُنی ہوئی ہر بات) لکھ لو! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اِس (یعنی میرے منہ) سے صِرف حق ہی نکلتا ہے۔ (8)

وہ دَہَن جس کی ہر بات وَحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام (9)

کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتے: اللہ کریم کا فرمانِ عظیم ہے: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴﴾ تَرجَمۂ کنزُ العِرفان: اور وہ کوئی بات خواہش سے نہیں کہتے۔ وہ وحی ہی ہوتی ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔ (10) حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت "تفسیر نورُ العرفان" میں فرماتے ہیں: قرآن و حدیث سب وحیِ الٰہی ہے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوا، البتہ قرآن ظاہری وحی ہے اور حدیث خَفی (یعنی پوشیدہ وحی ہے)۔ شارحِ بخاری مفتی شریفُ الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یہ حق و صحیح ہے کہ حُضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی ہر بات وحیِ خدا ہے خواہ یہ ظاہری ہو یا باطنی، اس لیے کہ آیتِ کریمہ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴﴾ کا یہی مَفاد ہے کہ حُضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم بغیر وحی کے کوئی بات نہیں فرماتے۔ (11) مفتیِ اعظم ہند حضرت علّامہ مولانا مصطفٰے رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہو اسے پاک جس کی ذاتِ قُدسی
وہ جس کی بات بھی وَحیِ خدا ہے
نہیں کہتے ہوائے نفس سے کچھ
جو فرمائیں وہی وحیِ خدا ہے (12)

(1) زرقانی علی المواہب، 7/373، انموذج اللبیب، ص230 (2) مسند بزار، 5/308، حدیث: 1925 (3) مواہب لدنیہ، 2/314 (4) فتاویٰ رضویہ، 29/521، 568 (5) فتاویٰ رضویہ، 29/522 (6) قبالۂ بخشش، ص31 (7) انموذج اللبیب، ص200 (8) ابوداؤد، 3/445، حدیث: 3646 (9) حدائقِ بخشش، ص302 (10) پ27، النجم: 3، 4 (11) فتاویٰ شارح بخاری، 1/371 (12) سامانِ بخشش، ص200

بارگاہِ رسالت میں آواز اونچی نہ ہو

کاشف شہزاد عطاری مدنی

رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی 2 اِمتیازی شانیں

1 **آواز بلند کرنے کی ممانَعت:** سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں آواز بلند کرنے کو حرام قرار دیا گیا۔[1] مقدّس قراٰن میں اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (۲)﴾ ترجمۂ کنزُالعرفان: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو اور ان کے حُضور زیادہ بلند آواز سے کوئی بات نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اَعمال برباد نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔[2]

صدّیق و فاروق رضیَ اللہ عنہُما کا ادب: اللہ پاک کی طرف سے یہ حُکم آنے کے بعد شَیخَیْن کَرِیمَیْن یعنی حضرت سیّدُنا ابوبکر صدّیق اور حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا ادب مُلاحظہ فرمایئے: حضرت سیّدُنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ﴾ تو میں نے بارگاہِ رِسالت میں عَرض کی: یارسولَ اللہ! اللہ کی قسم! آئندہ میں آپ سے سرگوشی کے انداز میں بات کیا کروں گا۔[3] یہ آیت نازل ہونے کے بعد حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حال یہ تھا کہ آپ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں بہت آہستہ آواز سے بات کرتے حتّٰی کہ (بعض اوقات) حُضورِ اَکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بات سمجھنے کے لئے دوبارہ پوچھنا پڑتا (کہ کیا کہتے ہو)۔[4]

آسکتا ہے کب ہم سے گنواروں کو ادب وہ
جیسا کہ ادب کرتے تھے یارانِ محمد[5]

روضۂ انور کے پاس آواز بلند کرنا: پیارے اسلامی بھائیو! سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وِصالِ ظاہری کے بعد مزارِ پُراَنوار کے پاس آواز بلند نہ کی جائے۔ حضرت سیّدُنا امام مالِک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: اِنَّ حُرْمَتَهٗ مَيْتًا كَحُرْمَتِهٖ حَيًّا یعنی تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عزّت وحُرمت آج بھی اُسی طرح ہے جس طرح حیاتِ ظاہری میں تھی۔[6]

اَمیرُ المؤمنین (حضرت سیّدُنا) عمر رضی اللہ عنہ نے رَوضۂ اَنور کے پاس کسی کو اونچی آواز سے بولتے دیکھا، فرمایا: کیا اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند کرتا ہے اور یہی آیت تلاوت کی۔[7] صدرُ الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (سنہری جالیوں کے سامنے) مُعتدِل (یعنی درمیانی) آواز سے (سلام پیش کرو)، نہ بلند و سخت کہ اُن کے حُضور آواز بلند کرنے سے عمل اَکارت (یعنی برباد) ہوجاتے ہیں۔[8]

بارگاہِ ناز میں آہستہ بول   ہو نہ سب کچھ رائگاں[9] آہستہ چل

2 **دُرود و سلام پڑھنا لازم کیا گیا:** اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر دُرود و سلام پڑھنا ہم پر لازم ہے۔[10]

اللہ پاک کا فرمانِ عالیشان ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (۵۶)﴾ ترجمۂ کنزُ العرفان: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر دُرود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! ان پر دُرود اور خوب سلام بھیجو۔[11]

انہیں کس کے دُرود کی پروا   بھیجے جب ان کا کِردِگار[12] دُرود[13]

دُرودِ شریف پڑھنا کب فرض، کب واجب؟ اے عاشقانِ رسول! زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر دُرود شریف پڑھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ الگ الگ مجلسوں (Sittings) میں جتنی بار نامِ سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم لیا یا سُنا جائے

ہر بار دُرود شریف پڑھنا واجب ہے۔ ایک ہی مجلس (Sitting) میں چند مرتبہ نامِ مبارَک لیا یا سُنا جائے تو بعض عُلَما کے نزدیک ہر بار دُرود شریف پڑھنا واجب ہے جبکہ بعض عُلَما کے نزدیک ایک مرتبہ واجب اور ہر مرتبہ دُرود شریف پڑھنا مُستَحب (یعنی ثواب کا کام) ہے۔[14]

دُرود و سلام پڑھنے کے فضائل و بَرَکات اور نہ پڑھنے کے نقصانات جاننے کیلئے امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ **”فیضانِ دُرود و سلام“** مُلاحَظہ فرمایئے۔ اللہ پاک ہمیں کثرت کے ساتھ دُرود و سلام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمِین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بیٹھتے اٹھتے جاگتے سوتے ہو الٰہی مرا شِعار[15] دُرود[16]

(1) مواہب لدنیہ، 2/286 (2) پ26، الحجرات: 2 (3) کنز العمال، 1/214، جز: 2، حدیث: 4604 (4) ترمذی، 5/177، حدیث: 3277، صراط الجنان، 9/399 (5) قبالۂ بخشش، ص71 (6) الشفاء، جزء 2، ص41 (7) فتاویٰ رضویہ، 15/169 (8) بہارِ شریعت، 1/1225 (9) بے کار، ضائع (10) مواہب لدنیہ، 2/276 (11) پ22، الاحزاب: 56 (12) خالق (13) ذوقِ نعت، 125 (14) فتاویٰ رضویہ، 10/801، 6/223 ملخصاً (15) طریقہ، عادت (16) ذوقِ نعت، 124

اگر آپ جاننا چاہتے ہیں!

❁ حالاتِ حاضرہ میں ہمارا کردار کیا ہو؟ ❁ عوام و خواص کیلئے قراٰنِ کریم کی تفسیر اور حدیث کی شرح ❁ دینِ اسلام کے بنیادی عقائد و معلومات ❁ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت، فضائل اور خصائص ❁ علمی، شرعی، اَخلاقی، معلوماتی سوالات کے جوابات ❁ شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت کے اصلاحی پیغامات ❁ چھوٹی چھوٹی نیکیوں کے بڑے بڑے ثواب ❁ معاشرے کی دُکھتی رگیں اور ان کا علاج ❁ ہمارے معاشرے میں پائی جانے والی اخلاقی، علمی، نفسیاتی اور معاشرتی خرابیاں اور ان کا علاج ❁ نوجوانوں، اسٹوڈنٹس، سربراہانِ خانہ اور والدین کو درپیش چیلنجز اور ان کا حل ❁ معاشرے کے مختلف کردار ماں، باپ، بہن، بھائی، استاد، شاگرد وغیرہ کو کیسا ہونا چاہئے؟ ❁ اسلام پر بے بنیاد اعتراضات کے جوابات ❁ تجارت کے جدید مسائل اور بزرگانِ دین کے پیشے ❁ مُبلّغینِ دعوتِ اسلامی کا دنیا بھر کا سفر اور اس کے احوال ❁ بچّوں اور بڑوں سبھی کے لئے اسلامک جنرل نالج ❁ پُرانے وقتوں کے ذہین بچّے ❁ خواتین کو درپیش گھریلو، ازدواجی، سسرالی اور معاشرتی معاملات میں بہترین دینی رہنمائی اور اس کے علاوہ بہت کچھ

تو جلدی کیجئے اور آج ہی

40 سے زائد علمی، دینی، دنیاوی، معاشرتی، اخلاقی اور اصلاحی موضوعات پر مشتمل اور 7 زبانوں (عربی، اردو، انگلش، ہندی، گجراتی، بنگالی اور سندھی) میں شائع ہونے والے میگزین ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کی سالانہ بکنگ کروالیجئے۔ 0313-1139278

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی

کاشف شہزاد عطّاری مَدَنی

رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی 4 خصوصی شانیں

1 مخلوق میں سب سے افضل ہستی: رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ پاک کی ساری مخلوق سے یہاں تک کہ تمام فرشتوں اور نبیوں رسولوں سے بھی افضل ہیں۔[1]

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی — سب سے بالا و والا ہمارا نبی
خلق سے اولیا اولیا سے رُسُل — اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی[2]

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ جلد 30 میں موجود اپنے مبارک رسالے "تَجَلِّیِ الْیَقِیْن بِاَنَّ نَبِیَّنَا سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن" میں اس بات کو مُتعدّد آیاتِ قراٰنیہ، 100 سے زائد احادیثِ مبارکہ نیز صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان اور عُلَمائے اسلام رحمہمُ اللہ کے کثیر فرامین سے ثابت فرمایا ہے۔ حصولِ برکت کے لئے ایک آیتِ قراٰنی اور ایک فرمانِ نبوی مُلاحظہ فرمایئے:

درجوں بلندی عطا فرمائی: اللہ پاک کا فرمانِ عالیشان ہے: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍؕ﴾ ترجمۂ کنزُالعِرفان: یہ رسول ہیں ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی، ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلندی عطا فرمائی۔[3]

ائمہ فرماتے ہیں: یہاں اس بعض سے حضور سیّدُ المرسلین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم مراد ہیں کہ انہیں سب انبیاء پر رِفعت و عظمت بخشی، اور یوں مُبْہَم ذکر فرمانے (یعنی واضح طور پر نام مبارک نہ لینے) میں حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے ظہورِ اَفضلیت وشُہرتِ سِیادَت کی طرف اِشارۂ تامّہ ہے، یعنی یہ وہ ہیں کہ نام لو یا نہ لو انہی کی طرف ذہن جائے گا، اور کوئی دوسرا خیال نہ آئے گا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم۔[4]

تمام آدمیوں کے سردار: فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: میں روزِ قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور یہ بات فَخْرِیّہ نہیں کہتا، میرے ہاتھ میں لِوائے حَمد (یعنی حمد کا جھنڈا) ہوگا اور یہ فخر کے لئے نہیں کہتا، اُس دن حضرت آدم (علیہ السَّلام) اور ان کے علاوہ جتنے نبی ہیں سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے، سب سے پہلے میں اپنی قبر سے باہر نکلوں گا اور یہ بات میں فخریہ طور پر بیان نہیں کر رہا۔[5]

قطعی اور اجماعی مسئلہ: امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضور پُرنور سیّدِ عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کا

افضلُ الْمُرْسَلین و سیِّدُ الاوّلین والآخِرین (یعنی سب رسولوں سے افضل اور تمام اگلے پچھلوں کا سردار) ہونا قطعی ایمانی، یقینی، اِذعانی، اجماعی، اِیقانی مسئلہ ہے۔[6]

خدا کے بعد افضل جاننا تم کو دو عالَم سے
یہی تو ہے ہمارا دین و ایماں یارسول اللہ[7]

2 حُجروں کے باہر سے پکارنے کی ممانعت: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آپ کی مبارک رہائش گاہوں (Residential Places) کے باہر سے پکارنا حرام قرار دیا گیا۔[8] اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ(۴)﴾ ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک جو لوگ آپ کو حُجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔[9]

انتظار کی تلقین: اگر کسی کو بارگاہِ رسالت میں کچھ عرض معروض کرنی ہو تو اللہ پاک کی طرف سے اسے یہ ادب سکھایا گیا کہ انتظار کرے اور جب رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بذاتِ خود مکانِ عالی شان سے باہر تشریف لائیں تو پھر اپنی درخواست پیش کرے۔ ذکر کردہ آیت سے اگلی آیت میں اللہ کریم کا فرمانِ عظیم ہے: ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُ جَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْؕ-وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۵)﴾ ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم ان کے پاس خود تشریف لے آتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔[10]

بارگاہِ رسالت کے آداب اللہ پاک نے سکھائے: حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ دنیاوی بادشاہوں (Kings) کے درباری آداب، انسانی ساخت (یعنی انسانوں کے بنائے ہوئے، Human Made) ہیں مگر حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے دروازے شریف کے آداب رب نے بنائے رب نے سکھائے۔ نیز یہ آداب صرف انسانوں پر ہی جاری نہیں بلکہ جنّ و اِنس و فِرِشتے سب پر جاری ہیں۔ فرشتے بھی اجازت لے کر دولت خانہ میں حاضری دیتے تھے، پھر یہ آداب ہمیشہ کے لئے ہیں۔[11]

3 مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا: سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور آپ کی امّت کے لئے مالِ غنیمت کو حلال کیا گیا جو پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھا۔[12]

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: **اُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ** یعنی میرے لئے مالِ غنیمت کو حلال کیا گیا اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھا۔[13]

4 اسرافیل علیہ السّلام کا حاضرِ خدمت ہونا: حضرت سیدنا اسرافیل علیہ السّلام صرف رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ سے پہلے کسی نبی علیہ السّلام کی بارگاہ میں حاضری نہ دی۔[14]

اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: آسمان سے ایک فرشتہ میرے پاس آیا جو نہ تو مجھ سے پہلے کسی نبی کے پاس آیا اور نہ میرے بعد آئے گا۔ اس فرشتے کا نام اسرافیل ہے اور جبرائیل (علیہ السّلام) بھی اس فرشتے کے ساتھ تھے۔ سلام کے بعد فرشتے نے کہا: میں آپ کے رب کی طرف سے یہ پیغام لے کر حاضر ہوا ہوں کہ اگر آپ چاہیں تو بندگی والے نبی بنیں اور اگر چاہیں تو بادشاہ نبی بن جائیں۔ میں نے جبرائیل (علیہ السّلام) کی طرف دیکھا تو انہوں نے مجھے عاجزی اختیار کرنے کا اشارہ کیا۔ میں نے جواب دیا کہ میں بندگی والا نبی بننا چاہتا ہوں۔ (مزید ارشاد فرمایا:) اگر میں بادشاہ نبی بننے کا کہتا تو پہاڑ سونے کے ہو کر میرے ساتھ چلتے۔[15]

کوہ ہوجائیں اگر چاہو تو سونا چاندی
سنگریزے بنیں دِینار و دِرَم کی صورت[16]

---

(1) مواہب لدنیہ، 2/288، بہارِ شریعت، 1/63 (2) حدائقِ بخشش، ص138 (3) پ3، البقرۃ: 253 (4) فتاویٰ رضویہ، 30/151 (5) ترمذی، 5/354، حدیث: 3635 (6) فتاویٰ رضویہ، 30/131 (7) قبالۂ بخشش، ص227 (8) کشف الغمۃ، 2/62 (9) پ26، الحجرات: 4 (10) پ26، الحجرات: 5 (11) نورالعرفان، پ26، الحجرات، تحت الآیۃ: 4 (12) زرقانی علی المواھب، 7/228 (13) بخاری، 1/133، حدیث: 335 (14) مواہبِ لدنیہ، 2/287 (15) معجم کبیر، 12/267، حدیث: 13309 (16) سامانِ بخشش، ص85۔

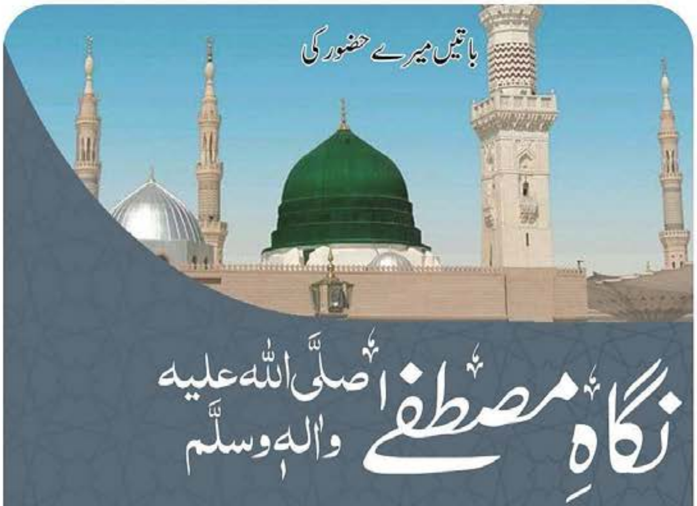

نگاہِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کاشف شہزاد عطاری مدنی

دیکھنے کی غیر معمولی طاقت: اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مقدّس آنکھوں کی یہ شان ہے کہ آپ آگے پیچھے، دائیں بائیں، اُوپر نیچے، دن رات، اندھیرے اُجالے میں یکساں (Equally) دیکھتے ہیں۔[1]

اے عاشقانِ رسول! سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی غیر معمولی قوتِ بَصارت (یعنی دیکھنے کی طاقت) سے متعلق کچھ تفصیل ملاحظہ فرما کر اپنا ایمان تازہ کیجئے:

پیٹھ مبارک کے پیچھے دیکھنا: 2 فرامینِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: ① اِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاُبْصِرُ مِنْ وَّرَائِیْ كَمَا اُبْصِرُ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ یعنی خدا کی قسم! بے شک میں اپنی پیٹھ کے پیچھے بھی ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے اپنے سامنے دیکھتا ہوں۔[2] ② هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ هَاهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا یَخْفٰى عَلَیَّ خُشُوعُكُمْ وَلَا رُكُوعُكُمْ اِنِّیْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ یعنی کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں صرف سامنے دیکھتا ہوں۔ اللہ کی قسم! نہ مجھ پر تمہارا خُشوع پوشیدہ ہے اور نہ تمہارے رُکوع مجھ سے چُھپے ہوئے ہیں۔ بے شک میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔[3]

حضرت علامہ بدرُ الدین محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ دوسری حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: جمہور (یعنی اکثر) علمائے کرام کا موقف (Point of View) یہ ہے اور یہی موقف درست ہے کہ خلافِ عادت طریقے سے پیٹھ پیچھے بھی حقیقی طور پر دیکھنا رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خصوصیت (Speciality) ہے، اسی لئے امام بُخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیثِ پاک کو نبوّت کی نشانیوں کے باب (Chapter) میں ذکر فرمایا ہے۔ تابعی بزرگ حضرت سیّدنا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ سیدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پیٹھ پیچھے دیکھنا (نماز کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ) تمام اوقات میں تھا۔[4]

بینائی کی دُھوم: شیخِ محقق شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حق میں 6 جِہات (Six Directions یعنی دائیں بائیں آگے پیچھے اوپر نیچے) ایک جہت کے حکم میں کر دی گئی ہیں (کہ آپ ایک ہی وقت میں تمام جہات کا مشاہدہ فرماتے ہیں)۔[5]

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

شَشْ جہت سَمتِ مقابِل شب و روز ایک ہی حال ۔۔۔ دُھوم وَالنَّجْم میں ہے آپ کی بینائی کی[6]

یعنی یا رسول اللہ! دن ہو یا رات آپ کے لئے دائیں، بائیں، آگے، پیچھے، اُوپر اور نیچے کی 6 جہتیں (Directions) دیکھنے کے معاملے میں ایسی ہیں جیسے سامنے کا حصہ۔ آپ کی مبارک آنکھوں کی یہ شان کیوں نہ ہو کہ سورۂ نَجم میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى﴾ یعنی (اللہ کریم کے دیدار کے وقت) محبوبِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آنکھ نہ کسی طرف پھری اور نہ حد سے بڑھی۔[7]

دُور و نزدیک سے برابر دیکھنا: سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے 2 فرامین: ① اِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِی الْاٰنَ یعنی بے شک خدا کی قسم! میں اس وقت اپنے حوضِ کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔[8]

اے عاشقانِ رسول! حوضِ کوثر جنّت میں ہے اور جنّت ساتوں آسمانوں سے بھی اُوپر واقع ہے۔ حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جنّت کہاں ہے؟ ارشاد فرمایا: فَوْقَ السَّمٰوٰتِ تَحْتَ الْعَرْشِ یعنی جنّت آسمانوں کے اُوپر جبکہ عرش سے نیچے واقع ہے۔[9] مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) مدینۂ منوّرہ میں کھڑے ہوئے اس حوضِ کوثر کو دیکھ رہے ہیں جو جنّت میں ہے

اور جنّت ساتوں آسمان سے اُوپر ہے۔ جس کی نگاہ مدینہ سے جنّت تک کو دیکھ سکتی ہے اس کی نظر ساری رُوئے زمین کو، یہاں کے رہنے والوں کو بھی دیکھ سکتی ہے۔[10]

2 اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَ مَغَارِبَهَا یعنی بے شک اللہ پاک نے میرے لئے زمین سمیٹ دی اور میں نے اس کے مشارق و مغارب دیکھ لئے۔[11] یعنی ساری زمین مجھے مختصر کر کے دکھادی گئی، معلوم ہوا کہ زمین و آسمان، مشرق و مغرب حضورِ انور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی نظر میں بھی ہیں اور تَصَرُّف میں بھی۔[12]

صدرُ العلماء شارحِ بخاری مولانا سیّد غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضور پُرنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے جو لاکھوں مِیل کی مَسافت (Distance) پر آسمانی حجابات میں پوشیدہ ہیں۔[13]

کسی چیز کو دیکھنے کی دو شرطیں: صدرُ العلماء مزید لکھتے ہیں: آنکھوں سے کسی چیز کو دیکھنے کے لئے دو شرطیں (Conditions) ہیں: ایک یہ کہ روشنی ہو، تاریکی میں آنکھوں سے کوئی چیز نظر نہ آئے گی۔ دوسری شرط یہ ہے کہ جس چیز کو دیکھنا چاہتے ہیں وہ آنکھوں کے سامنے ہو، اگر سامنے نہیں پسِ پشت (یعنی پیٹھ کے پیچھے) ہے ہرگز نظر نہ آئے گی۔ مگر محبوبِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آنکھوں کے واسطے ان میں سے کوئی شرط نہ تھی۔ ان خدا بھاتی آنکھوں کی اعلیٰ درجہ کی خصوصیت (Speciality) یہ ہے جو کسی آنکھ کو نصیب نہ ہوئی اور نہ تاقیامت نصیب ہو کہ انہوں نے شبِ معراج میں ذاتِ الٰہی کو دیکھا جس کے دیکھنے کی تاب و طاقت آخرت سے پہلے کسی مخلوق کو نہیں دی گئی۔[14]

اندھیرے اُجالے میں یکساں دیکھنا: اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرٰى فِى الظَّلْمَاءِ كَمَا يَرٰى فِى الضَّوْءِ یعنی رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اندھیرے میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جیسے روشنی میں دیکھتے تھے۔[15]

پوری دنیا کو ہتھیلی کی طرح دیکھنا: فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّيْ هٰذِهٖ یعنی بے شک اللہ پاک نے دنیا کو میرے سامنے پیش فرمادیا ہے تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔[16]

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) تمام دنیا بھر اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے، سب کو ایسا دیکھ رہے ہیں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو، آسمانوں اور زمینوں میں کوئی ذرّہ ان کی نگاہ سے مخفی (یعنی چھپا ہوا) نہیں۔[17]

کیسی پُرنور ہیں چشمانِ رسولِ عربی ... رُوبرو مِثلِ کفِ دَست ہیں دونوں عالَم[18]

ہر چیز کو دیکھنا: رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارک فرمان ہے: اِنِّيْ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ یعنی میں ہر اس چیز کو دیکھتا ہوں جسے تم نہیں دیکھتے اور ہر اس آواز کو سنتا ہوں جسے تم نہیں سنتے۔[19]

شِہابُ المِلّۃ وَالدّین حضرت علّامہ احمد بن محمد خَفاجی مصری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "مَا" سے مراد وہ غیبی معاملات ہیں جن پر اللہ پاک نے اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مُطَّلِع (Inform) فرمایا اور کوئی دوسرا انہیں نہیں دیکھتا، مثلاً: فرشتوں، جنّت، دوزخ اور عذابِ قبر کو دیکھ لینا، مُردوں اور قبروں کے معاملات کی خبر ہوجانا، اسی طرح آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا قبر میں ہونے والے عذاب کی نیز آسمان کے چَرچَرانے کی آواز سُن لینا بھی اسی میں شامل ہے۔[20]

یہ نورِ نظر یہ چشمِ بصر یہ علم و حکمت کیا کہنا ... سب مِثلِ ہتھیلی پیشِ نظر ہر غیب عیاں ہے سینے پر[21]

(1) انموذج اللبیب، ص211، زرقانی علی المواهب، 5/263 تا 265، سیرتِ مصطفیٰ، ص571 (2) مسلم، ص180، حدیث:957 (3) بخاری، 1/161، حدیث:418 (4) عمدۃ القاری، 3/404 (5) مدارج النبوۃ، 1/7 (6) حدائقِ بخشش، ص154 (7) پ27، النجم:17، صراط الجنان، ص557 ملخصاً (8) بخاری، 2/499، حدیث:3596 (9) تفسیر خازن، 1/301 (10) مراٰۃ المناجیح، 8/287 (11) مسلم، ص1182، حدیث:7258 (12) مراٰۃ المناجیح، 8/11 (13) نظامِ شریعت، ص38 (14) نظامِ شریعت، ص38 (15) دلائل النبوۃ، 6/74 (16) مجمع الزوائد، 8/510، حدیث:14067 (17) فتاویٰ رضویہ، 15/74 (18) قبالۂ بخشش، ص284 (19) ابن ماجہ، 4/464، حدیث:4190 (20) نسیم الریاض، 2/420 (21) قبالۂ بخشش، ص86۔

طاقتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کاشف شہزاد عطّاری مَدَنی

اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بے شمار ایسے خصوصی فضائل عطا فرمائے جو مخلوق میں سے کسی اور کے حصے میں نہ آئے۔ آئیے! ان میں سے دو فضائل کا مطالعہ فرمایئے:

1 وحی کے آغاز کا انوکھا انداز: وحی نازِل ہونے کی ابتدا کے موقع پر حضرت سیّدُنا جِبْرِیلِ اَمین علیہ الصَّلٰوۃ والسَّلام نے احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سینے سے لگا کر تین مرتبہ طاقت بھر دَبایا۔[1] اس طریقے پر وحی کا آغاز آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خُصُوصِیّات (Specialties) سے ہے۔[2]

پہلی وحی کے نُزول کی کیفیت: اے عاشقانِ رسول! نُزولِ وحی کے آغاز سے پہلے رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم غارِ حِرا میں تشریف لے جاتے اور کئی دن وہاں قِیام (Stay) فرما کر اللہ پاک کی عبادت اور ذِکْر و فِکْر میں مصروف رہتے۔ ایک دن آپ اسی طرح غارِ حِرا میں ذِکرِ الٰہی میں مصروف تھے، مبارک دل پر کَیف کا عالَم طاری تھا کہ اچانک جِبْرِیلِ اَمین علیہ السَّلام خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں جبریل ہوں، مجھے آپ کی خدمت میں یہ پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا گیا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور پھر اِقْرَأ کہہ کر پڑھنے کی درخواست پیش کی۔ سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم چونکہ محبوبِ حقیقی کی یاد میں سَرشار تھے، یہ گوارانہ ہوا کہ دوسرے کی جانب توجّہ کی جائے اس لئے انکار کرتے ہوئے فرمایا: مَا اَنَا بِقَارِئٍ یعنی میں نہیں پڑھتا۔ کیونکہ حَلاوَتِ ذِکْر کا غَلَبہ دوسری جانب متوجہ ہونے کی اجازت نہیں دیتا، لہٰذا جبریلِ امین علیہ السَّلام نے اس غلبے کو دور کرنے کی غرض سے پوری طاقت کے ساتھ دَبوچ کر چھوڑ دیا۔ ایک بار دَبوچنے سے اِسْتِغْراق ختم نہیں ہوا تو دوبارہ دَبوچا، دوسری بار بھی اِستغراق مکمل طور پر ختم نہ ہوا تو تیسری بار دَبوچا یہاں تک کہ جب اِستغراق ختم ہوگیا تو پھر جبریلِ امین علیہ السَّلام نے اللہ پاک کا پیغام پہنچایا۔[3]

جبرِیلِ امین علیہ السَّلام کی طاقت: حضرت سیّدُنا جبریلِ امین علیہ السَّلام کی طاقت کا اندازہ لگانے کیلئے یہ چار مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

1 حضرت سیّدُنا لُوط علیہ الصَّلٰوۃ والسَّلام کی قوم کی بستیاں جَڑ سے اُکھاڑ کر اپنے پروں پر رکھ لیں اور انہیں آسمان کی بلندی تک لے جاکر زمین پر دے مارا۔ 2 بیتُ المقدس میں شیطان

کو اپنے پَر کے کنارے سے مارا تو وہ ہِند کے دُور دَراز پہاڑوں میں جا کر گرا۔ 3 ایک زور دار چیخ ماری تو حضرت سیّدُنا صالح علیہ الصَّلٰوۃ والسَّلام کی قوم کے دل پھٹ گئے اور وہ سب ہلاک ہوگئے۔ 4 پلک جھپکنے میں آسمان سے زمین اور زمین سے آسمان پر پہنچ جاتے تھے۔ (4)

طاقتِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: پیارے اسلامی بھائیو! جبریلِ امین علیہ السَّلام کی طاقت و قُوّت کا ذِکْر پڑھنے کے بعد اندازہ لگائیے کہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خُداداد طاقت و قُوّت کا عالَم کیا ہوگا۔ اِسْتِغْراق کی کیفیت سے نکال کر اپنی طرف مکمل طور پر متوجہ کرنے کے لئے جبریلِ امین علیہ السَّلام نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سینے سے لگا کر طاقت بھر دبایا، ایک بار ایسا کرنے سے مقصد حاصل نہ ہوا تو دوسری اور پھر تیسری بار بھی ایسا کرنا پڑا۔

شارحِ بخاری صدرُ العلماء حضرت علّامہ مولانا سیّد غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جبریلِ امین علیہ السَّلام اگرچہ زَبَرْدَسْت طاقت رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی طاقت کو سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طاقت کے مُقابل وہی نِسْبَت ہے جو قَطْرَہ (Drop) کو دریا کے ساتھ یا ذَرَّہ کو آفتاب (Sun) سے۔ دیکھئے! نَبَوِی جسمِ پاک کی طاقت کا یہ عالَم ہے کہ سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی سے گزر تا عَرْشِ بَرِیں پر پہنچا اور جبریلِ امین علیہ السَّلام باوجود شَدِیْدُ الْقُویٰ (یعنی سخت قوتوں والے) ہونے کے سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی پر رہ گئے۔ جبریلِ امین تو جبریلِ امین، تمام عالَم (Universe) کی طاقتیں نَبَوِی طاقت کے سامنے ہیچ (یعنی بے حقیقت) ہیں۔ قرآن شاہد ہے کہ اللہ کریم نے صِفتِ رَبُوْبِیَّت کے ساتھ تَجَلِّی فرمائی تھی جس سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ علیہ الصَّلٰوۃ والسَّلام بے ہوش ہوگئے، مگر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا! سارے عالَم میں صرف ایک یہی وہ طاقت وَر جسم ہے جس کی آنکھوں نے عَینِ ذات کا اس طرح مُشاہَدَہ فرمایا کہ چکا چوند (یعنی آنکھوں کے چُندھیانے کی کیفیت) بھی پیدا نہ ہونے پائی۔ (5)

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھوں والوں کی ہِمَّت پہ لاکھوں سلام (6)

جبریلِ امین علیہ السَّلام کے 3 بار دبانے کی حکمت

حضرت سیّدُنا شیخ عبدُالعزیز دبّاغ رحمۃ اللہ علیہ جبریلِ امین علیہ الصَّلٰوۃ والسَّلام کے اس مبارک عمل کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: 1 حضرت سیّدُنا جبریلِ امین علیہ السَّلام نے پہلی مرتبہ اپنے آپ کو نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سینۂ اَقدس کے ساتھ اس لئے لگایا تھا تاکہ اللہ کریم کی دائمی رضا پانے کے لئے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بارگاہِ خداوندی میں اپنا وسیلہ بنائیں 2 دوسری مرتبہ اس لئے تاکہ اپنے آپ کو حُضور انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پناہ میں دے دیں 3 جبکہ تیسری مرتبہ اس لئے تاکہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اُمّت میں شامل ہوجائیں۔ (7)

اَزل میں نعمتیں تقسیم کیں جب حَق تَعالیٰ نے
لکھی جبریل کی تقدیر میں خِدمَت محمد کی (8)

2 **فرشتے پیچھے پیچھے چلتے تھے:** سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خصوصیات (Specialties) میں سے ایک یہ ہے کہ جہاں کہیں تشریف لے جاتے نگہبانی اور خدمت کے لئے فرشتے بھی ساتھ جاتے جو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیچھے پیچھے چلتے تھے۔ (9) سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان سے فرمایا کرتے تھے: خَلُّوْا ظَهْرِیْ لِلْمَلَائِكَةِ یعنی میری پیٹھ پیچھے کی جگہ فرشتوں کے لئے چھوڑ دو۔ (10)

یہی ہیں جن کو مَلائک سلام کرتے ہیں
انہی کی مَدْح و ثنا صبح و شام کرتے ہیں (11)

---

(1) مواہب لدنیہ، 2/272 (2) بشیر القاری، ص111 (3) بشیر القاری، ص109، فتاویٰ شارح بخاری، 1/382 ملخصاً (4) خازن، التکویر، تحت الآیۃ: 20، 4/357 (5) بشیر القاری، ص111 بتصرف (6) حدائقِ بخشش، ص307 (7) جواھر البحار، 2/282 (8) قبالۂ بخشش، ص258 (9) انموذج اللبیب، ص37، فیض القدیر، 2/246، سرور القلوب، ص222 (10) مسند احمد، 5/216، حدیث: 15281 (11) سامانِ بخشش، ص135۔

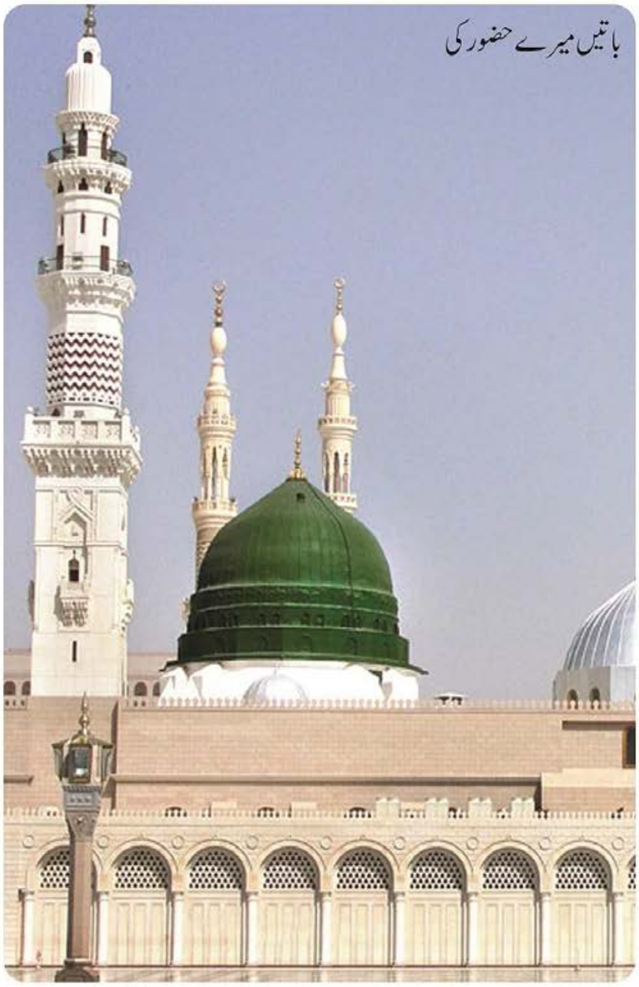

اِختیاراتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کاشف شہزاد عطّاری مَدَنی

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک کی عطا سے سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ جس چیز کو چاہیں "فرض و واجب" یا "ناجائز و حرام" فرمادیں اور کسی عام حکم میں سے جس کو چاہیں مُستثنٰی (الگ، Exempt) فرمادیں۔ رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خصوصیات (Particularities) میں سے یہ ایک عظیمُ الشّان خصوصیت ہے جسے بڑے بڑے عُلَماء، فُقَہاء، مُفسّرین، مُحدّثین اور مجتہدین نے بیان فرمایا ہے۔ امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ائمۂ مُحَقّقِین تصریح فرماتے ہیں کہ احکامِ شریعت حضور سیّدِ عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کو سپرد ہیں۔ جو بات چاہیں واجب کردیں، جو چاہیں ناجائز فرمادیں، جس چیز یا جس شخص کو جس حکم وغیرہ سے چاہیں مُستَثنٰی (یعنی الگ) فرمادیں۔[1]

اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس خصوصی اختیار (Special Authority) کی کچھ تفصیل مُلاحَظہ فرمائیے:

حلال یا حرام کرنے کا اختیار: قراٰنِ کریم کی کئی آیات اور کثیر احادیث سے ثابت ہے کہ رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جس چیز کو چاہیں حلال یا حرام، فرض یا واجب فرمادیں۔ بطورِ دلیل ایک ایک آیت اور حدیث مُلاحظہ فرمائیے:

اللہ کریم نے اپنے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی 2 صفات یہ بیان فرمائی ہیں: ﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: اور ان کیلئے پاکیزہ چیزیں حلال فرماتے ہیں اور گندی چیزیں ان پر حرام کرتے ہیں۔[2]

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اِنِّي حَرَّمْتُ كُلَّ مُسْكِرٍ یعنی بے شک نشہ لانے والی ہر چیز میں نے حرام کردی ہے۔[3]

عام حکم میں سے کسی کو خاص کردینا: اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ اختیار عطا فرمایا ہے کہ آپ کسی عام حکم میں سے جس کو چاہیں الگ کردیں۔ احادیث میں موجود کثیر مثالوں میں سے 6 ملاحظہ فرمائیں:

1. **نماز کا عام حکم:** فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اِفْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ یعنی بے شک اللہ پاک نے اپنے بندوں پر ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں۔[4]

تین نمازیں معاف فرمادیں: رب کے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک صاحب اس شرط پر اسلام لائے کہ صرف 2 ہی نمازیں پڑھیں گے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُن کی اس شرط کو قبول فرمالیا۔[5]

2. **گواہی کا عام حکم:** اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿وَاسْتَشْهِدُوْا

شَهِیۡدَیۡنِ مِنۡ رِّجَالِكُمۡ ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنالو۔[6]

ایک کی گواہی دو کے برابر قرار دے دی: سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ذُوالشَّہادَتَیۡن حضرت سیدنا خُزَیمہ بن ثابت اَنصاری رضی اللہ عنہ کی اکیلے کی گواہی ہمیشہ کے لئے دو مَردوں کی گواہی کے برابر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: مَنۡ شَهِدَ لَهٗ خُزَیۡمَةُ اَوۡ شَهِدَ عَلَیۡهِ فَحَسۡبُهٗ یعنی خُزیمہ جس کے حق میں یا جس کے خلاف گواہی دیں تو ایک ان ہی کی گواہی کافی ہے۔[7]

3 **ریشم کا عام حکم:** رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے سیدھے ہاتھ میں ریشم اور اُلٹے ہاتھ میں سونا لے کر ارشاد فرمایا: اِنَّ هٰذَیۡنِ حَرَامٌ عَلٰی ذُكُوۡرِ اُمَّتِیۡ یعنی بے شک یہ دونوں چیزیں میری اُمّت کے مَردوں پر حرام ہیں۔[8]

ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت: حضرت سیّدنا زبیر بن عوام اور حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنھما کے بدن میں خُشک خارش تھی۔ سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے دی۔[9]

4 **سونے کا عام حکم:** حضرت سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نَهَانَا رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ عَنۡ خَاتَمِ الذَّهَبِ یعنی رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔[10]

سونے کی انگوٹھی پہنادی: حضرت سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ لوگوں کے اعتراض کرنے پر انہوں نے بیان کیا: ہم رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ آخر میں جب صرف یہ انگوٹھی باقی رہ گئی تو نظر مبارک اٹھا کر حاضرین کو مُلاحظہ فرمایا اور نگاہیں جھکالیں، دوسری بار بھی نظریں اٹھا کر دیکھا اور نگاہ نیچی کرلی، تیسری بار پھر نظرِ رحمت ڈالی اور فرمایا: اے براء! میں قریب حاضر ہو کر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے بیٹھ گیا۔ انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی اور ارشاد فرمایا: اِلۡبَسۡ مَا كَسَاكَ اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗ یعنی اللہ و رسول تمہیں جو پہناتے ہیں اسے پہن لو۔[11]

5 **عدت کا عام حکم:** (شوہر کی) موت کی عِدّت دس دن چار مہینے ہے۔[12] اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿ وَالَّذِیۡنَ یُتَوَفَّوۡنَ مِنۡكُمۡ وَیَذَرُوۡنَ اَزۡوَاجًا یَّتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِهِنَّ اَرۡبَعَةَ اَشۡهُرٍ وَّعَشۡرًا ﴾ ترجمۂ کنزُالعرفان: اور تم میں سے جو مرجائیں اور بیویاں چھوڑیں تو وہ بیویاں چار مہینے اور دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔[13]

تین دن کی عدّت: حضرت اسماء بنتِ عُمَیس رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت سیّدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے ارشاد فرمایا: تَسَلَّبِیۡ ثَلَاثًا ثُمَّ اصۡنَعِیۡ مَا شِئۡتِ یعنی تین دن تک بناؤ سنگھار سے الگ رہو، پھر جو چاہو کرو۔[14] یہاں حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کو اس حکمِ عام سے اِستِثْناء فرمادیا کہ عورت کو شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ واجب ہے۔[15]

6 **جنابت کا عام حکم:** (جُنبی یعنی) جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کو مسجد میں جانا حرام ہے۔[16]

رُخصت: فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: یَاعَلِیُّ! لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنۡ یَّجۡنَبَ فِیۡ هٰذَا الۡمَسۡجِدِ غَیۡرِیۡ وَغَیۡرَكَ یعنی اے علی! میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں جنابت کی حالت میں داخل ہو۔[17]

تُو نائبِ خدا ہے محبوبِ کبریا ہے
ہے ملک میں خدا کے جاری نظام تیرا[18]

---

(1) زرقانی علی المواھب، 7/346، فتاویٰ رضویہ، 30/518 (2) پ9، الاعراف: 157 (3) نسائی، ص886، حدیث: 5614 (4) بخاری، 1/471، حدیث: 1395 (5) مسند احمد، 7/283، حدیث: 20309 (6) پ3، البقرۃ: 282 (7) معجم کبیر، 4/87، حدیث: 3730 (8) ابوداؤد، 4/71، حدیث: 4057 (9) بخاری، 4/61، حدیث: 5839 (10) المجالسۃ وجواہر العلم، 3/283، حدیث: 3639 (11) مسند احمد، 6/427، حدیث: 18625 (12) بہارِ شریعت، 2/237 (13) پ2، البقرۃ: 234 (14) جامع الاحادیث، 4/89، حدیث: 10362 (15) فتاویٰ رضویہ، 30/529 (16) بہارِ شریعت، 1/326 (17) ترمذی، 5/408، حدیث: 3748 (18) قبالۂ بخشش، ص23۔

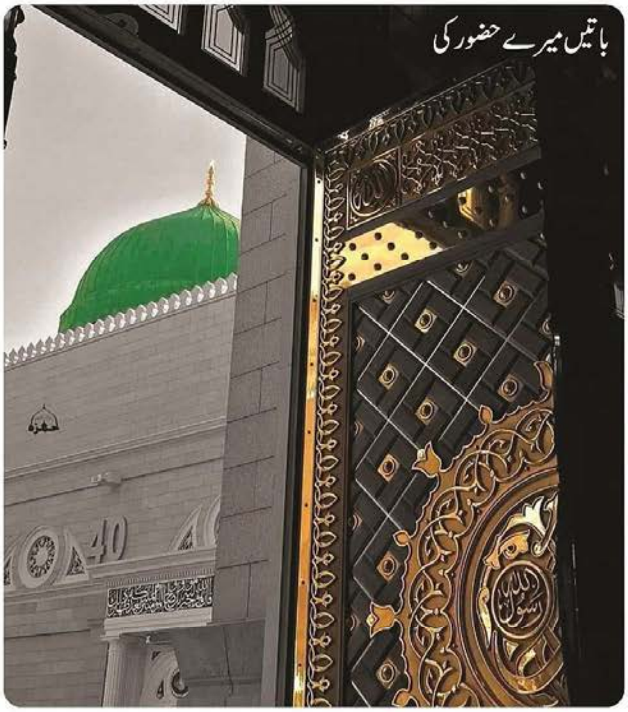

دُور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کاشف شہزاد عطاری مَدَنی

اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ایسی غیر معمولی قوتِ سماعت یعنی سننے کی طاقت (Listening Power) عطا فرمائی ہے کہ آپ ان آوازوں کو بھی سُن لیتے ہیں جنہیں کوئی اور نہیں سنتا۔(1) سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اس عظیم خصوصیت سے متعلق کچھ تفصیل ملاحظہ فرمایئے:

ہر آواز کو سننا: رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارک فرمان ہے: اِنِّي اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ یعنی میں ہر اس چیز کو دیکھتا ہوں جسے تم نہیں دیکھتے اور ہر اس آواز کو سنتا ہوں جسے تم نہیں سنتے۔(2)

شارحِ بخاری صدرُ العلماء حضرت علامہ مولانا سیّد غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے تحت فرماتے ہیں: ہر وہ آواز اس میں داخل ہے جس کو مُخاطَبین (یعنی جن سے خطاب فرمایا) نہیں سنتے خواہ وہ عالَم کے کسی گوشے سے اٹھے، کُرۂ زمین کی ہو یا کُرۂ آب کی، کُرۂ ہوا کی ہو یا کُرۂ نار کی، کُرۂ سماوات کی ہو یا عرش و کرسی کی، خواہ انسان کی آواز ہو یا حیوانات کی، نَباتات (پودوں وغیرہ) کی ہو یا جمادات (پتھر وغیرہ بے جان چیزوں) کی، جِنّات کی ہو یا فرشتوں کی یا ایسی مخلوق کی آواز ہو جس کو ہم نہیں جانتے۔ غرض کہ تمام عالَم (Whole Universe) کی جملہ آوازوں پر یہ کلمہ مشتمل ہے۔(3)

دُور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام(4)

بُھنی ہوئی بکری کی بات سُن لی: ایک غیر مسلم عورت نے بُھنی ہوئی بکری میں زہر (Poison) ملا کر رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں پیش کیا۔ اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس عورت سے فرمایا: اَسَمَمْتِ هٰذِهِ الشَّاةَ یعنی کیا تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ اس نے پوچھا: آپ کو کس نے خبر دی؟ ارشاد فرمایا: اَخْبَرَتْنِي هٰذِهٖ فِي يَدِي یعنی مجھے بکری کے اس بازو نے خبر دی جو میرے ہاتھ میں ہے۔(5) مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: معلوم ہوتا ہے کہ خود گوشت نے حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو خبر دی کہ مجھ میں زہر ملا ہے۔(6) **آسمان کی آواز سن لیتے:** فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اِنِّي لَاَسْمَعُ اَطِيْطَ السَّمَاءِ یعنی بے شک میں آسمان کے چَر چَرانے کی آواز سنتا ہوں۔(7) **فرشتوں اور جنتی حور کی سننے کی طاقت:** 2 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: (1) اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَكَّلَ بِيْ مَلَكَيْنِ لَا اُذْكَرُ عِنْدَ عَبْدٍ مُسْلِمٍ فَيُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا قَالَ ذَانَكَ الْمَلَكَانِ غَفَرَ اللهُ لَكَ یعنی بے شک اللہ پاک نے میرے ساتھ دو فرشتے مقرر فرمائے ہیں۔ جب کسی مسلمان کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود بھیجے تو وہ فرشتے کہتے ہیں: اللہ تیری مغفرت فرمائے۔(8) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں فرشتے ہر اُمتی کا دُرُود سنتے ہیں۔(9)

(2) جب دنیا میں کوئی عورت اپنے شوہر کو تکلیف پہنچاتی ہے تو حوروں میں سے اس شخص کی بیوی کہتی ہے: اللہ تجھے ہلاک کرے! اسے تکلیف مت پہنچا! یہ تیرے پاس مہمان ہے اور

عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آئے گا۔[10] **سَماعتِ مصطفٰے** صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: مولانا سیّد غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں روایات کو نقل کرکے فرماتے ہیں: جنت ساتویں آسمان سے اوپر ہے اور حسبِ ارشادِ نبوی زمین سے پہلے آسمان تک پانچ سو برس کی مَسافت (Distance) ہے اور اتنا ہی پہلے آسمان کا دَل (یعنی موٹائی) ہے۔ اسی طرح ہر دو آسمان کے درمیان پانچ سو برس کی مَسافت ہے اور اسی قدر ہر آسمان کا دَل۔ تو زمین سے ساتویں آسمان تک سات ہزار برس کی مَسافت ہوئی اور زمین سے جنت تک کی مسافت اور زیادہ کیونکہ وہ ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔ مقامِ غور ہے کہ جب ہر دو فرشتوں کی قوتِ سَماع (Listening Power) اتنی قَوِی ہے کہ ہر مسلم اُمّتی کا درود سُن لیتے ہیں، اور حورانِ بہشت (یعنی جنتی حوروں) کی سَماعت کا یہ عالَم ہے کہ سات ہزار برس سے زیادہ مَسافت پر رہ کر کرۂ زمین کی آوازیں سن لیتی ہیں تو محبوبِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہر اُمّتی کا دُرُود کس طرح نہ سُنیں گے، حالانکہ آپ فرشتوں اور حُورانِ بہشت بلکہ سارے عالَم سے افضل ہیں، اور تمام عالَم کی تخلیق (Creation) آپ کے طفیل میں ہوئی ہے اور آپ کے اور امتیوں کے درمیان اتنی مَسافت (Distance) بھی نہیں جتنی مَسافت حورانِ بہشت اور زمین کے درمیان ہے۔ ایمانی عقل کسی طرح گوارا نہیں کرسکتی کہ طُفیلی یہ کمال پائیں اور اصل محروم رہے، بلکہ ایمانی عقل یہ حکم کرتی ہے کہ ہر مخلوق سے ہر کمال میں آپ فزُوں تَر (یعنی بڑھ کر) ہیں اور ہر نعمت آپ کو بروجہِ اَتم دی گئی ہے اور تمام کمالات کے جملہ مَراتب آپ پر ختم ہیں۔[11] **جہاں سے چاہو پُکارو حضور سنتے ہیں:** فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ یعنی جو بھی شخص مجھ پر دُرُود پڑھتا ہے تو اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے چاہے وہ کہیں بھی ہو۔[12]

صدرُ العلماء لکھتے ہیں: بیشک سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، تاجدارِ انبیاء، محبوبِ کبریا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہر اُمتی کا درود و سلام بگوشِ خود (یعنی اپنے کانوں سے) سنتے ہیں خواہ وہ زمین کے کسی گوشے میں بسنے والا ہو یا فلک کے کسی حصے میں، خواہ خشکی اور دریا میں رہتا ہو یا زمین اور آسمان کی درمیانی فضا میں۔ غرض کہ عالَم کے کسی حصے میں بھی ہو، اس کا درود و سلام بگوشِ خود سنتے ہیں۔ پھر درود و سلام پر انحصار نہیں بلکہ ہر مخلوق کی ہر آواز سنتے ہیں اور ہر مخلوق کو بچشمِ خود (یعنی اپنی مبارک آنکھوں سے) دیکھتے ہیں۔[13]

نہیں ہے کچھ عرض کی ضرورت کہ ان پہ روشن ہے سب کی حالت
رسولِ اکرم سَمِیع بھی ہیں بَصِیر بھی ہیں عَلِیم بھی ہیں[14]

سِدْرَۃُ الْمُنْتَہٰی کی آواز سُن لیتے: عارِف بِاللہ حضرت سیّدنا امام عبدُ الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سِدْرَۃُ الْمُنْتَہٰی پر موجود حضرت سیّدنا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پروں کی سَرسَراہٹ سن لیا کرتے۔[15]

مبارک کانوں کی شان: امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعطائے الٰہی حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی قوتِ سامِعہ (یعنی سننے کی طاقت) تمام شَرق و غَرب (East and West) کو مُحِیط (یعنی گھیرے ہوئے) ہے، سب کی عَرضیں آوازیں خود سنتے ہیں، اگرچہ آدابِ دربارِ شاہی کے لئے ملائکہ عَرضِ دُرود و عرضِ اعمال کے لئے مُقَرّر (Appointed) ہیں۔ بلاشبہ عرش و فرش کا ہر ذرہ ان کے پیشِ نظر ہے اور اَرض و سَما (یعنی زمین و آسمان) کی ہر آواز ان کے گوش (یعنی کان) مبارک میں ہے۔[16]

کان ہیں کانِ کرم جانِ کرم آنکھ ہے یا چشمۂ تنویر ہے[17]

---

(1) سبل الھدیٰ والرشاد، 2/27، سیدنا محمد رسول اللہ، ص51 (2) ابن ماجہ، 4/464، حدیث:4190 (3) بشیر القاری، ص14 (4) حدائقِ بخشش، ص300 (5) ابوداؤد، 4/229، حدیث:4510 ملخصاً (6) مراٰۃ المناجیح، 8/248 (7) معجم کبیر، 3/201، حدیث:3122 (8) معجم کبیر، 3/89، حدیث:2753 (9) بشیر القاری، ص16 (10) ابن ماجہ، 2/498، حدیث:2014 (11) بشیر القاری، ص16 (12) الدر المنضود، ص156، القول البدیع، ص321 (13) بشیر القاری، ص13 (14) قبالۂ بخشش، ص209 (15) کشف الغمۃ، 2/64 (16) فتاویٰ رضویہ، 29/546 (17) ذوقِ نعت، ص239

آسمانی کتابوں میں نعتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کاشف شہزاد عطّاری مَدَنی

اے عاشقانِ رسول! اللہ کریم نے اپنے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ایسے کثیر فضائل عطا فرمائے جو مخلوق میں سے کسی اور ہستی کو نصیب نہ ہوئے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ایسے ہی 3 خصوصی فضائل کا مُطالَعہ کرکے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیجئے:

1 آسمانی صَحائف میں اَوصاف کا تذکرہ: گزشتہ آسمانی کتابوں میں سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔(1)

شارحِ بخاری مفتی شریفُ الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تَوراۃ و انجیل وغیرہ اگلی کُتُبِ سَماوِیَہ میں حُضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے اوصاف اس وضاحت اور تفصیل سے مذکور ہیں کہ ان کی روشنی میں اہلِ کتاب حُضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو بِلا کسی شک و شُبہ کے یقینی طور پر پہچانتے تھے۔(2)

اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی ہے وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔(3)

تَورات میں اوصافِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: حضرت سیِّدُنا عطا بن یَسار رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میری حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن عَمْرو رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا: مجھے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وہ اوصاف بتایئے جو تورات میں مذکور ہیں۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قراٰنِ کریم میں مذکور بعض اوصاف تورات میں بھی بیان کئے گئے ہیں، (جیسے:) اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہ اور خوش خبری دینے اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا۔ (تورات میں آپ کے مزید یہ اوصاف بھی بیان کئے گئے ہیں:) ہم نے آپ کو اَن پڑھ قوم کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ آپ میرے بندے اور رسول ہیں، میں نے آپ کا نام مُتَوَکِّل (یعنی اللہ پر بھروسا کرنے والا) رکھا۔ آپ نہ تو بداَخلاق ہیں نہ سخت مزاج، نہ تو آپ بازاروں میں شور کرنے والے ہیں اور نہ ہی بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دینے والے بلکہ آپ دَرْ گُزر سے کام لیتے اور مُعاف فرماتے ہیں۔ اللہ پاک اس وقت تک انہیں وفات نہیں دے گا جب تک ان کے ذریعے ٹیڑھی مِلّت کو سیدھا نہ کردے کہ لوگ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا اِقرار کرنے لگیں اور اس ذریعے سے اللہ پاک اندھی آنکھوں، بہرے کانوں

اور پردہ پڑے ہوئے دِلوں کو کھول دے گا۔[4]

مفتیِ اعظم ہند حضرت علّامہ مولانا مصطفےٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کتابِ حضرتِ موسیٰ میں وَصف ہیں ان کے
کتابِ عیسیٰ میں ان کے فَسانے آئے ہیں
انہیں کی نعت کے نغمے زَبُور سے سُن لو
زبانِ قرآں پہ ان کے تَرانے آئے ہیں[5]

2 غَزْوات میں فرشتوں کی شرکت: فرشتوں نے سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لشکر میں شریک ہو کر مختلف غَزْوات میں شرکت کی۔[6]

غزوۂ بدر میں فرشتوں کا نُزول: غزوۂ بدْر میں پہلے ایک ہزار فرشتے نازِل ہوئے۔ اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُرْدِفِیْنَ(۹)﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: میں ایک ہزار لگاتار آنے والے فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد کرنے والا ہوں۔[7]

بعد میں 2 ہزار فرشتے نازِل ہوئے اور یوں ان کی تعداد 3 ہزار ہو گئی۔ قراٰنِ کریم میں فرمایا گیا: ﴿اَلَنْ یَّكْفِیَكُمْ اَنْ یُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُنْزَلِیْنَ(۱۲۴)﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اُتار کر تمہاری مدد کرے۔[8] اس کے بعد مزید 2 ہزار فرشتوں کا نُزول ہوا اور فرشتوں کی کُل تعداد 5 ہزار ہو گئی۔

اللہ کریم کا فرمان ہے: ﴿یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُسَوِّمِیْنَ(۱۲۵)﴾ ترجَمۂ کنزُ العرفان: تمہارا رب پانچ ہزار نشان والے فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد فرمائے گا۔[9]

غزوۂ حُنین میں فرشتوں کا نُزول: قراٰنِ کریم میں غزوۂ حُنَین سے متعلق فرمایا گیا: ﴿وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: اور اس نے ایسے لشکر اتارے جو تمہیں دکھائی نہیں دیتے تھے۔[10] یعنی فرشتے جنہیں کُفّار نے اَبْلَق گھوڑوں پر سفید لباس پہنے عمامہ باندھے دیکھا۔ یہ فرشتے مسلمانوں کی شوکت بڑھانے کے لئے آئے تھے۔[11]

غزوۂ خَنْدَق میں فرشتوں کا نُزول: غزوۂ خندق کے بارے میں اللہ پاک کا فرمانِ عالیشان ہے: ﴿فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے۔[12]

ابوعبداللہ حضرت سیّدُنا امام محمد بن احمد مالکی قُرطُبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اللہ پاک نے فرشتے بھیجے جنہوں نے کفار کے خیموں کی رسیاں کاٹ دیں، کیلیں اکھاڑ دیں، دیگچیاں الٹی کر دیں، ان کی جلائی ہوئی آگ بجھا دی اور ان کے گھوڑے بِدَک کر بھاگنے لگے۔ ان کے لشکر کے چاروں طرف فرشتے بلند آواز سے اللہُ اَکْبَر کہنے لگے اور اللہ پاک نے ان کے دِلوں پر خوف اور رُعب طاری کر دیا۔[13]

چمکتی تھی وہ بجلی تیغِ سلطانِ رسالت کی
فرشتے دیکھتے تھے جنگ میں صَولت محمد کی[14]

3 نبیوں اور فرشتوں کی امامت فرمائی: اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انبیائے کرام علیہمُ الصّلوۃ وَالسّلام اور فرشتوں کی امامت فرمائی۔[15]

ایک روایت کے مطابق شبِ معراج بیتُ المقدس میں حضرت سیّدُنا جبریلِ امین علیہ الصّلوۃ وَالسّلام نے اذان دی اور پھر نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انبیائے کرام علیہمُ السّلام اور فرشتوں کی امامت فرمائی۔[16]

تو پیشوا ہے سب کا سب مقتدی ہیں تیرے
اَقصیٰ میں کیسے بنتا کوئی امام تیرا[17]

---

(1) کشف الغمہ، 2/53 (2) نزہۃ القاری، 3/478 (3) پ2، البقرۃ: 146 (4) بخاری، 2/25، حدیث: 2125 (5) سامانِ بخشش، ص140 (6) انموذج اللبیب، ص37 (7) پ9، الانفال: 9 (8) پ4، اٰل عمران: 124 (9) پ4، اٰل عمران: 125 (10) پ10، التوبۃ: 26 (11) صراط الجنان، 4/97 (12) پ21، الاحزاب: 9 (13) الجامع لاحکام القرآن، جز: 14، 7/107 (14) قبالۂ بخشش، ص254 (15) تاریخ الخمیس، 1/391 (16) در منثور، 5/226، فتاویٰ رضویہ، 30/242 (17) قبالۂ بخشش، ص25۔

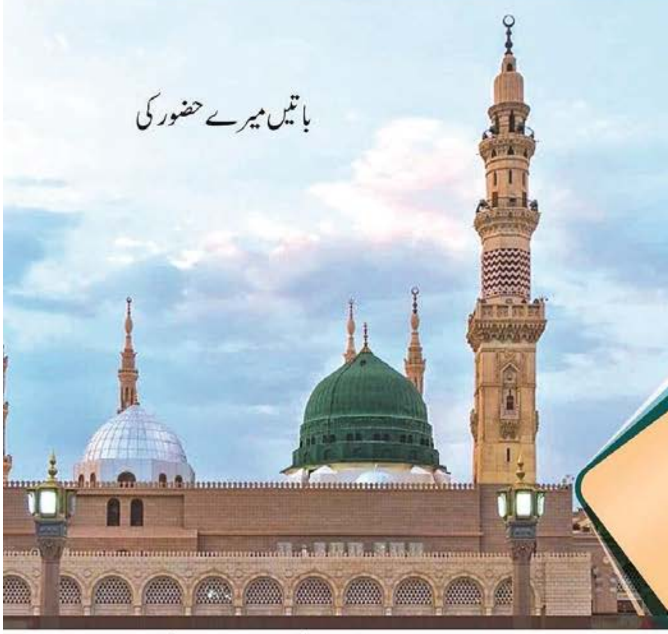

آنکھوں والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

کاشف شہزاد عطاری مدنی

اے عاشقانِ رسول! اللہ کریم نے اپنے سب سے محبوب اور آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کثیر فضائل اور امتیازات عطا فرما کر اپنی ساری مخلوق سے افضل اور ممتاز بنایا ہے۔ بے شمار امتیازات و خصائصِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں سے 2 ملاحظہ فرما کر اپنا ایمان تازہ کیجئے:

1 **صومِ وِصال:** صومِ وِصال (یعنی سحر و افطار کے بغیر مسلسل روزے رکھنا) نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خصوصیت ہے۔ (1)

صَدرُ الشّریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: صومِ وِصال کہ روزہ رکھ کر اِفطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ رکھے، (اُمّت کے لئے) مکروہِ تنزیہی ہے۔ (2)

میں تمہاری مثل نہیں ہوں: سرکارِ نامدار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے لوگوں سے فرمایا: لَا تُوَاصِلُوا یعنی وِصال کے روزے نہ رکھو۔ لوگوں نے عرض کیا: آپ بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّیْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَيَسْقِيْنِیْ یعنی میں تمہاری مِثل نہیں ہوں۔ میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (3)

نہ دیکھا مِثل تیرا کوئی صورت میں نہ سیرت میں
ہزاروں انبیا آئے کروڑوں ہی بشر آئے (4)

پیارے اسلامی بھائیو! اس حدیثِ پاک میں فرمایا گیا کہ اللہ پاک اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ علمائے کرام نے اس فرمان عالی شان کے دو معنیٰ بیان کئے ہیں:

1 سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے جنّت سے کھانا اور پینا آتا تھا (جسے آپ تناول فرماتے تھے) اور جنتی نعمتیں کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا 2 مراد یہ ہے کہ اللہ پاک اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ایسی قوت عطا فرما دیتا جیسی قوت کھانے اور پینے سے حاصل ہوتی ہے۔ (5)

ضروری وضاحت: اے عاشقانِ رسول! بعض بزرگانِ دین بھی باقاعدہ سحری یا افطار کے بغیر مسلسل (Continuous) روزہ رکھتے تھے لیکن یہ حضرات کَراہَت سے بچنے کے لئے معمولی مقدار میں کھانا یا پانی کھاپی لیا کرتے تھے۔ شارحِ بخاری مفتی شریفُ الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رِیاضت و مُجاہَدہ کے لئے مَشائخ سالکین کو (یعنی بزرگانِ دین اپنے زیرِ تربیت افراد کو) صومِ وِصال رکھنے کا حکم دیتے ہیں مگر کَراہَت دَفع کرنے کے لئے ایک گھونٹ پانی یا اور کوئی چیز بہت قلیل مقدار میں کھانے کی اجازت دیتے ہیں، مثلاً کشمش کے چند دانے، سوکھی روٹی کے ٹکڑے وغیرہ۔ مجدّدِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قُدِّسَ سِرُّہٗ نے ایک بار چالیس پینتالیس دن تک چوبیس گھنٹے میں ایک گھونٹ پانی کے سِوا اور کچھ نہیں کھایا پیا، اس کے باوجود تصنیف، تالیف، فتویٰ نویسی، مسجد میں حاضر ہو کر نمازِ باجماعت، اِرشاد و تَلقِین، وارِدِین و صادِرِین سے ملاقاتیں وغیرہ وغیرہ معمولات (Routine) میں کوئی فرق نہیں آیا اور نہ ضُعف و نَقاہَت (Weakness) کے آثار ظاہر ہوئے۔ (6)

2 **اللہ پاک کا دیدار فرمایا:** سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

نے دو مرتبہ اپنے رب کا دیدار فرمایا۔[7]

مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دنیا کی زندگی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دیدار نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے لیے خاص ہے۔[8]

پیارے اسلامی بھائیو! قراٰنِ کریم کی کئی مبارک آیات، سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی احادیث اور کثیر صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان، مجتہدین، مفسرین، محدثین کے فرامین سے یہ بات ثابت ہے کہ معراج کے دولہا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شبِ معراج سَر کی آنکھوں سے بیداری کی حالت میں اپنے پیارے پیارے اللہ پاک کا دیدار فرمایا۔

قراٰنِ کریم میں ذکرِ دیدار: پارہ 27، سُورۂ نَجْم، آیت نمبر 11 سے 17 میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے شبِ معراج دیدار کرنے کا ذکر ہے اور راجح قول کے مطابق یہاں اللہ پاک کا دیدار کرنا مقصود ہے۔ تفصیل جاننے کے لئے صِراطُ الجنان، جلد 9، صفحہ 553 سے 558 کا مطالعہ فرمائیے۔

سُورۂ نَجْم آیت نمبر 17 میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

صَدْرُ الاَفاضِل حضرت علّامہ مولانا سیّد نعیمُ الدّین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: اس میں سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کمالِ قوّت کا اظہار ہے کہ اس مَقام میں جہاں عقلیں حیرت زَدہ ہیں آپ ثابت رہے اور جس نور کا دیدار مقصود تھا اس سے بہرہ اندوز ہوئے، داہنے بائیں (Right, Left) کسی طرف مُلْتَفِت نہ ہوئے، نہ مقصود کی دید سے آنکھ پھیری، نہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی طرح بے ہوش ہوئے بلکہ اس مقامِ عظیم میں ثابت رہے۔[9]

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھوں والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام[10]

3 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: (1) رَاَیْتُ رَبِّیْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یعنی میں نے اپنے رب تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کو دیکھا۔[11] (2) اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَعْطٰی مُوْسَی الْکَلَامَ وَاَعْطَانِی الرُّؤْیَۃَ بے شک اللہ پاک نے حضرت موسیٰ (علیہ السّلام) کو اپنی ہم کلامی کی دولت بخشی اور مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا۔[12]

(3) میرے رب نے مجھ سے ارشاد فرمایا: نَحَلْتُ اِبْرَاهِيْمَ خُلَّتِيْ وَكَلَّمْتُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا وَاَعْطَيْتُكَ يَا مُحَمَّدُ كِفَاحًا یعنی میں نے ابراہیم کو اپنی دوستی عطا فرمائی، موسیٰ سے کلام فرمایا اور اے محمد! تمہیں مُوَاجَهَه بخشا (کہ بے پردہ وحجاب تم نے میرا جمالِ پاک دیکھا)۔[13]

2 اقوال: صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان اور بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے کثیر فرامین میں سے 2 ملاحظہ فرمائیے:

(1) سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چچازاد حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: اَمَّا نَحْنُ بَنُوْ هَاشِمٍ فَنَقُوْلُ اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ رَاٰى رَبَّهٗ مَرَّتَيْنِ یعنی ہم بنو ہاشم اہلِ بیتِ رسول فرماتے ہیں کہ بے شک محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا۔[14]

حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خاص طور پر بنو ہاشم کا ذِکْر اس لئے فرمایا کیونکہ یہ حضرات رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قریبی اور آپ کے حالات کو زیادہ جاننے والے ہیں، بالخصوص ہجرت سے پہلے (اور واقعۂ معراج بھی قبلِ ہجرت پیش آیا)۔[15]

(2) شِہابُ المِلّۃ وَالدِّین حضرت علّامہ احمد بن محمد خَفاجی مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: زیادہ صحیح اور راجح قول یہ ہے کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے معراج کی رات سَر کی آنکھوں سے اپنے عظمت والے رب کا دیدار کیا، اکثر صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کا یہی موقف ہے۔[16]

حبیب عرش سے بھی پار جاکے رب سے ملے
کلیم کو تھا مُیَسَّر کلام کرلینا[17]

---

(1) مواھب لدنیہ، 2/265 (2) بہار شریعت، 1/966 بتغیر (3) بخاری، 4/505، حدیث: 7299 (4) قبالۂ بخشش، ص263 (5) خصائص کبریٰ، 2/418 (6) نزہۃ القاری، 3/311 (7) کشف الغمۃ، 2/54 (8) بہارِ شریعت، 1/20 (9) خزائن العرفان (10) حدائقِ بخشش، ص307 (11) مسند امام احمد، 1/620، حدیث: 2634 (12) کنزالعمال، جزء14، 7/191، حدیث: 39200 (13) تاریخِ ابن عساکر، 3/517، مجمع بحار الانوار، 4/24، فتاویٰ رضویہ، 30/638 (14) الشفا، 1/196 (15) نسیم الریاض، 3/126 (16) نسیم الریاض، 3/144 (17) قبالۂ بخشش، ص220۔

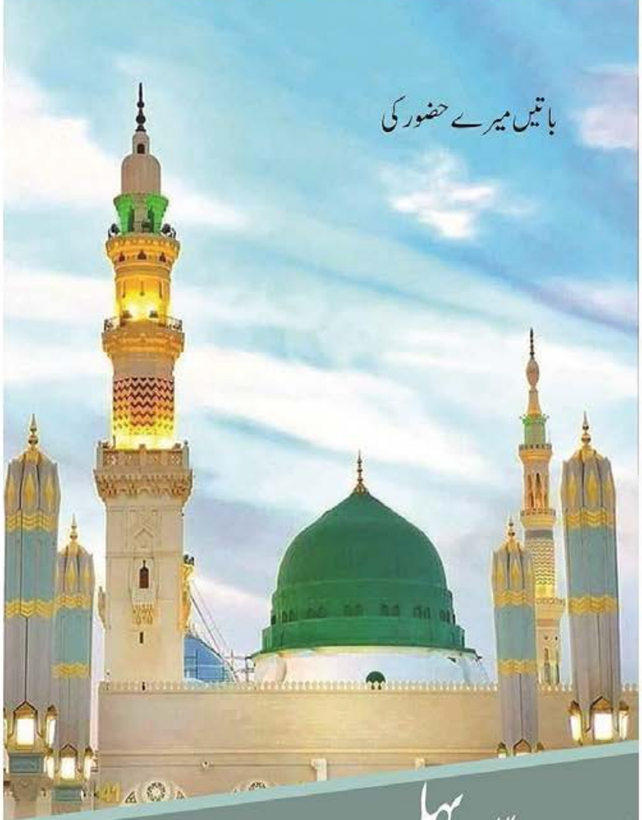

سب سے پہلے نبوت عطا کی گئی

کاشف شہزاد عطّاری مدنی

اللہ کریم نے اپنے پیارے نبی، محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بے شمار خَصائص یعنی خصوصی فضائل سے نوازا ہے۔ ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ان خصوصی کمالات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کو تمام انبیائے کرام علیہمُ السَّلام سے پہلے پیدا کرکے مرتبۂ نبوت عطا کیا گیا۔(1)

سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اس عظیمُ الشّان فضیلت سے متعلق قراٰنِ کریم، احادیثِ مبارکہ اور بزرگانِ دین کے فرامین سے چند دلائل ملاحظہ فرمائیے:

قراٰنِ کریم سے 2 دلائل: 1 اللہ پاک کا فرمانِ عالیشان ہے: ﴿ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: اور اے محبوب! یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے اُن کا عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے (عہد لیا)۔(2)

پیارے اسلامی بھائیو! اس آیتِ مقدسہ میں بالخصوص پانچ انبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃ وَالسّلام کا ذکر کیا گیا۔ ان پانچ میں سے چار نبیوں کا ذکر اسی ترتیب سے ہوا جس ترتیب سے وہ دنیا میں تشریف لائے تھے لیکن حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تشریف آوری اگرچہ تمام نبیوں کے بعد ہوئی لیکن آپ کا ذکر سب سے پہلے کیا گیا۔ علمائے کرام نے اس کی ایک حکمت یہ بیان فرمائی ہے کہ اس میں سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سب سے پہلے نبوت عطا ہونے کی طرف اشارہ ہے۔(3)

2 حضرت سیّدُنا عیسیٰ اور حضرت سیّدُنا یحییٰ علیہما الصّلوٰۃ وَالسّلام کو بچپن میں ہی نبوت عطا کر دی گئی تھی۔

قراٰنِ کریم میں حضرت سیّدُنا عیسیٰ علیہ السَّلام کا یہ قول نقل کیا گیا ہے: ﴿ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ﳴ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: بچہ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا۔(4)

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدُنا عیسیٰ علیہ السَّلام سے متعلق فرماتے ہیں: انہیں ماں کے پیٹ یا گود میں کتاب عطا ہوئی، نبوت دی گئی۔(5)

اللہ کریم نے حضرت سیّدُنا یحییٰ علیہ السَّلام سے متعلق ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی۔(6)

صدرُ الافاضل حضرت علّامہ مولانا سیّد نعیم الدّین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ "خزائنُ العرفان" میں فرماتے ہیں: اس آیت میں حُکْم سے نبوّت مراد ہے، یہی قول صحیح ہے۔

اے عاشقانِ رسول! رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سب سے پہلے مرتبۂ نبوت عطا کیا گیا اور مرتبۂ نبوت زائل نہیں ہو سکتا۔(7) لہٰذا نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم عالَمِ ارواح میں عطا کردہ نبوت کے ہمراہ دنیا میں تشریف لائے۔ ان دونوں آیاتِ مقدسہ سے سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارک بچپن میں بھی مَنصبِ نبوت پر فائز ہونا اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ دیگر انبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃ وَالسّلام کو جو فضائل الگ الگ عطا ہوئے وہ سب ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کے لئے نہ صرف جمع کر دیئے گئے بلکہ آپ کو ان حضرات سے زیادہ عطا کیا گیا۔ اس بات کی مزید وضاحت کے لئے 3 اقوال ملاحظہ فرمایئے:

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: كُلُّ فَضِيْلَةٍ وَمُعْجِزَةٍ وَكَرَامَةٍ لِنَبِيٍّ فَهُوَ ثَابِتَةٌ لِنَبِيِّنَا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم فَاِذَا رَاَيْنَا ثُبُوْتَهَا لِاَحَدٍ حَكَمْنَا بِثُبُوْتِهَا لَهٗ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم وَلَا نَحْتَاجُ اِلٰى دَلِيْلٍ آخَرٍ یعنی ہر وہ فضیلت، معجزہ اور بزرگی جو کسی بھی نبی کو حاصل ہوئی وہ ہمارے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے لئے بھی ثابت ہے۔ جب ہم کسی نبی کے لئے ان کا ثبوت دیکھیں گے تو نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے لئے بھی انہیں ثابت مانیں گے اور اس کے لئے ہمیں کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں۔(8)

ایک مقام پر فرماتے ہیں: کسی نبی نے کوئی آیت و کرامت ایسی نہ پائی کہ ہمارے نبیِّ اکرم نَبِیُّ الْاَنبیاء صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلَّم کو اس کی مثل اور اس سے اَمْثَل (یعنی بڑھ کر) عطا نہ ہوئی۔(9)

غزالیِ زماں حضرت علّامہ مولانا سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اظہارِ کمالاتِ محمدی صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے بارے میں علمائے اُمّت کا ہمیشہ یہ مسلک رہا ہے کہ جب انہوں نے کسی فردِ مخلوق میں کوئی ایسا کمال پایا جو ازروئے دلیل بہ ہیئتِ مخصوصہ اس کے ساتھ مُختَص نہیں تو اس کمال کو حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے لیے اس بناء پر تسلیم کرلیا کہ حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم تمام عالَم کے وجود اور اس کے ہر کمال کی اصل ہیں۔ جو کمال اصل میں نہ ہو فرع میں نہیں ہو سکتا، لہٰذا فرع میں ایک کمال پایا جانا اس امر کی روشن دلیل ہے کہ اصل میں یہ کمال ضرور ہے۔(10)

2 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: 1 صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یا رسولَ اللہ! آپ کے لئے نبوت کب ثابت ہوئی؟ سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ (یعنی میرے لئے نبوت اس وقت ثابت ہوئی) جب کہ آدم (علیہ السّلام) رُوح اور جسم کے درمیان تھے۔(11)

2 ایک اور موقع پر رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پوچھا گیا: مَتٰى اُسْتُنْبِئْتَ یعنی آپ کو کب نبی بنایا گیا؟ ارشاد فرمایا: وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ حِيْنَ اُخِذَ مِنِّي الْمِيْثَاقُ (یعنی مجھے اس وقت نبی بنایا گیا) جب آدم (علیہ السّلام) ابھی رُوح اور جسم کے درمیان تھے، جب مجھ سے عہد لیا گیا۔(12)

مفتیِ اعظم ہند مصطفےٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ذات کا اپنی آئینہ بے مثل و نظیر و بے ہمتا
خَلق کیا قبل اَز اَشیا اور نبوت کر دی عطا
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰه(13)

بزرگانِ دین کے ارشادات: اے عاشقانِ رسول! سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اس خُصوصی شان یعنی سب سے پہلے نبوت عطا کئے جانے کو کثیر بزرگانِ دین نے بیان فرمایا ہے۔ 9 فرامین ملاحظہ فرمایئے:

1 امام ابو بکر احمد بن حسین آجُرِّی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 360ھ): اِنَّ نَبِيَّنَا مُحَمَّدًا صلَّی اللہ علیہ وسلَّم لَمْ يَزَلْ نَبِيًّا مِّنْ قَبْلِ خَلْقِ آدَم یعنی بے شک ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرت آدم علیہ السّلام کی تخلیق سے بھی پہلے سے نبی ہیں۔(14)

2 امام تَقِیُّ الدّین علی بن عبد الکافی سُبکی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 756ھ): ہمیں صحیح حدیث کے ذریعے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اللہ پاک نے حضرت سیّدُنا آدم علیہ السّلام کو پیدا کرنے سے پہلے ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مقامِ نبوت پر فائز کیا۔(15)

3 حضرت علّامہ علی بن سلطان قاری رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 1014ھ): حدیثِ پاک: كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم عالَمِ اَرْوَاح میں مخلوق کی پیدائش سے پہلے بھی نبی تھے۔(16)

4 شِہَابُ المِلّۃ وَالدِّین حضرت علّامہ احمد بن محمد خَفاجی مصری رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 1069ھ): حق یہ ہے کہ ہم یوں کہیں: بے شک اللہ پاک نے اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک روح کو تمام روحوں سے پہلے پیدا فرمایا اور اس مقدس روح کو

نبوت عطا فرمائی۔[17]

5 امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ: ہمارے حضور صَلَوَاتُ اللہِ تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ عَلَیْہ سب انبیاء کے نبی ہیں اور تمام انبیاء ومُرسلین اور ان کی اُمّتیں سب حضور کے امتی۔ حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی نبوت ورِسالت زمانۂ سیّدُنا اَبُوالْبَشَر (آدم) علیہ الصَّلوٰۃ والسَّلام سے روزِ قیامت تک جمیع خَلْقِ اللہ (یعنی اللہ پاک کی ساری مخلوق) کو شامل ہے، اور حضور کا ارشاد کُنْتُ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَد اپنے معنیٔ حقیقی پر ہے۔[18] مزید فرماتے ہیں: حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی رسالت زمانۂ بِعْثَت (یعنی جس دور میں آپ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا اُس) سے مخصوص نہیں بلکہ سب کو حاوی۔[19]

6 صدرُ الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ: سب سے پہلے مرتبۂ نبوّت حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو ملا۔[20]

7 خلیفۂ اعلیٰ حضرت مفتی برہانُ الحق جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ: حضور اَوَّلُ الْخَلْق مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی نبوت ابتداءِ آفرینش (یعنی مخلوق کی پیدائش کے آغاز) سے ہے اور تاقیامت رہے گی۔ (مزید فرماتے ہیں:) حضورِ اکرم مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم اولِ خِلقت (یعنی تخلیق کی ابتدا) سے نبی ہیں۔[21]

8 صدرُ العُلَماء، امامُ النَّحْو حضرت علّامہ سیّد غلام جیلانی میر ٹھی رحمۃ اللہ علیہ: غارِ حرا کی اس وحی سے نبوت کا ظُہور شروع ہوا ہے ورنہ نبوت تو اس واقعہ سے ہزارہا سال پیشتر عالَمِ اَرْواح میں عطا ہوچکی تھی۔ اس وقت تک حضرت آدم علٰی نَبِیِّنَا وعلیہ الصَّلوٰۃ والسَّلام پیدا بھی نہ ہوئے تھے اور عالَمِ اَرْواح میں تخلیقِ آدم سے پیشتر نبوت کا ملنا آپ کی خصوصیات سے ہے۔[22]

9 شارحِ بخاری مفتی شریفُ الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ: حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نُزولِ وحی کی ابتدا سے پہلے ہی بلکہ روزِ اَزَل (یعنی مخلوق کی پیدائش کے آغاز کے دن) سے مَنصبِ نبوت پر فائز تھے۔[23]

پیدائش میں اوّل، بِعْثَت میں آخر: پیارے اسلامی بھائیو! اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تمام انبیائے کرام علیہمُ السَّلام سے پہلے پیدا فرماکر مرتبۂ نبوت عنایت فرمایا لیکن آپ کی دنیا میں تشریف آوری اور نبوت کا اعلان سارے نبیوں کے بعد ہوا۔ 2 روایات ملاحظہ فرمائیے:

1 فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: کُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ وَ آخِرَہُمْ فِی الْبَعْثِ یعنی میں پیدائش کے اعتبار سے سب نبیوں سے پہلے اور بِعْثَت[24] کے لحاظ سے سب کے آخر میں ہوں۔[25]

2 اللہ پاک نے شبِ معراج اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ارشاد فرمایا: جَعَلْتُكَ فَاتِحاً وَّخَاتِماً یعنی میں نے آپ کو فاتح اور خاتم بنایا ہے۔[26] حضرت علّامہ احمد بن محمد خَفاجی مصری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں: اَیْ اَوَّلَ الْاَنْبِیَاءِ وَ آخِرَہُمْ یعنی سب سے پہلا اور سب سے آخری نبی بنایا ہے۔[27] امام خفاجی مِصری رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تخلیق اور نبوت کے اعتبار سے انبیائے کرام علیہم السَّلام میں سب سے پہلے ہیں جبکہ بِعْثَت اور تشریف آوری کے لحاظ سے سب سے آخر میں ہیں۔[28]

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام[29]

---

(1) کشف الغمہ، 2/53، خصائص کبریٰ، 1/7 (2) پ21، الاحزاب:7 (3) شرح الشفا، 1/116، روح المعانی، 21/206 (4) پ16، مریم:30 (5) فتاویٰ رضویہ، 15/616 (6) پ16، مریم:12 (7) بہارِ شریعت، 1/37 ملخصًا (8) انباء الحی، ص311 (9) فتاویٰ رضویہ، 30/295 (10) مقالاتِ کاظمی، 2/262 (11) ترمذی، 5/351، حدیث:3629 (12) طبقات ابن سعد، 1/118 (13) سامانِ بخشش، ص42 (14) کتاب الشریعۃ، ص1433 (15) خصائص کبریٰ، 1/10 ملخصًا (16) شرح فقہِ اکبر، ص106 (17) نسیم الریاض، 3/130 (18) فتاویٰ رضویہ، 30/138 (19) فتاویٰ رضویہ، 30/149 (20) بہارِ شریعت، 1/85 (21) اجلال الیقین، ص27، امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالے کا مطالعہ فرما کر اس پر تقریظ بھی لکھی ہے (22) بشیر القاری، ص126 (23) فتاویٰ شارح بخاری، 1/369 (24) ظُہور نبوت کو بِعْثَت کہا جاتا ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/91) (25) کنز العمال، جزء:11، 6/205، حدیث:32123 (26) مجمع الزوائد، 1/241، حدیث:235 (27) نسیم الریاض، 3/300 (28) نسیم الریاض، 3/86 (29) حدائقِ بخشش، ص296۔

جیسے میرے سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی

کاشف شہزاد عطاری مدنی

سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آپ کے عظمت والے رب نے ایسے کثیر فضائل اور امتیازات عطا فرمائے ہیں جن کے سبب آپ دیگر لوگوں سے ممتاز اور منفرد ہیں۔ اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی 3 خصوصی شانیں پیشِ خدمت ہیں، اِنْ شَآءَ اللہ انہیں پڑھ کر آپ بے ساختہ پکار اٹھیں گے:

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میرے سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی

① **نسب مُنْقَطِع نہ ہوگا:** قیامت کے دن نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے علاوہ دیگر تمام لوگوں کے نسبی اور سسرالی رشتے مُنْقَطِع (Break) ہوجائیں گے۔[(1)]

اللہ پاک کا فرمانِ عالیشان ہے: ﴿فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىٕذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ(۱۰۱)﴾ تَرجَمۂ کنزالعرفان: تو جب صُور میں پھونک ماری جائے گی تو نہ ان کے درمیان رشتے رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھیں گے۔[(2)]

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: **کُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا سَبَبِیْ وَنَسَبِیْ فَاِنَّهَا مَوْصُوْلَةٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ** یعنی ہر رشتہ اور ہر نسب قیامت کے دن ٹوٹ جائے گا مگر میرا رشتہ اور نسب باقی رہے گا کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں جوڑا ہوا ہے۔

حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس فرمانِ عالیشان کی برکتیں پانے اور حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ رشتے داری قائم کرنے کے لئے اُمِّ کُلثوم بنتِ علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا۔[(3)]

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: روزِ قیامت سب نسب اور رشتے مُنْقَطِع ہوجائیں گے، کوئی نہ پوچھے گا کہ فلاں کس کا بیٹا یا پوتا ہے، مگر صاحبِ لولاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نسبِ پاک اور آپ سے رشتہ و علاقہ وہ مضبوط تعلق ہے جو کبھی مُنْقَطِع نہ ہوگا۔[(4)]

② **سب سے بلند نظر آتے:** سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا قدمبارک درمیانہ (Medium) تھا۔ اس کے باوجود جب کسی لمبے قد والے شخص کے ساتھ چلتے تو اس سے طویل نظر آتے، نیز جب کسی مجلس میں تشریف رکھتے تو مبارک کندھے (Blessed Shoulders) تمام حاضرین سے بلند ہوتے۔[(5)]

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہ تو بہت لمبے تھے اور نہ چھوٹے قد والے، جب اکیلے چلتے تو درمیانی قد والے نظر آتے تھے۔ اگر آپ کے ساتھ کوئی لمبے قد والا شخص چلتا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس سے بلند نظر آتے۔ بعض اوقات دو لمبے

قد والے آدمی آپ کے ساتھ چلتے تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان دونوں سے بلند نظر آتے، پھر جب وہ دونوں جدا ہو جاتے تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم درمیانی قد والے نظر آتے تھے۔(6)

رئیسُ المُتَکَلِّمِین مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جب آپ (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کھڑے ہوتے یا چلتے، قدِ زیبا باوجود کمالِ اعتدال کے سب سے زیادہ بلند نظر آتا اور جب مَسندِ ارشاد و ہدایت پر جلوہ فرماتے تمام جماعت میں سرِ مبارک اونچا معلوم ہوتا۔ کسی طرح سے غیرتِ الٰہی نے آپ کا ہمسر (یعنی برابر) پیدا نہ کیا۔(7)

اے عاشقانِ رسول! سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اس خصوصی شان کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ جس طرح باطنی فضائل و کمالات میں کوئی آپ سے بڑھ کر نہیں ہے اسی طرح ظاہری صورت میں بھی کوئی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بڑا معلوم نہ ہو۔(8)

شیخُ الحدیث والتفسیر حضرت علّامہ مولانا عبدُ المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اتفاق ہے کہ آپ مِیانہ قد (یعنی درمیانے قد والے) تھے لیکن یہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی معجزانہ شان ہے کہ میانہ قد ہونے کے باوجود اگر آپ ہزاروں انسانوں کے مجمع میں کھڑے ہوتے تھے تو آپ کا سر مبارک سب سے زیادہ اونچا نظر آتا تھا۔(9)

ترا قد تو نادرِ دَہر ہے، کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گُل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سروِ چماں نہیں(10)

3 **سلسلۂ نسب بیٹی سے جاری ہوا:** سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بیٹیوں کی اولاد آپ کی اولاد کہلاتی ہے۔(11)

پیارے اسلامی بھائیو! اولاد کی نسبت باپ کی طرف کی جاتی ہے لیکن سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی شہزادیوں بالخصوص خاتونِ جنّت حضرت سیّدتنا فاطمہ زَہرا رضی اللہ عنہا کی پاک اولاد اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف منسوب ہے۔

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: **كُلُّ بَنِيْ آدَمَ يَنْتَمُوْنَ اِلٰى عَصَبَةٍ اِلَّا وَلَدَ فَاطِمَةَ فَاَنَا وَلِيُّهُمْ وَاَنَا عَصَبَتُهُمْ** یعنی تمام انسان اپنے ددھیال کی طرف منسوب ہوتے ہیں سوائے فاطمہ کی اولاد کے، کیونکہ ان کا ولی اور سرپرست میں ہوں۔(12)

اے عاشقانِ رسول! عام طور پر کسی شخص کی نسل اس کے بیٹوں اور پوتوں سے چلتی ہے لیکن رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک نسل آپ کے دونوں نواسوں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما سے جاری ہوئی۔ کئی احادیث میں سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حَسَنَینِ کَرِیْمَیْن رضی اللہ عنہما کو اپنا بیٹا قرار دیا۔

حضرت سیّدُنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے متعلق ارشاد فرمایا: **اِبْنِیْ هٰذَا سَيِّدٌ** یعنی میرا یہ بیٹا سردار ہے۔(13)

ایک روایت میں فرمایا گیا: **هٰذَانِ ابْنَایَ** یہ دونوں (یعنی حسن اور حسین) میرے بیٹے ہیں۔(14)

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خیال رہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی اولاد حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی نسل ہے اس سے حضور کی نسل چلی گویا حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی نسل بھی ہیں اور نسل کی اصل بھی، ورنہ نسب باپ سے ہوتا ہے نہ کہ ماں سے۔(15)

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تُو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا(16)

---

(1) مواہب لدنیہ، 2/291 (2) پ18، المؤمنون: 101 (3) مجمع الزوائد، 8/398، حدیث: 13827 (4) مطلع القمرین، ص63 بتغیر (5) انموذج اللبیب، ص213 (6) تاریخ ابن عساکر، 3/356 (7) الکلام الاوضح، ص181 (8) زرقانی علی المواھب، 7/199 (9) سیرتِ مصطفیٰ، ص567 (10) حدائقِ بخشش، ص109 (11) مواہب لدنیہ، 2/291 (12) کنز العمال، جز6، 12/53، حدیث: 34261 (13) بخاری، 2/509، حدیث: 3629 (14) ترمذی، 5/427، حدیث: 3794 (15) مراٰۃ المناجیح، 8/476 (16) حدائقِ بخشش، ص246۔

مبارک آواز کا اعجاز

کاشف شہزاد عطّاری مَدَنی

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم چونکہ اللہ پاک کی ساری مخلوق میں سب سے افضل، اعلیٰ اور ممتاز ہیں لہٰذا آپ پر اللہ کریم کی خصوصی عطائیں اور نوازشیں بھی بے شمار ہیں۔ رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کی ان بے شمار خصوصی شانوں میں سے 4 کا مطالعہ فرما کر اپنا ایمان تازہ کیجئے:

1 سب سے آسان شریعت عطا کی گئی: اللہ پاک نے اپنے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کو سب سے آسان شریعت عطا فرمائی۔[1]

قراٰنِ کریم میں رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے: ﴿وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْؕ﴾ ترجَمۂ کنزالعرفان: اور ان کے اوپر سے وہ بوجھ اور قیدیں اتارتے ہیں جو ان پر تھیں۔[2]

بنی اسرائیل کے لئے چند سخت احکام: بدن یا کپڑے پر پیشاب وغیرہ نجاست لگ جائے تو وہ دھونے سے پاک نہیں ہوتا تھا بلکہ اسے کاٹنا ضروری تھا۔ شرک کی توبہ میں اپنے آپ کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا۔ جن اعضاء (Body Parts) سے گناہ صادِر ہوں ان کو کاٹ ڈالنے کا حکم تھا۔ تَیَمُّم کی سہولت حاصل نہ تھی۔ مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ نماز پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔ مالِ غنیمت حلال نہیں تھا۔ ہفتے کے دن شکار کرنے کی اجازت نہ تھی وغیرہ۔[3]

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم ہے: **بُعِثْتُ بِالْحَنِيْفِيَّةِ السَّمْحَةِ** یعنی مجھے ایسے دین کے ساتھ بھیجا گیا ہے جو باطل سے جدا اور آسان ہے۔[4]

2 4ہزار مَردوں کے برابر قوت: سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کو 4ہزار مَردوں کے برابر قوت عطا کی گئی تھی۔[5]

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کو 40 جنّتی مَردوں کے برابر طاقت عطا فرمائی[6] اور ایک جنّتی مرد کی طاقت دنیا کے 100 مَردوں کے برابر ہوتی ہے۔[7] نتیجہ یہ نکلا کہ حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کو 4ہزار مَردوں جتنی طاقت حاصل تھی۔

وہ ہے زورِیَدُ اللّٰہی کہ ہمسر دونوں عالَم میں
نہ کوئی ان کی قوت کا نہ کوئی ان کی طاقت کا[8]

3 ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا: سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کے لئے اور آپ کے طفیل آپ کی امت کے لئے ساری

زمین مسجد (یعنی نماز پڑھنے کی جگہ) اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے۔(9)

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِي یعنی مجھے 5 ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ (ان 5 میں سے ایک بات یہ بیان فرمائی:) جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ یعنی تمام روئے زمین کو میرے لئے سجدہ گاہ اور پاک کرنے والا بنا دیا گیا ہے۔ میری اُمّت کے جس شخص پر جہاں نماز کا وقت آجائے وہیں نماز پڑھ لے۔(10)

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت فرماتے ہیں: دوسرے نبیوں کے دِینوں میں نماز صرف ان کے عبادت خانوں میں ہوتی تھی گرجوں (Churches) وغیرہ میں، میری اُمّت (ممنوعہ مقامات کے علاوہ) تمام رُوئے زمین پر جہاں چاہے نماز پڑھ سکتی ہے۔ نیز کسی دین میں تَیَمُّم نہ تھا یہ صرف میرے دین میں ہے، غسل اور بے وُضوئی دونوں کا تیمم زمین پر ہوسکتا ہے یہ ہماری خصوصیات میں سے ہے۔(11)

4 **آواز مبارک کا دور تک پہنچنا:** حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آواز مبارک اتنی دور تک پہنچتی تھی جہاں تک کسی دوسرے کی آواز نہ پہنچتی تھی۔(12)

اپنے خیموں میں خطبہ مبارک سُن لیا: حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (حِجَّةُ الْوَدَاع کے موقع پر) رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مِنٰی میں خطبہ ارشاد فرمایا تو اللہ پاک نے ہماری سَماعت (یعنی سننے کی طاقت) کو کھول دیا یہاں تک کہ ہم آپ کے فرامین کو اپنی اپنی جگہ پر سنتے رہے۔(13)

حِجَّةُ الْوَدَاع کے موقع پر صحابۂ کرام کی تعداد: اے عاشقانِ رسول! حِجَّةُ الْوَدَاع کے موقع پر سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ حج کی سعادت پانے والے خوش نصیبوں کی تعداد سے متعلق حضرت علّامہ مولانا محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک لاکھ تیس ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا جَمِّ غفیر آپ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے ساتھ مکۂ مکرمہ میں داخل ہوا۔ یہ تعداد ان صحابۂ کرام کے علاوہ تھی جو مکۂ مکرمہ میں تھے اور یمن سے حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے تھے۔(14)

حکمِ نبوی پر عمل کا جذبہ: اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک دفعہ جمعۃُ المبارک کے دن (مسجدِ نبوی شریف کے) منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور حاضرین سے ارشاد فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن رَواحہ رضی اللہ عنہ اس وقت انصار کے قبیلے بنی غَنم میں موجود تھے۔ انہوں نے وہاں پر یہ ارشاد سنا اور حکمِ نبوی کی تعمیل میں جہاں تھے وہیں بیٹھ گئے۔(15)

تلاوت کی آواز گھر میں سُن لینا: حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آدھی رات کو خانۂ کعبہ کے پاس قراٰنِ کریم کی تلاوت فرماتے تو میں اپنے گھر کے تخت پر سنتی تھی۔(16)

حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا کا تلاوت کے مقام سے دور اپنے گھر کے اندرونی حصے میں تخت پر ہونے کے باوجود تلاوت سُن لینا آوازِ مبارک کی قوت پر دلیل ہے۔(17)

عورتوں کا گھروں میں خطبہ سُن لینا: سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب خطبہ ارشاد فرماتے تو پردہ نشین عورتیں اپنے گھروں میں خطبہ مبارک سُن لیا کرتی تھیں۔(18)

دُور نے نزدیک نے آواز یکساں ہی سنی
جب ہوئے بالائے منبر رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْن(19)

---

(1) شرف المصطفیٰ، 4/212 (2) پ9، الاعراف: 157 (3) جواہر البحار، 1/168، خزائن العرفان وغیرہ (4) مسندِ احمد، 8/303، حدیث: 22354 (5) سبل الھدی والرشاد، 10/450 (6) عمدۃ القاری، 3/41 (7) مسند احمد، 7/84، حدیث: 19333 (8) قبالۂ بخشش، ص42 (9) مواھب لدنیہ، 2/281 (10) بخاری، 1/133، حدیث: 335 (11) مراٰۃ المناجیح، 8/9 ملتقطاً (12) مواھب لدنیہ، 2/275 (13) نسائی، ص487، حدیث: 2993 (14) سیرتِ سید الانبیاء، ص562 (15) زرقانی علی المواھب، 5/445 (16) ابن ماجہ، 2/136، حدیث: 1349، مسند احمد، 10/261، حدیث: 26960 (17) زرقانی علی المواھب، 5/446 (18) خصائص کبریٰ، 1/113 (19) قبالۂ بخشش، ص193۔

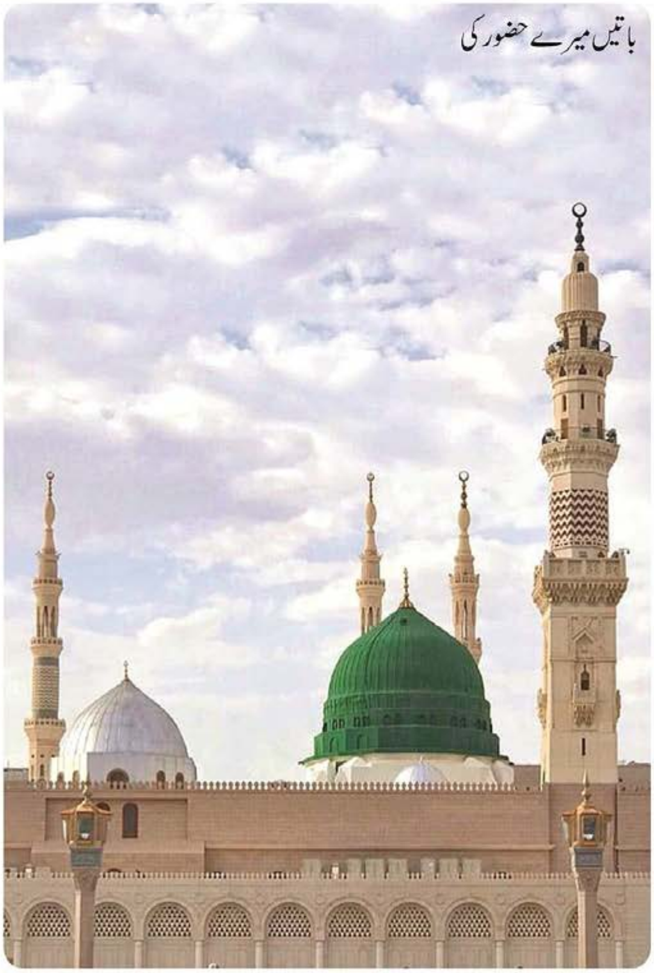

جنّت اور دنیا کے مالک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کاشف شہزاد عطّاری مَدَنی

اللہ کریم کی طرف سے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عطا کردہ خصوصی اختیارات (Special Authorities) میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کو جنّت اور دنیا کی تمام زمین کا مالک بنادیا گیا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جسے چاہیں جنّت عطا فرمادیں اور جسے چاہیں دنیا کی زمین مَرحمت فرمادیں۔

جنّت اور دنیا کی تمام زمین کے مالک: امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی تمام زمینوں کا حُضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو مالک کردیا ہے، حُضور جنّت کی زمین میں سے جتنی چاہیں جسے چاہیں جاگیر بخشیں۔ (جب جنّت کی زمین کا یہ معاملہ ہے) تو دنیا کی زمین کا کیا ذکر۔(1) ایک مقام پر فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم اپنے رب کی عطا سے مالکِ جنّت ہیں، مُعْطِیِ جنّت ہیں، جسے چاہے عطا فرمائیں۔(2)

جنّت کے وارث: اللہ پاک کا فرمانِ عالیشان ہے: ﴿ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِیًّا(۶۳) ﴾ ترجَمۂ کنزالعرفان: یہ وہ باغ ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اسے کریں گے جو پرہیز گار ہو۔(3)

اس آیتِ مقدسہ کا ایک معنی یہ بیان کیا گیا ہے: اَیْ نُوْرِثُ تِلْكَ الْجَنَّةَ مُحَمَّدًا صلَّی اللہ علیہ وسلَّم فَیُعْطِیْ مَنْ یَّشَاءُ وَیَمْنَعُ عَمَّنْ یَّشَاءُ یعنی ہم اس جنّت کا وارث محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بناتے ہیں کہ وہ جسے چاہیں جنّت عطا فرمائیں اور جسے چاہیں محروم رکھیں۔(4)

جسے چاہیں جنّت عطا فرمائیں: اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کثیر مواقع پر مختلف لوگوں کو جنّت کی بشارت عطا فرمائی یا کسی بات پر ان کے لئے جنّت کی ضمانت (Guarantee) لی۔ ذیل میں 3 روایات ملاحظہ فرمایئے:

1. حضرت سیّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے 2 مرتبہ جنّت خریدی: رُومہ نامی کنواں وَقف کرکے اور غزوۂ تبوک کے لئے اپنامال پیش کرکے۔(5)

2. ایک موقع پر مالکِ جنّت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیّدُنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: لَكَ الْجَنَّةُ عَلَیَّ یَا طَلْحَةُ غَدًا یعنی اے طلحہ! کل (بروزِ قیامت) تمہارے لئے جنّت میرے ذمہ ہے۔(6)

3. فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: مَنْ یَّضْمَنْ لِیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ یعنی جو میرے لئے اپنی زبان اور شرمگاہ کا ضامن ہوجائے (کہ ان سے میری نافرمانی نہ کرے) میں اس کے لئے جنّت کا ضامن ہوں۔(7)

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنّت کا
ہم مُفْلِس کیا مَول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے(8)

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ایسی کئی احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: وہ (یعنی حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) بِتَمْلِیْكِ اِلٰہی عزوجل (یعنی اللہ پاک کے مالک بنانے سے) جنّت کے مالک، کارخانۂ الٰہی کے مُختار ہیں، ضمانتیں فرماتے ہیں، اپنے ذمے لیتے ہیں، عطا

فرماتے ہیں، بَیْع (Sale) کر دیتے ہیں، ہر عاقل جانتا ہے کہ بیع وہی کرے گا جو خود مالک ہو یا مالک کی طرف سے ماذُون و مُختار (یعنی اجازت یافتہ اور اختیار دیا ہوا ہو)۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اہلِ حق کے نزدیک نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کو نفاذِ تَصَرُّف کی دونوں وَجہیں (یعنی خود مالک ہونا اور مالکِ حقیقی اللہ پاک کی طرف سے اجازت یافتہ ہونا دونوں) حاصل، حقیقتِ عطائیہ لیجئے تو وہ ضرور مالکِ جِنان (جنّت کے مالک) بلکہ مالکِ جَہان (Owner of Universe) ہیں۔ اور ذاتیہ لیجئے تو مالکِ حقیقی (یعنی اللہ پاک) کے ماذُونِ مُطْلَق و نائبِ کامل۔(9)

جنّت کی تقسیم: رَحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی کنیت "اَبُو الْقَاسِم" ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے: لِاَنَّہٗ یَقْسِمُ الْجَنَّۃَ بَیْنَ الْخَلْقِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کیونکہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم قیامت کے دن مخلوق کے درمیان جنّت تقسیم فرمائیں گے۔(10)

دنیا کی زمین کے مالک: سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دنیا کی زمین کا مالک ہونے سے متعلق 2 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ملاحظہ فرمایئے:

1 مَوَتَانُ الْاَرْضِ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ یعنی جو زمین کسی کی مِلک نہیں وہ اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔(11)

2 عَادِیُّ الْاَرْضِ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ یعنی قدیم زمینیں اللہ اور اس کے رسول کی مِلک ہیں۔(12)

اے عاشقانِ رسول! اُفتادہ غیر مَملُوکہ زمین (یعنی بنجر زمین جو کسی کی Property نہ ہو اس) کو شرع میں "عَادِیُّ الْاَرْض" جبکہ عرفِ حال میں "سرکاری زمین" کہتے ہیں۔(13)

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَقُول (یعنی میں کہتا ہوں) بَن (جہاں کثرت سے درخت ہوں)، جنگل، پہاڑوں اور شہروں کی مِلک اُفتادہ (یعنی جو کسی کی Property نہ ہوں ایسی) زمینوں کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ اُن پر ظاہری مِلک بھی کسی کی نہیں یہ ہر طرح خالص مِلکِ خدا اور رسول ہیں جَلَّ جلالہٗ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم، ورنہ محلوں، اِحاطوں، گھروں، مکانوں کی زمینیں بھی سب اللہ و رسول کی مِلک ہیں اگرچہ ظاہری نام مَن و تُو (یعنی ہم لوگوں) کا لگا ہوا ہے۔ یہ تخصیص مَکانی ایسی ہے جیسے آیۂ کریمہ: ﴿وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ﴾(14) میں تخصیص زَمانی کہ حکم اس دن (یعنی قیامت کے دن) اللہ کے لئے ہے، حالانکہ ہمیشہ اللہ ہی کا ہے، مگر وہ دن روزِ ظُہورِ حقیقت و اِنقطاعِ اِدِّعا (یعنی قیامت کا دن حقیقت ظاہر ہونے اور لوگوں کے دعوے ختم ہونے کا دن) ہے۔ لَاجَرَم (یعنی بلاشک) صحیح بخاری شریف کی حدیث نے ساری زمین بِلا تخصیص اللہ و رسول کی مِلک بتائی وہ کہاں؟ وہ اس حدیث آئندہ میں، فرماتے ہیں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم: اِعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ یقین جان لو کہ زمین کے مالک اللہ و رسول ہیں جلَّ وعلا و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم۔(15)

بَیْتُ اللَّحْم نامی بستی عطا فرمادی: حضرت سیّدُنا تمیم داری رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں عرض گزار ہوئے: یارسولَ اللہ! بے شک اللہ پاک آپ کو ساری دنیا پر غلبہ عطا فرمائے گا، میری (آبائی) بستی بَیْتُ اللَّحْم(16) مجھے عطا فرمادیجئے۔ سرکارِ نامدار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ھِیَ لَکَ یعنی یہ بستی تمہاری ہے، پھر یہ بات انہیں لکھ کر بھی عطا فرمادی۔

حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب شام فتح ہوا تو حضرت سیّدُنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تحریر لے کر ان کے پاس آئے۔ حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں اس بات کا گواہ ہوں، پھر یہ بستی ان کے سپرد کردی۔(17)

تُو ہی ہے مُلکِ خدا مِلکِ خدا کا مالک
راج تیرا ہے زمانہ میں حکومت تیری(18)

---

(1) فتاویٰ رضویہ، 14/667، فیض القدیر، 3/226 (2) فتاویٰ رضویہ، 14/667 (3) پ16، مریم: 63 (4) اخبار الاخیار، ص216 (5) کنز العمال، جز13، 7/20، حدیث: 36197 (6) معجم اوسط، 2/249، حدیث: 3172 (7) بخاری، 4/240، حدیث: 6474، فتاویٰ رضویہ، 30/632 (8) حدائقِ بخشش، ص186 (9) فتاویٰ رضویہ، 30/633 (10) عمدۃ القاری، 11/287 (11) جمع الجوامع، 7/310، حدیث: 23389 (12) کنز العمال، جز3، 2/362، حدیث: 9088 (13) فتاویٰ رضویہ، 17/168، بتغیر (14) پ30، انفطار: 19 (15) فتاویٰ رضویہ، 30/445، بخاری، 2/365، حدیث: 3167 (16) بَیْتُ اللَّحْم وہ بستی ہے جس میں حضرت سیّدُنا عیسیٰ روحُ اللہ علٰی نَبِیِّنَا وعلیہ الصّلٰوۃ وَالسّلام کی ولادت ہوئی تھی۔ (نسائی، ص81، حدیث: 448) (17) کتاب الاموال، ص288، حدیث: 682 (18) ذوقِ نعت، ص247۔

وہ شمع کیا بُجھے جسے روشن خدا کرے

مولانا کاشف شہزاد عطاری مَدَنی

اللہ پاک نے اپنے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اس قدر فضائل وکمالات اور امتیازات عطا فرمائے جن کا حقیقی اور مکمل بیان انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ اللہ پاک کی رحمت پانے کے لئے ان بے شمار امتیازات وکمالاتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں سے 3 کا مطالعہ فرمائیے:

1 اللہ پاک نے جان کی حفاظت کا ذمہ لیا: اللہ پاک نے اپنے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی لوگوں سے حفاظت کا ذمہ خود لیا۔ ارشاد فرمایا گیا: ﴿وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِؕ﴾ (ترجمۂ کنزُالعرفان: اور اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔)(1)

اے عاشقانِ رسول! اس آیتِ مبارکہ میں قتل سے حفاظت مراد ہے کہ کفار آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو قتل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ منقول ہے کہ 70 ہزار فرشتے اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حفاظت کیا کرتے تھے جو نیند یا بیداری کسی حالت میں آپ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔(2)

پیارے اسلامی بھائیو! مختلف مواقع پر کئی افراد نے سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جان لینے کی کوشش کی لیکن اللہ پاک نے اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حفاظت فرمائی۔ ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے:

کون بچائے گا؟ حضرت سیّدُنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہمراہ ایک غزوے میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے۔ واپس آتے ہوئے ہم دوپہر کے وقت ایک ایسی وادی میں پہنچے جہاں کانٹوں والے درختوں کی کثرت تھی۔ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان مختلف درختوں کے نیچے آرام کرنے لگے جبکہ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کیکر کے ایک درخت پر اپنی مبارک تلوار لٹکا کر اس درخت کے نیچے آرام فرما ہوئے۔ حضرت سیّدُنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ سوئے ہوئے تھے کہ اچانک حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بلانے کی آواز سے ہماری آنکھ کھلی۔ ہم حاضرِ خدمت ہوئے تو دیکھا کہ ایک دیہاتی شخص بیٹھا ہوا ہے۔ سرکارِ نامدار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ اس شخص نے میری تلوار نیام سے نکال لی۔ میں بیدار ہوا تو تلوار اس کے ہاتھ میں تھی اور اس نے مجھ سے کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے جواب دیا: اللہ (مجھے بچائے گا)۔ (اس شخص پر قابو پانے کے بعد) رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے کوئی سزا نہیں دی (بلکہ معاف فرمادیا)۔(3)

شارحِ بخاری امام بدرُ الدّین محمود عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کفار کے دلوں کو نرم کرنے اور انہیں دائرۂ اسلام میں داخل کرنے کی بہت زیادہ رغبت رکھتے تھے، اسی لئے آپ نے اس دیہاتی کو سزا دینے کے بجائے معاف فرمادیا۔ اس کی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ وہ دیہاتی نہ صرف مسلمان ہوگیا بلکہ اس نے واپس جاکر اپنی قوم کو اسلام کی دعوت پیش کی تو اللہ پاک نے اس کی بدولت کثیر لوگوں کو اسلام کی دولت عطا فرمادی۔(4)

واپس چلے جاؤ: اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان (بوقتِ ضرورت) سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ جب یہ

آیتِ مبارکہ نازل ہوئی: ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خیمے سے سر نکال کر ارشاد فرمایا: اے لوگو! واپس چلے جاؤ، بے شک اللہ پاک نے مجھے محفوظ فرما دیا ہے (مجھے اب انسانوں کی حفاظت کی ضرورت نہیں ہے)۔[5]

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

2 نمازِ عصر کے بعد نماز پڑھنا: نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد نماز پڑھنا سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خصوصیات میں سے ایک ہے۔[6]

عصر کے بعد نماز کی ممانعت: فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ یعنی عصر کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے۔[7]

صدرُ الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: نمازِ عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہے۔[8] ایک مقام پر فرماتے ہیں: عصر کے بعد نفل جائز نہیں۔[9]

ظہر کی 2 سنتوں کی قضا: اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ سَلَمہ رضی اللہُ عنہا سے روایت ہے: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نمازِ عصر پڑھ کر میرے گھر تشریف لائے اور 2 رکعت نماز ادا فرمائی۔ میں نے عرض کیا: یارسولَ اللہ! آج آپ نے ایک ایسی نماز پڑھی ہے جو پہلے نہیں پڑھتے تھے۔ ارشاد فرمایا: خالد بن ولید (رضی اللہُ عنہ) مالِ غنیمت لے کر آئے تھے، اس (کی تقسیم میں مصروفیت) کے سبب میں ظہر کے بعد کی 2 رکعت نہیں پڑھ سکا تھا، وہ 2 رکعتیں اب پڑھی ہیں۔ میں عرض گزار ہوئی: اگر ہم یہ 2 رکعتیں نہ پڑھ سکیں تو کیا ان کی قضا کریں؟ ارشاد فرمایا: نہیں۔[10]

اے عاشقانِ رسول! سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب کوئی نماز پڑھنا شروع کرتے تو پھر اس کی پابندی فرماتے تھے۔ نمازِ ظہر کے بعد کی یہ 2 سنتیں جو ایک مرتبہ کسی عُذْر کے سبب رہ گئی تھیں آپ نے نمازِ عصر کے بعد پڑھیں اور پھر اس کے بعد وصالِ ظاہری تک انہیں ادا فرماتے رہے۔[11]

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نمازِ عصر کے بعد 2 رکعتیں پڑھنے کو ترک نہیں فرماتے تھے۔[12]

شارحِ بخاری مفتی شریفُ الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ جو حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم سے مروی ہے کہ بعدِ عصر دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے وہ حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے خصائص میں (سے) ہے۔[13]

3 زمین لپیٹ دی جاتی: سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب چلتے تو آپ کے لئے زمین لپیٹ دی جاتی تھی۔[14]

حضرت سیّدُنا ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ کا بیان ہے: میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے زیادہ تیز رفتار کوئی شخص نہیں دیکھا، گویا آپ کے لئے زمین لپیٹ دی جاتی تھی۔ (سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ چلنے کے لئے) ہم اپنی جانوں کو مشقت میں ڈال دیتے تھے جبکہ آپ تکلف نہ فرماتے (اور اپنی معمول کی رفتار سے چلتے رہتے)۔[15]

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی رفتار کی تیزی راستہ طے ہونے کے لحاظ سے تھی نہ کہ سرکار کے چلنے کے لحاظ سے، حضورِ انور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نہایت وقار سے آہستہ چلتے تھے۔ رب فرماتا ہے: ﴿وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ﴾ (ترجَمۂ کنزُالعرفان: اور اپنے چلنے میں درمیانی چال سے چل۔)[16] مگر آپ (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے آہستہ چلنے کے باوجود راستہ جلد اور بہت زیادہ طے ہوتا تھا۔[17]

---

(1) پ6، المآئدۃ:67، شرف المصطفٰی، 4/108 (2) تفسیر صاوی، 2/521، 520 (3) بخاری، 3/59، حدیث:4135 (4) عمدۃ القاری، 12/166 (5) ترمذی، 5/35، حدیث:3057، نسیم الریاض، 4/222 (6) مواھب لدنیہ، 2/264 (7) بخاری، 1/213، حدیث:586 (8) بہار شریعت، 1/456 (9) بہار شریعت، 1/696 (10) مسند ابویعلٰی، 6/123، حدیث:6993، خصائص کبریٰ، 2/416 (11) مواھب لدنیہ، 3/228، زرقانی علی المواھب، 7/154 (12) بخاری، 1/215، حدیث:592 (13) نزہۃ القاری، 2/261 (14) شرف المصطفٰی، 4/211 (15) ترمذی، 5/369، حدیث:3668 (16) پ21، لقمٰن:19 (17) مراٰۃ المناجیح، 8/61۔

قبر میں دیدارِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مولانا کاشف شہزاد عطاری مدنی

اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جو خصوصی شانیں عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مرنے والے سے قبر میں آپ کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔[1]

2 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم:

1 جب بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ پھر دو فرشتے اس کے پاس آکر اسے بٹھا دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تم اس مرد یعنی محمد صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے بارے میں کیا کہتے تھے؟[*] (مسلمان) مردہ جواب میں کہتا ہے: اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ پاک کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔[2]

2 اَمَّا فِتْنَةُ الْقَبْرِ فَبِيْ تُفْتَنُوْنَ وَعَنِّيْ تُسْاَلُوْنَ یعنی قبر کا امتحان اس طرح ہوگا کہ تم میرے ذریعے آزمائے جاؤ گے اور تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا۔[3]

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے بعد (فرشتے) سوال کرتے ہیں: مَا تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُل ان کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ اب نہ معلوم کہ سرکار (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) خود تشریف لاتے ہیں یا رَوضۂ مُقدّسہ سے پردہ اٹھا دیا جاتا ہے، شریعت نے کچھ تفصیل نہ بتائی، اور چونکہ امتحان کا وقت ہے اس لیے "هٰذَا النَّبِی" نہ کہیں گے "هٰذَا الرَّجُل" کہیں گے۔[4]

دولہا کے دیدار کی رات: حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: قبر میں میت کو حضور علیہ السّلام کا دیدار کرا کر سوال ہوتا ہے کہ تُو اس شَمْسُ الضُّحٰى بَدْرُ الدُّجٰى صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو جو تیرے سامنے جلوہ گر ہیں، کیا کہتا تھا؟ "هٰذَا" اشارہ قریب ہے، معلوم ہوا کہ دِکھا کر قریب کرکے پھر پوچھتے ہیں۔ اسی لیے حضرات صوفیائے کرام اور عُشّاق موت کی تمنا کرتے ہیں اور قبر کی پہلی رات کو "دولہا کے دیدار کی رات" کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

مولانا آسی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی
جس کے جَویاں تھے ہے اُس گل سے ملاقات کی رات[5]

موت کا وقت آنے پر خوشی: اے عاشقانِ رسول! سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت کی ایک نشانی یہ ہے کہ آپ سے ملاقات (اور زیارت) کا شوق ہو، کیونکہ ہر محبت کرنے والا

(*) نوٹ: یاد رہے کہ قبر میں مردے سے تین سوالات کئے جاتے ہیں۔ اس روایت میں ان تین میں سے صرف تیسرے سوال کا ذکر کیا گیا ہے۔

اپنے محبوب سے ملنے کا مُشتاق ہوتا ہے۔[6]

چونکہ قبر میں سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دیدار ہونے کی امید ہے نیز موت کے بعد نیک بندوں کی روحیں آپس میں ملاقات کرتی ہیں اس لئے بعض بزرگانِ دین رحمۃُ اللہِ علیہم موت کا وقت آنے پر خوش ہوتے۔ اس حوالے سے 3 صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کا ذکر ملاحظہ فرمائیے: 1 جب سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عاشقِ صادق حضرت سیّدُنا بلال حبشی رضی اللہُ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی زوجہ محترمہ رضی اللہُ عنہا نے بے قرار ہو کر پکارا: وَاحُزْنَاہُ یعنی ہائے غم۔ اس پر آپ رضی اللہُ عنہ نے فرمایا: وَاطَرَبَاہُ یعنی واہ خوشی۔ غَدًا اَلْقَی الْاَحِبَّۃَ مُحَمَّدًا وَحِزْبَہٗ کل (یعنی مرنے کے بعد) میں (اپنے آقا) محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور آپ کے گروہ (یعنی صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان) سے ملوں گا۔[7] 2 حضرت سیّدُنا حذیفہ بن یمان رضی اللہُ عنہما سے متعلق بھی اسی طرح کی حکایت منقول ہے۔[8] 3 حضرت سیّدُنا عمار بن یاسر رضی اللہُ عنہمانے جنگِ صِفِّین کے دوران یہ شعر پڑھا:

اَلْاٰنَ اَلْقَی الْاَحِبَّۃْ ‏ ‏ ‏ مُحَمَّدًا ثُمَّ حِزْبَہٗ

یعنی عنقریب (مرنے کے بعد) میں اپنے پیاروں یعنی محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور آپ کے صحابہ سے ملوں گا۔[9]

ایک روایت کے مطابق آپ نے یہ بھی کہا: اَلْیَوْمَ نَلْقٰی حَبِیْبَنَا مُحَمَّدًا صلَّی اللہ علیہ وسلَّم یعنی آج ہم اپنے محبوب محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ملنے والے ہیں۔[10]

روح نہ کیوں ہو مُضْطَرِب موت کے انتظار میں
سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں[11]

مُشتاقانِ زیارتِ نبوی کے لئے خوش خبری: شیخِ مُحَقِّق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: لفظ "ھٰذَا" کے ساتھ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف جو اشارہ ہے یہ یا تو اس وجہ سے ہے کہ آپ کی رسالت مشہور ہے اور آپ کا تصوُّر ہمارے ذہنوں میں حاضر ہے، یا پھر قبر میں آپ کی ذاتِ مبارک لائی جائے گی اس طرح کہ آپ کی ایک مثال لائی جائے گی تاکہ آپ کے جمالِ جہاں آرا کے مُشاہدے سے فرشتوں کے سوال کی مشکل حل ہو جائے اور آپ کی ملاقات کے نور سے فِراق و دوری کا اندھیرا دور ہو جائے۔ اس بات میں (سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی) زیارت کی حسرت رکھنے والوں کے لئے یہ خوش خبری ہے کہ اگر وہ قبر میں آپ کی زیارت کی امید پر (اللہ پاک کی راہ میں) جان دے دیں تو اس کی گنجائش ہے۔[12]

جان دے دو وعدۂ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا[13]

قبر میں مردے سے سوال کی 3 صورتیں: شارحِ بخاری مفتی شریفُ الحق امجدی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: (قبر میں مردے سے سوال کس طرح ہوتا ہے) شارحینِ حدیث نے اس کی تین توجیہیں (یعنی 3 صورتیں بیان) کی ہیں: ایک تو یہ کہ قبر سے گنبدِ خضریٰ تک کے سارے حِجابات (یعنی پردے) اٹھا دیئے جائیں گے اور مُردہ جمالِ جہاں آرا سے مُشرّف ہوگا، اب نَکِیْرَین (یعنی قبر میں سوالات کرنے والے دو فرشتے مُنْکَر نَکِیر) حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف اشارہ کرکے پوچھیں گے۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کی شبیہ مبارک نکیرین کے پاس ہوگی، اُس کی طرف اشارہ کرکے پوچھیں گے۔ تیسری توجیہ یہ کی ہے کہ حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ وسلَّم خود تشریف لاتے ہیں۔[14]

جب قبر میں دیکھوں گا کہہ دوں گا یہ آقا سے
یاں کھینچ کے لایا ہے ارمان زیارت کا[15]

اے ہمارے پیارے اللہ پاک! موت کے بعد ہماری قبر کو سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جلووں سے پُرنور فرمادے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) مواہب لدنیہ، 2/289، کشف الغمہ، 2/55 (2) بخاری، 1/450، حدیث: 1338 (3) مسند احمد، 9/469، حدیث: 25143 (4) ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص526 (5) جاء الحق، ص121 (6) الشفا، 2/25 (7) الشفا، 2/23، نسیم الریاض، 4/430 (8) نسیم الریاض، 4/430 (9) شرح الشفا، 2/43 (10) دلائل النبوۃ، 2/552 (11) دیوانِ سالک، ص22 (12) اشعۃ اللمعات، 1/124 (13) حدائقِ بخشش، ص40 (14) فتاویٰ شارحِ بخاری، 1/406 (15) قبالۂ بخشش، ص79۔

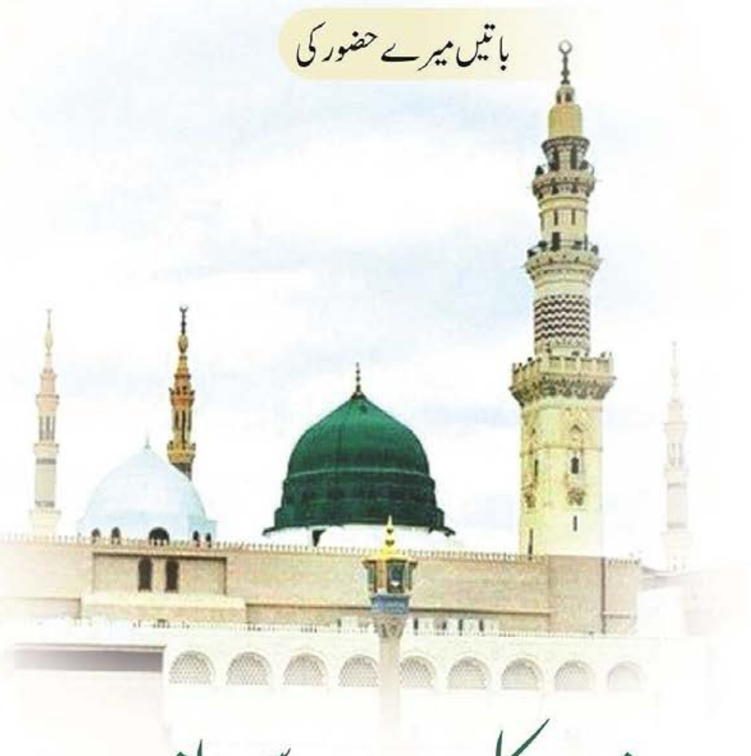

جنت کا سب سے بلند درجہ

مولانا کاشف شہزاد عطّاری مَدَنی

اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنے رب کی بارگاہ سے جو بے شمار خصوصی شانیں عطا فرمائی گئی ہیں ان میں سے 3 یہ ہیں:

1 مقامِ وسیلہ عطا کیا گیا: جنّت کا بلند ترین درجہ مقامِ وسیلہ اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے خاص ہے۔[1]

اللہ کے پیارے نبی، مکی مدنی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ یعنی اللہ پاک سے میرے لئے مقامِ وسیلہ کا سوال کرو۔ عرض کی گئی: یارسولَ اللہ! مقامِ وسیلہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: اَعْلٰى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ اَرْجُو اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ یعنی وہ جنّت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے جو صرف ایک شخص کو حاصل ہوگا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ شخص میں ہی ہوں گا۔[2]

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اَلْوَسِيْلَةُ دَرَجَةٌ عِنْدَ اللهِ لَيْسَ فَوْقَهَا دَرَجَةٌ فَسَلُوا اللهَ اَنْ يُّؤْتِيَنِي الْوَسِيْلَةَ یعنی وسیلہ اللہ پاک کے یہاں ایک ایسا درجہ ہے جس سے اوپر کوئی اور درجہ نہیں، اللہ کریم سے دعا کرو کہ وہ مجھے مقامِ وسیلہ عطا فرمائے۔[3]

شِہابُ المِلّۃِ وَالدِّین حضرت علّامہ احمد بن محمد خَفاجی مصری رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: مقامِ وسیلہ جنّت کے دیگر تمام مقامات سے زیادہ عرش کے نزدیک ہے اور یہ مقام خاص سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے ہے۔[4]

شفاعتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پانے کا نسخہ: فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جب تم مؤذن کو (اذان کہتے ہوئے) سنو تو اذان کے کلمات دہراتے جاؤ اور پھر مجھ پر دُرود پڑھو کیونکہ جو مجھ پر ایک مرتبہ دُرود پڑھتا ہے اللہ پاک اس کے بدلے میں اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس کے بعد اللہ پاک سے میرے لئے مقامِ وسیلہ کی دعا مانگو کیونکہ وہ جنّت کا ایک ایسا مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں۔ فَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ یعنی جو شخص میرے لئے مقامِ وسیلہ کی دعا مانگے تو اس کے لئے میری شفاعت لازم ہوجاتی ہے۔[5]

شارحِ بخاری مفتی شریفُ الحق امجدی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اس (حدیث میں شفاعت) سے خاص شفاعت مراد ہے، مثلاً: جنّت میں بلا حساب وکتاب داخل کرنا، درجے بلند کرانا۔[6]

اے عاشقانِ رسول! جب بھی اذان شروع ہو تو تمام کام کاج روک کر خاموشی سے اذان سنیں اور اس کا جواب دیں۔ جب اذان مکمل ہوجائے تو پھر اذان کے بعد کی دعا پڑھیں جس میں رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے مقامِ وسیلہ کی دعا بھی شامل ہے۔ اِنْ شآءَ اللہ بے شمار نیکیاں حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شفاعت بھی نصیب ہوگی۔[7]

بنائے گئے ہم شفاعت کی خاطر
ہمارے لیے ہے شفاعت نبی کی[8]

② **مخصوص فرشتوں کی حاضری:** حضرت سیدنا امام جلالُ الدّین سیوطی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ایک خصوصی شان یہ ہے کہ آپ کی خدمت میں بعض ایسے فرشتوں نے بھی حاضری دی جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہیں آئے تھے، اسماعیل نامی فرشتہ اور حضرت سیدنا اسرافیل علیہ السّلام بھی ان فرشتوں میں شامل ہیں۔[9]

اے عاشقانِ رسول! حضرت سیدنا اسرافیل علیہ السّلام مُرسلین مَلائکہ (یعنی مَنصبِ رسالت پر فائز ہونے والے فرشتوں) میں سے ہیں[10] اور مُرسلین مَلائکہ بالاجماع تمام غیر انبیاء سے افضل ہیں۔[11]

مدنی پھول: مُرسَلین مَلائکہ ان فرشتوں کو کہا جاتا ہے جو اللہ پاک کے احکامات تمام فرشتوں تک پہنچاتے ہیں۔[12]

③ **جبریل علیہ السّلام کا عیادت کرنا:** اللہ پاک کے حکم سے حضرت سیدنا جبریلِ امین علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام مَرَضِ وِصال میں 3 دن تک سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عِیادت کے لئے حاضر ہوتے رہے۔[13]

حضرت سیدنا امام باقر رحمۃُ اللہِ علیہ اپنے والدِ ماجد حضرت سیدنا علی اَوْسَط امام زین العابدین رحمۃُ اللہِ علیہ سے روایت کرتے ہیں: سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصالِ ظاہری سے 3 دن پہلے حضرت سیدنا جبریلِ امین علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: اللہ پاک نے آپ کی خصوصیت کے اظہار اور عزت و تکریم کے لئے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اللہ کریم آپ سے اس چیز کے بارے میں پوچھتا ہے جسے وہ آپ سے بہتر جانتا ہے، اور فرماتا ہے کہ آپ خود کو (اس وقت) کیسا پاتے ہیں؟ اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! میں خود کو غم اور تکلیف کی حالت میں پاتا ہوں۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی جبریلِ امین علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر یہی پیغام دیتے رہے اور دونوں دن سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے وہی جواب عطا فرمایا جو پہلے دن دیا تھا۔[14]

فکرِ امت: اے عاشقانِ رسول! رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مرضِ وصال میں جس غم و تکلیف کا اظہار فرمایا، مَعَاذَ اللہ یہ دنیا کی محبت یا جسمانی تکلیف کے اظہار کے لئے نہیں تھا بلکہ یہ دینِ اسلام کا غم اور اپنی امت کی فکر تھی۔ مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ شیخِ مُحَقِّق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ سے نقل فرماتے ہیں: (سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی) یہ غم و تکلیف اپنی امت اور اپنے دین کی فکر سے تھی کہ میری امت اور میرے دین کا میرے بعد کیا بنے گا۔[15]

فدا ہو جائے امت اس حمایت اس محبت پر
ہزاروں غم لئے ہیں ایک دل پر شادماں ہو کر[16]

---

(1) شرف المصطفیٰ، 218/4، مواہب لدنیہ، 317/2 (2) ترمذی، 352/5، حدیث: 3632 (3) مسند احمد، 165/4، حدیث: 11783 (4) نسیم الریاض، 226/3 (5) مسلم، ص162، حدیث: 849 (6) نزہۃ القاری، 302/2 (7) اذان کا جواب دینے کا طریقہ اور اذان کے بعد کی دعا سیکھنے کے لئے امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کی مرتب کردہ کتاب "نماز کے احکام" میں شامل رسالے "فیضانِ اذان" کا مطالعہ فرمائیے۔ یہ رسالہ مکتبۃ المدینہ سے الگ بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ (8) قبالۂ بخشش، ص313 (9) الحاوی للفتاوی، 177/2، انموذج اللبیب، ص224 (10) تفسیرِ خازن، 318/3 (11) فتاویٰ رضویہ، 629/29 (12) نبراس، ص767 (13) مواہب لدنیہ، 312/2، زرقانی علی المواہب، 358/7 (14) مشکاۃ المصابیح، 406/2، حدیث: 5972، زرقانی علی المواہب، 127/12 (15) اشعۃ اللمعات، 628/4، مراٰۃ المناجیح، 308/8 (16) ذوقِ نعت، ص130۔

خبر جن کے آنے کی نبیوں نے دی ہے

مولانا کاشف شہزاد عطاری مدنی

سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ایک خصوصی فضیلت یہ ہے کہ توریت وانجیل سمیت گزشتہ آسمانی کتابوں میں آپ کے اوصاف و کمالات بیان کئے گئے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دنیا میں تشریف آوری کی بشارت دی گئی۔(1) نیز گزشتہ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام اپنی اُمّتوں کے سامنے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اوصافِ حمیدہ بیان کرتے اور ذکرِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اپنی مجالس کو مُنَوَّر فرماتے تھے۔(2)

وہ ختم الانبیاء تشریف فرما ہونے والے ہیں
نبی ہر ایک پہلے سے سناتا یہ خبر آیا(3)

اے عاشقانِ رسول! ہمارے پیارے آقا، محبوبِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان و عظمت کا بیان اور آپ کی تشریف آوری کی خوش خبری گزشتہ آسمانی کتابوں میں ذکر کی گئی، انبیائے کرام علیہم الصّلوۃ والسّلام اپنی اپنی امتوں کے سامنے اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اوصافِ جلیلہ بیان کرکے آپ پر ایمان لانے کی تاکید فرماتے رہے۔ قراٰنِ کریم کی 4 آیات اور ان کے تحت کچھ نکات ملاحظہ فرمایئے:

1 **بیٹوں کی طرح پہچاننا:** ﴿اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ﴾ ترجمۂ کنزُالعرفان: وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی ہے (یعنی علمائے یہود و نصاریٰ)(4) وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔(5)

اے عاشقانِ رسول! گزشتہ آسمانی کتابوں میں سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اوصاف ایسے واضح اور صاف انداز میں بیان کئے گئے تھے جس سے علمائے اہلِ کتاب کو حضور پر نور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اللہ پاک کا آخری نبی ہونے میں کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہ سکتا تھا اور وہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس بلند منصب کو کامل یقین کے ساتھ جانتے تھے۔ یہودی عُلَما میں سے حضرت سیّدنا عبدُاللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: اس آیت میں جس پہچان کا ذکر کیا گیا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اے عمر! میں نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھا تو فوراً پہچان لیا جیسے میں اپنے بیٹے کو پہچان لیتا ہوں بلکہ میرا آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو پہچاننا اپنے بیٹے کو پہچاننے سے بھی زیادہ ہے کیونکہ اللہ پاک نے آپ کے اوصاف ہماری کتاب میں بیان فرمائے ہیں۔(6)

2 **بشارتِ عیسیٰ علیہ السّلام:** ﴿وَ اِذْ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ﴾ ترجمۂ کنزُالعرفان: اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے فرمایا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس عظیم رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔(7)

تَصَدُّق ایسی رِفعت پر کہ برسوں قبل دنیا میں
سناتے آئے مُژدہ حضرتِ عیسیٰ محمد کا(8)

نعلین برداری کی خواہش: اے عاشقانِ رسول! اسلام کے ابتدائی دور میں سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حکم پر کفّارِ مکہ کے ظلم و ستم سے بچنے کے لئے کئی مسلمان مکۂ مکرمہ سے ہجرت کر کے نجاشی بادشاہ کے ملک حبشہ پہنچے اور وہاں بادشاہ کے دربار میں ان کی گفتگو ہوئی۔ گفتگو کے آخر میں بادشاہ نجاشی رحمۃُ اللہ علیہ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ پاک کے رسول ہیں۔ ہم ان کا ذکرِ خیر انجیل میں پاتے ہیں اور یہ وہی رسول ہیں جن کے آنے کی خبر حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السّلام نے دی تھی۔ اگر مجھ پر حکومتی ذمہ داریاں نہ ہوتیں تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی نعلین مبارک اٹھانے کی سعادت حاصل کرتا اور انہیں وضو کرانے کی خدمت بجالاتا۔[9]

3 مٹانے کے باوجود نشانیاں باقی: ﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ٘﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: وہ جو اس رسول کی اتباع کریں جو غیب کی خبریں دینے والے ہیں، جو کسی سے پڑھے ہوئے نہیں ہیں، جسے یہ (اہلِ کتاب) اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔[10]

پیارے اسلامی بھائیو! ہر دور میں اہلِ کتاب اپنی کتابوں میں موجود ذکرِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم چھپانے اور مٹانے کی بھرپور کوشش کرتے رہے لیکن ان کی طرف سے ہزاروں تبدیلیاں ہونے کے باوجود بھی ان کتابوں میں سَیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے متعلق بشارتوں کا کچھ نہ کچھ نشان باقی رہ ہی گیا۔ تفصیل جاننے کے لئے مذکورہ آیتِ مقدّسہ کے تحت تفسیرِ خزائن العرفان یا پھر تفسیرِ صراطُ الجنان جلد 3 ص 450 ملاحظہ فرمایئے۔

کتابِ حضرتِ موسیٰ میں وَصف ہیں ان کے
کتابِ عیسیٰ میں ان کے فسانے آئے ہیں
انہیں کی نعت کے نغمے زَبور سے سن لو
زبانِ قرآں پہ ان کے ترانے آئے ہیں[11]

4 انبیائے کرام سے عہد لیا گیا: ﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗؕ﴾ ترجمۂ کنزُالعرفان: اور یاد کرو جب اللہ نے نبیوں سے وعدہ لیا کہ میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں گا پھر تمہارے پاس وہ عظمت والا رسول تشریف لائے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو گا تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔[12]

اس آیت میں رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ایک صفت یہ بیان کی گئی کہ آپ گزشتہ آسمانی کتابوں کی تصدیق فرمانے والے ہیں۔ عَلاءُ الدّین حضرت علامہ علی بن محمد خازِن رحمۃُ اللہ علیہ اس کے تحت فرماتے ہیں: اللہ پاک نے گزشتہ نبیوں کی کتابوں میں اپنے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اوصاف اور حالات بیان فرمائے تھے، جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ان کتابوں میں بیان کردہ اوصاف اور حالات ظاہر ہوئے تو ان کتابوں کا سچا ہونا ثابت ہو گیا۔[13]

شیرِ خدا حضرت سیّدنا علیُّ المرتضیٰ کرّمَ اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر آخر تک جتنے نبی بھیجے سب سے محمدٌ رّسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں عہد لیا گیا کہ اگر آپ اس نبی کی زندگی میں مَبْعُوث ہوں (یعنی اپنی نبوت کا اعلان فرمائیں) تو وہ آپ پر ایمان لائیں، آپ کی مدد کریں اور اپنی اُمّت سے بھی ان باتوں کا عہد لیں۔[14]

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ اس آیتِ مُقدسہ کے تحت فرماتے ہیں: اس عَہدِ ربّانی کے مطابق ہمیشہ حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء نشرِ مناقب و ذکرِ مَناصِب حضور سَیِّدُ الْمُرْسَلِین صلوٰۃُ اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین سے رَطْبُ اللّسان رہتے (یعنی حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فضائل اور مقام و مرتبے کے بیان سے اپنی زبانوں کو تر رکھتے) اور اپنی پاک مبارک مجالس و محافل ملائک منزل (یعنی وہ محفلیں جن میں فرشتے نازل ہوتے ہیں ان) کو حضور کی یاد و مدح سے زینت دیتے، اور اپنی امتوں سے حضور پُر نور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) پر ایمان لانے اور (آپ کی) مدد کرنے کا عہد لیتے۔[15]

جتنے اللہ نے بھیجے ہیں نبی دنیا میں
تیری آمد کی خبر سب ہیں سنانے والے[16]

---

(1) خصائص کبریٰ، 1/18 (2) فتاویٰ رضویہ، 30/135 مفہوماً (3) قبالۂ بخشش، ص 65 (4) خزائن العرفان (5) پ 2، البقرۃ: 146 (6) تفسیر خازن، 1/100 البقرۃ، تحت الآیۃ: 146 (7) پ 28، الصّفّ: 6 (8) قبالۂ بخشش، ص 52 (9) ابوداؤد، 3/285، حدیث: 3205، مسند احمد، 2/187، حدیث: 4400 (10) پ 9، الاعراف: 157 (11) سامانِ بخشش، ص 141 (12) پ 3، اٰلِ عمران: 81 (13) تفسیر خازن، 1/268 (14) الشفا، 1/44 (15) فتاویٰ رضویہ، 30/135 (16) حدائقِ بخشش، ص 484۔

(قسط:01)

بے سایہ محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مولانا کاشف شہزاد عطاری مدنی

اللہ پاک نے رسولِ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جو بے شمار خصوصی شانیں عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ سورج، چاند اور چراغ کی روشنی میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا سایہ نہیں ہوتا تھا۔[1]

اے عاشقانِ رسول! سینکڑوں سال سے مُفسّرین، مُحدّثین، شارحین اور دیگر عُلمائے دین اپنی کتابوں میں سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اس عظیمُ الشّان خصوصیت اور فضیلت کا بیان کرتے آرہے ہیں۔ اللہ پاک کی رحمت حاصل کرنے کے لئے ان بزرگانِ دین کے کچھ فرامین اور قراٰن و حدیث سے دیگر دلائل ملاحظہ فرمایئے:

قراٰن و حدیث سے عدمِ سایہ کا ثبوت: قراٰنِ کریم کی کئی آیات اور کثیر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ رحمتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ پاک نے بے مثال بشریت کے ساتھ ساتھ نورانیت سے بھی نوازا ہے اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ ان دونوں باتوں کو ملانے سے نتیجہ یہ نکلا کہ نور والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سائے سے پاک ہیں اور آپ کی نورانیت پر دلالت کرنے والی تمام قراٰنی آیات اور احادیثِ مبارکہ اس بات کی دلیل ہیں۔ حصولِ برکت کے لئے صرف ایک قراٰنی آیت اور اس کی تفسیر ملاحظہ فرمایئے:

نور آگیا: اللہ پاک کا فرمانِ عالیشان ہے: ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌۙ(۱۵)﴾ ترجمۂ کنزُ العرفان: بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آگیا اور ایک روشن کتاب۔[2] اس آیتِ کریمہ میں نور کے مرادی معنی بیان کرتے ہوئے امام جلالُ الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: هُوَ النَّبِیُّ صَلَّى اللہ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یعنی نور سے مراد نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں۔[3]

نور کا سایہ نہیں ہوتا: پیارے اسلامی بھائیو! نور کا سایہ نہ ہونا ایک معروف بات ہے اور کثیر بزرگانِ دین نے اسے بیان فرمایا ہے، یہاں صرف 4 بزرگوں کے فرامین پیش کئے جاتے ہیں: (1) شِہابُ المِلّۃ وَالدّین حضرت علّامہ احمد بن محمد خَفاجی مصری حنفی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اَلْاَنْوَارُ شَفَّافَةٌ لَطِیْفَةٌ لَاتَحْجِبُ غَیْرَهَا مِنَ الْاَنْوَارِ فَلَا ظِلَّ لَهَا یعنی انوار شفاف اور لطیف ہوتے ہیں، اپنے غیر تک روشنی کے پہنچنے میں رکاوٹ نہیں بنتے اس لئے ان کا سایہ نہیں ہوتا۔[4] (2) علامہ محمد بن عبد الباقی زُرقانی مالکی رحمۃُ اللہِ علیہ تحریر فرماتے ہیں: اِنَّ النُّوْرَ لَا ظِلَّ لَهٗ یعنی بے شک نور کا سایہ نہیں ہوتا۔[5] (3) شیخِ مُحقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: نُور رَا سَایہ نمی باشد یعنی نور کا سایہ نہیں ہوتا۔[6] (4) امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: نور کے لئے سایہ نہیں۔ مزید لکھتے ہیں: سایہ

اس جسم کا پڑے گا جو کثیف ہو اور انوار کو اپنے ماوراء سے حاجِب (یعنی اپنے آگے موجود چیز تک روشنی کے پہنچنے میں رکاوٹ بنے)، نور کا سایہ پڑے تو تنویر (یعنی روشنی) کون کرے؟ اس لئے دیکھو آفتاب (یعنی سورج) کے لئے سایہ نہیں۔[7]

تو ہے سایہ نور کا ہر عُضْو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا[8]

بزرگانِ دین کے فرامین: پیارے اسلامی بھائیو! سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عظیم خصوصیت و فضیلت "سایہ نہ ہونے" کو نقل کرنے والے بزرگانِ دین اور ان کے بیان کردہ دلائل اتنے زیادہ ہیں کہ انہیں ایک مضمون میں ذکر کرنا بہت مشکل ہے،
حصولِ برکت کے لئے کچھ دلائل ملاحظہ فرمائیے:

1 ایک موقع پر حضرت سیدنا ذُوالنُّورین عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: اِنَّ اللہَ مَا اَوْقَعَ ظِلَّكَ عَلَى الْاَرْضِ لِئَلَّا يَضَعَ اِنْسَانٌ قَدَمَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ الظِّلِّ یعنی بے شک اللہ پاک نے آپ کے سائے کو زمین پر نہ پڑنے دیا تاکہ کوئی انسان اس سائے پر پاؤں نہ رکھے۔[9] ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ یوں عرض گزار ہوئے: آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا، تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ناپاک زمین پر پڑ جائے۔[10]

2 امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظُ الحدیث امام عبد الرزاق، تبع تابعی بزرگ حضرت سیدنا عبدُ اللہ بن مبارک اور امام ابنِ جوزی رحمہم اللہ سے منقول ہے کہ صحابیِ رسول حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: لَمْ يَكُنْ لِرَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم ظِلٌّ یعنی رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا سایہ نہیں تھا۔ مزید فرماتے ہیں: وَلَمْ يَقُمْ مَعَ شَمْسٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْؤُهٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْؤُهٗ ضَوْءَ السِّرَاجِ یعنی رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ کا مبارک نور سورج کی روشنی پر غالب آجاتا اور چراغ کے سامنے کھڑے ہوتے تو چراغ کی روشنی پر غالب آجاتا۔[11] نورِ مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سورج اور چراغ کے نور پر غالب آنے کے 2 معنی ہوسکتے ہیں: (1) نورِ مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے سورج اور چراغ کی روشنیاں پھیکی پڑجاتیں جیسے سورج کی روشنی کے سامنے چراغ کی روشنی (2) اُس مبارک نور کے سامنے ان دونوں کی روشنی بالکل ختم ہوجاتی جیسے سورج کے سامنے ستاروں کی روشنی۔[12]

3 عارف باللہ امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن علی حکیم ترمذی شافعی رحمۃ اللہ علیہ تابعی بزرگ حضرت سیدنا ذکوان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں: اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَكُنْ يُرٰى لَهٗ ظِلٌّ فِيْ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ یعنی سورج اور چاند کی روشنی میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا سایہ نظر نہیں آتا تھا۔[13]

عَدِیمُ الْمِثْل ولاثانی ہے وہ ذاتِ مبارک یوں
بنایا ہی نہیں اللہ نے سایہ محمد کا[14]

4 شیخُ الاسلام امام احمد بن محمد ابنِ حجر مکی ہیتمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سراپا نور ہونے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ جب آپ دن یا رات میں سورج یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نہ پیدا ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سایہ صرف کثیف جسم کا ظاہر ہوتا ہے اور اللہ پاک نے اپنے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تمام جسمانی کثافتوں اور غلاظتوں سے پاکیزہ فرماکر آپ کو سراپا نور بنادیا تھا اس لئے آپ کا سایہ بالکل بھی نہ تھا۔[15]

حق نے انہیں بے مِثْل بنایا، پڑتا زمیں پر کیونکر سایہ
نورِ خدا اَعضائے محمد صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم[16]

شیطان کے دھوکے میں مت آئیں: پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ سائے سے پاک ہونا رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ایک ایسی عظیم فضیلت و خصوصیت ہے جو آپ کو اللہ پاک کی عطا سے حاصل ہوئی۔ خبردار! شیطان کے

بہکاوے میں آکر اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کسی معجزے اور خصوصیت سے متعلق شکوک وشبہات کا شکار ہرگز نہ ہوں۔ حضرت سیدنا امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بات کو جان لو کہ ہر وہ بات جس سے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عظمت وشان ظاہر ہوتی ہو، کسی کے لئے اس میں بحث ومباحثہ کرنا یا مخصوص قسم کی دلیل کا مطالبہ کرنا مناسب نہیں ہے۔(17)

عقل کے گھوڑے نہ دوڑائیں: اے عاشقانِ رسول! بزرگانِ دین کی کرامات اور سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معجزات و خصوصیات کے معاملے میں عقل کے گھوڑے دوڑانا اور ان باتوں کو عقل کے ترازو پر تولنا دنیا وآخرت میں نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ یاد رکھیں! اللہ کریم نے اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بے نظیر، لاثانی اور بے مثال بنایا ہے اس لئے آپ کو دیگر انسانوں پر قیاس کرنا ہرگز درست نہیں۔

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ بَشَر ہیں مگر عالَمِ عُلْوِی سے لاکھ درجہ اَشرف واَحسن، وہ انسان ہیں مگر اَرواح وملائکہ سے ہزار درجہ اَلْطَف (یعنی روحوں اور فرشتوں سے کہیں زیادہ لطیف و نورانی)، وہ خود فرماتے ہیں: 1 لَسْتُ كَمِثْلِكُمْ میں تم جیسا نہیں۔(18) 2 لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ میں تمہاری ہیئت پر نہیں۔(19) 3 اَيُّكُمْ مِثْلِيْ تم میں کون مجھ جیسا ہے۔(20) پھر اس خیالِ فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے ان کا بھی ہوگا تو ثبوتِ سایہ کا قائل ہونا، عقل وایمان سے کس درجہ دور پڑتا ہے۔(21)

انکار کرنے والے کا حکم: غزالیِ زماں حضرت علامہ مولانا سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عقائد و اعمال سے متعلق ہمارے بے شمار ایسے مسائل ہیں جنہیں ہم جَزم ویقین کے مرتبہ میں شمار نہیں کرتے، بلکہ محض فضیلت ومنقبت کے درجہ میں مانتے ہیں، حتّٰی کہ اگر کوئی نیک دل طالبِ حق محض دلیل نہ ملنے کی وجہ سے ہمارے اس مسئلہ کو تسلیم نہ کرے تو ہم اسے بدعقیدہ نہیں کہتے، نہ اس کے حق میں برا بھلا کہنا جائز سمجھتے ہیں، بشرطیکہ اس کا انکار رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عداوت اور بغض وکینہ کی وجہ سے نہ ہو۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جسمِ اقدس کا سایہ نہ ہونا بھی بابِ فضائل ومناقب سے ہے جس پر کفر وایمان کا مدار (یعنی بنیاد) نہیں۔(22)

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اپنے بے سایہ محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے طفیل ہمیں دونوں جہاں میں اپنی رحمتوں کا سایہ عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) خصائص کبریٰ، 1/116، مدارج النبوۃ، 1/21 (2) پ6، المائدۃ: 15 (3) تفسیر جلالین، 2/33 (4) نسیم الریاض، 4/335 (5) زرقانی علی المواہب، 5/525 (6) مدارج النبوۃ، 1/21 (7) فتاویٰ رضویہ، 30/706 (8) حدائقِ بخشش، ص244 (9) تفسیر نسفی، ص772 (10) مدارج النبوۃ، 2/161 (11) الوفا باحوال المصطفیٰ، 2/19، زرقانی علی المواہب، 5/525، الجزء المفقود من المصنف لعبد الرزاق، ص56 (12) فتاویٰ رضویہ، 30/708 مفہوماً (13) خصائص کبریٰ، 1/116، مواہب لدنیہ، 2/71 (14) قبالۂ بخشش، ص51 (15) المنح المکیۃ فی شرح الھمزیۃ، ص86 (16) قبالۂ بخشش، ص160 (17) کشف الغمۃ، 2/53 (18) مسند احمد، 9/132، حدیث: 23563 (19) بخاری، 1/633، حدیث: 1922 (20) بخاری، 4/352، حدیث: 6851 (21) فتاویٰ رضویہ، 30/725 (22) مقالاتِ کاظمی، 4/57۔

(دوسری اور آخری قسط)

بے سایہ محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مولانا کاشف شہزاد عطاری مدنی

سرکارِ دوعالَم، نورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی یہ امتیازی شان ہے کہ سورج، چاند اور چراغ کی روشنی میں آپ کا سایہ نہیں ہوتا۔ گزشتہ شمارے میں اس موضوع پر کئی دلائل پیش کئے گئے تھے، آیئے! اس موضوع سے متعلق کچھ مزید باتیں پڑھ کر اپنا ایمان تازہ کرتے ہیں:

سایہ کیوں نہیں تھا؟ اے عاشقانِ رسول! علمائے اسلام نے اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جسمِ اقدس کا سایہ نہ ہونے کی جو مختلف ایمان افروز حکمتیں بیان فرمائی ہیں ان میں سے 4 ملاحظہ فرمایئے:

1 رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نور ہونے کی وجہ سے آپ کا سایہ نہیں تھا۔(1)

کیا تم کو نورِ مُجَسَّم خدا نے زمیں پر نہیں پڑتا سایہ تمہارا(2)

2 سایہ نہ ہونا آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نبوت کی نشانیوں اور علامات میں سے ہے، چنانچہ بعض بزرگانِ دین نے عدمِ سایہ کو نبوت کی علامات اور نشانیوں کے باب میں ذکر فرمایا ہے۔(3)

3 حضرت سیّدُنا حکیم ترمذی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: مَعْنَاهُ لِئَلَّا يَطَأَ عَلَيْهِ كَافِرٌ فَيَكُوْنَ مَذِلَّةً لَهٗ یعنی اس میں حکمت یہ تھی کہ کوئی کافر سایۂ اقدس پر پاؤں نہ رکھے کیونکہ اس میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی توہین ہے۔(4)

حکایت: سیّدُنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہُ تعالیٰ عنہما تشریف لئے جاتے تھے، ایک یہودی حضرت کے گِرد (یعنی آس پاس) عجب حرکات اپنے پاؤں سے کرتا جاتا تھا۔ اُس سے دریافت فرمایا (کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟) بولا: بات یہ ہے کہ اور تو کچھ قابو ہم تم پر نہیں پاتے، جہاں جہاں تمہارا سایہ پڑتا ہے اُسے اپنے پاؤں سے روندتا (یعنی کچلتا) چلتا ہوں۔ ایسے خبیثوں کی شرارتوں سے حضرت حق عَزَّ جَلَالُہٗ (یعنی اللہ پاک) نے اپنے حبیب اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کو محفوظ فرمایا۔(5)

4 حضرت سیّدُنا شیخ احمد فاروقی سرہندی مُجَدِّدِ اَلفِ ثانی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ”دَر عالَمِ شہادت سایۂ شخص اَز شخص لطیف تر اَست وچُوں لطیف اَزوے دَر عالَم نَباشَد اُورا سایہ چہ صُورت دارد“ یعنی دنیا میں ہر شخص کا سایہ اس شخص سے زیادہ لطیف و پاکیزہ ہوتا ہے اور سرورِ کونین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے زیادہ لطیف کوئی چیز نہیں اس لئے آپ کا سایہ نہیں ہو سکتا۔(6)

پیارے اسلامی بھائیو! عموماً انسان کا جسم گرد و غبار، میل کچیل وغیرہ سے میلا اور گندگی و نَجاست سے آلودہ ہو جاتا ہے لیکن انسان کا سایہ ان چیزوں سے میلا نہیں ہوتا، لہٰذا ہر شخص کا سایہ اس سے زیادہ لطیف و پاکیزہ ہوتا ہے۔ نور والے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نورانی جسم سے زیادہ لطیف و پاکیزہ کوئی چیز نہیں اس لئے آپ کا سایہ بھی نہیں ہے۔

عدمِ سایہ سے متعلق علمائے کرام کی تالیفات: جن علمائے کرام نے اپنی کتابوں میں عظمت وشانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دیگر پہلوؤں کے ساتھ ساتھ عدمِ سایہ کا بھی ذکر فرمایا ان کی تعداد تو کثیر ہے، البتہ کئی عاشقانِ رسول نے مستقل عدمِ سایہ کے عنوان پر بھی کُتُب ورَسائل اور مَقالات لکھنے کی سعادت حاصل فرمائی ہے۔ ایسے چند علمائے کرام کے اَسمائے گرامی ملاحظہ فرمایئے:

1 اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ نے اس موضوع پر 3 لاجواب رسائل تصنیف فرمائے جن کے نام یہ ہیں: (الف) قَمَرُالتَّمَامُ فِیْ نَفْیِ الظِّلِّ عَنْ سَیِّدِ الْاَنَامُ علیہ وعلٰی الہ الصّلٰوۃ والسّلام (مخلوق کے سردار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سائے کی نفی میں کامل چاند) (ب) نَفْیُ الْفَیْءُ عَمَّنْ اِسْتَنَارَ بِنُوْرِہٖ کُلُّ شَیْء صلَّی اللہ علیہ وسلم (اس ذاتِ اقدس سے سائے کی نفی جن کے نور سے ہر چیز روشن ہوگئی) (ج) ھُدَی الْحَیْرَانْ فِیْ نَفْیِ الْفَیْءِ عَنْ سَیِّدِالْاَکْوَانْ علیہ الصلوۃ والسلام الاتمان الاکملان (کائنات کے سردار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سائے کی نفی کے متعلق حیرت زدہ شخص کی رہنمائی) اس کے علاوہ آپ نے مولانا حبیب علی علوی رحمۃُ اللہِ علیہ کی کتاب پر تَقْرِیظ لکھی جس میں عدمِ سایہ سے متعلق کثیر عقلی ونقلی دلائل درج فرمائے 2 شَیْخُ الدَّلائل حضرت علّامہ مولانا محمد عبدُ الحق صِدیقی نقشبندی رحمۃُ اللہِ علیہ نے "قُرَّۃُ عَیْنِ الصُّدُوْر" کے نام سے اس موضوع پر رسالہ تحریر فرمایا 3 حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ 4 رَئیسُ التحریر حضرت علّامہ مولانا ارشد القادری رحمۃُ اللہِ علیہ 5 حضرت علّامہ مولانا مفتی نور اللہ نعیمی بصیر پوری رحمۃُ اللہِ علیہ سمیت دیگر کئی عاشقانِ رسول نے بھی اس موضوع پر رسائل اور مَقالات تحریر فرمائے۔

وہ ہیں خورشیدِ رسالت نور کا سایہ کہاں اس سبب سے سایۂ خیر الوریٰ ملتا نہیں (7)

عدمِ سایہ سے متعلق 3 رضوی پھول: امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ نے عدمِ سایہ سے متعلق اپنی تحریرات میں علم وعرفان کے جو گلشن سجائے ہیں ان میں سے 3 پھولوں کی خوشبو سے اپنا ایمان تازہ کیجئے: 1 حدیث میں ہے کہ آسمانوں میں چار انگل جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے سجدہ میں نہ ہو۔ (8) (اگر) ملائکہ کے (لئے) سایہ ہوتا تو آفتاب (یعنی سورج) کی روشنی ہم تک کیونکر پہنچتی یا شاید پہنچتی تو ایسی جیسے گھنے پیڑ میں سے چھن کر خال خال بُندکیاں (یعنی اِکّادُکّا بُوندیں) نور کے سائے کے اندر نظر آتی ہیں۔ (9) 2 جب ملائکہ کہ حُضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے نور سے بنے (10) سایہ نہیں رکھتے تو حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کہ اصلِ نور ہیں جن کی ایک جھلک سے سب مَلَک (یعنی فرشتے) بنے کیونکر سایہ سے مُنَزَّہ (یعنی پاک) نہ ہوں گے۔ عجب کہ ملائکہ (جو) مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے نور سے بنے بے سایہ ہوں اور مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کہ نورِ الٰہی سے بنے، سایہ رکھیں۔ (11) 3 ہم دعویٰ حتمی کرتے ہیں کہ اگر اس (عدمِ سایہ کے) باب میں کوئی حدیث نہ آئی ہوتی، نہ کسی عالم نے اس کی تصریح فرمائی ہوتی، تاہم بمُلاحظہ ان آیات واحادیثِ مُتکاثِرہ مُتوافِرہ مُتظافِرہ کے جن سے بِالْقَطْعِ وَالْیقِین سراپائے سَیِّدُ الْمُرسَلِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کا نورِ صِرف کانِ لَطافَت وجانِ اِضاءَت ہونا ثابت (یعنی جن کثیر آیتوں اور حدیثوں سے قطعی ویقینی طور پر سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک جسم کا سراپا نور اور لطیف ہونا ثابت ہوتا ہے انہیں دیکھتے ہوئے) ہم حکم کرسکتے کہ حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے لئے سایہ نہ تھا۔ (12)

یہی منظور تھا قدرت کو کہ سایہ نہ بنے ایسے یکتا کے لئے ایسی ہی یکتائی ہو (13)

اجماعی مسئلہ: حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: آقائے دَوعالَم حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے بے سایہ ہونے کے اتنے دلائل واقوال ہیں کہ اگر اس کو اِجماعی (مُتَّفِقہ) مسئلہ کہہ دیا جائے تو بے جا (غلط) نہ ہوگا۔ (14)

سچوں کے ساتھ ہوجائیں: اللہ پاک نے ایمان والوں کو یہ حکم دیا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (۱۱۹)﴾ ترجَمۂ کنزُ العرفان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہوجاؤ۔ (15) مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: اچھوں کا سَنگ (یعنی صحبت) اختیار کرو کہ ان سے محبت رکھو، ان کے سے عقیدے، ان کے سے اعمال کرو کہ وہ حضرات حَقّانِیَّت (یعنی سچّائی) کی دلیل ہیں۔ (16)

اللہ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ بَرَکت نشان ہے: اَلْبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُم یعنی برکت تمہارے بزرگوں کے ساتھ ہے۔(17)

اے عاشقانِ رسول! اسلام کے ابتدائی دور سے آج تک تقریباً ہر دور میں بڑے بڑے علمائے کرام اور امت کے امام سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عدمِ سایہ کی خصوصیت کا بیان فرماتے آئے ہیں۔ ان تمام حضرات کے نام جمع کرنا اور ان کا ذکر کرنا تو کافی مشکل ہے، حصولِ برکت کے لئے اس طویل فہرست میں سے صرف 28 اکابرینِ امت کے اسمائے گرامی پیش ہیں: 1 تابعی بزرگ حضرت سیّدُنا ذکوان (101ھ) 2 اَمیرُ المؤمنین فِی الحدیث حضرت سیّدُنا عبدُ اللہ بن مبارک مَروَزِی (181ھ) 3 امام محمد بن علی حکیم ترمذی شافعی (285ھ) 4 امام حسین بن محمد راغب اصفہانی (450ھ) 5 اَبُوالْفَضْل امام قاضی عیاض مالکی (544ھ) 6 علّامہ نظامی گنجوی (594ھ) 7 امام عبدالرّحمٰن ابن جوزی (597ھ) 8 عارفِ کامل مولانا جلالُ الدّین رومی (672ھ) 9 حافِظُ الدّین حضرت علّامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نَسفی حَنَفی (710ھ) 10 امام اَبُوالْحَسَن علی بن عبدُالکافی سُبکی شافعی (756ھ) 11 حضرت خواجہ سیّد نَصِیرُ الدّین محمود چراغ دہلوی چشتی نظامی (757ھ) 12 شَرَفُ الدّین ابو محمد امام اسماعیل مُقرِی یمنی شافعی (839ھ) 13 نُورُ الدّین مولانا عبدالرحمٰن جامی (898ھ) 14 امام جلالُ الدّین عبدالرحمٰن بن ابو بکر سُیوطی شافعی (911ھ) 15 شارحِ بخاری امام احمد بن محمد قسطلانی (923ھ) 16 شیخُ الاسلام امام زکریا انصاری شافعی (928ھ) 17 امام محمد بن یوسف صالحی شامی (942ھ) 18 امام حسین بن محمد دِیار بکری (966ھ) 19 عارف باللہ امام عبدالوہاب شعرانی (972ھ) 20 امام احمد بن حجر مکی ہیتمی شافعی (974ھ) 21 مَلِکُ المُحَدِّثین شیخ محمد بن طاہر صدیقی پٹنی قادری (986ھ) 22 علّامہ علی بن سلطان قاری حنفی (1014ھ) 23 امام محمد عبدالرؤف مُناوی شافعی (1031ھ) 24 حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی مُجَدِّدِ الفِ ثانی (1034ھ) 25 علّامہ علی بن بُرہانُ الدّین حَلَبی (1044ھ) 26 شیخ مُحَقِّق شیخ عبدالحق محدث دہلوی (1052ھ) 27 امام احمد بن محمد خَفَاجی مصری حنفی (1069ھ) 28 امام محمد بن عبدالباقی زُرقانی مالکی (1122ھ) رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا بول بالے مِری سرکاروں کے(18)

اے ہمارے پیارے اللہ پاک! ہمیں اپنے ان محبوب بندوں جیسے عقائد و اعمال اختیار کرنے کی توفیق عطا فرما اور عظمت و شانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معاملے میں ہر قسم کے شیطانی وسوسوں سے نجات عطا فرما۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) انموذج اللبیب، ص213 (2) قبالۂ بخشش، ص30 (3) الشفا، 1/368 (4) سبل الہدیٰ والرشاد، 2/90 (5) فتاویٰ رضویہ، 30/701 (6) مکتوباتِ امام ربانی، 2/75، مکتوب:100 (7) سامانِ بخشش، ص132 (8) ترمذی، 4/140، حدیث:2319 (9) فتاویٰ رضویہ، 30/693 (10) الجزء المفقود من المصنف لعبد الرزاق، ص63، حدیث:18 (11) فتاویٰ رضویہ، 30/693 (12) فتاویٰ رضویہ، 30/746 (13) ذوقِ نعت، ص205 (14) رسائلِ نعیمیہ، ص105 (15) پ11، التوبۃ:119 (16) تفسیر نعیمی، 11/129 (17) مستدرک، 1/238، حدیث:218 (18) حدائقِ بخشش، ص360۔

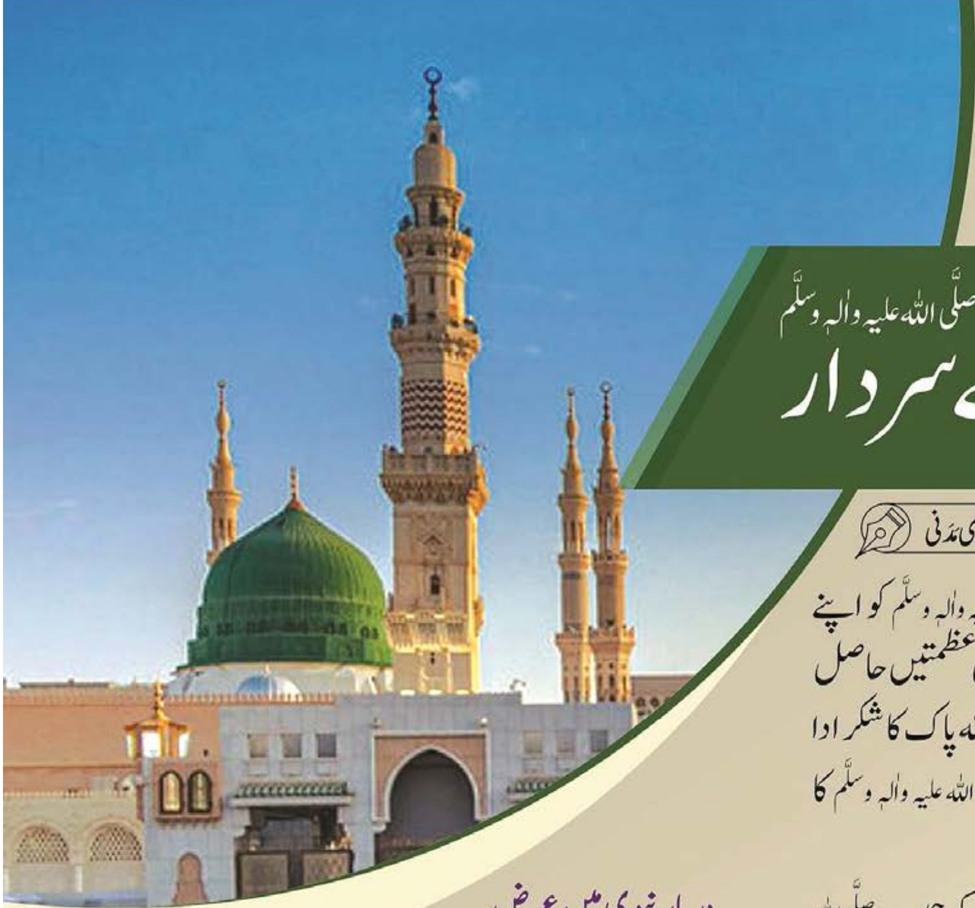

پاکیزہ لوگوں کے سردار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مولانا کاشف شہزاد عطّاری مَدَنی

اے عاشقانِ رسول! رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنے پاک پروردگار کے فضل و کرم سے جو خصوصی عظمتیں حاصل ہوئی ہیں، ان میں سے ایک کا تذکرہ پڑھ کر اللہ پاک کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے ہمیں ایسے عالی شان آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اُمّتی اور غلام بنایا ہے:

مبارک جسم ولباس پر مکھی کا نہ بیٹھنا: اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نورانی جسم اور مبارک لباس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔[1] مبارک جسم سے مچھر خون نہیں چوستا تھا اور نہ ہی جُوئیں تکلیف پہنچاتی تھیں۔[2]

عُلمائے کرام کا اس خصوصیت کو ذکر کرنا: امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: جسمِ اقدس ولباسِ انفس پر مکھی نہ بیٹھنا علامہ (امام اَبُو الرَّبِیع) ابنِ سَبُع (رحمۃُ اللہِ علیہ) نے خصائص میں ذکر فرمایا، علماء نے تَصرِیح کی (کہ) اس کا راوی (یعنی اس بات کو روایت کرنے والا شخص) معلوم نہ ہوا، اور باوجود اس کے بِلا نَکِیْر (یعنی اس بات کا انکار کئے بغیر) اپنی کتابوں میں اسے ذکر فرماتے آئے۔[3]

مزید لکھتے ہیں: (امام اَبُو الرَّبِیع) ابنِ سَبُع (رحمۃُ اللہِ علیہ) نے حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے خصائص میں کہا: جُوں آپ کو اِیذا (یعنی تکلیف) نہ دیتی۔ علّامہ (جلالُ الدین) سیوطی نے خصائص کبریٰ میں اس طرح ابنِ سَبُع (رحمۃُ اللہِ علیہ) سے نقل کیا اور بر قرار رکھا۔[4]

دربارِ نبوی میں عرض

فاروقی: حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر بارگاہِ رسالت میں عرض کی: اِنَّ اللّٰہَ عَصَمَکَ عَنْ وُقُوْعِ الذُّبَابِ عَلٰی جِلْدِکَ لِاَنَّہٗ یَقَعُ عَلَی النَّجَاسَاتِ فَیَتَلَطَّخُ بِھَا یعنی بے شک اللہ پاک نے آپ کو اس بات سے محفوظ رکھا کہ مکھی آپ کے جسم پر بیٹھے کیونکہ وہ گندگی پر بیٹھ کر اس سے آلودہ ہوتی ہے۔[5]

نبوت کی ایک نشانی: امامِ اہلِ سنّت، مُجَدِّدِ دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ شِھابُ المِلّۃ وَالدّین حضرت علّامہ احمد بن محمد خَفاجی مصری حنفی رحمۃُ اللہِ علیہ نے ارشاد فرمایا: سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نبوت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ مبارک جسم اور لباس شریف پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جو عظمتیں عطا فرمائی ہیں یہ خصوصیت بھی ان میں سے ایک ہے۔ (عربی زبان میں مکھی کو ذُباب کہتے ہیں) ذُباب کا واحد ذُبَابَۃ ہے۔ مکھی کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے: لِاَنَّہٗ کُلَّمَا

ذُبَّ آبَ کیونکہ اسے جب بھی اڑایا جائے تو یہ واپس آجاتی ہے۔ اللہ پاک نے اپنے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو (تمام) گندگیوں سے پاک (پیدا) فرمایا ہے جبکہ مکھی خود گھناؤنی ہونے کے ساتھ گندی چیزوں پر سے اڑ کر بھی آتی ہے۔

نقطہ نہ ہونے کی حکمت: ایک عالم صاحب نے کتنی پیاری بات فرمائی ہے: ”مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ الله“ میں کوئی حرف نقطے والا نہیں ہے کیونکہ حروف پر لگائے جانے والے نقطے مکھیوں کی طرح ہوتے ہیں (کہ جس طرح مکھی انسان پر بیٹھتی ہے اسی طرح یہ نقطے حروف پر لگائے جاتے ہیں)۔ اللہ پاک نے اپنے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے مبارک نام اور صفت (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ الله) کو مکھی سے ملتے جلتے نقطوں سے بھی محفوظ فرمادیا ہے۔[6]

یہ شانِ اعلانِ نبوت سے پہلے ہی حاصل تھی: حکیمُ الْاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ تحریر فرماتے ہیں: اَوَّل (یعنی شروع) ہی سے جسمِ پاک بے سایہ تھا، خوشبو دار تھا، کبھی جسمِ اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی، یہ حضورِ انور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم) کے اِرْہاصات ہیں جو ظُہورِ نبوت سے پہلے ظاہر تھے۔[7]

نوٹ: نبی سے جو بات خلافِ عادت قبلِ نبوّت ظاہر ہو، اُس کو اِرْہاص کہتے ہیں۔[8]

ہر قسم کی گندگی اور بدبو سے پاک ہستی: پیارے اسلامی بھائیو! مکھیوں کی آمد اور جُوؤں کا پیدا ہونا، گندگی، بدبو اور پسینے وغیرہ کی وجہ سے ہوا کرتا ہے۔ رحمتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہر قسم کی گندگیوں سے پاک جبکہ جسمِ اَطہر اور پسینہ مبارک بھی خوشبودار تھا اس لئے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ان چیزوں سے محفوظ رہے۔[9]

مَیل کا تصوّر بھی نہیں ہوسکتا: اے عاشقانِ رسول! ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ ایسی بارگاہ ہے کہ لفظ ”مَیل“ کا ”میم“ بھی اس دربار کے قریب نہیں پھٹکتا، پاکیزگی و صفائی اور طہارت و نفاست اس مبارک دربار میں حاضری دے کر برکتیں حاصل کرتے ہیں، پھر بھلا مکھی، مچھر یا پسّو وغیرہ کی کیا مجال کہ وہ اس مقدس ہستی کے جسم یا لباس کے قریب آنے کا تصوّر کرسکیں۔

احتیاط لازم ہے: یاد رکھئے! اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے متعلق کوئی بات کرتے یا لکھتے ہوئے بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس معاملے میں معمولی سی بے احتیاطی بھی دنیا و آخرت کے ناقابلِ تلافی نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔ صدرُ الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: (جو شخص) آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے لباس مبارک کو گندہ اور مَیلا بتائے، حُضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم) کے ناخن بڑے بڑے کہے، یہ سب کفر ہے۔[10]

لباس مبارک کبھی میلا نہ ہوا: شارحِ بخاری امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃُ اللہِ علیہ نقل فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے صرف پاکیزگی اور خوشبو ہی ظاہر ہوتی تھی اور اس کی نشانی بدن مبارک میں یہ تھی کہ لباس میلا نہیں ہوتا تھا، چنانچہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا مبارک لباس کبھی میلا کچیلا نہیں ہوا۔[11]

امامِ اہلِ سنّت، عاشقِ ماہِ رسالت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں:

مَیل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پُتلا نور کا
ہے گلے میں آج تک کورا ہی کُرتا نور کا[12]

اے ہمارے پیارے اللہ پاک! مکے مدینے کے تاجدار، پاکیزہ لوگوں کے سردار صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے طفیل ہمیں ہر قسم کی ظاہری باطنی گندگی بالخصوص گناہوں کی گندگی سے محفوظ فرما۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

---

(1) الشفاء، 1/368 (2) مواہب لدنیہ، 2/275 (3) فتاویٰ رضویہ، 30/720 (4) فتاویٰ رضویہ، 30/722 (5) تاریخ الخمیس، 2/287 (6) نسیم الریاض، 4/335، فتاویٰ رضویہ، 30/720 (7) مراٰۃ المناجیح، 8/236 (8) بہارِ شریعت، 1/58 (9) زرقانی علی المواہب، 7/200، سیرتِ مصطفےٰ، ص566 (10) بہارِ شریعت، 2/463، کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص207 (11) مواہب لدنیہ، 2/162 (12) حدائقِ بخشش، ص244۔

بنے دو جہاں تمہارے لئے

مولانا کاشف شہزاد عطاری مدنی

اللہ پاک کی عطا سے رحمتِ عالمیان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ایک خصوصی شان یہ ہے کہ حضرت سیِّدُنا آدم علیہ السّلام سمیت ساری مخلوق آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے ہی پیدا کی گئی ہے۔(1)

4احادیثِ قُدسیہ: اے عاشقانِ رسول! آسمان و زمین، فِرِشتوں، جِنّات اور جنّت سمیت تمام مخلوق کا رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے بنایا جانا کثیر روایات سے ثابت ہے۔4روایات ملاحظہ فرمایئے:

(1) حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ پاک نے حضرت سیِّدُنا عیسیٰ علیہ السّلام کی طرف وحی فرمائی: یَا عِیْسٰی اٰمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَاْمُرْ مَنْ اَدْرَکَہٗ مِنْ اُمَّتِكَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِہٖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ اٰدَمَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ یعنی اے عیسیٰ! محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ایمان لاؤ اور اپنی اُمّت میں سے ان کا زمانہ پانے والوں کو بھی ان پر ایمان لانے کا حکم دو۔ اگر محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا اور نہ ہی جنّت و دوزخ بناتا۔(2)

امام محمد بن عبد الباقی زُرقانی مالکی رحمۃُ اللہِ علیہ اس روایت کے تحت فرماتے ہیں: وَھُوَ لَا یُقَالُ رَاْیًا فَحُکْمُہُ الرَّفْعُ یعنی اس طرح کی بات اپنی رائے سے نہیں کہی جاسکتی لہٰذا اس روایت کا حکم مرفوع روایت کا ہے (یعنی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما نے یہ بات نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سُن کر بیان کی ہے)۔(3)

امام محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃُ اللہِ علیہ نے سیرتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے متعلق اپنی مایہ ناز کتاب "سُبُلُ الْھُدٰی وَالرَّشَاد فِیْ سِیْرَةِ خَیْرِ الْعِبَاد" میں ایک پورے باب (Chapter) کا نام یہ رکھا: خَلْقُ اٰدَمَ وَجَمِیْعِ الْمَخْلُوْقَاتِ لِاَجْلِہٖ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم یعنی حضرت آدم علیہ السّلام اور ساری مخلوق کا سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے تخلیق کیا جانا۔ اس باب میں مذکورہ بالا روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ امام جمالُ الدّین محمود بن جُملہ رحمۃُ اللہِ علیہ نے ارشاد فرمایا: حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سوا کسی اور نبی یا کسی فرشتے کو یہ فضیلت حاصل نہیں ہوئی۔(4)

(2) حضرت سیِّدُنا جبریلِ امین علیہ السّلام بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: آپ کا رب ارشاد فرماتا ہے: وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْیَا وَاَھْلَھَا لِاُعَرِّفَھُمْ کَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِیْ وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا یعنی بے شک میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ اے محبوب! میرے نزدیک آپ کی جو قدر و منزلت ہے وہ ان پر ظاہر کروں اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو تخلیق نہ فرماتا۔(5)

ہوتے کہاں خلیل و بِنا کعبہ و منیٰ
لَوْلَاكَ والے صَاحِبی سب تیرے گھر کی ہے(6)

(3) جب اللہ پاک نے حضرت سیِّدُنا آدم علیہ السّلام کو پیدا فرمایا تو آپ نے عرش پر نورِ محمدی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ملاحظہ فرما کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے میرے رب! یہ نور کیسا ہے؟ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ھٰذَا نُوْرُ نَبِیٍّ مِّنْ ذُرِّیَّتِكَ اِسْمُہٗ فِی السَّمَاءِ اَحْمَدُ وَفِی الْاَرْضِ مُحَمَّدٌ لَوْلَاہُ مَا خَلَقْتُكَ وَلَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَلَا اَرْضًا یعنی یہ آپ کی اولاد میں سے ایک نبی کا نور ہے جن کا آسمان (کے فرشتوں) میں (مشہور نام) احمد جبکہ زمین (والوں) میں (مشہور) نام محمد ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ آپ کو پیدا کرتا اور نہ ہی آسمان و زمین کو بناتا۔(7)

زمیں آسماں کچھ بھی پیدا نہ ہوتا
نہ ہوتی جو منظور خِلقت تمہاری(8)

4 ایک حدیثِ قُدسی میں فرمایا گیا: لَوْلَاكَ مَاخَلَقْتُ سَمَاءً وَلَا اَرْضًا وَلَا جِنًّا وَّلَا مَلَكًا یعنی اے محبوب! اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان وزمین اور جِنّات وفِرشتوں کو پیدا نہ فرماتا۔[9]

دنیا کی کیا مجال: امام شَرَفُ الدّین محمد بن سعید بُوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشہورِ زمانہ قصیدۂ بُردہ شریف میں فرماتے ہیں:

وَکَیْفَ تَدْعُوْاِلَی الدُّنْیَا ضَرُوْرَۃُ مَنْ

لَوْلَاہُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْیَا مِنَ الْعَدَمِ

یعنی دنیا کی ضرورتیں اس مبارک ہستی کو اپنی طرف کیسے بُلا سکتی ہیں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو دنیا عدم سے وُجود میں نہ آتی۔

علّامہ سیّد عمر بن احمد آفندی حَنَفی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں: اس شعر میں اس حدیثِ قُدسی کی طرف اشارہ ہے: لَوْلَاكَ لَمَاخَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ فرماتا۔[10] اَفلاک (آسمانوں) سے مراد دنیا میں موجود ہر چیز ہے، گویا جُز (Part) بول کر کُل مراد لیا گیا ہے۔ نیز اس واقعے کی طرف اشارہ ہے کہ معراج کی رات جب سرکارِ نامدار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی کے مقام پر پہنچ کر اللہ پاک کے لئے سجدہ کیا تو اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: اَنَا وَ اَنْتَ وَمَا سِوٰی ذٰلِكَ خَلَقْتُهٗ لِاَجْلِكَ یعنی اے میرے پیارے! میں ہوں اور تم ہو، اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ سب میں نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔ اس موقع پر اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں عرض کی: اَنَا وَ اَنْتَ وَمَا سِوٰی ذٰلِكَ تَرَكْتُهٗ لِاَجْلِكَ یعنی اے میرے مالک! میں ہوں اور تیری ذاتِ پاک ہے، اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ سب میں نے تیرے لئے چھوڑ دیا۔ نیز اس شعر میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ دنیا رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تابع ہے، آپ اور آپ کے اَصحاب کے لئے بنائی گئی ہے، پھر بھلا کیسے ممکن ہے کہ یہ مبارک ہستیاں دنیا کے تابع ہوجائیں یا دنیوی خواہشات سے مَغْلُوب ہوجائیں۔[11]

امامِ اہلِ سنّت کے 4 فرامین: اے عاشقانِ رسول! کئی علمائے اسلام نے رحمتِ کونَین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے باعثِ تخلیقِ کائنات ہونے کو بیان فرمایا ہے۔ چونکہ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں اس لئے ایک ایسے عظیم عاشقِ رسول کے 4 فرامین پیش کئے جاتے ہیں جن کا ہر ہر فرمان عین قراٰن وسنّت کے مطابق ہوتا ہے اور جن کی کتاب کا حوالہ دیکھ کر عاشقانِ رسول کے دل مطمئن ہوجاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مُجَدِّدِ دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: 1 یہ ضرور صحیح ہے کہ اللہ عزوجل نے تمام جہان حضورِ اَقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے لئے بنایا، اگر حضور نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا۔ یہ مضمون احادیثِ کثیرہ سے ثابت ہے جن کا بیان ہمارے رسالہ "تَلَأْلُؤُ الْاَفْلَاكِ بِجَلَالِ اَحَادِیْثِ لَوْلَاكَ" میں ہے۔[12] 2 خُدائی (یعنی مخلوق) کی پیدائش بطفیلِ حضور سیّدِ عالَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم ہے۔ حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا، حضور تُخْمِ وُجود واصلِ موجودات ہیں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم۔[13] 3 حضرتِ حق عزجلالہ (اللہ پاک) نے تمام جہان کو حُضور پُرنور محبوبِ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے واسطے پیدا فرمایا، حُضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا، تو سارا جہان ذاتِ الٰہی سے بواسطۂ حُضور صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم پیدا ہوا یعنی حُضور کے واسطے حضور کے صدقے حضور کے طفیل میں۔[14] 4 ہاں ہاں لَا وَاللہ ثُمَّ بِاللہ ایک دَفْعِ بلا و حُصُولِ عطا کیا (یعنی اللہ پاک کی قسم! پھر دوبارہ اللہ پاک کی قسم! صرف مشکلات کا خاتمہ اور عطاؤں کا حصول ہی نہیں بلکہ) تمام جہان (Universe) اور اس کا قِیام، سب انہیں کے دَم قدم سے ہے۔ عالَم جس طرح اِبتدائے آفرِینِش (یعنی اپنی تخلیق کے معاملے) میں ان کا مُحتاج تھا، یونہی بقا میں بھی ان کا محتاج ہے۔ آج اگر ان کا قدم درمیان سے نکال لیں ابھی ابھی فَنائے مُطْلَق (یعنی سب کچھ ختم) ہوجائے۔[15]

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے[16]

---

(1) مواھبِ لدنیہ، 2/271، سیرت حلبیہ، 3/422 (2) مستدرک، 3/516، حدیث: 4285 (3) زرقانی علی المواھب، 7/186 (4) سبل الھدیٰ والرشاد، 1/74 (5) خصائص کبریٰ، 2/330 (6) حدائقِ بخشش، ص203 (7) مواھب لدنیہ، 1/35، زرقانی علی المواھب، 1/85 (8) شمائمِ بخشش، ص59 (9) جواہر البحار، 3/42 (10) حضرت علّامہ مولانا علی بن سلطان قاری رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں: ان الفاظ کے ساتھ وارد نہیں لیکن معنیٰ صحیح ہیں۔ (اَلزُّبْدَۃ فی شرح البُردۃ، ص258) اس حوالے سے فتاویٰ ملک العلماء، ص296 کا مطالعہ مفید رہے گا۔ (11) عصیدۃ الشہدۃ شرح قصیدۃ البردۃ، ص118 (12) فتاویٰ رضویہ، 29/113 (13) فتاویٰ رضویہ، 5/301 (14) فتاویٰ رضویہ، 30/667 (15) فتاویٰ رضویہ، 30/404 (16) حدائقِ بخشش، ص178۔

شرحِ صَدْرِ صَدارت پہ لاکھوں سلام

مولانا کاشف شہزاد عطاری مدنی

سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی ایک عظیمُ الشّان فضیلت یہ ہے کہ چار مرتبہ آپ کا شَقِّ صَدْر ہوا۔[1] یعنی حضرت سیّدُنا جبریلِ امین علیہ السَّلام نے مبارک سینے کو چاک کرکے مقدس دل باہر نکالا، سونے کے طَشْت میں آبِ زَمزم سے غسل دیا اور نور و حکمت سے بھر کر اس کی جگہ واپس رکھ دیا۔[2]

پہلی بار شَقِّ صَدْر: حضرت سیّدُنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم بچّوں کے ساتھ موجود تھے کہ جبریلِ امین علیہ السَّلام آئے، آپ کو پکڑ کر لٹایا، سینہ چیر کر اس میں سے دل نکالا اور دل میں سے جما ہوا خون (خون کا لوتھڑا) نکال کر کہا: هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ آپ کے اندر یہ شیطان کا حصہ تھا۔[3] اس کے بعد جبریلِ امین علیہ السَّلام نے مبارک دل کو سونے کے طَشْت میں آبِ زم زم سے دھویا اور سی کر دوبارہ اس کی جگہ رکھ دیا۔ (یہ منظر دیکھ کر) بچّے دوڑ کر حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی رضاعی والدہ (حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا) کے پاس پہنچے اور کہا: محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم) کو قتل کردیا گیا ہے۔ یہ سُن کر لوگ جلدی جلدی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ (مبارک چہرے کا) رنگ بدلا ہوا تھا۔ حضرت سیّدُنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں مبارک سینے پر اس سلائی کے نشان دیکھا کرتا تھا۔[4]

غزالیِ زماں علّامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے تحت فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شَقِّ صَدْر مبارک کے متعلق روحانی، کَشْفی، مَنامی (یعنی روحانی طور پر یا خواب میں ہونے) وغیرہ کی تمام تاویلات قطعاً باطل ہیں بلکہ یہ شَق اور چاک کیا جانا حِسّی، حقیقی اور اَمرِ واقعی ہے کیونکہ سینۂ اَقدس میں سوئی سے سیئے جانے کا نشان چمکتا ہوا نظر آتا تھا۔[5]

دوسری بار شَقِّ صَدْر: فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہے: میں دس سال کی عمر میں صحرا میں جارہا تھا کہ اچانک میں نے اپنے سر کے اوپر دو آدمیوں (یعنی جبرائیل و میکائیل علیہما السَّلام) کو دیکھا، ایک نے دوسرے سے پوچھا: کیا یہی ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا: ہاں۔ ان دونوں نے مجھے پکڑ کر لٹایا اور میرے پیٹ کو چاک کردیا، جبرائیل سونے کے ایک طشت میں پانی لارہے تھے جبکہ میکائیل میرا پیٹ دھو رہے تھے۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: ان کا سینہ چاک کرو۔ میں نے دیکھا کہ میرا سینہ چاک ہوچکا ہے لیکن مجھے درد محسوس نہیں ہوا۔ اب اس فرشتے نے کہا: ان کا دل چیرو اور اس میں سے کینہ اور حسد نکال دو۔ میرا دل چیرا گیا اور اس میں

سے خون کے لَوتھڑے جیسی چیز نکال کر پھینک دی گئی۔ پھر اس فرشتے نے کہا: ان کے دل میں شفقت اور رَحمت داخل کر دو۔ دوسرے فرشتے نے میرے سینے میں چاندی جیسی کوئی چیز داخل کی اور اپنے پاس سے کوئی پِسی ہوئی چیز نکال کر اس پر چھڑک دی، پھر میرے پاؤں کا انگوٹھا ہلا کر کہا: آپ تشریف لے جائیے۔ جب میں وہاں سے واپس آیا تو میرے دل میں چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی عزت سماچکی تھی۔ (6)

بھرے اس میں اَسرار و علمِ دو عالَم
کُشادہ کیا حق نے سینہ تمہارا (7)

تیسری بار شَقِّ صَدْر: رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مَنّت مانی کہ ایک مہینے غارِ حرا میں حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہُ عنہا کے ہمراہ اعتکاف کریں گے، اتفاق سے یہ رمضان کا مہینا تھا۔ (اس دوران) ایک رات آپ (غار سے) باہر نکلے تو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ کی آواز سنی۔ آپ نے گمان فرمایا کہ یہ کسی جِن کی آواز ہے اور جلدی سے حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہُ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ اُمُّ المؤمنین نے آپ کو چادر اوڑھا کر پوچھا: اے اِبنِ عبد اللہ! کیا بات ہے؟ ارشاد فرمایا: میں نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ کی آواز سنی اور میرے خیال سے یہ کوئی جن ہے۔ اُمُّ المؤمنین نے عرض کی: اے اِبنِ عبد اللہ! آپ کو خوش خبری ہو، سَلام تو اچھی چیز ہے۔ اس کے بعد نبیِّ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک دفعہ باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ جبریلِ امین علیہ السّلام دھوپ میں موجود ہیں، ان کا ایک بازو مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے۔ اس موقع پر جبریلِ امین نے حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کچھ گفتگو کی اور دوبارہ ملاقات کا وعدہ کرکے چلے گئے۔ آپ علیہ السّلام بتائے ہوئے دن پہنچے تو جبریلِ امین علیہ السّلام نے آنے میں تاخیر کر دی، جب آپ نے واپسی کا ارادہ کیا تو اچانک دیکھا کہ جبرائیل اور میکائیل علیہما السّلام موجود ہیں اور ان دونوں نے آسمان کے کنارے کو بھر دیا ہے۔ میکائیل علیہ السّلام آسمان و زمین کے درمیان رہے جبکہ جبرائیل علیہ السّلام نے نیچے اتر کر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو گُدّی کے بَل لٹا دیا، پھر (مبارک سینے کو چاک کرکے) مقدس دل نکالا اور اس میں سے جو اللہ پاک نے چاہا وہ باہر نکالا۔ اس کے بعد نورانی دل کو سونے کے طَشْت میں آبِ زم زم سے دھویا، پھر اسے اس کی جگہ واپس رکھ کر سی دیا اور زخم بند کر دیا۔ اس کے بعد جبریلِ امین علیہ السّلام نے رَحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو پیٹ کے بل لٹا کر مبارک پُشت پر مہر لگائی یہاں تک کہ اس کا اثر آپ نے اپنے دل میں محسوس کیا، پھر آپ کو سورۂ عَلَق کی ابتدائی پانچ آیات پڑھائیں۔ یہاں سے واپس آتے ہوئے اللہ کے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے وہ آپ کی خدمت میں سَلام پیش کرتے یہاں تک کہ جب اُمُّ المؤمنین حضرت بی بی خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہُ عنہا کے پاس پہنچے تو انہوں نے بھی عرض کی: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله۔ (8)

چوتھی بار شَقِّ صَدْر: معراج کی رات رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حطیمِ کعبہ میں آرام فرمارہے تھے کہ تین فرشتے حاضر ہوئے اور آپ کو اُٹھا کر زم زم شریف کے کنویں کے پاس لے آئے۔ ان تینوں میں سے جبریلِ امین علیہ السّلام نے سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے گلے سے لے کر مبارک سینے تک جسم کو چاک کیا اور (مبارک دل باہر نکال کر) آبِ زم زم سے دھویا، پھر سونے کا ایک تھال لایا گیا جس میں ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا سونے کا ایک برتن موجود تھا، اس (برتن میں موجود علم و حکمت) سے مبارک دل کو بھر کر سی دیا اور پھر سینے کو برابر کر دیا۔ (9)

شَقِّ صَدْر کی حکمتیں: اللہ کریم کا فرمانِ عظیم ہے: ﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱﴾ ترجمۂ کنزُالعرفان: کیا ہم نے تمہاری خاطر تمہارا سینہ کشادہ نہ کر دیا؟ (10)

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: سینہ کشادہ کرنے سے مراد یا سینہ چاک کرنا ہے یا سینہ کھولنا یا وسیع فرمانا۔ اگر پہلے معنیٰ (یعنی سینہ چاک کرنا) مراد ہوں تو خیال رہے کہ حُضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا سینہ مبارک 3 یا 4 بار چاک کرکے قلبِ مبارک دھویا گیا۔ اوّل: بی بی حلیمہ دائی کے ہاں تاکہ دل میں کھیل کود کی رغبت نہ ہو، پھر شروعِ شباب (یعنی جوانی کے آغاز میں) میں تاکہ جوانی کی غفلت نہ آنے پائے، پھر عطاءِ نبوت کے قریب تاکہ دل بارِ نبوت کو برداشت کرسکے، پھر معراج کی

رات تاکہ عالَمِ مَلَکُوت کے نظارہ اور دیدارِ الٰہی کا تَحَمُّل ہوسکے، یہ ظاہری شَرْحِ صَدْر ہے۔[11]

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ سے یوں آواز آتی ہے
کُشادہ کر دیا اللہ نے سینہ محمد کا[12]

سونے کے طَشْت کے استعمال کی حکمتیں: شارحِ بخاری امام بدرُ الدّین محمود بن احمد عینی رحمۃُ اللہِ علیہ نے شَقِّ صَدْر کے موقع پر قلبِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو سونے کے طَشْت میں رکھنے کی چند ایمان افروز حکمتیں بیان فرمائی ہیں جنہیں قدرے ترمیم اور تسہیل و اضافے کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے: (1) سونا تمام دھاتوں میں سب سے اعلیٰ و افضل دھات ہے جبکہ قلبِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم تمام دِلوں میں سب سے افضل دل ہے (2) سونے میں کئی ایسی خوبیاں ہیں جو کسی اور دھات میں نہیں، یونہی قلبِ مبارک کو بھی بے شمار ایسے فضائل حاصل ہیں جو کسی اور مخلوق کے حصے میں نہیں آئے (3) سونے کو نہ آگ کھاتی ہے، نہ مٹی بوسیدہ کرتی ہے اور نہ اسے زنگ لگتا ہے۔ قلبِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو کسی قسم کے گناہ و معصیت کا زنگ نہیں لگتا، مٹی اور آگ نہیں کھاسکتی (4) سونا تمام جواہرات میں سب سے وزنی ہے، سونے کے طَشْت سے وحی کے وزن اور بوجھ کی طرف اشارہ ہے۔[13]

قلبِ اقدس کو دھونے کی حکمت: غزالیِ زماں علّامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: قلبِ اطہر کا زم زم سے دھویا جانا کسی آلائش (گندگی) کی وجہ سے نہ تھا کیونکہ حُضور سَیِّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم سَیِّدُ الطَّیِّبِیْن وَ الطَّاهِرِین (یعنی صاف ستھرے لوگوں کے سردار) ہیں، ایسے طَیِّب و طاہر کہ ولادتِ باسعادت کے بعد بھی حُضور سَیِّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو غسل نہیں دیا گیا، لہٰذا قلبِ اقدس کا زم زم سے دھویا جانا محض اس حکمت پر مبنی تھا کہ زم زم کے پانی کو وہ شَرَف بخشا جائے جو دنیا کے کسی پانی کو حاصل نہیں، بلکہ قلبِ اطہر کے ساتھ ماءِ زم زم کو مَسّ (Touch) فرما کر وہ فضیلت عطا فرمائی گئی جو کوثر و تَسْنِیم کے پانی کو بھی حاصل نہیں۔[14]

قلبِ مبارک میں آنکھیں اور کان: حضرت جبریلِ امین علیہ السَّلام نے (پہلی بار) مبارک دل کو شَقّ کرنے کے بعد جب آبِ زم زم سے دھویا تو فرمانے لگے: قَلْبٌ سَدِيْدٌ فِيْهِ عَيْنَانِ تَبْصُرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ یعنی مبارک دل ہر قسم کی کَجِی (ٹیڑھے پن) سے پاک اور بے عیب ہے، اس میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں۔[15]

شَقِّ صَدْر سے حیاتُ النّبی کا ثُبوت: عام طور پر روح کے بغیر جسم میں زندگی نہیں ہوتی لیکن انبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام کے مقدس جسم، روح قبض کئے جانے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں۔ انسان کا دل روح کا ٹھکانہ ہے لہٰذا جب کسی انسان کا دل اس کے سینے سے باہر نکال لیا جائے تو وہ زندہ نہیں رہتا لیکن رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا مبارک دل سینۂ اقدس سے باہر نکالا گیا، اسے چیرا گیا اور وہ مُنْجَمِد (جما ہوا) خون جو جسمانی اعتبار سے دل کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے صاف کر دیا گیا، اس کے باوجود بھی رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم بدستور زندہ رہے۔ یہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ روحِ مبارک قبض ہونے کے بعد بھی اللہ کے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم زندہ ہیں کیونکہ جس کا دل بدن سے باہَر ہو اور وہ پھر بھی زندہ رہے، اگر اس کی روح قبض ہو کر باہر ہو جائے تو وہ کب مُردہ ہو سکتا ہے۔[16]

اے ہمارے پیارے اللہ پاک! قلبِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے طفیل ہمارے دِلوں کو ایمان پر ثابت قدمی عطا فرما۔
اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

رَفعِ ذکرِ جَلالت پہ اَرفع دُرُود
شَرحِ صَدْرِ صَدارت پہ لاکھوں سلام[17]

---

(1) کشف الغمہ، 2/53، زرقانی علی المواھب، 7/191 (2) صراط الجنان، 10/739 (3) یعنی اگر آپ کی ذاتِ مقدسہ میں شیطان کا کوئی حصہ ہوتا تو یہی خون کا لوتھڑا ہو سکتا تھا، مگر جب یہ بھی نہ رہا تو اب ممکن ہی نہیں کہ ذاتِ مُقَدَّسہ سے شیطان کا کوئی تعلق کسی طرح سے ہو سکے۔ (نسیم الریاض، 3/38 مفہوماً، مقالاتِ کاظمی، 1/159) (4) مسلم، ص88، حدیث:413 (5) مقالاتِ کاظمی، 1/209 (6) دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص128، رقم: 166 (7) قبالۂ بخشش، ص30 (8) مسند ابو داؤد طیالسی، ص215، حدیث:1539، دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص125، رقم:163 (9) بخاری، 4/580، حدیث:7517 (10) پ30، اَلَمْ نَشْرَحْ:1 (11) نورالعرفان زیرِ آیتِ مذکور، نسیم الریاض، 3/70 مفہوماً (12) قبالۂ بخشش، ص53 (13) عمدۃ القاری، 11/600 (14) مقالاتِ کاظمی، 1/85 (15) فتح الباری، 14/407 (16) مقالاتِ کاظمی، 1/159 تسہیلاً (17) حدائقِ بخشش، ص304۔

ساری مخلوق کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مولانا کاشف شہزاد عطاری مَدَنی

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ پاک نے ایسے کثیر فضائل سے نوازا جو کسی اور نبی یا رسول کے حصے میں نہ آئے۔ ان میں سے ایک خصوصی فضیلت یہ ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام مخلوق یعنی انسان وجنّات اور فِرِشتوں بلکہ حیوانات اور جَمادات (بے جان چیزوں) سب کی طرف رسول بناکر بھیجے گئے جبکہ دیگر انبیائے کرام علیہمُ السَّلام کسی مخصوص قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔[1]

اے عاشقانِ رسول! رسولِ ذیشان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی یہ عظمت و شان کئی آیاتِ قراٰنی اور احادیثِ نبوی سے ثابت ہے۔ حصولِ برکت کے لئے چند دلائل ملاحظہ فرمائیے:

3 آیاتِ قراٰنی:

1 ﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا﴾

ترجَمۂ کنزُ العرفان: اور اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام لوگوں کیلئے خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔[2]

2 ﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا﴾

ترجَمۂ کنزُ العرفان: تم فرماؤ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔[3]

3 ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَاۙ﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: وہ (اللہ) بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر قراٰن نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہان والوں کو ڈر سُنانے والا ہو۔[4]

تیسری آیت کے تحت 2 بزرگوں کے فرامین پیش ہیں:

(۱) شارحِ بخاری امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃُ اللہِ علیہ: اس آیتِ مُقَدَّسہ میں بندے سے مراد محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں جبکہ عالَم اللہ پاک کے علاوہ (یعنی تمام مخلوق) کو کہتے ہیں۔ یہ آیت تمام مُکَلَّفِین (احکامِ شریعت کے پابند یعنی) جنات، انسانوں اور فِرِشتوں کو شامل ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ساری مخلوق کے لئے رسول ہیں۔[5]

(۲) صَدْرُ الْاَفاضِل سید نعیمُ الدّین مرادآبادی رحمۃُ اللہِ علیہ: اس (آیت) میں حضور سَیِّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عُمومِ رسالت کا بیان ہے کہ آپ تمام خَلْق کی طرف رسول بناکر بھیجے گئے۔ جن ہوں یا بَشَر (انسان) یا فِرِشتے یا دیگر مخلوقات سب آپ کے اُمّتی ہیں، کیونکہ عالَم مَاسِوَی اللہ (اللہ پاک کے علاوہ) کو کہتے ہیں، اس میں یہ سب داخل ہیں۔ مَلائِکَہ (فِرِشتوں) کو اس سے خارج کرنا بے دلیل ہے۔[6]

3 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم:

1 مَا مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يَعْلَمُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَّا كَفَرَةَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ یعنی بے ایمان جنات اور انسانوں کے علاوہ کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو۔[7]

یہ فرمانِ عالی شان تمام مخلوقات یہاں تک کہ حیوانات (Animals) اور جَمادات (پتھروں وغیرہ) کو بھی شامل ہے کہ وہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رسالت کو جانتے اور اس پر ایمان لاتے ہیں، البتہ کافر جنات اور انسان آپ کی رسالت کا علم ہونے کے باوجود ایمان نہیں لاتے۔[8]

2 كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلٰى كُلِّ اَحْمَرَ وَاَسْوَدَ یعنی پہلے ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا لیکن

میں ہر سُرخ وسیاہ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔[9]

سُرخ (Red) اور سیاہ (Black) سے مراد عربی اور عَجَمی یا پھر انسان اور جنّات ہیں۔[10]

3 اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً یعنی مجھے تمام مخلوق کی طرف (رسول بناکر) بھیجا گیا ہے۔[11]

تیسری حدیث کے تحت 2 شارحین کے فرامین:

(۱) علامہ علی بن سلطان قاری رحمۃُ اللہِ علیہ: یعنی مجھے تمام موجودات کی طرف (رسول بناکر) بھیجا گیا ہے چاہے وہ جنات ہوں، انسان، فرشتے، حیوانات یا جمادات ہوں۔[12]

(۲) شارحِ بخاری، صَدرُ العلماء علامہ غلام جیلانی میرٹھی رحمۃُ اللہِ علیہ: لفظِ ''خَلْق'' اگرچہ انسان، جن، فرشتے، ہر مخلوق کو شامل تھا لیکن پھر بھی لفظ ''کَافَّۃً'' بڑھادیا تاکہ معلوم ہو کہ لفظ ''خَلْق'' اپنے کامل عُموم پر باقی ہے، اس سے کوئی مخلوق مُسْتَثْنیٰ (یعنی خارج) نہیں۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ جن واِنس کے حق میں آپ کا اِرْسال (رسول بنا کر بھیجا جانا) اِجماعاً اِرْسالِ تکلیف ہے کہ وہ فُروعِ شریعت (شرعی احکام) کے ساتھ مُکَلَّف (پابند) ہیں، اور فِرشتوں کے حق میں بھی بعض (علمائے کرام) کے نزدیک اِرْسالِ تکلیف ہے مگر فرشتوں کا مُکَلَّف ہونا جن و انس کی طرح نہیں بلکہ ان کو ایسے احکام کے ساتھ مُکَلَّف فرمایا ہے جو ان کے اَحوال کے لائق ہیں۔ بعض (علمائے کرام) کے نزدیک آپ کا اِرْسال فرشتوں کے حق میں اِرْسالِ تشریف ہے کہ آپ کے رسول ہونے سے ان کو اُمّتی ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔ جن و انس اور فِرشتوں کے سِوا باقی مخلوق کے حق میں آپ کا اِرْسال، اِرْسالِ تشریف ورَحمت ہے۔[13]

مَلَك و جن وبَشَر پڑھتے ہیں کلمہ اُن کا
جانور سَنگ و شجر کرتے ہیں چرچا اُن کا[14]

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم انسانوں، جنات اور فِرشتوں سمیت تمام مخلوق کے رسول ہیں، اس بات کو کثیر علمائے اسلام نے بیان فرمایا ہے۔ اِختصار کے پیشِ نظر صرف 2 علمائے کرام کے فرامین ملاحظہ فرمایئے:

1 امام احمد بن حجر مکی ہیتمی شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم (انسانوں اور جنات کے علاوہ) فرشتوں کے بھی رسول ہیں۔ امام تَقِیُّ الدین سُبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مؤقف کو ترجیح دی اور مزید فرمایا: آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم تمام نبیوں اور گزشتوں اُمّتوں کے بھی رسول ہیں، یہ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم: بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً یعنی مجھے تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آنے والے سب افراد کو شامل ہے۔ امام بارزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مؤقف کو ترجیح دی اور اس میں یہ اضافہ کیا کہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم تمام حیوانات اور جمادات کے بھی رسول ہیں۔ اس کی دلیل انہوں نے اس بات سے پکڑی ہے کہ گوہ[15] نے نیز درختوں اور پتھروں نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی رسالت کی گواہی دی تھی۔[16]

2 امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگلے (Previous) انبیاء صرف اپنی قوم کے رسول ہوئے اور ہمارے رسول ہر فردِ مخلوق کے لئے۔[17]

ایک مقام پر لکھتے ہیں: علماء فرماتے ہیں: رسالتِ والا کا تمام جن و انس کو شامل ہونا اِجماعی (مُتَّفِقہ، Consensus) ہے، اور مُحَقِّقِیْن (Researchers) کے نزدیک مَلٰٓئِکَہ (فِرشتوں) کو بھی شامل، کَمَاحَقَّقْنَاہُ بِتَوْفِیْقِ اللہِ تَعَالٰی فِیْ رِسَالَۃِ ''اِجْلَالُ جِبْرِیْل'' (جیسا کہ اللہ پاک کی عطا کردہ توفیق سے ہم نے اس بات کو اپنے رسالے ''اِجْلَالُ جِبْرِیْلَ بِجَعْلِہٖ خَادِماً لِّلْمَحْبُوْبِ الْجَبِیْل'' میں ثابت کیا ہے)، بلکہ تحقیق یہ ہے کہ حَجَر و شَجَر واَرْض وسَماء وجِبَال وبِحَار (یعنی پتھر، درخت، زمین، آسمان، پہاڑ اور سمندر) تمام ماسوا اللہ اس (رسالت) کے اِحاطۂ عامّہ و دائرۂ تامّہ میں داخل۔[18]

جس کے گھیرے میں ہیں انبیا و مَلَک
اس جہانگیر بِعثت پہ لاکھوں سلام[19]

---

(1) الیواقیت والجواہر، ص282، بہارِ شریعت، 1/61 (2) پ22، سبا:28 (3) پ9، الاعراف:158 (4) پ18، الفرقان:1 (5) مواہب لدنیہ، 2/284 (6) خزائن العرفان (7) جامع صغیر، ص492، حدیث:8049 (8) التنویر، 9/477، السراج المنیر، 4/216 (9) مسلم، ص210، حدیث:1163 (10) نسیم الریاض، 1/466 (11) مسلم، ص210، حدیث:1167 (12) مرقاۃ المفاتیح، 10/14، تحت الحدیث:5748 (13) بشیر القاری، ص125 (14) قبالۂ بخشش، ص57 (15) چھپکلی سے ملتا جلتا صحرائی جانور جس کی دو زبانیں ہوتی ہیں، زمین میں بِل بناکر رہتا ہے (16) فتاویٰ حدیثیہ، ص283 (17) فتاوی رضویہ، 30/142 (18) فتاوی رضویہ، 30/145 (19) حدائقِ بخشش، ص307۔

(قسط:01)

فرشتوں کے سردار کو اصل شکل میں دیکھا

مولانا کاشف شہزاد عطاری مَدَنی

اللہ پاک کی عطا سے سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ایسے کثیر اعزازات حاصل ہوئے جو مخلوق میں سے کسی اور کے حصے میں نہ آئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرشتوں کے سردار حضرت سیدنا جبریلِ امین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو دو مرتبہ ان کی اصل شکل و صورت میں ملاحظہ فرمایا۔[1]

اے عاشقانِ رسول! حضرت سیدنا جبریلِ امین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام فرشتوں کے سردار جبکہ سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خادم اور وزیر ہیں۔ خادم و وزیر کی عظمت و شان اور اپنے آقا سے محبت ظاہر ہونے سے آقا کی فضیلت و رُتبے کا اظہار ہوتا ہے۔ آیئے! جبریلِ امین علیہ السّلام سے متعلق کچھ معلومات حاصل کرتے ہیں، اِن شآءَ اللہ ان کی بدولت ہمارے دل میں آقائے دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت میں مزید اضافہ ہوگا۔

5 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم:

1. رَاَیْتُ جِبْرِیلَ عَلَیْہِ السَّلَام فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَیْتُ بِہٖ شَبَھًا دَحْیَۃُ بْنُ خَلِیفَۃَ یعنی میں نے جبریل علیہ السّلام کو دیکھا تو دَحیہ بن خلیفہ ان سے بہت مُشابہ (ملتے جلتے) ہیں۔[2]

حضرت سیّدنا دحیہ ابنِ خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ قدیمُ الاسلام اور جلیلُ القدر صحابی ہیں۔ دحیہ کے دال پر زیر یا زبر دونوں آسکتے ہیں۔ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نہایت حسین و جمیل تھے اس لئے جبریلِ امین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام (عموماً) انہیں کی صورت اختیار کرکے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے تھے۔[3]

2. رَاَیْتُ جِبْرِیْلَ عَلٰی سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی وَلَہٗ سِتُّمِائَۃِ جَنَاحٍ یعنی میں نے جبریل کو سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی کے پاس دیکھا کہ ان کے 600 پر ہیں۔[4]

3. اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَفْضَلِ الْمَلَائِکَۃِ جَبْرِیْلُ علیہ السّلام یعنی کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ سب فرشتوں سے افضل کون ہے؟ (وہ) جبریل علیہ السّلام (ہیں)۔[5]

فرشتوں میں افضل کیا یوں خدا نے
کہ کرتے تھے جبریل خدمت نبی کی[6]

4. ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو زمین والوں میں سے ہوتے ہیں۔ آسمان والوں میں سے میرے وزیر جبرائیل و میکائیل جبکہ زمین والوں میں سے ابوبکر و عمر ہیں۔[7]

امام ابنِ حجر مکی ہیتمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس طرح حضراتِ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما انسانوں میں سے امتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سردار ہیں یونہی حضراتِ جبریل و میکائیل علیہما السّلام حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے امتی فرشتوں کے سردار ہیں۔[8]

5. مَا بَیْنَ مَنْکِبَیْ جِبْرِیْلَ مَسِیْرَۃُ خَمْسِمِائَۃِ عَامٍ لِلطَّائِرِ السَّرِیْعِ الطَّیْرَانِ یعنی حضرت جبریل کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک

تیز رفتار پرندے کی 500 سال کی مَسافت جتنا فاصلہ ہے۔[9]

اَلقابات واسمائے جبریل علیہ السّلام:

حضرت جبریل علیہ السّلام اللہ پاک کے مشہور فرشتے ہیں جو مختلف انبیائے کرام علیہم السّلام کے پاس وحی لے کر آتے رہے جبکہ سب سے زیادہ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے مبارک نام سے متعلق بعض علما نے 9 جبکہ بعض نے 14 لُغات بیان فرمائی ہیں، مثلاً: 1 جِبْرِیْل 2 جَبْرِیْل 3 جَبْرَئِلّ 4 جِبْرَائِیْل 5 جِبْرَایِیْل 6 جِبْرَئِیْل 7 جَبْرَئِل 8 جِبْرِیْن 9 جَبْرِیْن۔ جبریل کا معنیٰ عبدُ اللہ (اللہ کا بندہ) ہے جبکہ فرشتوں کے درمیان آپ "خادِمُ رَبِّہٖ یعنی اپنے رب کا خادم" کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ علیہ السّلام کے القابات اَمِیْنُ الْوَحْی، خَازِنُ الْقُدْس، اَلرُّوحُ الْاَمِیْن، رُوحُ الْقُدُس، اَلنَّامُوسُ الْاَکْبَر اور طَاؤُوسُ الْمَلَائِکَۃ وغیرہ ہیں۔[10]

پائے جبریل نے سرکار سے کیا کیا اَلقاب
خُسْرَوِخَیلِ مَلَک، خادمِ سلطانِ عرب[11]

فیضانِ صحبتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم:

غوثِ زَماں حضرت سیدنا شیخ عبدُ العزیز بن مسعود دَبّاغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جبریلِ امین علیہ السّلام اور دیگر تمام فرشتے نورِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پیدا کئے گئے ہیں اور ان سمیت تمام مخلوق کو اللہ پاک کی مَعرِفت دربارِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اس بات کو انسان وجنات میں سے اولیائے کرام، تمام فرشتے اور خود جبریلِ امین بھی جانتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السّلام کو اللہ پاک کی جو معرفت اور قُرب حاصل ہے وہ صحبتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بدولت ہے۔ اگر حضرت جبریل علیہ السّلام کو یہ صحبت حاصل نہ ہوتی اور وہ اپنی ساری عمر مَعرِفتِ خداوندی کے حصول میں کوشش کرتے رہتے تو اپنے موجودہ مقامات میں سے ایک بھی مقام حاصل نہ کرپاتے۔[12]

اَنبیا و اَولیا و اَوّلین و آخرین
کون ہے جس کو نہیں حاجت رَسُوْلُ اللہ کی[13]

تخلیقِ جبریل علیہ السّلام کا مقصد:

شیخ عبد العزیز دَبّاغ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: حضرت سیدنا جبریلِ امین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور وہ حضور علیہ السّلام کے مُحافِظِین و خادِمین میں سے ہیں۔[14]

اَزَل میں نعمتیں تقسیم کیں جب حق تعالیٰ نے
لکھی جبریل کی تقدیر میں خدمت محمد کی[15]

صحبتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کب ملی؟

زَیْنُ الدِّین امام محمد عبد الرَّءُوف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اللہ پاک نے حضرت اِسرافیل علیہ السّلام کو سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ رہنے کا حکم فرمایا چنانچہ وہ گیارہ سال کی عمر تک صحبتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی برکتیں پاتے رہے۔ اُس کے بعد یہ اعزاز حضرت جبریل علیہ السّلام کو حاصل ہوا لیکن (اس وقت) وہ نہ تو آپ کے سامنے ظاہر ہوتے اور نہ ہی کلام کرتے تھے۔[16]

خادمِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم:

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک نے حضرت سیدنا جبریلِ امین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اپنے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خادم بنا کر ان کی شان و عظمت کو مزید چار چاند لگائے۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع سے متعلق ایک لاجواب رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام ہے: اِجْلَالُ جِبْرِیْل بِجَعْلِہٖ خَادِماً لِلْمَحْبُوْبِ الْجَلِیْل۔

دیکھی نہیں کسی نے اگر شانِ مصطفےٰ
دیکھے کہ جبرئیل ہیں دربانِ مصطفےٰ

اللہ پاک حضرت سیّدنا جبریلِ امین علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کے طفیل ہمیں دونوں جہاں میں سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سچی غلامی نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) زرقانی علی المواہب، 1/108، کشف الغمۃ، 2/54 (2) مسلم، ص91، حدیث: 423 (3) نسیم الریاض، 4/288، بشیر القاری، ص203 (4) مسند احمد، 2/73، حدیث: 3862 (5) معجم کبیر، 11/129، حدیث: 11361 (6) قبالۂ بخشش، ص315 (7) ترمذی، 5/382، حدیث: 3700 (8) فتاویٰ حدیثیہ، ص286 (9) الحبائک فی اخبار الملائک، ص21 (10) نسیم الریاض، 1/133، الحبائک فی اخبار الملائک، ص19، شرح ابوداؤد للعینی، 2/238، عمدۃ القاری، 10/589 (11) حدائقِ بخشش، ص59 (12) جواہر البحار، 2/310 (13) قبالۂ بخشش، ص304 (14) جواہر البحار، 2/310 (15) قبالۂ بخشش، ص258 (16) الکواکب الدریۃ، جزء اول، قسم اول، ص22۔

(دوسری اور آخری قسط)

فرشتوں کے سردار کو اصل شکل میں دیکھا

مولانا کاشف شہزاد عطاری مَدَنی

رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنے رب سے ملنے والی خصوصی شانوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے فرشتوں کے سردار حضرت سیّدنا جبریلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو 2 مرتبہ ان کی اصلی صورت میں مُلاحظہ فرمایا۔[1]

اس شانِ مصطفےٰ کے تحت کچھ باتیں گزشتہ قسط میں عرض کی گئی تھیں، کچھ مزید ملاحظہ فرمایئے:

فرشتوں کو اصلی صورت میں دیکھنا: شیخُ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے پیارے نبی، محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے علاوہ انبیائے کرام علیہمُ السّلام اور اولیائے عِظام رحمۃُ اللہِ علیہم سمیت کوئی انسان فرشتوں کو ان کی اصلی صورت میں نہیں دیکھ سکتا، اگر دیکھ لے تو اُسی وقت مر جاتا ہے۔ سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جبریلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی اصلی صورت میں 2 مرتبہ ملاحظہ فرمایا: ایک بار پہلی وحی نازل ہونے کے بعد مکۂ مکرّمہ کے ایک قریبی پہاڑ پر جبکہ دوسری مرتبہ شبِ معراج سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی کے قریب۔ البتّہ فرشتے جب انسان وغیرہ کی صورت اختیار کرکے آئیں تو اس وقت انسانوں میں سے خاص حضرات جیسے انبیا، صحابہ، اولیا اور صالحین انہیں دیکھ سکتے ہیں۔[2]

بارگاہِ رسالت میں حاضری کی تعداد: حضرت سیّدنا جبریلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت آدم علیہ السّلام کے پاس 12 مرتبہ، حضرت ادریس علیہ السّلام کے پاس 4 مرتبہ، حضرت نوح علیہ السّلام کے پاس 50 مرتبہ، حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پاس 42 مرتبہ، حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے پاس 400 مرتبہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے پاس 10 مرتبہ حاضر ہوئے جبکہ سردارِ انبیا، محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں 24 ہزار مرتبہ حاضری دی۔[3]

حاضری کی کثرت کا سبب: اے عاشقانِ رسول! حضرت جبرائیل علیہ السّلام سمیت تمام فرشتے اللہ پاک کے حکم سے ہی نازل ہوتے ہیں، جیسا کہ ایک موقع پر جبریلِ امین نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا تھا جسے قراٰنِ پاک میں یوں بیان فرمایا گیا: ﴿وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَۚ﴾ ترجمۂ کنزُ العرفان: اور ہم فرشتے صرف آپ کے رب کے حکم سے ہی اترتے ہیں۔[4]

حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السّلام کی بارگاہِ رسالت میں 24 ہزار مرتبہ حاضری یقیناً اپنے پاک پروردگار کے حکم سے ہی تھی لیکن بعض عاشقانِ رسول نے حاضری کی اس کثرت کا نہایت ایمان افروز اور عشق و مَحبّت سے بھرپور مقصد بیان فرمایا ہے۔ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مَدّاحُ الحبیب مولانا جمیلُ الرّحمٰن قادری رضوی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں:

نہ لگتا تھا سِدْرَہ پہ جبریل کا دِل
گوارا نہ تھی ان کو فُرقت نبی کی[5]

جبریلِ امین کی تلاش: جبریلِ امین علیہ الصلوٰۃ والتّسلیم نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: میں نے مشرق و مغرب ساری زمین میں تلاش کرلیا لیکن نہ تو محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے افضل کوئی انسان پایا اور نہ ہی مجھے بنو ہاشم سے بہتر کوئی خاندان نظر آیا۔[6]

بُرے خاتمے کا خوف دور ہوگیا: رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت جبرائیل علیہ السّلام سے پوچھا: هَلْ اَصَابَكَ مِنْ هٰذِهِ الرَّحْمَةِ شَیْءٌ یعنی ہماری رحمت سے تمہیں بھی کچھ حصّہ ملا ہے؟ جبریلِ امین نے عرض کیا: جی ہاں، پہلے مجھے برے خاتمے کا خوف رہتا تھا، پھر

جب (آپ پر نازل ہونے والے قراٰنِ کریم میں) اللہ پاک نے ان الفاظ سے میری تعریف فرمائی: ﴿ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍۙ(۲۰) ﴾ (ترجمۂ کنزالعرفان: جو قوت والا ہے، عرش کے مالک کے حضور عزت والا ہے۔)[7] تو مجھے امان حاصل ہوگئی۔[8]

حاجتِ جبرائیل علیہ السّلام**:** معراج کی رات جب حضرت سیّدنا جبریلِ امین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی پر رُک گئے اور مزید آگے جانے سے معذرت کی تو معراج کے دولہا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: یَاجِبْرِیْلُ! هَلْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ؟ یعنی اے جبریل! کیا تمہاری کوئی حاجت ہے (جسے میں اللہ پاک کی بارگاہ میں پیش کروں)؟ جبریلِ امین عرض گزار ہوئے: سَلِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لِیْ اَنْ اَبْسُطَ جَنَاحِیْ عَلَى الصِّرَاطِ لِاُمَّتِكَ حَتّٰى یَجُوْزُوْا عَلَیْهِ یعنی اللہ پاک سے میرے لئے سوال کیجئے کہ میں آپ کی اُمّت کے لئے پُل صراط پر اپنا پر بچھادوں تاکہ وہ اس پر سے گزر کر پُل صراط پار کرلیں۔[9]

سچّے عاشقِ رسول، اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی نعتیہ شاعری عین شریعت کے مُطابق اور قراٰن و حدیث کی ترجُمانی پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس روایت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

اہلِ صِراط رُوحِ امیں کو خبر کریں
جاتی ہے اُمّتِ نبوی فرش پر کریں[10]

ایک اور مقام پر اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

پُل سے اُتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جِبریل پر بچھائیں تو پَر کو خبر نہ ہو[11]

حاجتِ جبرائیل کہاں ہے؟ سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو جب اللہ پاک کا خاص قُرب اور نزدیکی حاصل ہوئی تو اللہ کریم نے اپنی بارگاہ کی عظمت و ہیبت اور اپنے خطاب کی لذت کے ذریعے آپ کو حاجتِ جبریل بُھلادی اور پھر آپ پر فضل و کرم فرماکر یاد دلاتے ہوئے فرمایا: وَاَیْنَ حَاجَةُ جِبْرِیْلَ یعنی جبریلِ امین کی حاجت کہاں ہے؟ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم عرض گزار ہوئے: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَعْلَمُ یعنی اے اللہ! تو بہتر جانتا ہے۔ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: اے محمّد! میں نے جبریلِ امین کی عرض کو قبول کرلیا ہے لیکن یہ اس کے حق میں قبول ہے جو آپ سے مَحبّت کرے اور آپ کی صحبت اختیار کرے۔[12]

عاملِ سنّت کی خوش نصیبی: سیرتِ حلبیہ کے مصنّف حضرت علامہ نورُ الدّین علی بن ابراہیم شافعی حَلَبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ پاک کے فرمان: مَنْ صَحِبَكَ یعنی جو تمہاری صحبت اختیار کرے، اس سے مراد غالباً یہ ہے کہ جو آپ کے دین کی اِتّباع کرے اور آپ کی سنّتوں کا عامل ہو۔ جبریلِ امین علیہ السّلام کی یہ خواہش کہ میں آپ کی اُمّت کے لئے پُل صراط پر اپنا پر بچھانا چاہتا ہوں، اس میں اُمّت سے مراد ایسے ہی خوش نصیب مسلمان ہیں جو سنّتوں کے عامل ہوں۔[13]

دشمنِ صحابہ کی محرومی: اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک نے حضرت جبریل علیہ السّلام کی حاجت کو پورا کرتے ہوئے انہیں اُمّتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم میں سے خاص افراد یعنی تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنے والوں کے لئے پُل صراط پر اپنا پر بچھانے کی اجازت عطا فرمادی۔ یہ اعزاز اس شخص کو حاصل نہیں ہوگا جو اپنے ایمان کو اللہ پاک کی اطاعت میں کوتاہی یا اس کی نافرمانی سے آلودہ کردے، مثلاً وہ شخص جو صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان میں سے کسی کے ساتھ بغض اور دشمنی رکھے۔[14]

اللہ کریم ہمیں تمام صحابۂ کرام و اہلِ بیتِ اطہار علیہمُ الرِّضوان کی سچّی مَحبّت اور ادب نصیب فرمائے اور روزِ قیامت مصطفےٰ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے صدقے خیر و عافیت کے ساتھ پُل صراط سے گزرنے میں کامیاب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

رضاؔ پُل سے اب وجد کرتے گزریے
کہ ہے رَبِّ سَلِّمْ صدائے مُحَمَّد[15]

---

(1) زرقانی علی المواہب، 1/108، کشف الغمۃ، 2/54 (2) فرائض الاسلام، ص9 (3) اِرشاد الساری، 1/101، تحت الحدیث: 2 (4) پ16، مریم: 64 (5) قبالۂ بخشش، ص315 (6) کنز العمال، 6/184، جزء: 11، حدیث: 31910 (7) پ30، التکویر: 20 (8) الشفا، 1/17، نسیم الریاض، 1/178 (9) سیرتِ حلبیہ، 1/565، زرقانی علی المواہب، 8/195 (10) حدائقِ بخشش، ص98 (11) حدائقِ بخشش، ص130 (12) مواہب لدنیہ، /382، زرقانی علی المواہب، 8/198 (13) سیرت حلبیہ، 1/567 (14) زرقانی علی المواہب، 8/198 (15) حدائقِ بخشش، ص66۔

حدیث شریف اور اس کی شرح

رَبّ ہے معطی یہ ہیں قاسم

مفتی حسان رضا عطاری مدنی

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: ”اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللہُ یُعْطِی“ یعنی میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ ہی عطا فرماتا ہے۔

(بخاری،1/ 42،حدیث:71)

اس حدیثِ مبارکہ میں اس بات کی صراحت نہیں کہ سرورِ دوعالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کیا عطا فرمانے والے ہیں، اس صورت میں اصول کے مطابق معنٰی یہ ہوگا کہ ہر نعمت کو تقسیم کرنے والے حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی ہیں اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے واسطے کے بغیر کسی کو کچھ نہیں مل سکتا۔

فقیہِ اعظم ہند حضرت علّامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: مخلوق میں کسی کو حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بِلا واسطہ کچھ نہیں مل سکتا۔ بخاری وغیرہ میں صحیح حدیث ہے کہ فرمایا: ”اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللہُ یُعْطِی“۔ قَاسِمٌ اور یُعْطِی دونوں کا متعلَّق محذوف ہے جو عموم کا اِفادہ کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ مخلوقات میں جس کو جو کچھ بھی دیتا ہے خواہ وہ نعمت جسمانی ہو یا روحانی، ظاہری ہو یا باطنی سب حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہاتھ سے دلاتا ہے۔ اس لئے علامہ احمد خطیب قسطلانی شارح بخاری علیہ رحمۃ اللہ البارِی نے ”اَلْمَوَاھِبُ اللَّدُنِیَّہ“ میں فرمایا، جسے علامہ محمد بن عَبدُ الباقی زُرقانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے باقی رکھا: ھُوَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خِزَانَۃُ السِّرِّ وَمَوْضِعُ نُفُوْذِ الْاَمْرِ فَلَا یَنْقُلُ خَیْرٌ اِلَّا عَنْہُ وَلَا یَنْفُذُ اَمْرٌ اِلَّا مِنْہُ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ یعنی حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم خزانۃ السر (یعنی پوشیدہ راز) ہیں اور اللہ تعالٰی کے حکم کے نافذ ہونے کا مرکز، اس لئے ہر چیز حضور ہی سے منتقل ہوتی ہے اور ہر حکم حضور ہی سے نافذ ہوتا ہے۔

(فتاویٰ شارح بخاری،1/ 351)

حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ دین و دنیا کی ساری نعمتیں علم، ایمان، مال، اولاد وغیرہ دیتا اللہ ہے بانٹتے حضور ہیں جسے جو ملا حضور کے ہاتھوں ملا کیونکہ یہاں نہ اللہ کی دَین (یعنی دینے) میں کوئی قید ہے نہ حضور کی تقسیم میں، لہٰذا یہ خیال غلط ہے کہ آپ صرف علم بانٹتے ہیں ورنہ پھر لازم آئے گا کہ خدا بھی صرف علم ہی دیتا ہے۔

(مراٰۃ المناجیح،1/ 177)

بعض علما نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے تقسیم میں فقط عِلم کا ذکر کیا ہے لیکن یہ تقسیم صرف عِلم کے ساتھ خاص نہیں، کثیر ائمہ نے اس تقسیم کو عام رکھا ہے کہ علم ہو یا مال ہر نعمت حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی تقسیم فرماتے ہیں۔

پانچویں صدی ہجری کے بزرگ، شارحِ بخاری امام ابن بطّال مالکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: حضور علیہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا یہ فرمان ”اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ“ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور علیہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اپنے پاس کوئی مال نہیں رکھتے تھے بلکہ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان میں تقسیم فرما دیتے اور آپ علیہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا یہ فرمان لوگوں کی دل جوئی کے لئے تھا کہ کسی کو کم زیادہ مل رہا ہے تو یہ اللہ تعالٰی کی عطا ہے جس کو میں زیادہ دے رہا ہوں تو وہ بھی اللہ تعالٰی کے مقرر کرنے کی وجہ سے اور کسی کو اس کے مقابلے میں کم دے رہا ہوں تو یہ بھی اللہ تعالٰی کے مقرر کرنے کی وجہ سے۔ (شرح ابن بطال علی صحیح البخاری،1/ 141 ملخصاً)

دسویں صدی ہجری میں وصال فرمانے والے عظیم مُحدِّث، حافظ ابنِ حجر ہیتمی مکی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ تعالٰی کے خلیفۂ اعظم ہیں، اللہ تعالٰی نے اپنے کرم کے خزانے اور نعمتوں کے دستر خوان حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہاتھوں میں دے دیئے ہیں حضور جسے جو چاہیں عطا فرمادیں۔ (الجوھر المنظم، ص 80)

مزید تفصیل کے لئے امامِ اَہلِ سُنّت، اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کی تصنیف ”اَلْاَمْنُ وَالْعُلٰی (فتاویٰ رضویہ،30/ 359)“ اور ”تَجَلِّی الْیَقِیْن (فتاویٰ رضویہ،30/ 129)“ کا مطالعہ انتہائی مفید ہے۔

شانِ رحمت

ابو معاویہ محمد منعم عطاری مدنی

سیّدُ الْمُرْسلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رَحمت کا دائرہ انتہائی وسیع ہے جس کا احاطہ کرنے کی انسانی عَقْل طاقت نہیں رکھتی۔ آپ کی رحمت صِرف انسانوں تک ہی محدود نہیں بلکہ تمام عالمین کو شامل ہے جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:﴿ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ(۱۰۷) ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رَحمت سارے جہان کے لئے (پ17، الانبیاء:107)اس آیتِ مبارکہ میں ”اَلْعٰلَمِیْنَ“ عُموم پر ہے جو ساری کائنات کی نمائندگی کرتا ہے جس میں ہر شئے شامل ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: عالَم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں جس میں انبیا و ملائکہ سب داخل ہیں۔ اسی لئے اولیائے کاملین فرماتے ہیں کہ ازل سے ابد تک، ارض وسماء میں، اُولیٰ و آخرت میں، دین ودنیا میں، روح وجسم میں، چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی، جو نعمت ودولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہِ جہاں پناہ سے بٹی اور بٹتی ہے اور ہمیشہ بٹے گی۔ (فتاویٰ رضویہ،30/141ملتقطاً)

آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نبیوں، رسولوں اور فرشتوں کیلئے رَحمت ہیں، دین و دنیا میں رَحمت ہیں، جن وانس، مومن وکافر، حیوانات، نباتات اور جمادات سب کیلئے رحمت ہیں الغرض عالَم میں جتنی چیزیں داخِل ہیں سب آقا کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رحمتِ کاملہ ہی سے فیض پارہی ہیں۔ **انبیائے کرام کے لئے رحمت** انبیائے کرام کو آپ کی ذاتِ پاک سے یہ فائدہ ہوا کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور آپ کی اُمّت ان کی تصدیق کرتے ہیں اور بروزِ قیامت ان کی گواہی اور ان کی تصدیق کے ساتھ ساتھ ان کے دشمنوں کی تکذیب کریں گے۔(سرور القلوب، ص90ملخصاً)

فرشتوں کے لئے رحمت آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رَحمت سے فرشتوں کو یہ فائدہ ہوا کہ وہ آپ پر درود بھیجتے ہیں اوراس کی وجہ سے رَحمتِ الٰہی کے حقدار ہوتے ہیں (سرور القلوب، ص90ملخصاً) اور بِالخصوص حضرت جبریل امین علیہ السّلام کو آپ کی رحمت سے خاص حصّہ ملا کہ جب آپ نے حضرت جبریل امین علیہ السّلام سے پوچھا کہ اللہ کریم نے مجھے رحمۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ کیا، تمہیں میری رحمت سے کیا فائدہ حاصل ہوا؟ عرض کی: یَارسولَ اللہ! میں اپنے انجام سے ڈرتا تھا، جب آپ پر قرآن اُترا اور اللہ نے اس میں میری تعریف کی تو میرا خوف بھی ختم ہوا اور حسنِ عاقبت پر مجھے اطمینان حاصل ہوا۔ (الشفاء، 1/17ملخصاً) **مسلمانوں کے لئے رحمت** تفسیرِ خازن میں ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم مومن کیلئے دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں۔ (خازن، پ17، الانبیاء، تحت الآیۃ:107، 3/297ملخصاً) معلوم ہوا جو شخص دنیا میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ایمان لائے گا اسے دونوں جہاں میں آپ کی رَحمت سے حصّہ ملے گا اور وہ دنیا وآخرت میں کامیابی حاصِل کرے گا۔ **کافروں کے لئے رحمت** کافروں کے لئے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم دنیامیں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت

ان کے دُنیوی عذاب کو مُؤخَّر کر دیا گیا اور ان سے زمین میں دھنسانے کا عذاب، شکلیں بگاڑ دینے کا عذاب اُٹھا دیا گیا۔ (خازن، پ17، الانبیاء، تحت الآیۃ:107، 3/297 ملخصاً) **منافقوں کے لئے رحمت** منافقوں کے حق میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رحمت یہ ہے کہ وہ آپ کا کلمہ پڑھ کر اپنی جان و مال بچالیتے ہیں اور قتل و غارت سے محفوظ رہتے ہیں۔ (الشفاء، 1/17 ملخصاً) **حشر میں رحمت** کل بروزِ محشر جب نفسا نفسی کا عالَم ہو گا اس وقت بھی آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رَحمت اپنے عُروج پر ہو گی کہ جب لوگ تکلیف سے تنگ آکر شفیع کی تلاش میں جا بجا پھریں گے، اور انبیائے کرام علیہمُ السَّلام سے صاف انکار سنیں گے، انبیا فرمائیں گے ہمارا یہ مرتبہ نہیں ہم سے یہ کام نہیں ہو گا تم کسی اور کے پاس جاؤ، یہاں تک کہ سب کے بعد آقا علیہ السَّلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ آپ علیہ السَّلام "اَنَالَھَا اَنَالَھَا" فرمائیں گے یعنی میں ہوں شفاعت کے لئے، میں ہوں شفاعت کے لئے۔

(فتاویٰ رضویہ، 29/574 ملخصاً)

سرورِ کائنات صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رَحمت کا ذکر اس قدر وسیع ہے کہ دفتروں کے دفتر کم پڑیں، یہاں بہت مختصر سا ذکر ہوا، اللہ کریم ہمیں اس رحیم و کریم آقا کی رَحمت سے خوب خوب حصّہ نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بخار کا روحانی علاج

جس کو بخار ہو سات بار یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَّعَّارٍ وَّ مِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ۔ (مستدرک للحاکم، 5/592، حدیث:8324) اگر مریض خود نہ پڑھ سکے تو کوئی دوسرا نمازی آدمی سات بار پڑھ کر دَم کر دے یا پانی پر دم کر کے پلا دے اِن شَآءَ اللہ بخار اُتر جائے گا۔ ایک مرتبہ میں بخار نہ اترے تو بار بار یہ عمل کریں۔ (کام کے اوراد، ص5)

دردِ اعضاء کے لئے

نماز کے بعد سات بار پارہ 28 سورۃُ الحشر کی آیت 21 پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے درد کی جگہ پر ملے درد جاتا رہے گا۔ اِن شَآءَ اللہ۔ (مدنی پنج سورہ، ص243)

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مولانا محمد ناصر جمال عطّاری مَدَنی

اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالی شان ہے: اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً یعنی میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (1)

اللہ پاک نے اپنے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عالَمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، اس حدیثِ پاک میں رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِسی رحمت کا اظہار فرمایا ہے۔

رحمتِ مصطفےٰ کی امتیازی شان: رحمتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی امتیازی شان ذہن نشین کرنے کے لئے آمدِ مصطفےٰ سے پہلے کا ایک جائزہ لیتے ہیں، چنانچہ مصطفےٰ جانِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد سے پہلے لوگ کُفر و جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہے تھے، یہ اندھیرا اتنا گہرا تھا کہ علم کی روشنی، اخلاق و کردار کا ستھرا پَن، امانت و دیانت کی علامات، امن و امان اور ترقی و خوشحالی لانے والی اور انسان کو انسان بنانے والی کئی چیزیں یکسر ختم ہو چکی تھیں اور حق کے طلب گاروں کو فلاح و کامیابی کا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا ایسے میں اللہ پاک نے نورِ مصطفےٰ کو تمام جہانوں (خواہ وہ عالَمِ ارواح ہو یا عالَمِ اجسام، ذوی العُقُول ہوں یا غیر ذوی العقول سب) کیلئے رحمت بنا کر بھیجا تو مصطفےٰ جانِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے لوگوں کو حق کی طرف بلایا، سیدھا راستہ دکھایا، حلال و حرام کا معیار مقرر فرمایا۔

ربّ کریم نے رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شانِ رحمت کو اِس طرح امتیازی مقام عطا فرمایا کہ آپ نے ایمان لانے والے اور اطاعت و پیروی کرنے والے کو دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی کی خوش خبری سنائی۔ (2)

رحمتِ مصطفےٰ کے چند نظارے: اللہ پاک نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو پیغامِ توحید پہنچانے اور راہِ حق دکھانے کیلئے بھیجا، اس معاملے میں آپ کے ہر انداز سے رحمت و شفقت کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔

آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک موقع پر تین مرتبہ ارشاد فرمایا: اللہ پاک نے اس اُمّت کے لئے آسانی پسند فرمائی ہے اور تنگی کو ناپسند فرمایا۔ (3) مزاج یہ تھا کہ حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جب بھی دو چیزوں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا جاتا تو آپ دونوں میں سے آسان چیز کو اختیار فرماتے بشرط یہ کہ وہ گناہ نہ ہو، اگر وہ آسان چیز گناہ ہوتی تو تمام لوگوں سے زیادہ آپ اس سے دوری اختیار فرماتے۔ (4) نیز جن باتوں کی وجہ سے اُمّت کے مشقّت میں پڑ جانے کا اندیشہ ہوتا اُس کام کو کرنے کا حکم نہ فرماتے، مثلاً: (1) اُمّت کے کمزور، بیمار اور کام کاج کرنے والے لوگوں کی مَشَقَّت کے پیشِ نظر عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخّر نہ فرمایا (2) کمزوروں، بیماروں اور بچّوں کا

لحاظ کرتے ہوئے نماز کی قراءت کو زیادہ لمبا نہ کرنے کا حکم دیا 3 رات کے نوافل پر ہمیشگی نہ فرمائی تاکہ یہ اُمّت پر فرض نہ ہو جائیں 4 اُمّت کہیں مَشَقَّت میں نہ پڑ جائے اس لئے آپ نے انہیں صومِ وصال (5) رکھنے سے منع فرما دیا 5 اُمّت کی مَشَقَّت کی وجہ سے ہر سال حج کو فرض نہ فرمایا 6 مسلمانوں پر شفقت کرتے ہوئے طواف کے تین چکروں میں رَمل کا حکم دیا تمام چکروں میں نہیں دیا 7 تاجدارِ رِسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پوری پوری رات جاگ کر عبادت میں مصروف رہتے اور اُمّت کی مغفرت کیلئے اللہ پاک کے دربار میں انتہائی بے قراری کے ساتھ گِریہ و زاری فرماتے رہتے یہاں تک کہ کھڑے کھڑے اکثر آپ کے پائے مبارک پر وَرَم آجاتا تھا۔ (6) بروزِ قیامت جب ہر طرف نفسی نفسی کا عالم ہو گا ایسے مشکل ترین وقت میں بھی آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے گناہ گار اُمّتیوں کی خاطر بے چین و بے قرار ہوں گے، انہیں اپنے دامنِ رحمت میں چھپائیں گے، ربِّ کریم سے ان کی بخشش کروائیں گے اور بارگاہِ الٰہی میں سفارش کرواکر انہیں جنّت میں داخل کروائیں گے۔

آیئے! ہم خود پر غور کریں: اَلحمدُ لِلّٰہ! ہمیں مصطفےٰ جانِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اُمّتی ہونے پر فخر ہے، ذرا سوچئے! رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ہمارا کتنا احساس ہے اور وہ ہم پر کتنے شفیق و مہربان ہیں، اب ذرا ہم اپنے بارے میں بھی غور کرتے چلیں کہ ہمیں اپنے آقا و مولیٰ، مکی مدنی مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کیسی اور کتنی مَحبّت ہے؟ ہم نے آپ کے احسانات کے بدلے میں آپ کو کتنا خوش کیا اور آپ کے فرامین پر ہم کتنا عمل کرتے ہیں؟ مصطفےٰ جانِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اُمّتی تو خوفِ خدا والا ہونا چاہئے، عاشقِ صحابہ و اہلِ بیت ہونا چاہئے، نمازوں کا پابند ہونا چاہئے، اپنی ضرورت کے مسائل اور دیگر فرائض و واجبات کا جاننے والا ہونا چاہئے، تقویٰ و پرہیزگاری کا پیکر ہونا چاہئے، اپنی شرعی ذمّہ داریاں پوری کرنے والا ہونا چاہئے، تلاوتِ قراٰن کا حریص ہونا چاہئے، ناجائز و حرام کاموں سے بچنے والا بلکہ اپنی اولاد وغیرہ کو ان کاموں سے بچانے والا، ان کی صحیح اسلامی تربیت کرنے والا ہونا چاہئے، اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنے والا ہونا چاہئے، بہترین خوبیوں سے آراستہ ہونا چاہئے، بے حیائی کے کاموں سے بچنے والا ہونا چاہئے، باطنی بُرائیوں سے دُور ہونا چاہئے، مسلمانوں کا خیر خواہ ہونا چاہئے، آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اُمّتی رحمتِ کونین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے والا ہونا چاہئے، سُنّتوں کی پیروی کرنے والا ہونا چاہئے۔

اللہ کریم ہم سب کو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دامنِ رحمت سے وابستہ رہ کر زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَد شُکر خدا یا تُونے دیا، ہے رَحمت والا وہ آقا
جو اُمّت کے رنج و غم میں، راتوں کو اَشک بہاتا رہے

---

(1) مسلم، ص1074، حدیث:6613 (2) تفسیر کبیر، 8/193 ملخصاً (3) معجم کبیر، 20/298، حدیث:707 (4) بخاری، 4/133، حدیث:6126 (5) بغیر افطار کئے اگلا روزہ رکھ لینا اور یوں مسلسل روزے رکھنا صومِ وصال کہلاتا ہے۔ (6) صراط الجنان، 5/267 ملخصاً۔

رزق میں برکت کا نسخہ

یَا لَطِیْفُ 100 بار پڑھ کر ایک مرتبہ پارہ 25 سورۃُ الشوریٰ کی آیت 19 پڑھنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔
(چڑیا اور اندھا سانپ، ص26)

محسنِ انسانیت

محمد ناصر جمال عطاری مدنی

انسانی زندگی کا نظام جتنا مضبوط اور پائیدار ہو گا، اتنی ہی آسانیاں، کامیابیاں اور راحتیں انسان کا مقدر ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ذریعے اسلام کی صورت میں مکمل ضابطۂ حیات (Complete Code of Life) عطا فرمایا۔ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے اقوال و افعال کی صورت میں بہترین نظامِ حیات دیا، معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹنے والے جرائم کے سدِّباب کے لئے مستحکم قوانین عطا فرمائے، عدل و انصاف، مساوات اور اخلاقیات کا اعلیٰ نظام قائم فرما کر معاشرے کے بگڑتے ہوئے توازن کو دُرست کیا، یہی وجہ ہے کہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کو خوشگوار اور پُرسکون بنانے کے سلسلے میں کی جانے والی رحمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بے مثال کرم نوازیاں اور لازوال احسانات زندگی کے تقریباً ہر شعبے میں آج بھی ہماری رہنمائی کر رہے ہیں۔ آیئے! اس کے چند پہلو ملاحظہ کرتے ہیں:

قیامِ عدل و انصاف کے سلسلے میں احسان

عَدل و انصاف انسان کا بنیادی حق ہے۔ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عطا کردہ نظامِ عدل میں امیر و غریب اور اپنے پرائے کی تفریق نہیں بلکہ یہ ہر ایک کو یکساں انصاف فراہم کرکے عزّت اور جان و مال کی حفاظت کی ذمّہ داری لیتا ہے۔ ایک موقع پر آپ نے یہ خُطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم سے پچھلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ ان میں صاحبِ منصب چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور اگر غریب چوری کرتا تو اس پر حد قائم کی جاتی، خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنتِ محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ (مسلم، ص716، حدیث:4410) دنیا میں جب کبھی، جہاں کہیں عَدل و انصاف کے سلسلے میں نبوی تعلیمات کا نَفاذ ہوا وہاں چَیْن و سکون اور ترقی و خوش حالی کی مشکبار ہوائیں چلنے لگیں۔

حفاظتِ حقوق کے سلسلے میں احسانات

بَرتَر اور بدتَر کی تقسیم سے معاشرے کا توازن خراب ہوتا ہے جس کا نتیجہ حقوق کی پامالی، قتل و غارت گری اور دیگر سنگین نتائج کی صورت میں بھگتنا پڑتا ہے۔ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس طرح کی طبقاتی تقسیم کا خاتمہ فرمانے کے لئے نظامِ مساوات عطا کیا، جس کی بدولت مرد و عورت ہی نہیں بلکہ معاشرے کے ہر طبقے کے جانی اور مالی حقوق محفوظ ہوئے۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عطا کردہ ”نظامِ مساوات“ کو عالمگیر رول ماڈل کے طور پر جانا جاتا ہے۔

مالیاتی نظام پر احسان

زمانۂ قدیم سے ہی سود کو دولت میں اضافے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا، نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کی تحریر لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا کہ یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔ (ابن ماجہ، 3/73، حدیث:2277) ایک موقع پر ارشاد فرمایا: جس قوم میں سود پھیلتا ہے اس قوم میں پاگل پن پھیلتا ہے۔ (الکبائر للذھبی، ص70) بلکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سود کو

ہلاکت کا سبب قرار دیا۔ (الکبائر للذھبی، ص69)

دنیا کے جس تاجر نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرامین پر عمل کرتے ہوئے سود سے پرہیز کیا اُسے نفع ہوا اور تجارتی میدان میں ترقّی و کامیابی نے اُس کے قدم چُومے۔

اسی طرح تجارت کے میدان کو فروغ دینے اور معاشرتی سطح پر معاشی ترقّی بڑھانے کیلئے مُضارَبت، مشارکت کے اُصول ارشاد فرمائے۔ ملازِم و مالِک کی ذمّہ داریوں اور حُقوق پر مبنی فرامین سے نوازا، تجارت میں دھوکے، جھوٹ اور ملاوٹ وغیرہ سے روکا۔ معاشی میدان میں یہ کریم آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ایسا احسانِ عظیم ہے کہ ان اُصولوں کی پاسداری کرنے سے ہر معاشرے کی بے روزگاری اور غربت ختم ہوجائے۔

غلاموں پر احسان

فاتح قوم کا شکست خوردہ قوم کو غلام بنالینا پھر اس غلامی کا سلسلہ نسل در نسل چلتے رہنا بھی دنیا کا ایک عالمگیر مسئلہ (Global Issue) تھا، نبیِّ رَحْمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے ختم کرنے کے لئے مختلف اقدامات فرمائے اور غلام آزاد کرنے پر یہ بشارت عطا فرمائی: جس نے ایک غلام آزاد کیا اللہ پاک اس غلام کے ہر عُضو کے بدلے اس کے ایک عضو کو جہنم سے آزاد فرما دے گا۔ (مسند احمد، 7/149، حدیث: 19642) نیز غلاموں کی تعلیم و تربیّت کا اِہتمام فرما کر انہیں عزّت و شَرف کی بُلندیوں پر پہنچا دیا۔ عالَمی طور پر اس کا اثر یہ ظاہر ہوا کہ "غلامی" کی رَوِش آہستہ آہستہ دم توڑتی گئی۔

قیامِ امن کے سلسلے میں احسان

"اَمْن" انسان کی بقا اور اس کے دنیا میں پَھلنے پُھولنے کے لئے نہایت ضَروری ہے اسی لئے نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایسے اُصول بیان فرمائے جو انسان کے جان و مال کے حقوق کا تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: (کامل) مسلمان وہ ہے جس کی زَبان اور ہاتھ سے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ (بخاری، 1/15، حدیث10)

ایک مقام پر ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو خوفزدہ کرے۔ (ابوداؤد، 4/391، حدیث: 5004)

جہاں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے امنِ عامہ کو خراب کرنے والے عناصر کا قلع قمع کرنے کے لئے سَزائیں مقرّر فرمائیں وہیں سَزا دینے میں افراط و تفریط سے بچانے کے لئے آخرت کی جوابدہی سے بھی ڈرایا۔ قیامِ اَمْن کے سلسلے میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عملی دعوت کا اثر یہ ظاہر ہوا کہ دنیا کو اپنی بقا کے تحفظ کے لئے لازوال قوانین میسّر آئے۔

احساناتِ مصطفےٰ کے لاتعداد پہلو ہیں اور ہر پہلو میں رحمتِ مصطفےٰ کے بے حد حَسین نظارے ہیں، ہمیں بھی چاہئے کہ آقا کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی کرم نوازیوں اور احسانات کو یاد رکھیں اور ہر حال میں اطاعتِ مصطفےٰ کو اپنا شعار بنائیں۔

احساناتِ مصطفےٰ مرحبا مرحبا

دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net پر اپلوڈ (Upload) ہونے والے بعض رسائل

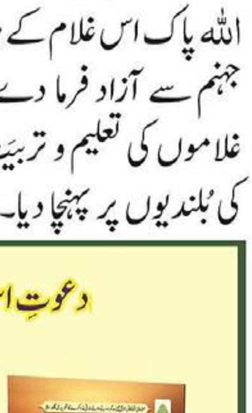

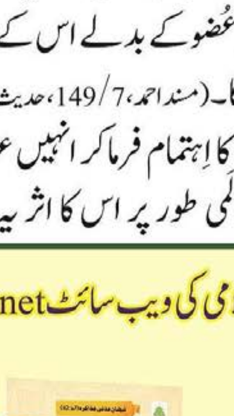

اونٹ کی چار دعائیں

بلال حسین عطّاری مدنی

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا اور پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سرِ انور کے پاس آکر رُک گیا (جیسے کان میں کوئی بات کہہ رہا ہو)۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے کہا کہ اے اونٹ پُرسکون ہو جا! صحابۂ کرام نے عرض کی: یارسولَ اللہ! یہ اونٹ کیا عرض کر رہا ہے؟ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اس اونٹ کے مالکوں نے اسے ذبح کرکے اس کا گوشت کھانے کا ارادہ کرلیا تھا سو یہ ان کے پاس سے بھاگ آیا ہے اور اب تمہارے نبی کی بارگاہ میں فریاد کر رہا ہے۔

یہ گفتگو چل ہی رہی تھی کہ اتنے میں اونٹ کے مالکان آگئے اور عرض کرنے لگے: یارسولَ اللہ! یہ ہمارا اونٹ ہے جو تین دن سے بھاگا ہوا ہے اور آج یہ ہمیں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس ملا ہے۔

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: یہ اونٹ تمہارے پاس پلا بڑھا، اس نے ایک عرصہ تمہاری خدمت کی اور اب جب یہ اس عمر کو آپہنچا تو تم اسے ذبح کر رہے ہو، ایک اچھے خدمت گزار کو اس کے مالک یہ صلہ دیتے ہیں!

بہرحال آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے یہ اونٹ 100 درہم میں خرید لیا اور پھر فرمایا: اے اونٹ! جا، تو اللہ پاک کی رضا کی خاطر آزاد ہے۔

اس کے بعد اس اونٹ نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سرِ مبارک کے پاس اپنا منہ لے جاکر چار دعائیں مانگیں:

پہلی دعا: اے نبیِّ محترم! اللہ پاک آپ کو اسلام اور قراٰن کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔

دوسری دعا: اللہ پاک قیامت کے روز آپ کی اُمّت سے اسی طرح خوف کو دور فرمائے جس طرح آپ نے مجھ سے دور فرمایا ہے۔

تیسری دعا: اللہ پاک دشمنوں سے آپ کی اُمّت کے خون کو اسی طرح محفوظ رکھے جس طرح آپ نے میرا خون محفوظ فرمایا ہے۔

چوتھی دعا: اللہ پاک آپ کی اُمّت کے درمیان جنگ و جدال پیدا نہ ہونے دے۔ (الترغیب والترہیب، 3/144، حدیث:24 ملخصاً)

پیارے بچّو!

دیکھا آپ نے کہ کس طرح ایک اونٹ نے احسان کے بدلے میں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور آپ کی اُمّت کو دعائیں دیں، ہمیں بھی چاہئے کہ جب کوئی ہمارے ساتھ بھلائی کرے تو ہم بھی اُسے دعائیں دیں۔

العلم نور

آئیے سیرتِ رسول پڑھئے

ابوالحسن عطاری مدنی

کسی بھی فرد یا قوم کو جب اُصولوں اور قوانین کے مطابق ڈھالنا مقصود ہو اور ان کی اخلاقی تربیت کسی خاص نظامِ فکر کے مطابق کرنا مطلوب ہو تو ان کے سامنے ایک ایسے کامل و اَکمل انسان کے عملی نمونے کو رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے کہ جس کے شب و روز ان تمام اصول و قوانین کی زندہ تصویر ہوں۔ محض اصول وضوابط اور اَفکار و تعلیمات کو خواہ کتنی ہی تفصیل کے ساتھ پیش کر دیا جائے کافی نہیں ہوتا۔ جب ایک شخصیت ان اصول و تعلیمات کا عملی پیکر بن کر سامنے آتی ہے تو انسانی ذہن خود بخود ان کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور ان کے قابلِ عمل ہونے کے بارے میں کسی شک وشبہ یا اعتراض و تنقیص کا شکار نہیں ہوتا۔

قراٰنِ کریم مکمل ضابطۂ حیات ہے، رہتی دنیا تک کے لئے ہدایت وراہنمائی کا سَرچشمہ ہے، انسانی حیات کے روز وشب کے ہر ہر لمحہ کے لئے ایک قانونی دستاویز ہے، انسان کے اخلاقی، علمی، عملی، انفرادی، اجتماعی، اقتصادی اور معاشرتی غرض کہ ہر ہر پہلوئے حیات کا کامل راہنما ہے۔

اس کامل رہنمائے حیات نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت کو ہمارے لئے کامل عملی نمونہ قرار دیا ہے اور جب ہم رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک اخلاق و کردار کے بارے میں جاننے کی طرف بڑھتے ہیں تو اُمُّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا مبارک فرمان: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن یعنی قراٰن ان کے خُلق ہی کا تو بیان ہے۔(مسند احمد،9/380، حدیث:24655)سامنے آتا ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ اگر رسولِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک اَخلاق و سیرت کو جاننا اور سمجھنا ہے تو قراٰنِ کریم کا پڑھنا ضروری ہے اور اگر قراٰنِ کریم پر عمل کرنا ہے تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت و زندگانی جو کہ کامل نمونہ ہے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ ویسے تو ہر اس شخص کے لئے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت کا مطالعہ اَز حد ضروری ہے جو دینِ اسلام کو جاننے، سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا خواہش مند ہے۔ مگر مسلمانوں کے لئے تو سیرت کا مطالعہ ایک اہم دینی ضرورت ہے۔

سیرتِ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اِفادیت واہمیت اس سے سمجھئے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک حیات میں اس قدر اعجاز ہے کہ اعلانِ نبوت سے وصالِ ظاہری تک 23 سال کے مختصر عرصہ میں حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک ذات ان کثیر حالات و کیفیات سے گزر چکی جن سے عمومی طور پر لوگوں کا واسطہ پڑ سکتا ہے۔

آج ہماری زندگی اخلاقی زبوں حالی کا شکار ہے، ہمارے معاشرے سے اچھے خصائل ختم ہوتے جارہے ہیں، کون سا ایسا عیب ہے جو ہمارے اندر نہ ہو، کوئی ایسی بُرائی نہیں جس میں معاشرے کا ایک بہت بڑا طبقہ مبتلا نہ ہو۔ غور کیا جائے تو اس گمراہی اور پستی کا شکار ہونے کی ایک بہت بڑی وجہ ہم مسلمانوں کی اپنے دین اور سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت سے لاعلمی اور غیروں کے طریقوں کو اپناتے چلے جانا ہے۔ ہم سولہ سولہ بیس بیس سال تک دنیوی نصابی کتابیں تو پڑھتے رہے، غیر نصابی مطالعہ بھی اتنا کیا کہ سینکڑوں رسالے، ناول چاٹے لیکن کبھی اپنے پیارے و محسن نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زندگی کو مکمل نہیں پڑھا۔ یاد رکھئے! سیرتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مطالعہ جہاں ہمیں اخلاقی پستیوں سے

نکالے گا وہیں اس کے دیگر بھی بہت سے انفرادی و اجتماعی اور اقتصادی و معاشرتی فوائد ہیں چنانچہ

مطالعۂ سیرتِ مصطفےٰ کے عمومی فوائد

سب سے عظیم تَر فائدہ یہ کہ سیرت کا مطالعہ دل میں عشقِ رسول کی شمع جلاتا ہے اور یہی وہ شمع ہے جو تاریک قبر و پل صراط پر کام آئے گی۔

معاشرے کی ہدایت و راہنمائی، اصلاحِ احوال اور تربیت کے لئے ایک مبلغ، مصلح اور راہنما کو تربیت کے میدان میں جس جس چیز کی ضرورت ہوسکتی ہے اس کا ایک پورا نصاب سیرت میں موجود ہے۔ اپنی اور دوسروں کی اصلاح کی کوشش کرنے والا سیرتِ محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مطالعہ کرتا ہے تو ایک ایسے مبلغ کا نمونہ سامنے آتا ہے جو لوگوں کو حکمت اور عمدہ نصیحت سے اللہ پاک کی طرف بلاتا ہے، نیز لوگوں تک پیغامِ الٰہی پہنچانے میں اپنی پوری جدّ وجہد صرف کر دیتا ہے۔

مطالعۂ سیرت سے پتا چلتا ہے کہ وہ کیسی تربیت تھی جس کی بدولت مختصر ترین عرصے میں عرب کے ناخواندہ لوگ عظیم اسکالر اور آسمانِ ہدایت کے تارے بن گئے اور راستوں اور بازاروں میں سامان رکھ کر بیچنے والے چھوٹے تاجر ساری دنیا کے اقتصادی نظام میں انقلاب لے آئے۔

اگر ایک باپ سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ بیٹیوں کی تربیت کیسے کرنی ہے؟ شادی شدہ بیٹی کے گھر جانے کا انداز کیا رکھنا ہے؟ بیٹی کے شوہر کے ساتھ کیا انداز رکھنا ہے؟ اولاد کو دشمن ستائیں تو صبر کیسے کرنا ہے؟

اگر ایک بیٹا سیرتِ مصطفےٰ کو پڑھتا ہے تو اسے درس ملتا ہے کہ سگی ماں تو سگی ماں، صرف دودھ پلانے والی ماں کی تعظیم کیسے کرنی ہے؟ ماں باپ کے وِصال کے بعد بھی ان کے حقوق کا خیال رکھنے کا فرمایا گیا ہے۔

اگر ایک شوہر سیرتِ رسول سے راہنمائی طلب کرتا ہے تو اسے پتا چلتا ہے کہ سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کیسے ایک ہی وقت میں کئی ازواجِ مطہرات کے حقوق کی ادائیگی کا کامل خیال رکھا، یہی وہ انداز تھا کہ جس کے بارے میں خود فرما دیا: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهِ، وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِی یعنی تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے لئے بہترین ہو اور میں اپنے اہلِ خانہ کے لئے تم سب سے بہترین ہوں۔ (ترمذی،5/475، حدیث:3921)

نوجوان نسل حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک جوانی کے حالات کو پڑھتی ہے تو ایک ایسے نوجوان کی زندگی کا بلند پایہ نمونہ سامنے آتا ہے جو اپنے کردار میں پاکیزہ اور صاف، اپنوں اور غیروں سبھی کے ساتھ امانت داری کا معاملہ برتنے والا بلکہ دشمنوں کی زبان سے بھی صادق و امین کہلانے والا ہوتا ہے۔

اگر آپ ایک خاندان، ادارے، قبیلے یا علاقے کی قیادت کر رہے ہیں تو مطالعۂ سیرتِ نبوی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے آپ کو ایک مضبوط نظام اور مستحکم اسلوب ملے گا۔

مطالعۂ سیرت سے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی "اَوامر و نَواہی" پر پابندی کے ساتھ ساتھ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تعلق مَعَ اللہ و ذِكْرُ الله، توکل و یقین، عاجزی و انکساری، مخلوق پہ شفقت، زہد و استغنا، عزم و استقلال، جد وجہد و شوقِ شہادت کا بھی پتا چلتا ہے۔

لہٰذا حقیقی عاشقِ رسول ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے اور اپنی دنیا و آخرت کی بہتری کے لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت کا مطالعہ کرے اور اس پر دل و جان سے عمل کرے۔

سیرتِ طیبہ کے حوالے سے معلومات کے لئے مستند علمائے اہلِ سنّت کی دیگر کتب پڑھنے کے ساتھ ساتھ مکتبۃُ المدینہ سے جاری ہونے والی کتب اور رسائل سیرتِ مصطفیٰ، فیضانِ معراج، مدنی آقا کے روشن فیصلے، نور کا کھلونا، صبح بہاراں، بھیانک اونٹ، بُڑھا پُجاری، ابو جہل کی موت، سیاہ فام غلام، دودھ پیتا مدنی منا، نور والا چہرہ اور "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے ربیع الاوّل کے شماروں کا بھی مطالعہ کیجئے۔

اللہ کریم ہمیں اپنے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ پاک کو پڑھ کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

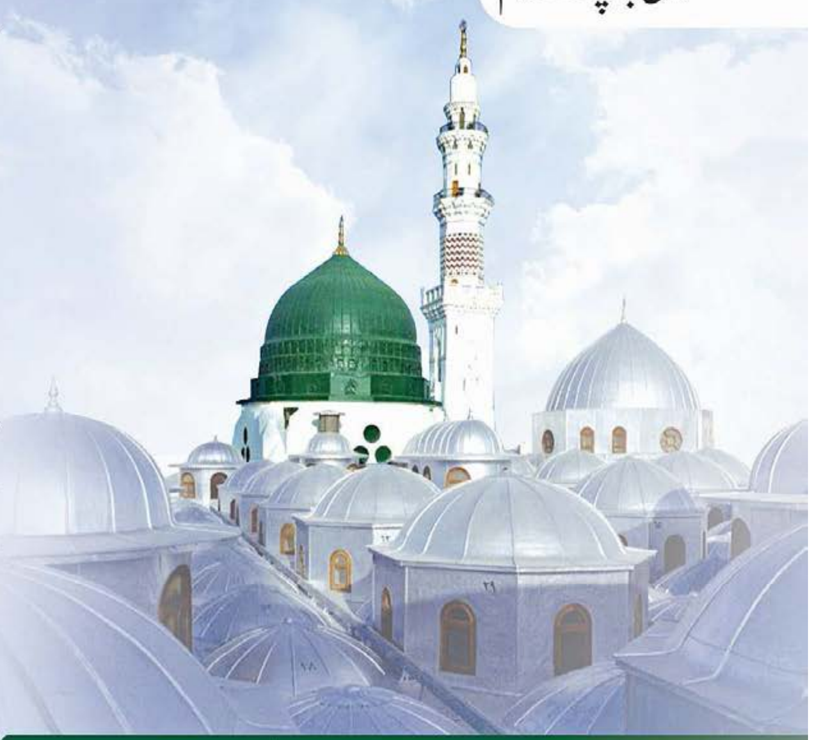

اس طرح سیرتِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سکھایئے

مولانا آصف جہانزیب عطّاری مَدَنی

اولاد کی اچھی تربیت کرنا اور انہیں اچھا مسلمان بنانا یہ والدین کی خواہش بھی ہوتی ہے اور ذمہ داری بھی۔ اس خواہش اور ذمہ داری کو احسن طریقے سے پورا کرنے کے لئے بچّوں کو شروع سے ہی نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیاری پیاری سیرت پر عمل کرنا سکھایئے کیونکہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت پر عمل کرنا ہی دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔

بچّوں کو عملی طور پر سنّتیں اور سیرتِ رسول سکھانے کے لئے درج ذیل طریقے اپنایئے۔

1 بچّوں کو نماز کا عادی بنانے کے لئے نماز کی اہمیت اس طرح سکھایئے کہ نماز ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔[1] اس لئے ہمیں نماز نہیں چھوڑنی چاہئے 2 جب بچّوں کو سچ بولنے کی ترغیب دلائی جائے تو یہ بتایئے کہ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا، اسی لئے آپ کے دشمن بھی آپ کو صادق و امین کہتے تھے 3 بچّوں کو یہ سمجھایئے کہ دوسروں کو تنگ کرنا بُری بات ہے کیونکہ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔[2] 4 بچّوں کو دوسروں کی مدد کی ترغیب اس طرح دلایئے کہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمیشہ ضرورت مندوں کی مدد کیا کرتے تھے 5 جب آپ بچّوں کے بالوں میں کنگھا کریں تو یہ بتایئے کہ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا ہے: جس کے بال ہوں تو وہ ان کا اکرام کرے۔[3] 6 بچّوں کو قراٰنِ پاک کی تعلیم کا شوق اس طرح دلایئے کہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو خود قراٰن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔[4] 7 بچّوں کو سلام کرنے کا عادی بنایئے اور یہ بھی بتایئے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمیشہ سلام میں پہل فرماتے تھے۔[5] 8 جب بچّوں کو خوشبو لگائیں تو نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پسند کا ذکر کیجئے کہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دنیا کی جو چیزیں پسند تھیں ان میں سے ایک خوشبو بھی ہے۔[6]

9 جب بچّوں کو اخلاقیات کی تعلیم دیں تو یہ کہیں کہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ ہمیشہ بڑوں کی عزت کرتے اور چھوٹوں پر شفقت کرتے تھے۔ یہ کام وہ ہیں جو ہمارے گھروں میں صبح شام ہوتے ہیں، ہمارے ہاں یہ کام کرتے وقت بعض مائیں بچّوں کو بُرا بھلا کہتی ہیں، کبھی بددعائیں بھی دے دیتی ہیں۔ یہ غلط انداز ہے بچّے کی ابھی سیکھنے اور سمجھنے کی عمر ہے، ان کاموں کی ترغیب دلاتے وقت سختی اور برا بھلا کہنے کے بجائے بچّوں کو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتیں عملی طور پر سکھائی جائیں تاکہ بچّوں کو بچپن ہی سے سنّتِ رسول کی اہمیت کا احساس بھی ہو اور ان کے دل میں محبتِ رسول رَچ بَس جائے۔

اللہ پاک ہمیں بچّوں کی اسلامی تربیت کرنے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) نسائی، ص644، حدیث:3945 (2) بخاری، 1/15، حدیث:10 (3) ابوداؤد، 4/103، حدیث:4163 (4) بخاری، 3/410، حدیث:5027 (5) شعب الایمان، 2/155، حدیث:1430 (6) نسائی، ص644، حدیث:3945۔

معاشرتی اِصلاح کے لئے سیرتِ رسول کا مطالعہ کیجئے

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطاری

کسی بھی معاشرے (Society) کو پُر امن بنانے اوراس میں سنتوں کی بہار لانے کے لئے اس کے افراد کی درست تربیت (Training) بے حد ضروری ہے کیونکہ فرد سے معاشرہ بنتا ہے۔ جس معاشرے میں فرد کی تربیت صحیح انداز سے نہ ہو تو اس کے مجموعے سے تشکیل پانے والا معاشرہ بھی خستہ حالی کا شکار رہتا ہے۔ اگر ہم اپنے اردگرد کا ماحول اسلامی اقدار کے مطابق بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دیگر لوگوں کی تربیت بھی کرنی ہوگی۔ اگر تربیت کی اس اہم ذمہ داری کو بوجھ تصور کر کے اس سے غفلت برتتے رہے تو معاشرے کا بگاڑ بڑھتا چلا جائے گا جس کا کسی حد تک مشاہدہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

تربیتِ مصطفٰے: ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی وقتاً فوقتاً تربیت فرماتے رہتے تھے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو لوگوں کے مزاج وعادات اورنفسیات کی شناخت میں کمال حاصل تھا۔ ہر ایک سے اس کے مرتبے کے لائق سلوک فرماتے اور اس طریقے سے سامنے والے کی تربیت فرماتے کہ بات اس کے دل میں اُتر جاتی۔ ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو ان کی وہ انگوٹھی اتار کر پھینک دی اور فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اپنے ہاتھ میں دوزخ کا انگارا لینا چاہتا ہے؟ سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اس تربیت کا اُن صحابی رضی اللہ عنہ پر ایسا اثر ہوا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تشریف لے جانے کے بعد ان سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی لے لو اس سے کوئی اور نفع اٹھالو، لیکن انہوں نے کہا: نہیں! خدا کی قسم! جس انگوٹھی کو اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پھینک دیا میں اسے کبھی نہیں اٹھاؤں گا۔ (مسلم، ص891، حدیث:2090)

فرمانِ رسول پر عمل کا جذبہ: پیارے اسلامی بھائیو! اگر وہ صحابیِ رسول چاہتے تو انگوٹھی فروخت کرکے اس کی قیمت سے فائدہ اٹھالیتے یا کسی کو تحفے میں دے دیتے یا پھر اُسے دے دیتے جس کے لئے اسے پہننا جائز ہے

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کے بیانات اور گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کرکے انہیں چیک کروانے کے بعد پیش کیا گیا ہے۔

یعنی اپنے گھر کی کسی عورت کو اس کا مالک بنادیتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا کیونکہ آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے پھینک دیا تھا۔ شارحِ مسلم حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابیِ رسول کے اس طرح فرمانے میں نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حکم کی بجاآوری اور آپ کی منع کردہ باتوں سے بچنے کا بہت زیادہ اہتمام پایا جارہا ہے۔ نیز انہوں نے کمزور تاویلات کرکے انگوٹھی اٹھالینے کی رخصت پر عمل نہیں کیا اور انگوٹھی فقرا اور دیگر لوگوں کے لئے مباح کرتے ہوئے وہیں چھوڑدی تاکہ ان میں سے جو چاہے اٹھالے تو اس وقت لوگوں کے لئے وہ انگوٹھی اٹھانا اور اس کا استعمال کرنا جائز ہوگیا اور اگر وہ انگوٹھی خود ہی اٹھالیتے تو ان کا یہ اٹھانا اور اسے بیچ کر یا کسی اور طریقے سے اس کا استعمال کرنا جائز تھا کیونکہ حضورانور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انگوٹھی کو بالکل ہی استعمال کرنے سے منع نہیں کیا تھا بلکہ صرف اس کو پہننے سے منع فرمایا تھا۔ پہننے کے علاوہ دیگر تصرُّفات ان کے لئے جائز تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے اسے اٹھانے سے پرہیز کیا اور اس انگوٹھی کو حاجت مند پر صدقہ کرنے کی نیت کرلی۔ (شرح النووی علی صحیح مسلم، جزء14، 7/65،66)

حکمت و دانائی سے بھرا اندازِ تربیت: ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے طریقۂ تربیت میں حکمت و دانائی تھی، آپ ہر کسی کو اس کی غلطی پر براہِ راست نہیں سمجھاتے تاکہ سامنے والا اپنی بے عزتی محسوس نہ کرے، اگر بعض لوگوں کی کچھ کوتاہیوں کی خبر آپ تک پہنچتی تو اکثر اجتماعی طور پر اس غلط طرزِ فکر اور نامناسب عمل کی اصلاح فرمادیتے، اس کا فائدہ یہ ہوتا کہ دوسروں کو بھی راہنمائی مل جاتی۔ ابوداؤد شریف میں ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضورِ اکرم کو جب کسی کی بات پہنچتی تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم یہ نہ فرماتے: فلاں کا کیا معاملہ ہے کہ جو یہ کہتا ہے بلکہ فرماتے: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی بات کہتے ہیں۔ (ابوداؤد، 4/328، حدیث: 4788)

نہ ڈانٹا اور نہ ہی برا بھلا کہا: سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اگر کبھی اس بات کی ضرورت محسوس فرماتے کہ غلطی پر براہِ راست تنبیہ کی جائے تو انتہائی نرمی اور محبت بھرے انداز میں سمجھاتے تاکہ سامنے والا حق بات قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوجائے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک دیہاتی مسجد میں داخل ہوا اور کونے میں جاکر پیشاب کرنے لگا، صحابہ کرام اسے روکنے لگے تو حضور نے فرمایا: اسے نہ روکو چھوڑ دو، جب اس نے پیشاب کرلیا تو بلاکر ارشاد فرمایا: یہ مسجدیں پیشاب اور گندگی کے لئے نہیں، یہ تو ذکرِ الٰہی، نماز اور تلاوتِ قراٰن کے لئے ہیں۔ (صحیح مسلم، ص133، حدیث: 661 ملتقطا) ایک روایت میں ہے: وہ دیہاتی آپ کے اخلاقِ کریمانہ سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اندازِ تربیت کا یوں بیان کیا: فَقَامَ إِلَيَّ بِأَبِي وَأُمِّي، فَلَمْ يُؤَنِّبْ وَلَمْ يَسُبَّ یعنی نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میری طرف تشریف لائے، میرے ماں باپ ان پر قربان! انہوں نے نہ تو مجھے ڈانٹا اور نہ ہی بُرا بھلا کہا۔ (ابن ماجہ، 1/300، حدیث 529)

خیال رہے ان صحابی کے قبولِ اسلام کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا نیز صحبتِ نبوی سے بھی دور تھے اس لیے اَحکامِ شرع سے لاعلمی کی بنا پر ان سے یہ عمل سرزد ہوا اوگرنہ حکمِ شرعی یہ ہے کہ ”مسجد میں پیشاب کرنا حرام ہے۔“ (مرقاۃ المفاتیح، 2/194، تحت الحدیث: 491 ملخصاً، بہار شریعت، 1/645 ماخوذاً)

میری تمام عاشقانِ رسول سے **فریاد** ہے کہ آپ عملی زندگی کے خواہ کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتے ہوں اگر اپنی اور اپنے متعلقین کی صحیح انداز سے تربیت کرنا چاہتے ہیں تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کا مطالعہ کیجئے، اس سے ہمیں معلوم ہوگا کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کس طرح لوگوں کے مزاج اور نفسیات کو ملحوظ رکھ کر حکمتِ عملی کے ساتھ لوگوں کی تربیت فرماتے تھے۔

اللہ کریم ہمیں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سچی پیروی کا جذبہ عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتا وغیرہ کاٹ لے تو!

کتا، بلی، بھیڑیا اور خرگوش جیسے جانوروں میں ایک وائرس ہوتا ہے جسے ”ریبیز“ (rabies) کہتے ہیں، ایسے وائرس والے جانور کے کاٹنے سے جان جانے کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی اس طرح کا جانور کاٹ لے تو فوراً سانس روک کر اس کٹے ہوئے حصے کے اِردگرد انگلی گھماتے ہوئے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ“ سات بار پڑھ کر اس پر پھونک مار دیں، اگر زہر ہوا تو اِنْ شَآءَ اللہ اُتر جائے گا۔

اللہ کریم ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مشورہ: ایسے موقع پر ڈاکٹر سے ضرور رجوع کیجئے۔

کتا پیچھے پڑ جائے تو!

اگر کہیں کتا بھونک رہا ہو اور اس کے کاٹنے کا اندیشہ ہو تو تین مرتبہ ”یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ“ کہہ لیں، اللہ پاک نے چاہا تو وہ کتا چپ ہوجائے گا یا چلا جائے گا۔ اللہ کریم ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

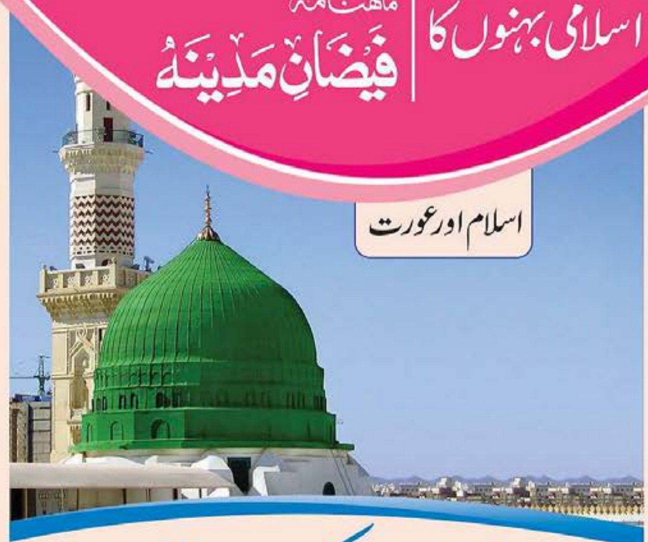

اسلام اور عورت

اسوۂ حسنہ کی پیروی، کامیابی کی ضمانت

اُمِّ میلاد عطّاریہ

اللہ پاک نے قراٰنِ کریم میں ارشاد فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًاؕ(۲۱)﴾ ترجمہ کنزُالعرفان: بیشک تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے اس کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔[1]

پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زندگی اور سیرت ہمارے لئے ایک کامل نمونہ ہے جس کی روشنی میں ہم اپنی عبادات، معاملات اور اخلاقیات کو سنوار سکتے ہیں، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے تمام تر معاملات میں پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت کو معیار بنائیں اور اس کے مطابق اپنی گفتگو میں، اپنے کام کاج میں اور اپنے اخلاق میں بہتری لائیں۔

پیاری اسلامی بہنو! اگر ہم اپنے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کریں تو آپ کی زندگی کے ہر پہلو میں ہمیں خوبیاں ہی خوبیاں نظر آتی ہیں۔ اللہ پاک کی عبادت کرنا، گھر والوں اور غلاموں کے ساتھ پیار و محبت اور شفقت سے پیش آنا، حوصلہ افزائی فرمانا، ان سے سرزد ہونے والی غلطیوں کو معاف فرمانا، اسی طرح اپنے اصحاب کے ساتھ رہنے کا انداز، آپ کا دعوتِ اسلام دینے کا انداز، بد اخلاقی سے پیش آنے والے پر رحم و کرم فرمانا، گھر کے کاموں میں حصہ لینا وغیرہ۔ الغرض سیرت کا جو بھی پہلو دیکھیں تو عمدہ سے عمدہ ہی نظر آئے گا۔ لہٰذا آپ بھی پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے تحمل اور ملنساری کے ساتھ حسنِ سلوک کا مظاہرہ کریں اور لوگوں کی غلطیوں کو دَر گزر کرتے ہوئے اپنے زندگی کے سفر کو جاری رکھیں، پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی میں نافذ کریں کیونکہ ہر مسلمان کے لئے اسوۂ رسول کے منارۂ ہدایت سے روشنی حاصل کرنے کے کئی پہلو موجود ہیں۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کی روشنی میں زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کا مطالعہ کرنا بھی ہے۔ جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے گا اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عبادت کا انداز، حسنِ اخلاق، رحم و کرم، عفوو در گزر وغیرہ خوبیوں کے بارے میں معلومات حاصل ہوں گی تو ہم عمل کر سکیں گے۔

مفسرِ قراٰن مفتی محمد قاسم عطّاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی لکھتے ہیں کہ اگر کسی کی زندگی اہل و عیال کی زندگی ہے تو وہ یہ خیال کرے کہ میرے تو چند اہل و عیال ہیں مگر محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی 9 بیویاں ہیں، اولاد اور اولاد کی اولاد، غلام، لونڈیاں، مُتَوَسِّلِین اور مہمانوں کا ہجوم ہے، پھر کس طرح ان سے برتاؤ فرمایا اور اسی کے ساتھ ساتھ کس طرح ربِّ کریم کی یاد فرمائی۔ حقیقی طور پر کامیاب زندگی وہی ہے جو تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نقشِ قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا مرنا، سونا جاگنا حضور پُر نور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نقشِ قدم پر ہو جائے تو ہمارے سب کام عبادت بن جائیں گے۔[2]

اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کی روشنی میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) پ21، الاحزاب: 21 (2) صراط الجنان، 7/589 ملخصاً

سیرتِ مصطفےٰ
(وِلادت تا وِصال مختصر)

اعجاز نواز عطاری مدنی

نام ونسب حضورِ نبیِّ رَحمت شفیعِ اُمَّت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نامِ نامی اسمِ گرامی ”محمد“ ہے۔ دیگر آسمانی کتابوں میں آپ کا نام ”احمد“ مذکور ہے جبکہ قراٰن واَحادیث وسیرت کی کتب میں آپ کے سینکڑوں صفاتی نام ذِکْر کئے گئے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں: ”مُزَّمِّل، مُدَّثِّر، رَءُوْف، رَحیم، مُصطفٰے، مُجتبٰی، مُرتضٰی“ وغیرہ جبکہ آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم قبیلۂ قُریش کے ایک اعلٰی خاندان بنو ہاشم سے تعلّق رکھتے تھے، والد ماجد کا نام عبدُاللہ اور والدہ کا نام آمِنہ ہے، والد کی طرف سے نسب یوں ہے: محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب بِن ہاشم بن عبدِ مَناف بِن قُصَی بِن کِلاب بِن مُرّہ۔ والدہ کی طرف سے نسب یوں ہے: محمد بِن آمِنہ بنتِ وَہب بن عبدِ مَناف بِن زُہرہ بِن کِلاب بِن مُرّہ۔ کِلاب بن مُرّہ پر جاکر آپ کے والدین کا نسب مِل جاتا ہے۔ **ولادت باسعادت** آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت باسعادت 12 ربیع الاول بروز پیر مطابق 20 اپریل 571ء کو ہوئی۔ اس تاریخ کو دنیا بھر میں مسلمان میلاد شریف مناتے ہیں۔ **پرورش** آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت سے پہلے ہی والدِ ماجد کا انتقال ہوگیا۔ عمرِ مُبارک تقریباً 5 سال کی ہوئی تو والدہ ماجدہ بھی وصال فرما گئیں اور آپ کی پرورش داداجان حضرت عبدُ الْمُطّلب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کی۔ دو سال کے بعد داداجان بھی پردہ فرماگئے اور پرورش کی ذمّہ داری آپ کے چچا ابوطالب نے سنبھالی۔ **حلیمہ سعدیہ کی قسمت چمک اٹھی** شُرفائے عرب کا دستور تھا کہ وہ اپنے بچّوں کو دودھ پلانے کے لئے گردونواح کے دیہاتوں میں بھیجتے تھے تاکہ دیہات کی صاف ستھری آب وہوا میں ان کی جسمانی صحت اچّھی ہوجائے اور وہ فصیح عَرَبی زَبان بھی سیکھ جائیں۔ اسی دستور کے موافق والدہ ماجدہ نے بچپن میں آپ کو حضرتِ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے ساتھ ان کے قبیلے بھیج دیا جہاں وہ آپ کو دودھ پلاتی رہیں۔ اس عرصے میں آپ سے کثیر برکات کا ظہور ہوا۔ **مبارک بچپن** بچپن میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا جُھولا فرشتوں کے ہلانے سے ہلتا تھا، چاند آپ کی انگلی کے اشاروں پر حرکت کرتا تھا۔ بچّوں کی عادت کے مُطابق کبھی بھی کپڑوں میں بول وبراز نہ فرمایا بلکہ ہمیشہ ایک مُعَیَّن وَقْت پر رفعِ حاجَت فرماتے۔ عُمْرِ مُبارک چند سال ہوئی تو باہر نکل کر بچّوں کو کھیلتا دیکھتے مگر خود کھیل کود میں شریک نہ ہوتے، لڑکے کھیلنے کے لئے بلاتے تو فرماتے کہ میں کھیلنے کے لئے نہیں پیدا کیا گیا۔ **جوانی وکاروبار** آپ کی جوانی سچائی، دیانتداری، وفاداری، عہد کی پابندی، رحم وسخاوت، دوستوں سے ہمدردی، عزیزوں کی غمخواری، غریبوں اور مفلسوں کی خبرگیری، اَلْغَرَض تمام نیک خصلتوں کا مجموعہ تھی۔ حِرْص، طَمع، دَغا، فریب، جُھوٹ، شراب نوشی، ناچ گانا، لوٹ مار، چوری اور فُحش گوئی وغیرہ تمام بُری عادتوں، مذموم خصلتوں اور عُیُوب ونَقائِص سے آپ کی ذاتِ گرامی پاک وصاف رہی۔ آپ کی راست بازی اور امانت ودیانت کا چرچا دُور دُور تک پہنچ چکا تھا۔ تجارت آپ کا خاندانی پیشہ

تھا، 13 سال کی عمر میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پہلی بار اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ ملکِ شام کا تجارتی سفر فرمایا جبکہ 23 سال کی عمر میں بغرضِ تجارت حضرتِ خدیجہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا مال لے کر اُن کے غلام مَیْسَرہ کے ساتھ ملکِ شام کا دوسرا سفر اختیار کیا۔ **نکاح و اَزواجِ مُطَہَّرات** آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے چار سے زائد نکاح فرمائے جو آپ کی خصوصیت ہے۔ پہلا نکاح پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے فرمایا اور جب تک وہ حیات رہیں دوسرا نکاح نہ فرمایا۔ آپ کی گیارہ اَزواجِ مُطَہَّرات کے اَسمائے گرامی یہ ہیں: (1) حضرتِ خدیجۃُ الکبریٰ (2) حضرتِ سَودَہ (3) حضرتِ عائشہ (4) حضرتِ حَفْصہ (5) حضرتِ اُمِّ سَلَمہ (6) حضرتِ اُمِّ حبیبہ (7) حضرتِ زینب بنتِ جَحش (8) حضرتِ زینب بنتِ خُزیمہ (9) حضرتِ میمونہ (10) حضرتِ جُویریہ (11) حضرتِ صَفِیّہ رضی اللہ تعالٰی عنہنَّ۔ آپ کی تین باندیوں کے نام یہ ہیں: (1) حضرتِ ماریہ قِبطیّہ (2) حضرتِ رَیحانہ (3) حضرتِ نفیسہ رضی اللہ تعالٰی عنہنَّ۔ **اولاد** آپ کے تین شہزادے: (1) حضرت قاسم (2) حضرت عبدُ اللہ (طیب وطاہر) اور (3) حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہم اور چار شہزادیاں ہیں: (1) حضرتِ زینب (2) حضرتِ رُقیّہ (3) حضرتِ اُمِّ کُلثوم (4) حضرتِ فاطمۃُ الزّہراء رضی اللہ تعالٰی عنہنَّ۔ آپ کی تمام اولاد مبارک حضرتِ خدیجہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہوئی، البتہ حضرتِ ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرتِ ماریہ قِبطِیّہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے شکم سے پیدا ہوئے۔ **رشتہ دار** چار مشہور چچا: (1) حضرتِ حمزہ (2) حضرتِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما (3) ابو طالِب (4) ابولہب۔ چار پھوپھیاں: (1) حضرتِ صفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا (2) عاتِکہ (3) اُمیمہ (4) اُمِّ حکیم۔ **عبادت وریاضت و پہلی وحی** 40 سال کی عمر میں آپ مکۂ مکرمہ سے تقریباً تین میل دور غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور ربِّ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے۔ یہیں آپ پر پہلی وحی کا نزول ہوا۔ **اعلانِ نبوت ودعوتِ اسلام** چالیس سال کی عمر میں ہی آپ نے اِعلانِ نُبوّت فرمایا، پھر تین سال تک پوشیدہ طور پر تبلیغِ اسلام کا فریضہ سَرانجام دیتے رہے، خواتین میں سب سے پہلے آپ کی زوجہ حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ تعالٰی عنہا، مَردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ اور بچوں میں سب سے پہلے حضرت علیُّ المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالٰی عنہ اسلام لائے، پھر حضرتِ عثمانِ غنی، حضرتِ زُبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عَوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت طَلحہ بن عُبَیْدُ اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہم بھی دامَنِ اِسلام میں آگئے۔ **قریش کو دعوتِ اِسلام** تین سال کے بعد آپ نے ربِّ تعالیٰ کے حکم سے اپنے قبیلے والوں کو دعوتِ اِسلام دی، عذابِ الٰہی سے ڈرایا، لیکن انہوں نے دعوت کو قبول کرنے سے انکار کردیا اور ناراض ہو کر نہ صرف چلے گئے بلکہ آپ کے خلاف اَول فَول بکنے لگے۔ **اِعلانیہ دعوتِ اِسلام اور کفار کا ظلم وستم** اِعلانِ نبوت کے چوتھے سال آپ اعلانیہ طور پر دینِ اِسلام کی تبلیغ فرمانے لگے، شِرک وبُت پرستی کی کھلم کھلا بُرائی بیان فرمانے لگے جس پر کفار آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہوگئے نیز آپ کو اور دیگر مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے۔ **شَعبِ ابی طالب میں محصوری** آپ کے چچا حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے قبولِ اسلام سے دِین اسلام کو بہت تقویت ملی لیکن پھر بھی کفّار کی مخالفت ختم نہ ہوئی بلکہ دِن بدِن بڑھتی ہی گئی۔ کفار نے آپ کے خاندان والوں کا مکمل بائیکاٹ کرکے ایک پہاڑ کی گھاٹی تک محصور کردیا جسے "شعبِ ابی طالب" کہا جاتا ہے۔ یہاں آپ تین سال رہے اور آپ کو بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ **اہلِ مدینہ کا قبولِ اسلام** حج کے موقع پر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم مختلف علاقوں سے آئے ہوئے قبائل کو دعوتِ اِسلام دیتے اور ہر سال کچھ لوگ اِسلام قبول کرلیتے۔ اِعلانِ نبوت کے تیرہویں سال مدینے سے آئے ہوئے

72افراد نے اِسلام قبول کیا اور واپَس جاکر اپنے یہاں دعوتِ اِسلام دینا شُروع کر دی اور رفتہ رفتہ شمعِ اسلام کی روشنی مدینہ سے قُبا تک گھر گھر پھیل گئی۔ **ہجرتِ مدینہ** اعلانِ نبوت کے تیرہویں سال سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مسلمانوں کو ہجرت کر کے مدینۂ منورہ جانے کی اجازت عطا فرمائی اور بعد میں حضرتِ سیّدنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ خود بھی ہجرت کر کے وہاں تشریف لے گئے۔ **مدنی حیاتِ طیبہ** ہجرت کے بعد آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مدینۂ منوّرہ کو گیارہ سال شرفِ قیام بخشا، اِن سالوں میں پیش آنے والے مختلف اہم واقعات کا مختصر تذکرہ ملاحظہ فرمائیے۔ **پہلا سال** مسجدِ قُبا و مسجدِ نبوی کی تعمیر کی گئی، پہلا جمعہ ادا فرمایا، اَذان واِقامت کی ابتدا ہوئی۔ **دوسرا سال** قبلہ تبدیل ہوا یعنی بیتُ الْمقدّس کے بجائے خانۂ کعبہ کی طرف منہ کر کے نَماز پڑھنے کا حکم دیا گیا، رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے، نمازِ عیدین و قربانی کا حکم دیا گیا۔ حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ نکاح ہوا۔ مسلمانوں کو غزوۂ بدر میں فتحِ مبین حاصل ہوئی۔ **تیسرا سال** کفّار کے ساتھ غزوۂ اُحُد کا معرکہ پیش آیا۔ ایک قول کے مطابق اسی سال شراب کو حرام قرار دیا گیا۔ **چوتھا سال** صلٰوۃُ الخوف کا حکم نازل ہوا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ولادت ہوئی۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرتِ اُمِّ سَلَمہ اور حضرتِ زینب بنتِ جَحش رضی اللہ تعالٰی عنہما سے نکاح فرمایا۔ نمازِ قصر اور پردے کا حکم نازل ہوا۔ **پانچواں سال** آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرتِ جُویریہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے نکاح فرمایا۔ غزوۂ اَحزاب یعنی غزوۂ خندق اور غزوۂ بنی مُصطلق واقع ہوئے۔ تیمُّم کا حکم بھی اِسی سال نازل ہوا۔ **چھٹا سال** صلح حُدیبیہ اور بیعتِ رِضوان واقع ہوئے۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مختلف بادشاہوں کے نام اسلام کی دعوت پر مشتمل خُطوط روانہ فرمائے۔ حبشہ کے بادشاہ حضرت نَجاشی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اِسلام قبول کیا۔ اسی سال آپ پر جادو کیا گیا اور اس کے توڑ کیلئے سورۂ فَلَق و سورۂ نَاس نازل ہوئیں۔ **ساتواں سال** غزوۂ خیبر اور غزوۂ ذاتُ الرّقاع واقع ہوئے۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرتِ اُمِّ حبیبہ، حضرتِ صَفیہ اور حضرتِ میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے نکاح فرمایا۔ حضرت علیُّ المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نمازِ عصر کیلئے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دُعا سے سورج واپس پلٹا۔ **آٹھواں سال** آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ولادت ہوئی، غزوۂ حُنین واقع ہوا۔ مکّۂ مکرّمہ فتح ہوا۔ **نواں سال** شاہِ حبشہ حضرت نَجاشی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا وصال ہوگیا۔ مختلف وُفود کی بارگاہِ رِسالت میں حاضِری ہوئی۔ حج کی فرضیت کا حکم نازل ہوا۔ غزوۂ تبوک واقع ہوا جس کیلئے صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان نے دِل کھول کر مالی معاونت کی ۔ **دسواں سال** اللہ کے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا وصال ہوگیا اور اسی سال آپ نے حج ادا فرمایا جسے حُجۃُ الوداع کہا جاتا ہے۔ **گیارہواں سال** ہجرت کے گیارہویں سال 12 ربیع الاول بروز پیر بمطابق 12 جون 632 عیسوی کو 63 سال کی عمر میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا وِصالِ ظاہری ہوگیا اور حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے حجرے (یعنی گھر) میں تدفین ہوئی۔ (ماخوذ از سیرت سید الانبیاء، سیرت مصطفٰی)

پہلو میں جلوہ گاہ عَتیق و عُمَر کی ہے — محبوب ربِّ عرش ہے اس سبز قُبّہ میں

جُھرمَٹ کئے ہیں تارے تجلّی قَمَر کی ہے — سَعدَین کا قِران ہے پہلوئے ماہ میں

(حدائقِ بخشش، ص219، 220)

ہجرتِ مدینہ

آصف اقبال عطاری مدنی

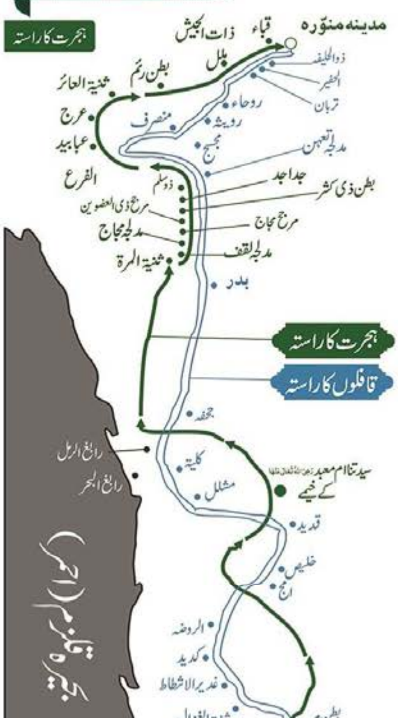

(فیضانِ صدیقِ اکبر، ص201)

مشرکینِ مکّہ کا ظلم و ستم بڑھا تو اہلِ ایمان بارگاہِ رسالت سے اجازت پاکر مکّہ شریف سے مدینۂ منوّرہ ہجرت کرگئے، پھر جب کفّار نے غلبۂ اسلام سے خوف زدہ ہوکر حضور نبیّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قتل کا ناپاک منصوبہ بنایا تو بحکمِ الٰہی آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی سیّدنا صدیقِ اکبر رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کے ساتھ ہجرت فرمائی۔(سبل الہدیٰ والرشاد، 3/224-231) کفّار کا سخت پہرا تھا، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو اپنے بستر پر لٹاکر سورۂ یٰسین کی آیات تلاوت کرتے ہوئے اُن کفار کے سروں پر مٹی ڈال کر کاشانۂ اقدس سے نکل گئے، حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کو ساتھ لیا اور مکّۂ مکرمہ کی دائیں جانب 4 کلومیٹر پر واقع غارِ ثور میں قیام فرمایا۔(سیرۃ ابن ہشام، ص193)

غارِ ثور میں جلوہ نُمائی راستے میں سیّدنا صدیقِ اکبر رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کبھی حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دائیں بائیں اور کبھی آگے پیچھے چلتے کہ کہیں کوئی گھات لگانے والا نقصان نہ پہنچادے۔ چلنے میں مبارک انگلیاں دُکھنے لگیں تو انہوں نے آپ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کندھوں پر اُٹھالیا اور غار تک لے گئے، پہلے خود داخل ہوئے تاکہ کوئی مُوذی جانور ہو تو مجھے تکلیف پہنچائے اور میرے آقا صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم محفوظ رہیں۔(لبابُ الاحیاء، ص160) معلوم ہوا کہ عشقِ رسول میں جان بھی قربان کرنی پڑے تو پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے۔ غارِ ثور میں حضرت سیّدنا عبدُاللہ بن ابو بکر، حضرت سیّدتنا اسماء اور حضرت سیّدنا عامر بن فُہَیْرہ رضیَ اللہُ تعالٰی عنھُم، خبریں پہنچانے، کھانا کھلانے اور دودھ پلانے کی خدمت بجالاتے رہے۔(سیرۃ ابن ہشام، ص194) کفّار آپ کی تلاش میں غارِ ثَور پر بھی پہنچے مگر **اللہ** کریم نے محفوظ رکھا جس کا بیان سورۂ توبہ میں ہے: ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ (اطمینان) اتارا۔ (پ10، التوبہ:40) غارِ ثور میں تین دن قیام کے بعد سوئے مدینہ روانہ ہوئے۔

سفرِ ہجرت اور معجزاتِ رسولِ کریم (1) سیّدنا صدیقِ اکبر رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کی ایڑی پر سانپ نے ڈس لیا تو لعابِ دہن لگانے سے آرام آگیا (2) کفّار سے حفاظت کی خاطر غار کے منہ پر "اُمِّ غَیلان" نامی درخت اُگا دیا گیا، دو کبوتروں نے گھونسلا بنالیا اور مکڑی نے جالا تن دیا (3) سُراقہ بن مالک (جو بعد میں اسلام لے آئے تھے) گرفتار کرنے آئے تو اُنہیں زمین نے پکڑ لیا اور (4) اُمِّ مَعْبَد کی لاغر بکری کو مبارک ہاتھ لگائے تو (اس بکری نے اتنا دودھ دیا کہ) سارے برتن دودھ سے بھر گئے۔(السیرۃ النبویہ، 1/386تا399) یکم (1st) ربیعُ الاوّل بروز پیر سفرِ ہجرت کا آغاز ہوا اور 12 ربیعُ الاوّل کو قُبا میں پہنچے، حضرت کلثوم بن ہِدْم رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کے یہاں چند دن قیام فرمایا،(السیرۃ الحلبیہ، 2/72) اسی دوران مسجدِ قُبا تعمیر فرمائی جس کی شان و عظمت پر سورۂ توبہ کی آیت 108 گواہ ہے۔ قبیلۂ بنو سالم میں پہلا جمعہ ادا فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ، 8/313) بُرَیدہ اَسلمی پکڑنے آئے مگر محبتِ رسول کے اسیر ہوگئے اور عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ! مدینہ میں آپ کا داخلہ جھنڈے کے ساتھ ہوگا، پھر انہوں نے اپنے

عمامہ کو جھنڈا بنالیا۔(السیرۃ الحلبیہ،2/71) **استقبالِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم** اہلِ مدینہ روزانہ راستوں پر بیٹھ کر تاجدارِ دوجہاں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا انتظار کیا کرتے تھے، جب آپ نے سرزمینِ مدینہ کو شرفِ قدم بوسی بخشا تو اہلِ مدینہ دیکھتے ہی پکار اٹھے: **اَللّٰہُ اَکْبَرُ، جَاءَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ جَاءَ مُحَمَّدٌ** یعنی رسولِ کریم حضرت محمد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ عورتوں، بچّوں اور کنیزوں نے یوں نعت پڑھی: **طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ۔ وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعِ** یعنی وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چاند طلوع کر آیا، دعا کرنے والے جب تک دعا کریں ہم پر شکر واجب ہے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، 3/271) نیز مرد، عورتیں چھتوں پر چڑھ گئے جبکہ بچے اور غلام گلیوں میں یوں نعرے لگانے لگے: **یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ، یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ**۔ (مسلم، ص1228، حدیث:7522)

شاہ تم نے مدینہ اپنایا، واہ! کیا بات ہے مدینے کی
اپنا روضہ اِسی میں بنوایا، واہ! کیا بات ہے مدینے کی

میرے آقا مدینے جب آئے، بچّیوں نے ترانے تھے گائے
چار سُو خوب کیف تھا چھایا، واہ! کیا بات ہے مدینے کی

(وسائلِ بخشش مرمم، ص388)

مختلف سورتوں کے فضائل

اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بیماریوں، مصیبتوں اور تنگ دستیوں وغیرہ سے بچنے کے لئے مختلف دُعائیں اور اَوراد و وظائف بیان فرمائے ہیں، ان کے علاوہ قراٰنِ کریم کی مختلف آیات اور مختلف سُورتوں کے دنیوی فوائد بھی بیان فرمائے۔ آیئے! ذیل میں مختلف سورتوں کے دنیوی فوائد پر مشتمل چند روایات پڑھتے ہیں:

سُورۂ بَقَرَہ اور سُورۂ اٰلِ عمران

حضرت سیّدنا عبدُاللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ کے پاس ایک شخص نے سورۂ بقرہ اور اٰلِ عمران پڑھی تو آپ نے فرمایا: تم نے دو ایسی سورتیں پڑھیں ہیں جن میں اللہ کا اسمِ اعظم ہے کہ اس کے وسیلے سے دعا کی جائے تو قبول ہوگی اور مانگا جائے تو ملے گا۔
(دارمی، 2/543، رقم:3393)

سُورۂ فتح

حضرت سیّدنا یزید بن ہارون رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرّحمٰن بن عبداللہ مسعودی رضی اللہُ عنہ کو فرماتے سنا: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جو رمضان کی پہلی رات میں نفل نماز کے اندر سورۂ فتح پڑھ لے وہ اس سال محفوظ و مامون رہے گا۔ (تفسیر در منثور، 7/512)

سُورۂ یٰسٓ

حضرت سیّدنا عطاء بن ابی رباح رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: مجھے خبر ملی ہے کہ حضور پُرنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو دن کے شروع میں سورۂ یٰسٓ پڑھ لے تو اس کی ضرورتیں پوری ہوں گی۔
(دارمی، 2/549، حدیث:3418)

سُورۂ واقِعہ

حضرت سیّدنا عبدُاللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص روزانہ رات کے وقت سورۂ واقعہ پڑھے تو وہ فاقے سے ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ (شعب الایمان، 2/492، حدیث:2500) دوسری روایت میں ہے کہ اپنی عورتوں کو سورۂ واقعہ سکھاؤ کیونکہ یہ سورۃُ الغنیٰ (یعنی محتاجی دور کرنے والی سورت) ہے۔ (مسند الفردوس، 3/10، حدیث:4005)

سُورۂ یٰسٓ اور سُورۂ صٰٓفّٰت

حضرت سیّدنا عبدُاللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما سے مروی ہے، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے جمعہ کے دن سُورۂ یٰسٓ اور سُورۂ صٰٓفّٰت کی تلاوت کی، پھر اللہ کریم سے کوئی سوال کیا تو اللہ کریم اس کا وہ سوال پورا کردے گا۔ (تفسیر در منثور، 7/77)

سُورۂ اِخلاص

حضرت جَریر بن عبداللہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سورۂ اِخلاص پڑھے گا تو یہ سورت اس گھر والوں اور اس کے پڑوسیوں سے محتاجی کو دور کردے گی۔ (معجم کبیر، 2/340، حدیث:2419)

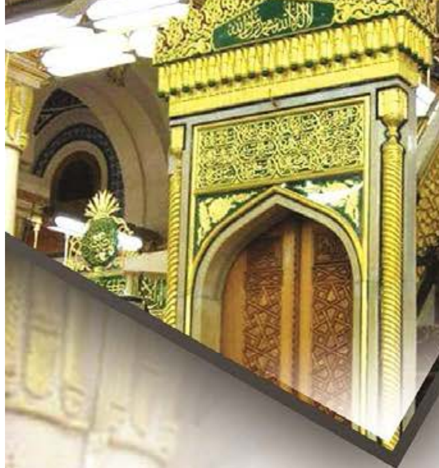

حضرتِ اُمِّ معبد رضی اللہ تعالٰی عنہا اور حلیۂ مصطفےٰ

اویس یامین عطاری مدنی

کتبِ احادیث و سِیَر میں جن صَحابہ وصحابیات علیہمُ الرِّضوان نے نبیِّ رَحْمت، شفیعِ امّت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حسن و جمال اور حلیۂ مبارک کو بیان فرمایا ہے، ان میں ایک نام حضرتِ سیّدَتُنا اُمِّ مَعْبَد رضی اللہ تعالٰی عنہا کا بھی ہے۔ اُمِّ مَعبد رضی اللہ تعالٰی عنہا کا نام عاتِکہ بنتِ خالد خُزاعِیہ ہے مگر اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ آپ ایک مہمان نواز خاتون تھیں جو قُدَید کے مقام پر ایک خیمے میں اپنی زندگی گزر بسر کرنے کے ساتھ ساتھ قُدید سے گزرنے والے مسافروں کی میزبانی نہایت خوشدلی کے ساتھ کیا کرتی تھیں۔ **آقا کی آمد مرحبا!** ہمارے پیارے آقا، مکّی مَدَنی مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اللہ پاک کے حکم سے جب مکّۂ مکرّمہ سے مدینۂ منوّرہ کی طرف ہجرت فرمائی تو راستے میں ان کے خیمے کے پاس سے گزرے، ان کے شوہر ابو مَعبد اَکْثَم بن الجَون بکریاں چَرانے گئے ہوئے تھے، گھر میں صرف ایک نہایت کمزور بکری تھی جو کمزوری کے باعث ریوڑ کے ساتھ نہ جاسکی۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُمِّ معبد سے اس بکری کا دُودھ دوہنے کی اجازت لی، پھر بکری کے تھن پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا، دُعا کی: الٰہی ان کی بکری میں برکت عطا فرما اور اللہ کا نام لے کر دودھ دوہنا شُروع کیا۔ سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارَک ہاتھوں کی برکت سے اُس بکری کے خشک تھنوں میں اِتنا دودھ اُتر آیا کہ وہاں موجود تمام لوگ سیر ہوگئے۔ رَحْمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دوبارہ دودھ دوہا اور دودھ سے بھرا برتن ان کے پاس چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ **حُلیۂ مصطفےٰ مرحبا مرحبا!** اُمِّ مَعْبد کے شوہر بکریاں چرانے کے بعد گھر واپس آئے تو گھر میں دودھ سے لبالب برتن دیکھ کر حیرت زدہ ہوگئے اور پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ اُمِّ معبد نے سارا واقعہ سُنا دیا۔ ابو معبد نے کہا: یہ تو وہی قریشی شخص معلوم ہوتے ہیں جنہیں قریش تلاش کر رہے ہیں۔ ذرا ان کا حلیہ تو بتاؤ؟ اُمِّ مَعبد نے رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا حلیۂ مبارَکہ یوں بیان کیا: ان کا حُسن نمایاں، چہرہ حسین، قد و قامت خوبصورت، نہ بڑے پیٹ کا عیب، نہ چھوٹے سَر کا نقص، اِنتہائی خوبصورت، خوبرو آنکھیں، سیاہ اور بڑی پلکیں، گونج دار آواز، گردن بلند، داڑھی مبارک گھنی، باریک اور باہم ملی ہوئی ابرو، خاموش رہیں تو باوقار، لب کشا ہوں تو چہرہ پُر بہار و وقار، سب سے بڑھ کر باجمال، دور و نزدیک سے حسین و جمیل، شیریں زَباں، گفتگو صاف اور واضح، نہ بے فائدہ اور نہ بے ہودہ، مبارَک مُنہ سے الفاظ ادا ہوں تو گویا موتی جھڑیں، درمیانہ قد، نہ لمبا کہ دراز قامتی بُری لگے، نہ پست کہ آنکھوں میں حقارت پیدا ہو، دو سَر سبز و شاداب شاخوں کے درمیان لچکتی ہوئی شاخ جو حسین منظر اور عالی قدر ہو، اس کے خُدّام و رُفقا حلقہ بستہ، اگر لب کُشا ہو تو وہ غور سے سُنیں اور اگر حکم دے تو تعمیل کے لئے دوڑیں، قابلِ رشک، قابلِ احترام، نہ تلخ رُو، نہ زیادتی کرنے والا۔ **میاں بیوی مسلمان ہوگئے** حلیۂ مبارَکہ سُن کر ابو معبد بے ساختہ بول اُٹھے: خُدا کی

قسم! تم نے جن کا حلیہ بیان کیا یہ تو وہی شخصیت ہے جن کا ذکر میں نے مکّہ میں سُنا ہے۔ میں نے اُن کی صُحبت اختیار کرنے کا ارادہ کرلیا ہے اور اگر میں نے اُن تک پہنچنے کی راہ پائی تو میں ضَرور ایسا کروں گا۔ پھر دونوں میاں بیوی نے مدینۂ منورہ کی طرف ہجرت کی اور مسلمان ہوگئے۔

(معجم کبیر، 4/48 تا 49، حدیث:3605 ماخوذاً، مستدرک للحاکم، 3/552، 554، حدیث:4333 ماخوذاً، زرقانی علی المواہب، 2/130 تا 134 ماخوذاً، طبقات ابن سعد، 1/178 ماخوذاً، دلائل النبوۃ للبیہقی، 1/278 تا 280 ماخوذاً)

حُسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سُنا
کہتے ہیں اگلے زمانے والے

(حدائقِ بخشش، ص161)

پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی برکت رَحْمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی برکت سے حضرتِ سیّدَتُنا اُمِّ مَعْبَد رضی اللہ تعالٰی عنہا کے نصیب جاگ اٹھے، خود فرماتی ہیں: جس بکری کے تھنوں کو نبیوں کے سَردار، دوجہاں کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مَس(Touch) کیا تھا، وہ عرصۂ دراز تک ہمارے پاس رہی حتّٰی کہ 18 ہجری میں حضرتِ سَیِّدُنا عُمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانے میں جب قحط پڑ گیا اور خُشک سالی کی کوئی حد نہ رہی (جسے عامُ الرّمادہ کہتے ہیں) تو (ان حالات میں بھی) ہم صُبح وشام اس بکری کا دودھ دوہتے رہے۔ (طبقات ابن سعد، 8/225 ماخوذاً)

ازواجِ مطہرات کا اُمِّ مَعبد کے ساتھ حسنِ سلوک ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالٰی عنھن اُمِّ معبد رضی اللہ تعالٰی عنہا کے ساتھ حُسنِ سلوک فرماتیں اور ان کی عزت کیا کرتی تھیں، چنانچہ اُمِّ معبد رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خلافت میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالٰی عنھنَّ حج کے لئے تشریف لے جاتے ہوئے مقامِ قُدید پہنچیں تو انہیں دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، میں نے ان سے عرض کی: مجھے رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم یاد آگئے کہ وہ اس جگہ قِیام فرما ہوئے تھے، یہ سُن کر سب رونے لگیں، انہوں نے مجھے بہت عزّت دی، میری قدر کی، میرے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آئیں اور مجھ سے کہا کہ جب امیرُ المؤمنین ہمیں ضَروری اخراجات دیں گے تو ہمارے پاس ضَرور آنا، میں اس موقع پر گئی تو ہر ایک نے مجھے پچاس دینار دیئے، اس وقت ازواجِ مطہرات کی تعداد سات تھی۔

(طبقات ابن سعد، 8/169 ماخوذاً، انساب الاشراف، 2/104 ماخوذاً)

اللہ پاک کی ان پر رَحْمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی والدۂ ماجدہ حضرت سیّدَتُنا بی بی آمِنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے اَشعار

حضرتِ سیّدَتنا آمِنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے بوقتِ وصال اپنے پیارے بیٹے محمد مُصْطَفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم جن کی عُمْر اس وقت کم وبیش 5 سال کی تھی، اُن کی طرف نگاہِ مَحبت سے دیکھا پھر ارشاد فرمایا:

بَارَكَ اللهُ فِيْكَ مِنْ غُلَامٍ ۔۔۔ يَاابْنَ الَّذِیْ مِنْ حَوْمَةِ الْحِمَامِ
نَجَابِعَوْنِ الْمَلِكِ الْمُنْعَامِ ۔۔۔ فُوْدِیَ غَدَاةَ الضَّرْبِ بِالسِّهَامِ
بِمِائَةٍ مِّنْ اِبِلٍ سَوَامِ ۔۔۔ اِنْ صَحَّ مَا اَبْصَرْتُ فِی الْمَنَامِ
فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَى الْاَنَامِ ۔۔۔ مِنْ عِنْدِ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
تُبْعَثُ فِی الْحِلِّ وَفِی الْحَرَامِ ۔۔۔ تُبْعَثُ فِی التَّحْقِيْقِ وَالْاِسْلَامِ
دِيْنِ اَبِيْكَ الْبَرِّ اِبْرَاهَامِ ۔۔۔ فَاللهُ اَنْهَاكَ عَنِ الْاَصْنَامِ
اَنْ لَّا تُوَالِيَهَا مَعَ الْاَقْوَامِ

اے ستھرے لڑکے! اللہ تجھ میں بَرَکت رکھے۔ اے ان کے بیٹے! جنہوں نے مَرگ(موت) کے گھیرے سے نَجات پائی بڑے انعام والے بادشاہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد سے، جس صُبح کو قُرعہ ڈالا گیا 100 بُلند اُونٹ ان کے فِدْیَہ میں قُربان کئے گئے، (اے میرے لختِ جگر) جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے اگر وہ ٹھیک ہے تو تُو عزّت وجلال والے رب کی طرف سے مخلوق کی طرف پیغمبر بنایا جائے گا۔ تو حرم وغیرِ حرم ہر علاقے کی طرف اسلام کے لئے بھیجا جائے گا جو تیرے نکوکار باپ ابراہیم کا دین ہے، تو میں اللہ کی قَسم دے کر تجھے بتوں سے مَنْع کرتی ہوں کہ قوموں کے ساتھ ان کی دوستی نہ کرنا۔ (المواہب اللدنیۃ، 1/88، فتاویٰ رضویہ، 30/301 ملخصاً)

بی بی آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی سیرت پر مکمل مضمون "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ربیع الاوّل 1439ھ کے صفحہ 45 پر پڑھئے۔

شجاعتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ابو محمد عطّاری مدنی

حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زندگی مبارَکہ کا ہر گوشہ ہر طرح سے کامل و اکمل ہے جس طرح علم و حلم، عفْو و دَرگزر، زہد و تقویٰ، عدل و انصاف وغیرہ میں آپ کا کوئی ثانی نہیں اسی طرح شجاعت و بہادری میں بھی آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی مثال نہیں رکھتے۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شجاعت کا باب بھی ایک بحرِ زخّار (نہایت وسیع و عریض سمندر) ہے جس کے بیان کے لئے دفتر درکار ہے۔ یہاں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شجاعت کے چند گوشوں کا ذکر ملاحظہ ہو: **غزوات میں آپ کی شجاعت** **غزوۂ احد:** حضرت سیّدنا مِقداد بن عَمْرو رضی اللہ تعالٰی عنہما غزوۂ احد کی داستان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مشرکین نے قتل و غارت کرکے ہمیں نقصان پہنچایا مگر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی جگہ پر ثابت قدم رہے آپ ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹے بلکہ دشمن کے سامنے کھڑے اپنی کمان سے تیر برساتے رہے۔ ایک بار آپ کے صَحابہ کا ایک گروہ آپ کی طرف آتا۔ دوسری بار (دشمن کے شدید حملہ کی جہ سے) آپ سے دور رہ جاتا۔ میں نے جب بھی آپ کو دیکھا آپ اپنی جگہ پر شجاعت کے ساتھ اپنی کمان سے کفّار پر تیر برسا رہے تھے۔ حتّٰی کہ مشرکین پیچھے ہٹ گئے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، 197/4) منقول ہے کہ جنگِ اُحد میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس ایک تلوار تھی جس پر یہ شعر لکھا تھا:

فی الجبن عار وفی الإقبال مکرمة   والمرء بالجبن لاینجو من القدر

یعنی بزدلی میں عار (عیب) ہے اور بڑھنے میں بزرگی، آدمی بُزدِلی سے قضاو قدر (تقدیر) سے نہیں بچ سکتا۔ (سیرتِ حلبیہ، 303/2)

غزوۂ حنین: صَحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کا بیان ہے کہ جنگِ حنین میں بارہ ہزار مسلمانوں کا لشکر کفار کے حملوں کی تاب نہ لا کر پسپا ہو گیا تھا اور کفّار کی طرف سے لگاتار تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ اس وقت رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹے۔ آپ ایک سفید خچر پر سوار تھے اور حضرتِ سیّدنا ابوسفیان بن حارث رضی اللہ تعالٰی عنہ خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اکیلے ہی لشکروں کے ہجوم کی طرف بڑھتے چلے جارہے تھے اور یہ کلمات زبانِ اقدس پر جاری تھے:

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ   اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے، میں عبدالمطّلب کا بیٹا ہوں۔ (بخاری، 111/3، حدیث: 4317، سیرتِ مصطفٰی، ص620، زرقانی، 517/3) جب کافر بہت نزدیک آگئے تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سواری سے اتر کر مٹھی بھر خاک ان پر پھینک کر فرمایا: "شَاھَتِ الْوُجُوْہُ" (یعنی کفّار کے چہرے بگڑیں) سب کی آنکھوں میں مٹّی پہنچی اور کفّار پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ (مسلم، ص758، حدیث: 4619) **غزوۂ بدر:** حضرتِ سیّدُنا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان کرتے ہیں: غزوۂ بدر کے دن ہم نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پناہ میں اپنا بچاؤ کرتے تھے۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہم سب سے زیادہ دشمن کے قریب ہوتے تھے۔ اس دن آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم لڑائی میں سب سے زیادہ مضبوط اور طاقتور تھے۔ (شرح السنۃ، 47/7، حدیث: 3592) **پہلوانوں کو پچھاڑنے کے واقعات** **رُکانہ کو پچھاڑنے کا واقعہ:** عَرَب کا مشہور پہلوان رُکانہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے سے گزرا آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کو اسلام کی دعوت دی وہ کہنے لگا کہ اے محمد! اگر آپ مجھ سے کشتی لڑ کر مجھے پچھاڑ دیں تو میں آپ کی دعوتِ اسلام کو قبول کر لوں گا۔ حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تیار ہو گئے اور اس سے کشتی لڑ کر اس کو پچھاڑ دیا، پھر اس نے دوبارہ کشتی لڑنے کی دعوت دی آپ صلَّی

اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دوسری مرتبہ بھی اپنی پیغمبرانہ طاقت سے اس کو اس زور کے ساتھ زمین پر پٹک دیا کہ وہ دیر تک اٹھ نہ سکا اور حیران ہو کر کہنے لگا کہ اے محمد! خدا کی قسم! آپ کی عجیب شان ہے کہ آج تک عرب کا کوئی پہلوان میری پیٹھ زمین پر نہیں لگا سکا مگر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دم زدن (یعنی فوراً) میں مجھے دو مرتبہ زمین پر پچھاڑ دیا۔ (زرقانی، 6/101) **ابو الاسود پہلوان کو پچھاڑنے کا واقعہ:** ابو الاسود جُمَحی اتنا بڑا طاقتور پہلوان تھا کہ وہ ایک چمڑے پر بیٹھ جاتا تھا اور دس پہلوان اس چمڑے کو کھینچتے تھے تاکہ وہ چمڑا اس کے نیچے سے نکل جائے مگر وہ چمڑا پھٹ پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کے باوجود اس کے نیچے سے نکل نہیں پاتا تھا۔ اس نے بھی بارگاہِ اقدس میں آکر یہ چیلنج دیا کہ اگر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم مجھے کشتی میں پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس سے کشتی لڑنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور اس کا ہاتھ پکڑتے ہی اس کو زمین پر پچھاڑ دیا۔ وہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اس طاقتِ نبوّت سے حیران ہو کر فوراً ہی مسلمان ہو گیا۔ (زرقانی، 6/103)

یزید بن رُکانہ کو پچھاڑنے کا واقعہ: رکانہ کا بیٹا یزید بن رُکانہ بھی مانا ہوا پہلوان تھا یہ تین سو بکریاں لے کر بارگاہِ نُبُوّت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے محمد! آپ مجھ سے کشتی لڑیئے۔ آپ تیار ہو گئے اور اس سے ہاتھ ملاتے ہی اس کو زمین پر پٹک دیا۔ پھر دوبارہ اس نے کشتی لڑنے کے لئے چیلنج دیا آپ نے دوسری مرتبہ بھی اس کی پیٹھ زمین پر لگا دی۔ پھر تیسری بار اس نے کشتی کے لئے للکارا آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کا چیلنج قبول فرمالیا اور کشتی لڑ کر اِس زور کے ساتھ اس کو زمین پر دے مارا کہ وہ چت ہو گیا۔ کہنے لگا کہ اے محمد! سارا عرب گواہ ہے کہ آج تک کوئی پہلوان مجھ پر غالب نہیں آسکا، مگر آپ نے تین بار جس طرح مجھے کشتی میں پچھاڑا ہے اس سے میرا دل مان گیا کہ یقیناً آپ اللہ کے نبی ہیں، یہ کہا اور کلمہ پڑھ کر دامنِ اسلام میں آگیا۔ (زرقانی، 6/103)

جس کو بارِ دو عالَم کی پروا نہیں ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام (حدائقِ بخشش، ص303)

شجاعتِ مصطفٰے بزبانِ صحابہ **فرمانِ شیرِ خُدا:** رسولِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بے مثال شجاعت کے بارے میں حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ جیسے بہادر صحابی کا یہ قول ہے کہ جب لڑائی خوب گرم ہو جاتی تھی اور جنگ کی شدت دیکھ کر بڑے بڑے بہادروں کی آنکھیں پتھرا کر سرخ پڑ جایا کرتی تھیں اس وقت میں ہم لوگ رسولُ اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑے ہو کر اپنا بچاؤ کرتے تھے۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہم سب لوگوں سے زیادہ آگے بڑھ کر اور دشمنوں کے بِالکل قریب پہنچ کر جنگ فرماتے تھے۔ ہم لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر وہ شخص شمار کیا جاتا تھا جو جنگ میں رسولُ اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قریب رہ کر دشمنوں سے لڑتا تھا۔ (الشفا، 1/116) **فرمانِ حضرت انس بن مالک:** سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم لوگوں میں سب سے زیادہ حَسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے ایک رات اہلِ مدینہ نے کوئی خوفناک آواز سنی لوگ اس آواز کی طرف دوڑے تو انہوں نے حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آواز والی جگہ کی طرف سے واپس آتے ہوئے پایا کیونکہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان سے پہلے اس آواز کی طرف تشریف لے گئے تھے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ابو طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے گھوڑے کی ننگی پُشت پر سوار تھے، گلے میں تلوار لٹک رہی تھی اور فرما رہے تھے: ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے، ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ (الشفا، 1/116) **فرمانِ حضرت براء:** اللہ پاک کی قسم جب لڑائی سخت زوروں پر ہوتی تھی تو ہم آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ذریعے اپنا بچاؤ کرتے تھے۔ ہم میں وہ سب سے زیادہ بہادر تھے ہم ان کے سہارے دشمن سے مقابلہ کرتے تھے۔ (شرح السنۃ، 7/46، حدیث: 3591) **فرمانِ حضرت عبدُاللہ بن عُمَر:** حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے زیادہ بہادر اور طاقتور میری آنکھوں نے کبھی کسی کو نہیں دیکھا۔ (سنن دارمی، 1/44، رقم: 59) **فرمانِ حضرت عمران بن حُصَین:** سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب کسی لشکر کے مقابل ہوتے تو مسلمانوں میں سب سے پہلے حملہ کرتے۔ (مدارج النبوۃ مترجم، 1/142) **طاقتِ نبوّت:** غزوۂ احزاب کے موقع پر صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان جب خندق کھود رہے تھے ایک ایسی چٹان ظاہر ہو گئی جو کسی طرح کسی شخص سے بھی نہیں ٹوٹ سکی مگر جب آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس پر پھاوڑا مارا تو وہ ریت کے بھر بھرے ٹیلے کی طرح بکھر کر پاش پاش ہو گئی۔ (بخاری، 3/51، حدیث: 4101 ملخصاً)

رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سواریاں

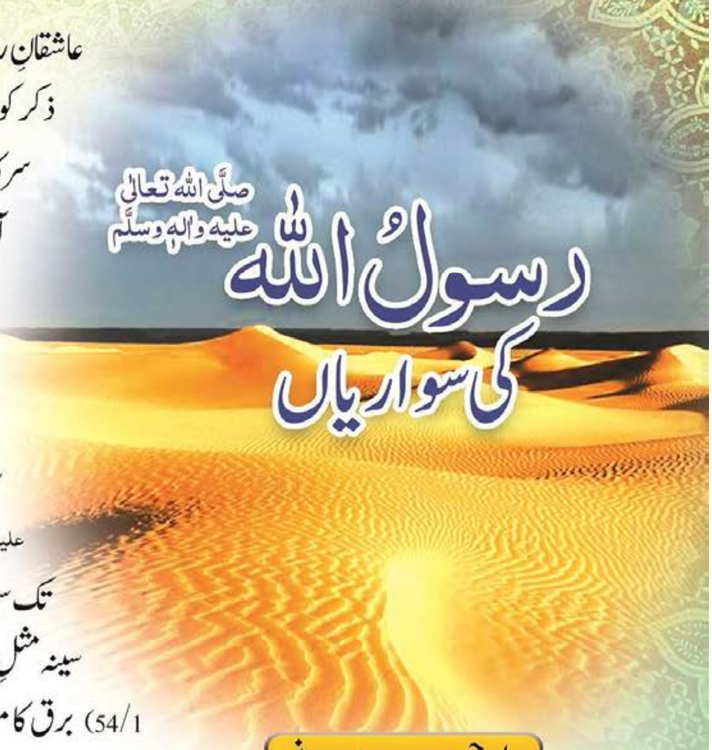

بلال حسین عطاری مدنی

عاشقانِ رسول نے رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نسبت رکھنے والی ہر ہر چیز کے ذکر کو محفوظ کرنے کی کوشش کی ہے، یہی وجہ ہے کہ کتبِ سیرت میں ہمیں جہاں سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مُبارَک سیرت کے انوار نظر آتے ہیں، وہیں آپ سے نسبت رکھنے والی اشیاء مثلاً برتن، نعلین (یعنی مبارک چپل)، استعمال کی دیگر اشیاء، خُدّام وغیرہ کا ذکر بھی ملتا ہے۔ سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نسبت رکھنے والی خوش بخت اشیاء میں سے آپ کی چند سواریوں کا مختصر تذکرہ ملاحظہ فرمایئے: **بُراق** یہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سواری کے ساتھ ساتھ آپ کا معجزہ بھی ہے۔ اِس انوکھی اور جنّتی سُواری پر حضورِ پُرنور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مشہور قول کے مُطابِق 27 رجب المرجب کو مکّہ سے بیتُ المقدّس تک سفر فرمایا (سیرتِ مصطفٰے، ص736) اس کا رنگ سفید، (مصنف ابنِ ابی شیبہ، 7/422، حدیث:60) سینہ مثلِ یاقوت سرخ اور پرندوں کی طرح دو بازو تھے۔ (سیرتِ حلبیہ، 1/521، اخبار مکہ للازرقی، 1/54) برق کا مطلب ہے بجلی اِسے بجلی کی مانند تیز رفتار ہونے کی وجہ سے بُراق کہا جاتا ہے۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ یہ جانور گدھے سے قدرے بُلند اور خچّر سے قدرے چھوٹا ہے (یعنی درمیانہ قد ہے) اور جہاں اس کی نظر کی انتہاء ہے وہاں اس کا قدم پڑتا ہے۔ (مسلم، ص87، حدیث:411) **گھوڑے** سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو گھوڑے پسند تھے، (سبل الھدیٰ والرّشاد، 7/400) آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سواری بننے کا شرف حاصل کرنے والے گھوڑوں کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے: 1 **سَکْب:** یہ پہلا گھوڑا تھا جو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ملکیت میں آیا۔ آپ نے اسے بنو فَزارہ کے ایک شخص سے دس اَوْقیہ میں خریدا تھا اور غزوۂ اُحد میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسی پر سوار ہو کر شرکت فرمائی تھی۔ 2 **سَبْحَہ:** امام ابنِ سیرین علیہ رحمۃ اللہ المُبِین فرماتے ہیں: یہ گھوڑی آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک اَعْرابی سے خریدی تھی۔ اس گھوڑی پر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دوڑ میں مقابلہ کیا اور یہ دوڑ میں آگے نکل گئی جس پر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بہت مَسْرور ہوئے۔ 3 **لِزَاز:** یہ گھوڑا آپ کو مُقَوْقِس (والیِ مصر) نے تحفہ میں دیا تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اسے اس کی سیاہ رنگت کی وجہ سے پسند فرماتے تھے۔ آپ اکثر اِسی پر سوار ہو کر غزوات میں تشریف لے جاتے۔ 4 **بَحْر:** یہ گھوڑا آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یمن سے آئے ہوئے تاجروں سے خریدا تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس گھوڑے پر سوار ہو کر بارہا گُھڑ دوڑ میں سَبْقت کی۔ (یعنی سب سے آگے رہے) 5 **المُرْتَجِز:** یہ وہی گھوڑا ہے جس کے بارے میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرتِ خُزیمہ کی شہادت (گواہی) کو دو مَردوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا 6 **ظَرِب:** یہ گھوڑا حضرتِ سیّدُنا فروہ بن عمرو جذامی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آپ کو تحفہ دیا تھا 7 **لُحَیْف:** یہ آپ کو عامر بن مالِک عامِری نے تحفہ دیا تھا 8 **وَرْد:** یہ آپ کو تمیم داری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تحفہ دیا تھا 9 **مِرْوَاح:** حضرت سیّدُنا مرداس بن مُوَیلک بن واقد رضی اللہ تعالٰی عنہ وفد کی صورت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ گھوڑا تحفہ میں پیش کیا۔ کتبِ سیرت میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مزید ان گھوڑوں کے نام بھی ذکر کئے گئے ہیں: 10 یَعْبُوب 11 ذوالِلِمّہ 12 ذُوالْعُقّال 13 سِرحَان 14 طِرف 15 مِرْتَجَل 16 سِجْل 17 مُلاوِح 18 مَنْدُوب 19 نَجِیب 20 یَعْسُوب۔ (زرقانی علی المواہب، 5/97 تا 105، سبل الھدیٰ والرّشاد فی سیرت خیر العباد، 7/414 تا 419، مدارج النبوۃ، 3/624 تا 628، السیرۃ النبویہ لابن کثیر، 4/713) **خچر** حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ

تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی ملکیت میں درج ذیل 6 خچّر تھے: 1 دُلْدُل: یہ سیاہی مائل سفید رنگ کا خچّر مُقَوْقِس (والیِ مصر) نے آپ کی بارگاہِ عالیہ میں تحفۃً پیش کیا تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم سفر میں اس پر سوار ہوئے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کے بعد حضرتِ سیّدُنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر سواری کرتے رہے اس کے بعد حضرتِ سیّدُنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا۔ 2 فِضّہ: یہ فروہ بن عمرو جذامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو پیش کیا تھا۔ 3 وہ خچر جو ایلہ کے بادشاہ ابنُ العَلماء نے آپ کو تحفہ میں دیا، یہ سفید رنگ کا تھا، اسے بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی سواری بننے کا شرف حاصل ہوا۔ 4 وہ خچر جو شاہِ حَبَش نَجاشی نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کو تحفۃً پیش کیا۔ 5 وہ خچر جو دُومۃُ الجندل کے بادشاہ اُکَیدر بن عبد الملک نے آپ کو تحفہ میں بھیجا۔ 6 وہ خچر جو شاہِ کِسریٰ نے آپ کی بارگاہ میں تحفۃً پیش کیا۔ (زرقانی علی المواہب، 5/106، مدارج النبوۃ، 3/630، سبل الھدیٰ والرشاد، 7/422) دراز گوش دراز گوش یعنی گدھا انبیا اور رسولوں کی سواری ہے اور سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی ملکیت میں بھی دو دراز گوش تھے، 1 عُفَیْر جو کہ مُقَوْقِس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کو تحفہ میں بھیجا تھا اور دوسرے کا نام 2 یَعْفُوْر تھا۔ عاشقِ رسول دراز گوش یعفور نامی دراز گوش آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کو خیبر میں ملا تھا۔ اس نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یَارسولَ اللہ! میرا نام یزید بن شِہاب ہے اور میرے باپ داداؤں میں ساٹھ ایسے گدھے گزرے ہیں جن پر نبیوں نے سواری فرمائی ہے۔ آپ بھی اللہ کے نبی ہیں لہٰذا میری تمنّا ہے کہ آپ کے بعد دوسرا کوئی میری پُشت پر نہ بیٹھے۔ یعفور کی یہ تمنا اس طرح پوری ہوئی کہ وفاتِ اقدس کے بعد یعفور شدّتِ غم سے نڈھال ہو کر ایک کنوئیں میں گر پڑا اور فوراً ہی موت سے ہمکنار ہو گیا۔ یہ بھی روایت ہے کہ سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم یعفور کو بھیجا کرتے تھے کہ فلاں صَحابی کو بلا کر لاؤ تو یہ جاتا تھا اور صَحابی کے دروازہ کو اپنے سَر سے کھٹکھٹاتا تھا تو وہ صَحابی یعفور کو دیکھ کر سمجھ جاتے کہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے مجھے بلایا ہے چنانچہ وہ فوراً ہی یعفور کے ساتھ دربارِ نبوی میں حاضِر ہو جایا کرتے تھے۔ (الشفا، 1/314، تفسیر روح البیان، پ14، النحل، تحت الآیۃ:8، 5/11، زرقانی علی المواہب 5/108) اونٹ 1 مُکْتَسَبْ: یہ ابوجہل کا اونٹ تھا جو غزوۂ بدر میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کو بطورِ غنیمت ملا۔ آپ اس پر جہاد کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم میدانِ عَرَفات میں سُرخ اونٹ پر جلوہ افروز ہوئے۔ (سیرتِ محمدیہ، /393، زرقانی علی المواہب، 5/111، سبل الھدیٰ والرشاد، 7/429)

اونٹنیاں 1 قَصْویٰ: جسے حضرتِ سیّدُنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار سو درھم کے بدلے خریدا تھا۔ یہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کے پاس ہی رہی۔ اسی پر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے مکّۂ معظّمہ سے مدینۂ منورہ ہجرت فرمائی۔ 2 عَضْبَاء: جس کے بارے میں روایت ہے کہ یہ کبھی دوڑ میں کسی اونٹ سے پیچھے نہیں رہی تھی۔ ایک مرتبہ ایک اَعْرابی کے اُونٹ سے دوڑ میں پیچھے رہ گئی، جس پر مسلمانوں کو بہت افسوس ہوا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے مسلمانوں کا یہ حال جان لیا اور ارشاد فرمایا: اللہ پر یہ حق ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی بُلند ہو اسے پَست کردے۔ (بخاری، 2/274، حدیث:2872) عَضباء نے آپ کی وفات کے بعد غم میں نہ کچھ کھایا، نہ پیا اور وفات پاگئی۔ بعض روایات کے مطابق قیامت کے دن اسی اونٹنی پر سوار ہو کر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میدانِ محشر میں تشریف لائیں گی 3 جَدْعَا: اس پر سوار ہو کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے حجۃُ الوداع کا خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ 4 صَہْبَاء: حجۃُ الوداع کے دن آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے اس اونٹنی پر سوار ہو کر رَمی فرمائی تھی یعنی مِنیٰ کے مقام پر شیطان کو کنکریاں ماری تھیں۔ (تفسیر روح البیان، پ14، النحل، تحت الآیۃ:8، 5/7، الانوار فی شمائل النبی المختار 1/604، سبل الھدیٰ والرّشاد، 7/428، زرقانی علی المواہب، 5/110) اس کے علاوہ علمائے کرام نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی مزید ان اونٹنیوں کے نام ذِکْر فرمائے ہیں: 5 مہرا 6 اَطْلَال 7 اَطراف 8 بردہ 9 بُغُوم 10 برکہ 11 حَنَّاء 12 زمزم 13 رَیَّا 14 سَعْدِیہ 15 سُقْیا 16 سَمرا 17 شَقرا 18 عَجرہ 19 عُرَیْس 20 غَوثہ 21 قمریہ 22 مروہ 23 مُہرہ 24 وُرشہ 25 یَسیرِیہ۔ (زرقانی علی المواہب، 5/111)

حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی تشریحات

مولانا محمد رفیق عطاری مدنی

تمام زبانوں میں افضل عربی ہے، قراٰنِ پاک عربی میں نازل ہوا، اہلِ جنّت عربی زبان میں بات چیت کریں گے، قبر میں فرشتے عربی میں مردے سے سوالات کریں گے، سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی زبان بھی عربی تھی۔ آپ نہایت ہی جامع کلام فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی ظاہری زندگی میں کئی ایسے افراد تھے جو فصاحت و بلاغت میں ماہر تھے، صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کی ایک بڑی تعداد عربی تھی، لیکن بارہا ایسا ہوا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے دورانِ کلام سامعین کو خوب متوجہ کرنے اور بات کی اہمیت سمجھانے کے لئے کئی الفاظ یا ایسے جملے استعمال فرمائے جن کے معانی سمجھنے کے لئے صحابۂ کرام سوال کرتے، اہلِ زباں ہونے کے باوجود انہیں ان کی تشریح کی ضرورت ہوئی اور انہوں نے نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے اس کے متعلّق سوالات کئے۔ پھر آپ نے آسان اور عام استعمال ہونے والے الفاظ سے ان کی وضاحت فرمائی، کُتبِ احادیث کا اگر مطالعہ کیا جائے تو ایسے سینکڑوں الفاظ مل سکتے ہیں۔ ذیل میں 15 روایات ذکر کی جاتی ہیں جن میں مذکور مختلف الفاظ کے معانی سمجھنے کیلئے صحابۂ کرام نے رسولِ کریم سے سوالات کئے:

1 اَلْھَرْجُ: ایک روایت میں نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے دورانِ گفتگو لفظِ ”اَلْھَرْجُ“ استعمال فرمایا تو صحابۂ کرام نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللہِ وَمَا الْھَرْجُ؟ یعنی یارسولَ اللہ! ہرج کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: اَلْقَتْلُ اَلْقَتْلُ یعنی ہرج سے مراد قتل ہے۔(1)

2 اَلْفَاْلُ: ایک بار رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اَلْفَاْلُ کا ذکر فرمایا تو عرض کی گئی: یَارَسُوْلَ اللہِ وَمَا الْفَاْلُ؟ یعنی یارسولَ اللہ! فال سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: اَلْکَلِمَۃُ الصَّالِحَۃُ یَسْمَعُھَا اَحَدُکُمْ یعنی اچّھا کلمہ ہے جسے تم میں سے کوئی سنتا ہو۔(2)

3 اَلسَّامُ: ایک حدیث میں حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: فِی الْحَبَّۃِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ یعنی کالے دانے (کلونجی) میں ہر بیماری سے شفا ہے سوائے سام کے۔ کسی نے سوال کیا: یَا رَسُوْلَ اللہِ وَمَا السَّامُ؟ یعنی یارسولَ اللہ! سام کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا: اَلْمَوْتُ یعنی سام سے مراد موت ہے۔(3)

4 اَلْاَثْلَبُ: حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے زانی کی سزا بیان کرتے ہوئے فرمایا: وَلِلْعَاھِرِ الْاَثْلَبُ یعنی زانی کے لئے اثلب ہے۔ صحابۂ کرام نے سوال کیا: یَارَسُوْلَ اللہِ وَمَا الْاَثْلَبُ؟ یعنی یارسولَ اللہ! اَثْلَب کا کیا معنٰی ہے؟ ارشاد فرمایا: اَلْحَجَرُ یعنی پتھر۔(4)

5 طِیْنَۃُ الْخَبَالِ: پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: اللہ پاک نے یہ عہد کیا ہے کہ جو شخص نشہ آور چیز پیئے گا اسے طِیْنَۃُ الْخَبَال سے پلائے گا۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا: وَمَا طِیْنَۃُ الْخَبَالِ یَارَسُوْلَ اللہِ؟ یعنی یارسولَ اللہ! طِیْنَۃُ الْخَبَال کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: عَرَقُ اَھْلِ النَّارِ یعنی جہنمیوں کا پسینہ۔(5)

6 جُبُّ الْحُزْنِ: ایک حدیث میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے جُبُّ الْحُزْن سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا تو صحابۂ کرام عرض گزار ہوئے: یَارَسُوْلَ اللہِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ؟ یعنی یارسولَ اللہ! جُبُّ الْحُزْن کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: وَادٍ فِی جَھَنَّمَ یعنی جہنم میں ایک وادی ہے۔(6)

7 الرُّوَیْبِضَۃ: ایک حدیثِ پاک میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے علاماتِ قیامت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کچھ سال ایسے

آئیں گے کہ جن میں دھوکا ہی دھوکا ہوگا، ان میں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا، خائن کو امانت دار اور امانت دار کو خائن کہا جائے گا۔ اسی میں آپ نے یہ بھی فرمایا: وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ یعنی ان ہی سالوں میں رویبضہ بولے گا۔ تو کسی صحابی نے عرض کی: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ یعنی رُوَیْبِضَہ سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: اَلرَّجُلُ التَّافِهُ فِي اَمْرِ الْعَامَّةِ یعنی لوگوں کے اہم معاملات میں مداخلت کرنے والا حقیر اور کمینہ شخص۔ (7)

8 اَلْمُبَشِّرَات: ایک مقام پر اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا: نبوّت میں سے کچھ باقی نہیں رہا سوائے مبشرات کے، عرض کی گئی: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ یعنی یارسولَ اللہ! مبشرات کیاہیں؟ ارشادفرمایا: اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ یعنی اچّھے خواب۔ (8)

9 اَلْوَسِيلَة: ایک حدیث میں حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ میرے لئے اللہ پاک سے وسیلے کا سوال کرو، صحابہ نے عرض کی: یَارَسُولَ اللهِ وَمَا الْوَسِيلَةُ؟ یعنی یارسولَ اللہ! وسیلہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: اَعْلَى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ یعنی جنّت کا اعلیٰ درجہ ہے، مزید فرمایا کہ اسے ایک ہی بندہ حاصل کرسکے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں۔ (9)

10 رِيَاضُ الْجَنَّة: ایک حدیث میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے "رِيَاضُ الْجَنَّة" کا ذکر فرمایا، صحابۂ کرام نے اس کا مرادی معنیٰ سمجھنے کے لئے عرض کیا: یَارَسُولَ اللهِ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ یعنی یارسولَ اللہ! ریاض الجنۃ (جنّت کے باغات) سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: مَجَالِسُ الْعِلْمِ یعنی علم کی مجلسیں۔ (10)

11 اَلْقِيْرَاطَان: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نمازِ جنازہ اور تدفین میں شامل رہنے والے کے لئے اجر و ثواب بیان کرتے ہوئے فرمایا: مَنْ شَهِدَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ یعنی جو جنازہ میں تدفین تک شامل ہوگا اس کے لئے دو قیراط ہیں۔ تو صحابہ نے عرض کیا: مَا الْقِيرَاطَانِ يَارَسُولَ اللهِ؟ یعنی یارسولَ اللہ! قیراطان سے کیا مراد ہے؟ آپ نے تشبیہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ یعنی دو بڑے پہاڑوں کے مثل۔ (11)

12 نَهْرُ الْخَبَال: ایک حدیث میں حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شراب کے عادی شخص کی سزا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ پاک اسے "نہرُالخبال" سے پلائے گا، تو صحابہ نے عرض کی: مَا نَهْرُ الْخَبَالِ؟ یعنی نہرالخبال سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: صَدِيدُ اَهْلِ النَّارِ یعنی دوزخیوں کی پیپ۔ (12)

13 اَلْاَعْمَيَيْن / اَلْاَعْمَيَان: اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتے ہوئے عرض کیا: اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ الْاَعْمَيَيْنِ یعنی اے اللہ! میں اعمیین کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، صحابہ نے عرض کیا: یَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الْاَعْمَيَانِ؟ یعنی یارسولَ اللہ اعمیان سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: اَلسَّيْلُ، وَالْبَعِيرُ الصَّؤُولُ یعنی سیلاب اور حملہ کرنے والا اونٹ۔ (13)

14 اَلدَّيُّوث / اَلرَّجُلَة: ایک حدیث میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تین شخصوں یعنی دَیُّوث، رَجُلَةٌ مِنَ النِّسَاءِ اور مُدْمِنُ الْخَمْر کے متعلق فرمایا کہ یہ جنّت میں نہیں جائیں گے۔ تو صحابۂ کرام نے عرض کیا: یَارَسُولَ اللهِ اَمَّا الْمُدْمِنُ الْخَمْرِ، فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَمَا الدَّيُّوثُ؟ یعنی یارسولَ اللہ! مُدْمِنُ الْخَمْر (یعنی شراب کے عادی) کو تو ہم نے جان لیا، لیکن یہ دیوث کون ہے؟ ارشاد فرمایا: اَلَّذِي لَا يُبَالِي مَنْ دَخَلَ عَلٰى اَهْلِهِ یعنی وہ شخص جسے اس بات کی پرواہ نہ ہو کہ اس کے گھر والوں کے پاس کون آتا ہے، صحابہ کہتے ہیں ہم نے پوچھا: فَالرَّجُلَةُ مِنَ النِّسَاءِ؟ یعنی عورتوں میں سے رَجُلہ کون ہے؟ ارشاد فرمایا: اَلَّتِي تَتَشَبَّهُ بِالرِّجَالِ یعنی وہ عورت جو مَردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہے۔ (14)

15 اَلرِّكَاز: ایک روایت میں ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ یعنی رِکاز میں پانچواں حصہ ہے؟ تو عرض کی گئی: یَارَسُولَ اللهِ وَمَا الرِّكَازُ؟ یعنی یارسولَ اللہ! رِکاز سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: اَلذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ الَّذِي خَلَقَهُ اللهُ فِي الْاَرْضِ يَوْمَ خُلِقَتْ یعنی وہ سونا اور چاندی جسے زمین بنانے کے دن اللہ پاک نے زمین میں پیدا کیا تھا۔ (15)

---

(1) بخاری، 4/431، حدیث: 7061 (2) بخاری، 4/36، حدیث: 5754 (3) مسند بزار، 6/29، حدیث: 2096 (4) مصنف ابن ابی شیبہ، 9/492، حدیث: 17983 (5) مسلم، ص854، حدیث: 5217 (6) ابن ماجہ، 1/166، حدیث: 265 (7) ابن ماجہ، 4/377، حدیث: 4036 (8) بخاری، 4/404، حدیث: 6990 (9) ترمذی، 5/352، حدیث: 3632 (10) معجم کبیر، 11/78، حدیث: 11158 (11) مسلم، ص366، حدیث: 2189 (12) مسند احمد، 2/276، حدیث: 4917 (13) معجم کبیر، 24/344، حدیث: 858 (14) مجمع الزوائد، 4/599، حدیث: 7733 (15) السنن الکبریٰ للبیہقی، 4/257، حدیث: 7640۔

اس تبسُّم کی عادت پہ لاکھوں سلام

محمد گل ریز رضا مصباحی

حُضور نبیِّ رَحمت، شفیعِ اُمّت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دنیا میں جلوہ افروز ہونے کے بعد جب حضرت سیّدَتُنا حلیمہ سَعدِیہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں تو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک نہایت سفید اُونی کپڑے میں لپٹے ہوئے سبز ریشمی بچھونے پر آرام فرما تھے۔ حضرت سیّدَتُنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے آہستگی سے سینۂ مبارَک پر ہاتھ رکھا، پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مُسکُرا دیئے اور مبارک آنکھیں کھول دیں، جن سے ایک نُور نکلا اور آسمانِ بریں تک جا پہنچا۔(حُجَّۃُ اللہِ علی العالمین، ص190)

اے عاشقانِ رسول! ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کبھی قہقہہ نہیں لگایا بلکہ مسکرایا کرتے تھے۔(مراٰۃ المناجیح،4/42 ملخصاً) چنانچہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کبھی اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ جس میں آپ کا حَلق دیکھ لیتی کیونکہ آپ صرف مُسکراتے تھے۔

(بخاری،3/325،حدیث:4828)

امام محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: توریت شریف میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اَسمائے مبارکہ میں سے ایک اَحْمَدُ الضَّحُوك بھی مذکور ہے۔(جس کا معنی ہے کثرت سے مسکرانے والا)۔

(سبل الھدیٰ والرّشاد،7/124)

ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو صَحابۂ کِرام علیہمُ الرِّضوان نے کئی مواقع پر مسکراتے دیکھا، صَحابۂ کرام بھی حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مسکرانے کی ادا کو ادا کرتے ہوئے مسکرایا کرتے تھے۔ حضرت سیّدُنا ابو دَرْدَاء رضی اللہ عنہ کے متعلق ان کی زوجۂ محترمہ حضرت سیّدَتُنا اُمِّ دَرْدَاء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ہر بات مسکرا کر کیا کرتے، جب میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھا کہ آپ دورانِ گفتگو مسکراتے رہتے تھے۔ (مکارم الاخلاق للطبرانی، ص319، رقم:21)

صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم کے 6 فرامین و واقعات: (1) حضرت سیّدُنا جَرِیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مجھے جب بھی دیکھتے تو مُسکرا کر دیکھتے۔(بخاری، 2/320، حدیث:3035) (2) حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن حارِث بن جَزْء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کسی کو نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بڑھ کر تَبَسُّم فرمانے والا نہیں دیکھا۔(ترمذی، 5/366، حدیث:3661) (3) حضرت سیّدُنا ابو ذَر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حُضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: میں اس آدمی کو بھی جانتا ہوں جو سب سے پہلے جنّت میں داخل ہوگا اور اس کو بھی جانتا ہوں جو سب کے بعد جہنّم سے نکالا جائے گا۔ ایک آدمی کو قِیامت کے روز پکڑ کر لایا جائے گا اور فرشتوں سے کہا جائے گا پہلے اس کے سامنے اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرو اور اس کے بڑے گناہوں کو پوشیدہ رکھو۔ چنانچہ جب اس سے کہا جائے گا کہ یہ یہ گناہ تم نے کئے؟ وہ اِقرار کرے گا اور اِنکار نہیں کرے گا۔ اور اسے بڑے گناہوں کا خوف ہوگا (یعنی اگر بڑے گناہ پیش کئے گئے تو اس کا کیا انجام ہوگا؟) جب وہ پیش کئے جانے والے صَغِیرہ گناہ تسلیم کرلے گا تو فرشتوں سے فرمایا جائے گا: اَعْطُوْهُ مَكَانَ كُلِّ السَّيِّئَةِ عَمِلَهَا حَسَنَةً یعنی ہر گناہ کے بدلے جو اس نے کیا ہے اس کو نیکی دے دو، وہ عرض کرے گا: میرے پروردگار! میرے تو ایسے گناہ بھی تھے جو یہاں نہیں دیکھ رہا (یعنی اس کرم کریمانہ کو دیکھ کر پکار اُٹھے گا کہ مولیٰ میرے بڑے گناہ تو یہاں موجود ہی نہیں وہ بھی لائے جائیں اور ان بڑے گناہوں پر بڑے عطیے دیئے جائیں، تُو بخش بے حساب کہ ہیں جرم بے حساب۔(مراٰۃ المناجیح،7/452) حضرت ابو ذَر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھا کہ آپ خوب ہنسے یہاں تک کہ دَندانِ مبارَک نمایاں ہوگئے۔(سبل الھدیٰ والرشاد، 7/122) (4) حضرت سیّدُنا ابو ذَر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف فرما تھے، دو بکریاں ایک دوسرے کو سینگیں مار رہی تھیں، ایک نے دوسری کو ٹکر مار کر گرا دیا یہ

دیکھ کر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مُسکرا دیئے۔ پوچھا گیا: یارسولَ اللہ! آپ کس وجہ سے مسکرائے؟ فرمایا: مجھے اس بکری پر تعجُّب ہوا۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے! قِیامت کے دن اس کا بدلہ ضَرور لیا جائے گا۔(مسند امام احمد، 8/120، حدیث: 21567) 5 حضرت سیّدُنا امام زُہری رحمۃ اللہ علیہ سے مَروِی ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت حَسَّان بن ثابِت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم نے ابو بکر کی مَدح میں کچھ کہا ہے؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں، ارشاد فرمایا: کہو میں سُن رہا ہوں۔ حضرت حَسَّان نے یہ اَشعار پڑھے:

وَثَانِيَ اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيْفِ وَقَدْ　　طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ اِذْ صَعِدَ الْجَبَلَا
وَكَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللهِ قَدْ عَلِمُوْا　　مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ رَجُلَا

یعنی وہ بلند غار میں دو میں سے دوسرے تھے۔ حالانکہ دشمن اس کے اِرد گرد پھرتے تھے جب وہ پہاڑ پر چڑھے تھے۔ وہ رسولُ اللہ کے محبوب ہیں، لوگ جانتے ہیں کہ کوئی شخص ان کے برابر نہیں۔ راوی کہتے ہیں اس پر رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس قدر ہنسے کہ آپ کی مبارک داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ اور ارشاد فرمایا: حَسَّان تم نے سچ کہا وہ ایسے ہی ہیں جیسا تم نے کہا ہے۔(طبقات ابن سعد، 3/129) 6 حضرت سیّدُنا صُہَیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں (ہجرت کے موقع پر قبا میں) نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں پہنچا، آپ کے سامنے روٹی اور کھجوریں تھیں، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: قریب آؤ! کھاؤ، میں کھجوریں کھانے لگا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم کھجوریں کھا رہے ہو حالانکہ تمہاری آنکھ دُکھ رہی ہے؟ میں نے عرض کی: میں دوسری طرف سے کھا رہا ہوں۔ یہ سُن کر آپ مُسکرا دیئے۔(ابن ماجہ، 4/91، حدیث: 3443)

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ حُضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اکثر تَبَسُّم فرمایا کرتے، جس سے غم زدوں، بے کسوں، بے بسوں اور بے نواؤں کو تسکین وراحت ملتی، رونے اور اَشک باری کرنے والوں کو فَرحت وتازگی کا احساس ہوتا اور وہ اپنا رنج وغم سب بُھول جایا کرتے تھے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ وقتاً فوقتاً موقع محل کی مناسبت سے ادائے سنّت کی نیّت کے ساتھ مُسکرانے کی عادت بنائیں۔ اللہ کریم اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اس مبارک ادا کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

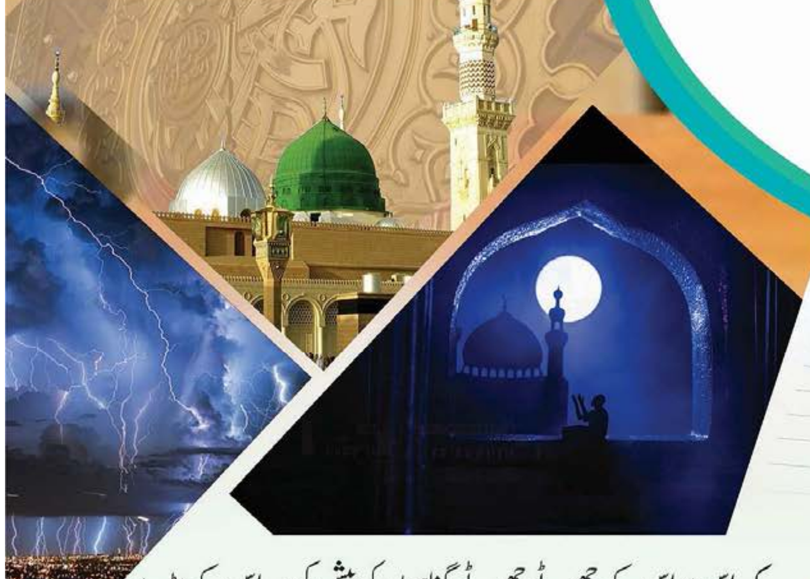

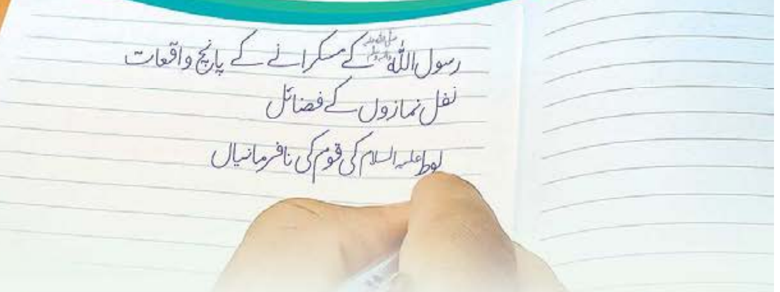

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مسکرانے کے پانچ واقعات

بنتِ صادق عطّاریہ (جامعۃُ المدینہ گلستانِ مصطفےٰ عزیز آباد، کراچی)

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتوں میں ایک بہت ہی پیاری سنّت مسکرانا ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے اپنے مسلمان بھائی کو دیکھ کر مسکرانا بھی صدقہ ہے۔ (ترمذی، 3/384، حدیث:1963)

1 جب کسی کو مسکراتا دیکھیں تو یہ دعا پڑھیئے: اَضْحَكَ اللّٰہُ سِنَّكَ یعنی اللہ پاک آپ کو مسکراتا رکھے۔ جیسا کہ روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ امیرُ المؤمنین حضرت عُمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دربارِ گوہر بار میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی اس وقت آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس (ازواجِ مطہرات میں سے) قریشی عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ جو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محوِ گفتگو تھیں زیادہ بخشش کا مطالبہ کر رہی تھیں اور ان کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو وہ جلدی سے اُٹھ کر پردے میں چلی گئیں۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی، جب یہ اندر داخل ہوئے تو نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تبسم فرمارہے تھے۔ یہ عرض گزار ہوئے: اَضْحَكَ اللّٰہُ سِنَّكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ (کیا بات ہے؟) آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مجھے ان عورتوں پر تعجب ہے جو میرے پاس حاضر تھیں کہ انہوں نے جب تمہاری آواز سنی تو جلدی سے اُٹھ کر پردے میں چلی گئیں۔

(بخاری، 2/403، حدیث:3294، ارشاد الساری، 13/118، تحت الحدیث:6085)

2 حضرت ابو ذر غِفاری رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”میں اُس پہلے شخص کو جانتا ہوں جو جنّت میں داخل ہو گا۔ اُس شخص کو بھی جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا۔ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس پر اس کے چھوٹے چھوٹے گناہوں کو پیش کرو۔ اس کے بڑے بڑے گناہوں کو ابھی اٹھا رکھو، وہ اقرار کرے گا، انکار نہ کرے گا اور اپنے بڑے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہو گا۔ (اللہ پاک کی طرف سے) اس شخص سے کہا جائے گا: جا تجھے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی دی جاتی ہے، یہ دیکھ کر وہ عرض کرے گا میرے اور بھی بہت سے گناہ ہیں جنہیں میں یہاں نہیں دیکھ رہا۔“ حضرت ابو ذر رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا حضورِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اتنا مسکرائے کہ آپ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں۔ (مسلم، ص101، حدیث:467ملتقطاً)

3 ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کبھی قہقہہ نہیں لگایا بلکہ مسکرایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو ذر رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف فرما تھے، دو بکریاں ایک دوسرے کو سینگیں مار رہی تھیں، ایک نے دوسری کو ٹکر مار کر گرا دیا یہ دیکھ کر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسکرا دیئے۔ پوچھا گیا: یارسولَ اللہ! آپ کس وجہ سے مسکرائے؟ فرمایا: مجھے اس بکری پر تعجب ہوا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! قیامت کے دن اس کا بدلہ ضرور لیا جائے گا۔ (مسند امام احمد، 8/120، حدیث:21567)

4 حضرت امام زہری رحمۃُ اللہِ علیہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہُ عنہ سے فرمایا: کیا تم نے ابو بکر کی مدح میں کچھ کہا ہے؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں، حضرت سیدنا حسّان بن ثابت نے شانِ صدّیقِ اکبر میں ایک رباعی عرض کی:

وَثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمَنِیفِ وَقَدْ   طَافَ الْعَدُوُّ بِهِ اِذْ صَاعَدَ الْجَبَلَا

ترجمہ: اے ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ آپ اس بابرکت غارِ ثور میں ”ثَانِیَ اثْنَیْنِ“ یعنی دو میں سے دوسرے تھے جب دشمن نے اس پہاڑ کے گرد چکر لگایا اور اس پر چڑھا۔

وَکَانَ حُبَّ رَسُولِ اللّٰہِ قَدْ عَلِمُوا   مِنَ الْبَرِیَّۃِ لَمْ یَعْدِلْ بِہٖ بَدَلَا

ترجمہ: اور آپ ہی رسول پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے محبوب ہیں اور سب جانتے ہیں کہ حضور نبیِّ کریم، رؤف رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ساری مخلوق میں کسی کو آپ کا ہم پلہ نہیں سمجھا۔

خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم یہ سُن کر بہت خوش ہوئے اور اتنا مسکرائے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں پھر ارشاد فرمایا: اے حسّان! تو نے سچ کہا ابو بکر ایسے ہی ہیں۔ (مستدرک، 4/7، حدیث: 4469، جمع الجوامع، 14/61، حدیث: 9361)

5 حضرت صُہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے روٹی اور کھجور رکھی تھی، آپ نے فرمایا: قریب آؤ اور کھاؤ! میں کھجوریں کھانے لگا تو نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرمانے لگے: تم کھجور کھا رہے ہو حالانکہ تمہاری آنکھ آئی ہوئی ہے؟ میں نے عرض کی کہ دوسری جانب سے چبا رہا ہوں۔ تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسکرا دیئے۔ (ابن ماجہ، 4/91، حدیث: 3443)

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اُس تبسّم کی عادت پہ لاکھوں سلام (حدائق بخشش)

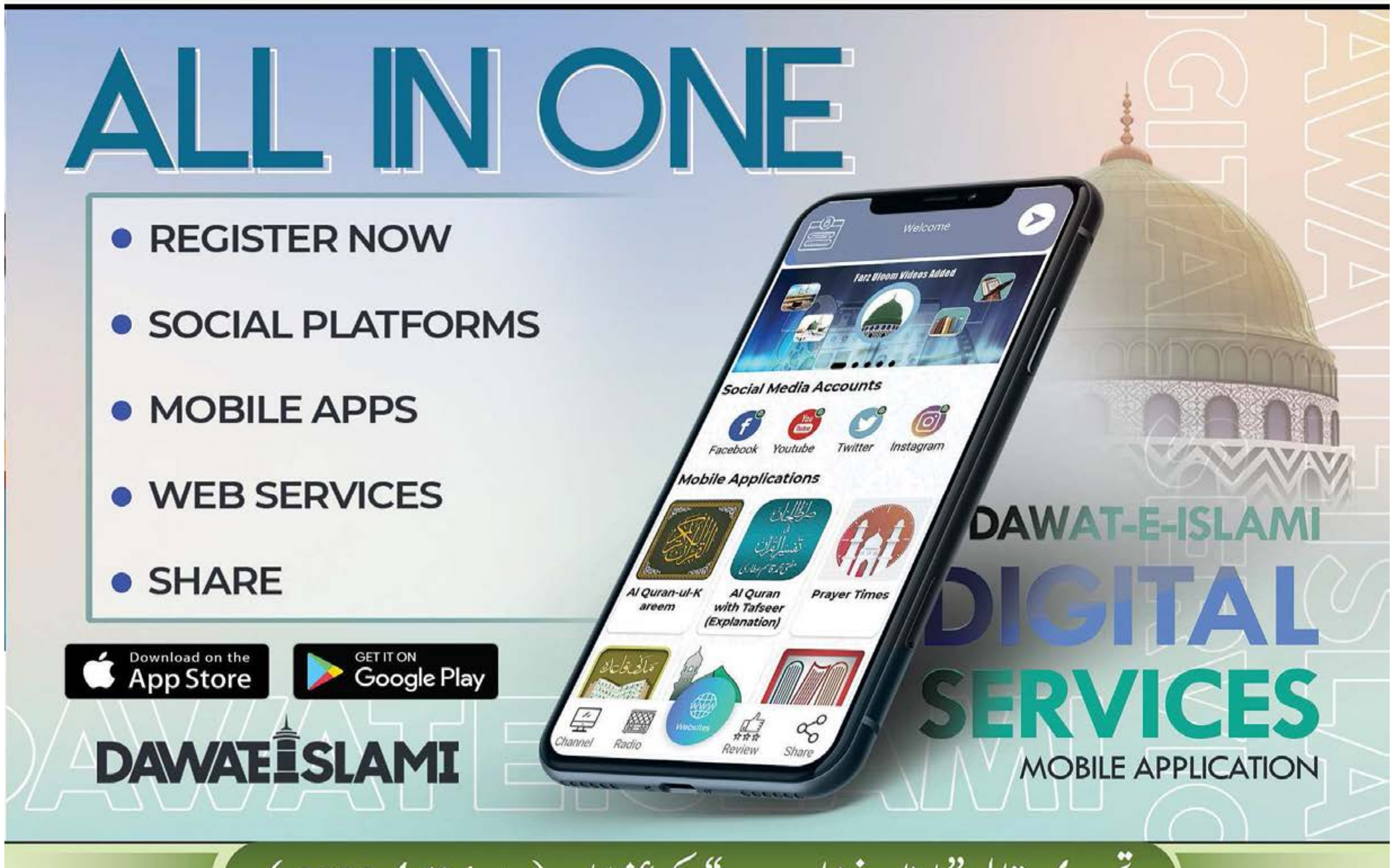

تحریری مقابلہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے عنوانات (برائے جنوری 2023ء)

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 اکتوبر 2022ء

1 انبیائے کرام اور ان کی قومیں قراٰن کی روشنی میں 2 رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے 5 حقوق 3 سود کی مذمت احادیث کی روشنی میں

مضمون لکھنے میں مدد (Help) کے لئے ان نمبرز پر رابطہ کریں:

صرف اسلامی بھائی: +923012619734   صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

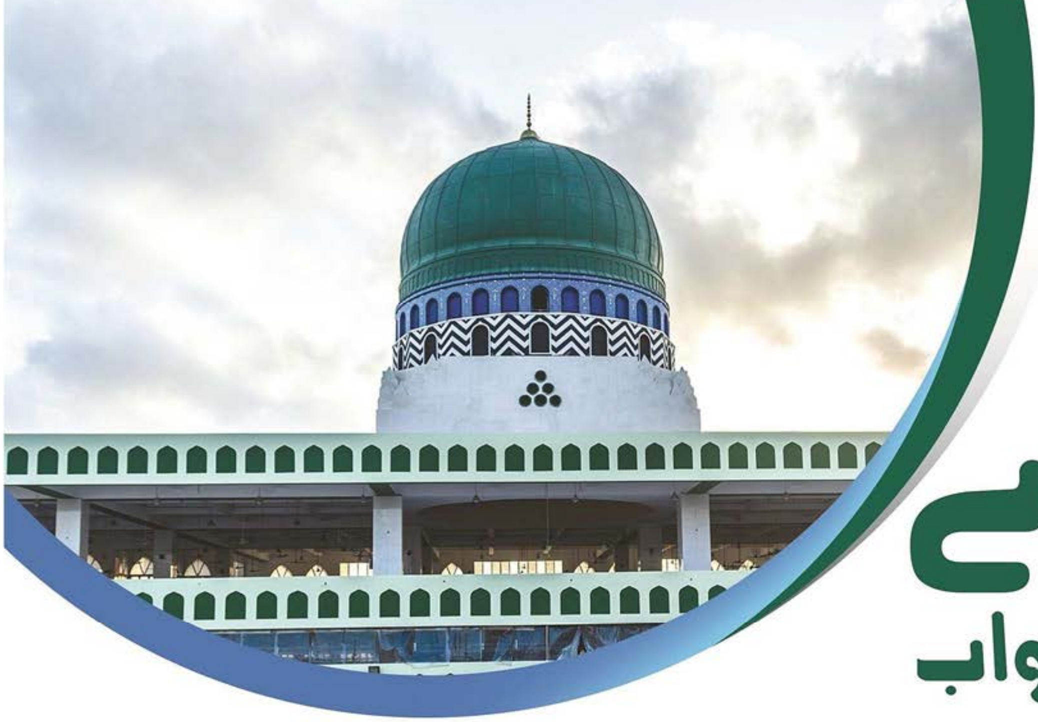

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 2 سوالات و جوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

1 رسولِ کریم کو نُوْرُ الله کہنا کیسا؟

سوال: کیا نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ کا نُور کہہ سکتے ہیں؟

جواب: بالکل کہہ سکتے ہیں، قراٰنِ کریم میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌۙ(۱۵)﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (پ6، المآئدۃ:15) کئی مُفسّرین⁽¹⁾ نے اس آیت میں نور سے مراد پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات لی ہے تو یوں اللہ پاک نے اپنے محبوب کو نور کہا، آیئے ہم بھی مل کر کہتے ہیں: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نُوْرَ اللہ۔

(مدنی مذاکرہ، 3 ربیع الآخر 1439ھ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ علٰی محمَّد

2 سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اندازِ گفتگو

سوال: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اندازِ گفتگو کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے؟

جواب: پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ہر ادا لاجواب ہے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی گفتگو کا انداز چیخنے چلانے والا نہیں بلکہ ایسا میٹھا اور پیارا ہوتا تھا کہ بات سب کی سمجھ میں آجائے، آواز نہ اتنی دھیمی کہ سامنے والا سُن نہ سکے، نہ اتنی اونچی کہ ناگوار گزرے، بعض اوقات اپنی بات کو تین بار دہراتے تھے تاکہ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں اور بولنے کی رفتار ایسی تھی کہ اگر کوئی آپ کے الفاظ گننا چاہے تو گن لے۔

(مدنی مذاکرہ، 13 رجب المرجب 1440ھ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ علٰی محمَّد

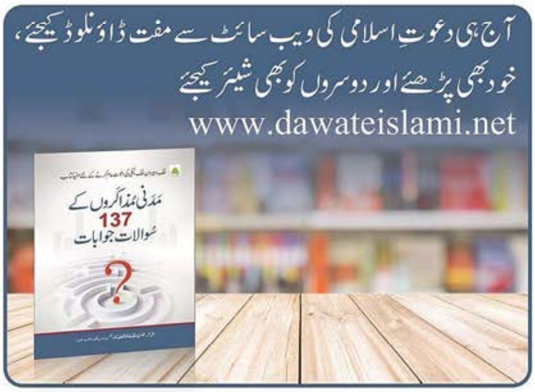

---

(1) امام ابو جعفر محمد بن جَریر طَبری (وفات:310ھ)، امام ابو محمد حسین بغوی (وفات:510ھ)، امام فخرُ الدّین رازی (وفات:606ھ)، امام ناصرُ الدّین عبدُاللہ بن عمر بَیضاوی (وفات:685ھ)، علّامہ ابوالبرکات عبدُاللہ نَسفی (وفات:710ھ)، علّامہ ابوالحسن علی بن محمد خازِن (وفات:741ھ)، امام جلالُ الدّین سُیُوطی شافعی (وفات:911ھ) رحمۃُ اللہِ علیہم اَجمعین وغیرہ مفسرین نے فرمایا کہ اس آیتِ مبارکہ میں موجود لفظ "نور" سے مراد نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ بابرکات ہے۔ حدیثِ پاک میں نور والے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت جابر بن عبدُاللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے جابِر! بے شک اللہ پاک نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(الجزء المفقود من الجزء الاوّل من المصنف لعبد الرزاق، ص63، رقم:18، المواھب اللدنیہ، 1/36)

پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیاری ادائیں

محمد جاوید عطاری مدنی

نبیِّ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پاکیزہ اور مبارک سیرت رہتی دنیا تک کے لئے مَشعلِ راہ ہے۔ آپ کی ہر ہر ادا میں ڈھیروں حکمتیں چھپی ہیں، عاشقانِ رسول ان اداؤں کو بجالانا اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے ہیں اور اسے دِین و دنیا کا سرمایہ جانتے ہیں۔ لہٰذا یہاں پیارے مصطفےٰ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی 8 پیاری پیاری ادائیں ذکر کی جاتی ہیں۔

1 **گفتارِ مصطفےٰ:** سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پیارے انداز میں صاف صاف گفتگو فرماتے،[1] اہم بات تین بار دُہراتے تاکہ اچھی طرح سمجھ لیا جائے[2] اور بلاضرورت گفتگو نہ فرماتے۔[3]

2 **رَفتارِ مبارک:** پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم چلتے تو پاؤں جما کر چلتے گویا بلندی سے نیچے اترتے معلوم ہوتے۔[4]

3 **چھینکنے کا انداز:** سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بلند آواز سے چھینکنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ جب چھینک آتی تو منہ مبارک کو کپڑے یا ہاتھ مبارک سے ڈھانپ لیتے۔[5]

4 **آرام فرمانے کا انداز:** رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سوتے وقت اپنا دایاں ہاتھ مبارک رُخسار کے نیچے رکھتے[6] اور یہ دُعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا یعنی اے اللہ میں تیرے نام کے ساتھ ہی مرتا اور جیتا ہوں (یعنی سوتا اور جاگتا ہوں) اور جب بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ یعنی شکر ہے اللہ کا جس نے ہمیں مر جانے کے بعد زندہ کیا اور اُسی کی طرف اُٹھنا ہے۔[7]

5 **پانی پینے کا انداز:** سرکارِ مکۂ مکرمہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پانی تین سانس میں نوش فرماتے۔[8]

6 **خُوشبو کا استعمال:** نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو خوشبو پسند تھی،[9] خوشبو کا تحفہ رَد نہ فرماتے،[10] مشک و عنبر خوشبو استعمال فرماتے۔[11]

7 **آئینہ دیکھنے کا انداز:** شہنشاہِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آئینہ دیکھتے وقت اللہ پاک کا شکر ادا کرتے اور یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ كَمَا اَحْسَنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ یعنی اے اللہ جس طرح تُونے میری تخلیق کو حسین کیا ایسے ہی میرے خُلق کو بھی اچھا کر دے۔[12]

8 **سُرمہ لگانے کا انداز:** مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اِثْمِد سرمہ لگایا کرتے۔[13] آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مقدس آنکھوں میں سُرمہ کی تین تین سلائیاں استعمال فرماتے تھے[14] اور بعض اوقات دو دو سلائیاں سرمہ کی ڈالتے اور ایک سلائی کو دونوں مبارک آنکھوں میں لگاتے۔[15]

مختلف سنّتوں اور آداب کی معلومات کیلئے کتاب "سنّتیں اور آداب" اور رسائل "101 مدنی پھول" اور "163 مدنی پھول" کا مطالعہ مفید ترین ہے۔

---

(1) مسند امام احمد، 10/115، حدیث:26269 (2) شمائل محمدیہ، ص134، حدیث: 214 (3) شمائل محمدیہ، ص135، حدیث:215 (4) وسائل الوصول الی شمائل الرسول، ص60 (5) وسائل الوصول الی شمائل الرسول، ص99 (6) سبل الہدیٰ والرشاد، 7/253 (7) شمائل محمدیہ، ص157، حدیث:243 (8) مسلم، ص863، حدیث: 5287 (9) مراۃ المناجیح، 6/174 (10) شمائل محمدیہ، ص130، حدیث: 208 (11) مواہبِ لدنیہ، 2/70 (12) الوفا لابن الجوزی، 2/161 (13) ترمذی، 3/294، حدیث:1763 (14) شمائل محمدیہ، ص51، حدیث:49 (15) وسائل الوصول الی شمائل الرسول، ص77۔

ادائے مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم مرحبا مرحبا

ابو قربان رضا عطاری مدنی

سَردارِ اَنبیا، حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ والا تبار کی ہر ہر ادا باکمال ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری پیاری اداؤں میں سے 8 پیاری پیاری ادائیں یہ ہیں:

لَبَّیْک کہتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جو بھی پکارتا، اُسے لَبَّیْك کہہ کر جواب عنایت فرماتے تھے۔ (الشفاء، 1/121) **بات پوری سنتے** اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کان میں سرگوشی کرتا تو جب تک اُس کی بات مکمل نہ ہو جاتی اپنا سَر مُبارک اُس کے منہ سے دور نہ فرماتے۔ (ایضاً) **پاؤں نہ پھیلاتے** صحابۂ کرام علیھمُ الرِّضوان مجلس میں حاضر ہوتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ (ایضاً) **چادر بچھاتے** مُلاقات کے لئے اگر کوئی حاضر ہوتا تو بعض اوقات اُس کے لئے اپنی چادر بچھاتے بلکہ اپنی مَسْنَد بھی پیش کر دیا کرتے تھے۔ (ایضاً، 1/122) **کنیت سے پکارنا** صحابۂ کرام علیھم الرضوان کو اُن کی کنیت اور اُن کے پسندیدہ ناموں سے پکارتے تھے۔ (ایضاً) **باوقار گفتگو** آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہایت وقار کے ساتھ اِس طرح ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے کہ اگر کوئی آپ کے جملوں کو گِننا چاہتا تو گِن سکتا تھا۔ (ایضاً، 1/139) **چلنے کا پُروقار انداز** آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رفتار کے ساتھ اور ذرا جُھک کر (یوں) چلا کرتے تھے گویا کسی بلندی سے اُتر رہے ہیں۔ (شمائل ترمذی، ص87) حضرتِ سیّدُنا ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اِس قدر تیز چلتے تھے گویا زمین آپ کے قدموں کے نیچے سے لپیٹی جارہی ہو۔ ہم آپ کے ساتھ چلنے میں ہانپنے لگتے تھے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بغیر کسی مشقت کے تیز رفتاری کے ساتھ چلتے رہتے۔ (شمائل ترمذی، ص86) **خوشبو کا تحفہ** آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خوشبو کا تحفہ کبھی واپس نہیں کرتے تھے، بلکہ فرماتے: خوشبو کا تحفہ رَد مت کرو! کیونکہ یہ جنّت سے نکلی ہے۔ (ایضاً، ص130) اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کی مبارک اداؤں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم

راکبِ دوشِ مصطفےٰ

راکبِ دوشِ مصطفےٰ حضرتِ سیّدُنا امام ابو محمد حَسَن مُجتَبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادتِ باسعادت 15 رمضان المبارک 3 ہجری میں ہوئی۔ (الطبقات الکبیر، 6/356)

2 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم (1) نبیِّ رحمت شفیعِ اُمّت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے امام حَسَن مُجتَبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دعا کی: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں اس سے مَحبّت کرتا ہوں تو بھی اِس سے مَحبّت فرما۔ (بخاری، 2/547، حدیث: 3749) (2) "یہ دنیا میں میرا پھول ہے اور بے شک میرا یہ بیٹا سیِّد (سردار) ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہ میں صُلح کروائے گا۔" (مُسندالبزّار، 9/111، حدیث: 3657) **شہادت** آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 5 ربیعُ الاوّل 50 ہجری کو 47 برس کی عمر میں مدینۂ منورہ زادَھا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعظِیماً میں زہر خورانی (زہر دیئے جانے) کے سبب شہادت پائی اور جنّتُ البقیع میں اپنی والدہ حضرتِ سیّدتُنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قُرب میں دفن ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء، ص152-154، حلیۃ الاولیاء، 2/47)

کی نعمت عطا فرمائے، اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(شاہ زیب عطّاری، دورۂ حدیث شریف مرکزی جامعۃُ المدینہ، فیضانِ مدینہ، بابُ المدینہ کراچی)

فیضانِ جامعۃ المدینہ

حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نرم دلی

نبیِّ رحمت، شفیعِ امت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام عالَم کے لئے رحمت اور نرم دل بنا کر بھیجے گئے جیسا کہ قراٰنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے۔ (پ4، اٰل عمرٰن:159)

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زندگی کا مطالَعہ کیا جائے تو اس میں جابجا آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شفقت، نرمی اور مہربانی کا بے مثال انداز نظر آتا ہے جو نہ صرف جن واِنس بلکہ چَرِند وپَرِند، شجر وحجر سب کے لئے عام تھی، کچھ جھلک ملاحظہ فرمایئے: (1) سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اولاً کھجور کے ایک خشک تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب لکڑی کا منبر تیار کیا گیا تو فراقِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سبب لکڑی کا وہ تنا گریہ وزاری کرنے لگا۔ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کو تسلی دیتے ہوئے سینے سے لگا لیا جس سے اس کی سسکیاں بند ہوگئیں۔ (بخاری،2/18، حدیث:2095) (2) جب ایک چڑیا اپنے انڈوں کے گم ہوجانے کے غم میں آپ علیہ السَّلام کو اپنا مَلْجَا (مددگار) جان کر آپ کے پاس آکر پھڑ پھڑانے لگی تو آپ نے اس کے انڈے واپس کروا دیئے۔ (سبل الہدی والرشاد،7/28) (3) فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: میں نماز شروع کرتا ہوں اور میرا ارادہ اسے طویل کرنے کا ہوتا ہے لیکن جب کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو میں اس کے بارے میں اس کی ماں کی فکر مندی کے خیال سے نماز کو مختصر کردیتا ہوں۔ (مسلم، ص194، حدیث:1056) اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی نرم دلی

Dar-ul-Madinah
International Islamic School System
Dawat-e-Islami

آن لائن رجسٹریشن کے لیے
www.darulmadinah.net

دیناوی تعلیم دینی ماحول
داخلے جاری ہیں۔
نمایاں خصوصیات
قرآنِ پاک کی تعلیم
مکمل شخصیت سازی
تربیہ پروگرام
دلچسپ عملی درگرمیاں

Contact your nearest campus for further details.

Follow Us | /darulmadinah | /darulmadinahofficial | /daarulmadinah | www.darulmadinah.net

پورا نام مع ولدیت ______

فون / موبائل نمبر ______

واٹس ایپ نمبر ______

ای میل ایڈریس ______

شہر کا نام ______ تحصیل ______

ضلع ______ صوبہ ______

گھر کا مکمل ایڈریس ______

______

______

بکنگ کی مزید معلومات کے لئے

Call/SMS/WhatsApp: +92313-1139278

Email:mahnama@maktabatulmadinah.com

ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، پرانی سبزی منڈی محلہ سوداگران کراچی Web: www.dawateislami.net

حدیث شریف اور اس کی شرح

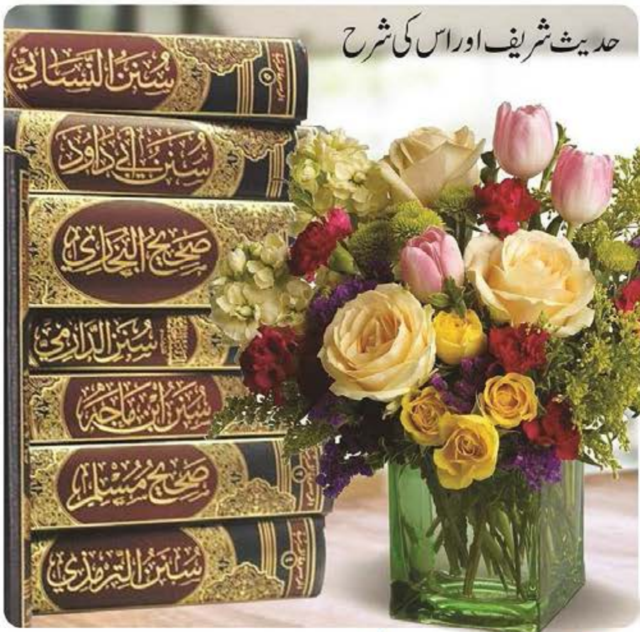

اچھی بات سکھاتے یہ ہیں

محمد ناصر جمال عطّاری مَدَنی

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً یعنی مجھے مُعلّم بنا کر بھیجا گیا۔ (1)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ 1 حضور کی تشریف آوری کا ایک مقصد تعلیم ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے: ﴿وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ﴾ (ترجمۂ کنزالایمان: اور انھیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں) 2 یاد رہے کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو "تعلیمِ الٰہی" نے معلم بنایا ہے، آپ مخلوق کی تعلیم سے معلم ہرگز نہیں بنے 3 حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اگرچہ اوّل درجہ کے عابد بھی ہیں لیکن حُضور کی عبادت عملی تعلیم ہے۔ لہٰذا آپ نماز پڑھتے ہوئے بھی معلم ہیں۔ (2)

اے عاشقانِ رسول! "جاننا" انسان کا بنیادی حق ہے کیوں کہ اِس کی بدولت وہ جینے کا سلیقہ سیکھتا ہے اور ترقی و کامیابی کا زینہ چڑھتا ہے اور جب انسان سے جاننے کا حق چھین لیا جائے تو وہ جہالت کے اندھیروں میں بھٹک کر ہلاکت کے گڑھے میں جا گرتا ہے۔ بعثتِ نبوی سے قبل دنیا کی تاریخ کا گہرائی سے جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ بنیادی طور پر جس معاشرے سے جاننے کا حق چھینا گیا وہاں کردار سازی کا عمل رُک گیا اور اِنسانی ہلاکتوں کے ایسے وحشت ناک مناظر صفحاتِ تاریخ پر نمودار ہوئے کہ آج بھی اُن پر نظر دوڑانے والے کی روح کانپ اُٹھتی ہے۔ اللہ پاک نے اِن حالات میں انسانیت پر کرم نوازی فرمائی اور آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کتاب و حکمت سکھانے کے لئے اِس دنیا میں مبعوث فرمایا۔ مذکورہ بالا حدیثِ پاک میں حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسی مقصدِ بعثت کو بیان فرمایا ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِس مقصدِ بعثت کو اِس قدر خوبصورتی سے نبھایا کہ درسگاہِ نبوت سے تعلیم پانے والے صحابۂ کرام نے امت کے بہترین افراد ہونے کا شرف حاصل کیا اور اللہ پاک کی رضامندی کا مژدہ پایا بلکہ بقول امام قَرافی "رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا صحابۂ کرام کے سوا کوئی معجزہ نہ ہوتا تو "اثباتِ نبوت" کے لئے صحابۂ کرام ہی کافی ہوتے۔" (3)

"معیارِ علم" کیا ہو؟: "علم" کی اہمیت کا ہر کوئی قائل ہے مگر کون سا علم معیاری ہے اور کون سا غیر معیاری؟ اس کی تعیین ہر ایک اپنے ذوق، ضرورت اور سمجھ کے مطابق کرتا ہے اور کبھی تو اس کے نتائج بھیانک بھی نکل آتے ہیں۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے "نفع بخش" ہونے کو علم کا معیار مقرر فرمایا ہے چنانچہ آپ نے یوں دعا فرمائی: ہم ایسے علم سے اللہ پاک کی پناہ مانگتے ہیں جو نفع نہ دے۔ (4)

نفع بخش ہونے کے معیار پر جس علم کو پرکھا جائے گا وہ ہلاکت خیزی سے یقیناً محفوظ رہے گا۔

موجودہ دور میں قابلیت (Skills) بڑھانے کی دوڑ جاری ہے، اگر ہر شخص نیت کی درستی کے ساتھ بارگاہِ رسالت سے عطا کردہ اِس معیارِ علم کو اپنالے تو معاشرے سے مفاد پرستی کا خاتمہ ہوگا اور معاشرہ نیک سیرت اور ہمدرد افراد سے بھر جائے گا۔

سکھانے کا انداز کیسا ہو؟ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے معیارِ علم کے ساتھ علم سکھانے کے لئے ایک ایسا عملی انداز عطا

فرمایا ہے کہ جس میں نہ ڈانٹ ڈپٹ ہے اور نہ ہی جھڑکیاں، چنانچہ حضرت مُعاویہ بن حکم سُلمی رضی اللہ عنہ نماز ادا فرما رہے تھے، دورانِ نماز کسی کو چھینک آگئی، حضرت معاویہ بن حکم نے ”یَرْحَمُكَ الله“ کہا تو اِرد گرد موجود نمازیوں کو تشویش ہوئی اور اپنے انداز سے آپ کو اس چیز کا احساس دِلا دیا، نماز سے فراغت کے بعد معلمِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور اِس موقع پر آپ فرماتے ہیں: میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے بڑھ کر سکھانے والا نہیں دیکھا، اللہ کی قسم! نہ تو آپ نے مجھے جِھڑکا، نہ مارا اور نہ ڈانٹا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: بے شک اِس نماز میں لوگوں کی بات قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہے، نماز تو تسبیح و تکبیر اور قراءتِ قراٰن کا نام ہے۔(5)

تدریسِ نبوی کا ایک انداز مثال دے کر سمجھانا بھی ہے جیسا کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قراٰن پڑھنے والے اور نہ پڑھنے والے کا فرق ایک مثال کے ذریعے یوں ارشاد فرمایا: قراٰن پڑھنے والے مؤمن کی مثال اس سنگترے کی طرح ہے جس کی خوشبو بھی اچھی ہے اور ذائقہ بھی اچھا ہے اور قراٰن نہ پڑھنے والے مؤمن کی مثال اس کھجور کی طرح ہے جسکی خوشبو تو نہیں ہوتی مگر ذائقہ اچھا ہوتا ہے اور قراٰن پڑھنے والے منافق کی مثال اس پھول کی طرح ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے مگر ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور قراٰن نہ پڑھنے والے منافق کی مثال اس اندرائن کی طرح ہوتی ہے جس کی خوشبو نہیں ہوتی اور ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔(6)

اسی طرح قراٰن سیکھنے اور پڑھنے کی اہمیت یوں مثال دے کر واضح فرمائی: قراٰن سیکھو اور اسے پڑھا کرو کیونکہ قراٰن سیکھ کر پڑھنے والے کی مثال مشک سے بھرے ہوئے چمڑے کے تھیلے کی طرح ہے جس کی خوشبو سارے گھر میں پھیل جاتی ہے، اور جس نے قراٰن سیکھا پھر غافل ہوگیا اور اس کے سینے میں قراٰن ہے تو اس کی مثال چمڑے کے اس تھیلے کی طرح ہے جس کے ذریعے مشک کو ڈھانپ دیا گیا ہو۔(7)

اچھّے اور بُرے ہم نشین کو مثال کے ذریعے یوں واضح فرمایا: نیک اور بُرے ہم نشین کی مثال ایسی ہے جیسے ایک کے پاس مشک ہے اور دوسرا دھونکنی دھونک رہا ہے مشک والا یا تو تمہیں مشک ویسے ہی دے گا یا تو اس سے خرید لے گا اور کچھ نہ سہی تو خوشبو تو آئے گی اور وہ دوسرا تمہارا بدن یا کپڑے جلا دے گا یا تو اس سے بدبو پائے گا۔(8)

سیرتِ طیبہ میں کئی ایسے واقعات ملیں گے جن میں تمام معلمین کے لئے لطف و کرم کے ذریعے سکھانے کی بھرپور ترغیب موجود ہے نیز اس میں کریمانہ اندازِ تدریس کے ساتھ مشفقانہ طرزِ تربیت بھی شامل ہے اور یہ دونوں وہ عناصر ہیں جن کے ذریعے انسان کے ظاہر و باطن پر ”علم“ براہِ راست اثر انداز ہوتا ہے اور اُسے معاشرے کے لئے نفع مند بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

(1) ابنِ ماجہ، 1/150، حدیث:229 (2) مراٰۃ المناجیح، 1/220، مرقاۃ المفاتیح، 1/516 (3) الفروق، 4/303 (4) مسلم، ص1118، حدیث:2722 (5) مسلم، ص215، حدیث:537 ملخصاً (6) مسلم، ص311، حدیث:797 (7) ترمذی، 4/401، حدیث:2885 (8) بخاری، 2/20، حدیث:2101۔

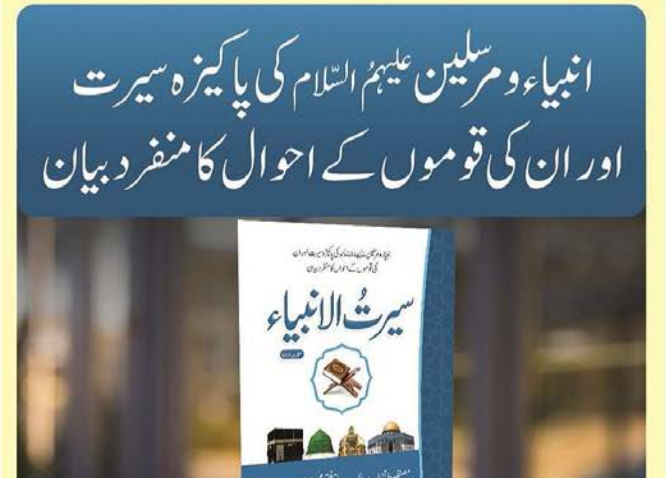

مدنی آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی گھریلو زندگی

سید عمران اختر عطاری مدنی

شہنشاہِ کونین، رحمتِ دارین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت گھریلو زندگی کے اعتبار سے بھی قابلِ تقلید ہے۔ تبلیغِ دین کی بھاری ذمّہ داریاں نبھانے کے باوجود اپنی ازواجِ مطہّرات اور شہزادیوں کے ساتھ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا عظیم حسنِ سلوک ساری اُمّت کیلئے راہنما اُصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ رسولِ بے مثال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہترین ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے اچھا ہوں۔ (ترمذی، 5/475، حدیث: 3921) آیئے اِس کے چند گوشے ملاحظہ کیجئے۔ **ازواجِ مطہرات کی دلجوئی** آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھنَّ کی دلجوئی فرماتے۔ ایک مرتبہ تو اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی معجزانہ شان سے جنّتی انگور کِھلا کر ان کی دلجوئی فرمائی۔ (معجم اوسط، 4/315، حدیث: 6098 ماخوذاً) **ازواجِ مطہرات سے خوش طبعی** حسبِ موقع خوش طبعی بھی فرماتے جیسا کہ حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک سفر میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہمراہ تھی، ہم نے ایک جگہ قیام کیا تو رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کو آگے روانہ کر دیا اور مجھ سے دوڑ کا مقابلہ کیا، میرا بدن دُبلا تھا اس لئے میں آگے نکل گئی، پھر کچھ عرصے بعد کسی اور سفر میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہمراہ تھی، ہم نے ایک جگہ قیام کیا تو رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کو آگے روانہ کر دیا اور مجھ سے دوڑ کا مقابلہ کیا، اس وقت میں فربہ بدن تھی لہٰذا حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آگے نکل گئے۔ پھر میرے کندھے پر ہاتھ مبارک مارتے ہوئے فرمایا کہ یہ اُس (جیت) کا بدلہ ہو گیا۔(1) (سنن الکبریٰ للنسائی، 5/304، حدیث: 8943)

اسی طرح رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ازواجِ مطہرات کی باہمی خوش طبعی پر بھی خوشی کا اظہار فرماتے اور بعض اوقات خود بھی شریک ہوتے جیسا کہ اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے خَزِیْرہ (گوشت اور آٹے سے تیار کردہ ایک کھانا) تیار کیا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں پیش کیا، رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میرے اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان تشریف فرما تھے، میں نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی کھانے کا کہا، انہوں نے منع کر دیا، میں نے کہا: کہ کھالیں وگرنہ میں آپ کے چہرے پر مَل دوں گی، انہوں نے پھر انکار کیا تو میں نے ہاتھ سے خزیرہ پکڑا اور ان کے منہ پر مَل دیا، رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسکرانے لگے اور اپنے ہاتھ سے خزیرہ اُٹھا کر حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیا اور فرمایا: لو! تم بھی اس کے چہرے پر مَل دو۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس وقت خوشی کا اظہار فرمایا۔ (مسند ابی یعلیٰ، 4/88، حدیث: 4459) **عِلمِ دین سکھاتے** نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اَزواجِ مطہرات کو علمِ دین سے آراستہ فرماتے، اس معاملے میں اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ اور اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر سرِ فہرست آتا ہے جنہیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے گراں قدر علمی جواہرات ملے تھے بلکہ اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقام تو یہ تھا کہ بڑی سے بڑی علمی اُلجھنیں بآسانی

(1) یاد رہے! یہ دوڑ تنہائی میں تھی لہٰذا فی زمانہ ہونے والی مرد و عورت کی دوڑ (Race) کیلئے اس حدیث کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

سُلجھا دیا کرتی تھیں۔(ترمذی،5/471،حدیث:3909ماخوذاً) **ازواجِ مطہرات کے حقوق کا خاص خیال رکھتے** وصال سے پہلے بسترِ علالت پر تشریف فرما ہوئے اور حیاتِ ظاہری کے آخری اَیّام اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں گزارنا چاہے تو واضح طور پر اپنا فیصلہ سُنانے کے بجائے حقوقِ ازواج کا پاس رکھتے ہوئے صرف یہ سوال بار بار دُہرایا کہ کل میں کس کے ہاں ہوں گا؟ ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ خواہشِ نبوی جان گئیں اور عرض گُزار ہوئیں: جہاں آپ پسند فرمائیں، چنانچہ وصالِ مبارک تک اُمّ المؤمنین حضرت سیّدتنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں رہے۔ (بخاری، 3/468، حدیث: 5217) **مشاورت بھی فرماتے** یونہی ان سے رائے طلب کرکے اُن کی حوصلہ افزائی فرماتے بعض اوقات تو انتہائی نازک حالات میں بھی رائے طلبی فرمائی۔ جیساکہ پہلی مرتبہ وحیِ الٰہی نازل ہونے کے موقع پر امّ المؤمنین حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے (بخاری، 1/8، حدیث:3ماخوذاً) اور صلحِ حدیبیہ کے موقع پر امّ المؤمنین حضرت سیدتنا اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مشورہ کرکے ان کی رائے کو شرفِ قبول بخشا۔ (بخاری، 2/227، حدیث: 2732ماخوذاً) **بیٹیوں کے ساتھ حسنِ سلوک** یونہی بیٹیوں سے انتہائی خاطر داری والا سلوک فرماتے، اُن کی خوشی پر خوش ہوتے، اُن کے رنج پر رنجیدہ ہوتے بلکہ اپنی سب سے زیادہ لاڈلی شہزادی حضرت سَیِّدَتُنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آمد پر تو کمالِ شفقت فرماتے ہوئے کھڑے ہو جایا کرتے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، 11/44ماخوذاً)

ان کریمانہ اخلاق سے اُمّت کو جہاں گھریلو ماحول کی خوشگواری کیلئے راہنمائی ملتی ہے وہیں بلاشُبہ اِسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ بھی معلوم ہوتا ہے۔

اسلام کی سب سے پہلی مسجد

سرکارِ والا تبار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مکۂ مکرمہ سے ہجرت کرکے 12 ربیع الاوّل کو مدینۂ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر ''قُبا'' نامی مقام میں رونق افروز ہوئے۔ یہاں ایک مسجد بنانے کا ارادہ فرمایا اور اس مسجد کی تعمیر کے لئے حضورِ انور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت کلثوم بن ہِدْم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زمین کو پسند فرمایا اور اپنے مقدّس ہاتھوں سے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ اس کی تعمیر میں رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود بھی حصّہ لیا اور صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کے ساتھ بڑے بڑے پتّھر اُٹھاتے اور عمارت میں لگادیتے۔ مسجدِ قبا میں سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان نے نماز بھی ادا فرمائی۔ (ماخوذ از سیرتِ مصطفیٰ، ص171، 175) یہ اسلام کی پہلی مسجد ہے جو عام مسلمانوں کے لئے بنائی گئی۔ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس مسجد کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''جس نے اس مسجد میں نماز پڑھی اُسے ایک عمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔'' (صحیح ابن حبان، 3/74، حدیث:1625)

مدنی آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حَرَمین طیّبین سے محبت

عبد المُنعِم عطاری مدنی

مکۂ مکرّمہ ہو یا مدینۂ منوّرہ زادھما اللہ شرفاً وّ تعظیماً دونوں کو محبوبِ خدا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نسبت ہے۔ ایک کو حضورِ اکرم علیہ الصّلوۃ وَالسَّلام کی جائے ولادت کا شرف ہے تو دوسرے کو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آخری آرام گاہ بننے کا اعزاز حاصل ہے۔ خود سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دونوں شہروں سے بے حد لگاؤ تھا۔ مکۂ مکرّمہ سے مدینہ شریف ہجرت کرتے وقت آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے شہرِ مکۂ مکرّمہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تو مجھے تمام شہروں سے زیادہ پیارا ہے اگر میری قوم مجھے مجبور نہ کرتی تو میں تیرے سوا کسی اور جگہ نہ رہتا۔ (ترمذی، 5/487، حدیث:3952) جبکہ مدینۂ منوّرہ زادھا اللہ شرفاً وّ تعظیماً وہ مقام ہے کہ جسے نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مکۂ مکرّمہ سے ہجرت کرکے شرفِ قیام بخشا۔ بعض مہاجر صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان مکّہ شریف کو یاد کرتے تھے تو آپ علیہ الصلوۃ والسّلام نے دعا فرمائی: الٰہی! مدینہ ہمیں ایسا پیارا کردے جیسے مکّہ پیارا تھا یا اس سے بھی زیادہ۔ (بخاری، 1/621، حدیث: 1889) آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کسی بھی سفر سے واپسی پر معمول کے مطابق سواری چلاتے مگر جب مدینہ شریف کے درو دیوار دیکھتے تو محبتِ مدینہ کی وجہ سے سواری کو تیز فرمادیتے۔ (بخاری، 1/620، حدیث:1886)

وہاں پیارا کعبہ یہاں سبز گنبد
وہ مکّہ بھی میٹھا تو پیارا مدینہ

(وسائلِ بخشش مُرَمَّم، ص355)

نئے لکھاری (New Writers)

نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

1 رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کس کس جانور کا گوشت تناول فرمایا

طلحٰہ خان عطّاری (ثانیہ، جامعۃ المدینہ فیضان خلفائے راشدین، راولپنڈی)

حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں کئی اقسام کے گوشت تناول فرمائے جن میں خشکی وتری کے جانوروں اور پرندوں کا گوشت شامل ہے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اونٹ، بکری، دنبہ، مرغ، خرگوش، اور مچھلی کا گوشت تناول فرمانا ثابت ہے لیکن ان میں سب سے زیادہ بکری کی دَستی کا گوشت پسند تھا۔

(شمائلِ محمدیہ للترمذی، ص102 تا 112 ماخوذاً)

1 **اُونٹ:** حجۃُ الوداع میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہُ عنہ نے 100 اونٹ ذبح کئے پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حکم دیا کہ ہر اونٹ سے ایک ٹکڑا لیا جائے اور ان کو ہانڈی میں پکایا جائے، پھر دونوں نے ان کا گوشت کھایا اور ان کا شوربا پیا۔ (مسند احمد، 1/560، حدیث:2359 ملخصاً)

2 **بکری:** عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بکری کے دست کا گوشت کھایا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔ (ابو داؤد، 1/69، حدیث:187)

3 **نیل گائے:** ابو قتادہ رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حمارِ وحشی کو دیکھا اس کا شکار کیا حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ ہے؟ عرض کی اس کی ران ہے، اس کو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قبول فرمایا اور کھایا۔ (مسلم، ص472، 473، حدیث:2851، 2858)

4 **خرگوش:** حضرت انس رضی اللہُ عنہ کہتے ہیں: میں خرگوش پکڑ کر ابو طلحٰہ رضی اللہُ عنہ کے پاس لایا، انہوں نے ذبح کیا اور اس کا گوشت حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں بھیجا حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قبول فرمایا۔ (بخاری، 3/554، حدیث:5489، ملخصاً)

5 **مرغی:** حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہُ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مرغی کھاتے دیکھا ہے۔

(بخاری، 3/563، حدیث:5517)

6 **مچھلی:** حضرت جابر رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک غزوے میں شرکت کی، ہم سخت بھوکے تھے تو دریا نے ایک مچھلی پھینکی اس جیسی پہلے ہم نے نہ دیکھی تھی اس کو عنبر کہا جاتا تھا، ہم نے اس میں سے کھایا اور جب ہم حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس آئے تو ہم نے ذکر کیا۔ حضور نے اس مچھلی میں سے کچھ کھانے کے لئے طلب کیا تو ہم نے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں بھیجا تو آپ نے اسے تناول فرمایا۔

(مشکوۃ المصابیح، 2/81، حدیث:4114 ملتقطاً)

اَلحمدُ لِلّٰہ! ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں ”خوابوں کی دنیا“ کے نام سے نئے سلسلے کا آغاز کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں قارئین کی جانب سے موصول ہونے والے خوابوں میں سے منتخب خوابوں کی تعبیر بھی بتائی جائے گی۔ خواب کی تفصیلات بذریعہ ڈاک ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے پہلے صفحے پر دیئے گئے ایڈریس پر بھیجئے یا اس نمبر پر واٹس ایپ کیجئے۔
+923012619734

جشنِ ولادت اور بزرگانِ دین

محمد عدنان چشتی عطّاری مَدَنی

صَدیوں پہلے کائنات میں ایک ایسا بے مِثال پھول کِھلا کہ جس کی پاکیزہ خُوشبو نے زمانے میں پھیلی کُفر و شِرک اور ظُلم و زیادتی کی بَدبُو کو ایمان و اسلام اور اَمْن و سلامتی سے تبدیل کرنا شروع کر دیا۔ اس گُل کی خوشبو صَدیاں گزرنے سے کم نہیں بلکہ تیز سے تیز تَر ہوتی چلی جارہی ہے اور قِیامت تک ہوتی رہے گی، وہ بے مثال گُل سیّدہ آمِنہ کے پھول، والدِ سیّدۂ بَتُول یعنی ہمارے پیارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عُلَما و صُلَحا اور مُحَدِّثین و مُفَسِّرین آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارَک ولادت کے وقت اور مہینے کی عظمت و رِفعت کا خطبہ مختلف انداز میں پڑھتے آئے ہیں جیسا کہ تقریباً 750 سال پہلے کے امام حضرت علاّمہ زَکَرِیّا بن محمد بن محمود قَزْوِینی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 682ھ) فرماتے ہیں: هُوَ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ فَتَحَ اللّٰهُ فِيْهِ اَبْوَابَ الْخَيْرَاتِ وَاَبْوَابَ السَّعَادَاتِ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ بِوُجُوْدِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَالثَّانِي عَشَرَ مِنْهُ مَوْلِدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی (ربیع الاوّل) وہ مبارک مہینا ہے جس میں اللہ پاک نے سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وجودِ مسعود کے صدقے سارے جہان والوں پر بھلائیوں اور سعادتوں کے دروازے کھول دیئے ہیں، اسی مہینے کی بارہ تاریخ کو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت ہوئی۔ (عجائب المخلوقات، ص68)

کیسی شان والی ہے وہ گھڑی جس میں رسولِ خدا، بے سہاروں کے آسرا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے اور اس ساعَت کو قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے دُعا کی قبولیت کا وقت بنا دیا جیسا کہ حضرت سیِّدُنا شیخ عبدُ العزیز دَبّاغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس مبارک گھڑی میں حضور سیِّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دنیا میں تشریف لائے وہ دُعا کی قبولیت کا وقت ہے۔ اس ساعَت کی مقبولیت کا وَصف قیامت تک رہے گا۔ اُس گھڑی میں رُوئے زمین کے غوث و قُطب اور دیگر اولیائے کِرام غارِ حِرا کے پاس جمع ہوتے ہیں۔ جس کی دُعا اُن (اولیائے کِرام) کی دُعا کے موافق ہو جائے اللہ پاک اُس کی دعا کو قبول فرماتا اور اس کی ضَرورت پوری کرتا ہے۔ حضرت شیخ عبدُ العزیز دَبّاغ رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے مُریدوں کو اس مبارَک وقت میں قیام کی ترغیب ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

(الابریز، 1/ 311 ملخصاً)

اسی لئے عاشقانِ رسول اس رات کو عِبادات و نوافل اور ذِکْر و اَذکار میں گزارتے اور صبحِ صادِق کے وقت دُعا کا اہتمام کرتے ہیں۔ وہ مکان بڑی برکتوں کا خَزِینہ ہے کہ جہاں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دنیا میں جلوہ گر ہوئے، اسی لئے عُلَما و مُحَدِّثین یہاں حاضری دیتے اور بَرَکات پاتے ہیں جیسا

کہ تقریباً 826 سال پہلے کے بُزرگ حضرت علّامہ ابو الحُسین محمد بن احمد جُبیر اُندُلُسی رحمۃ اللہ علیہ (وفات:614ھ) اس مکانِ اَقدس کا ذِکْر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وہ مقدّس جگہ جہاں ایک ایسی سعادت والی بابرکت گھڑی میں نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت ہوئی جنہیں اللہ کریم نے تمام جہانوں کے لئے رَحْمت بنادیا، اس بابرکت جگہ پر چاندی چڑھائی گئی (یہ جگہ یوں لگتی ہے) جیسے پانی کا چھوٹا سا حوض ہو جس کی سَطْح چاندی کی ہو۔ اس مٹّی کی کیا بات ہے جسے اللہ پاک نے سب سے پاکیزہ جسم والے خیرُ الْاَنام صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جائے ولادت ہونے کا شرف بخشا۔ یہ مبارک مکان ربیعُ الاوّل میں پیر کے دن کھولا جاتا ہے کیونکہ ربیعُ الاوّل حُضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وِلادت کا مہینا اور پیر ولادت کا دن ہے، لوگ اس مکان میں برکتیں لینے کے لئے داخل ہوتے ہیں۔ مکّۂ مکرّمہ میں یہ دن ہمیشہ سے ”یومِ مَشْہود“ ہے، یعنی اس دن لوگ جمع ہوتے ہیں۔

ایک اور مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خاص وہ جگہ جہاں وِلادتِ مبارَک ہوئی تھی وہ تقریباً تین بالشت کا چھوٹے حوض جیسا چبوترہ ہے اور اس کے درمیان سبز رنگ کا دو تہائی بالشت برابر سنگِ مَرمَر کا ایک ٹکڑا ہے جس پر چاندی چڑھی ہوئی ہے اور اس چاندی سمیت اس کی لمبائی ایک بالشت ہے۔ ہم نے اس مقدّس جگہ سے اپنے چہرے مَس کئے جو زمین پر پیدا ہونے والی سب سے افضل ذات کی ولادت گاہ بنی اور سب سے اشرف اور پاکیزہ نسل والی ذات سے مَس ہوئی اور ہم نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت گاہ سے برکتیں لے کر نفع حاصل کیا۔

(تذکرۃ بالاخبار عن اتفاقات الاسفار، ص87، 127 ملتقطاً)

اس مکان سے برکتیں پانے والے: اس مبارک مکان سے بہت سے لوگوں نے برکت پائی، عاشقانِ رسول یہاں حاضر ہوتے، اس کا ادب واحترام کرتے، ذِکر و اَذکار کرتے، محفلِ میلاد شریف منعقد کرتے، نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فضائل و کمالات بیان کرتے، خُوب صلوٰۃ و سلام پڑھتے اور اللہ کریم کی رحمتوں کا مشاہدہ بھی کرتے تھے، چنانچہ:

- چھ سو سال پہلے کے عظیم مُحَدِّث حضرت علّامہ ابنِ ناصرُ الدّین دِمَشقی رحمۃ اللہ علیہ (وفات:842ھ) فرماتے ہیں: جب میں نے 814ھ میں حج کیا تو اس مسجد میں حاضر ہوا اور جائے ولادت کی زیارت کی زُرْتُ ھٰذَا الْمَكَانَ الشَّرِيفَ بِحَمْدِ اللهِ تَعَالٰى وَالْمِنَّةِ وَتَبَرَّكْتُ بِهٖ یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! میں نے اس مکان شریف کی زیارت کی ہے اور اس سے برکت حاصل کی ہے۔

(جامع الآثار، 2/752)

- شیخُ الْمُحَدِّثِین حضرت امام عبدُ الرّحیم بن حسین عِراقی رحمۃ اللہ علیہ (وفات:806ھ) نقل فرماتے ہیں: خلیفہ ہارونُ الرّشید کی والدہ خَیزُرَان نے ولادتِ مصطفےٰ والا مکان خرید کر مسجد بنائی، اس سے پہلے جو لوگ اس میں رہتے تھے اُن کا بیان ہے: اللہ پاک کی قسم اس گھر میں ہمیں نہ کوئی مصیبت آئی نہ کسی چیز کی حاجت ہوئی، جب ہم یہاں سے چلے گئے تو ہم پر زمانہ تنگ ہو گیا۔ (المورد الھنی، ص248)

- شارحِ بُخاری حضرت سیّدُنا امام احمد بن محمد قَسْطَلانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 923ھ) فرماتے ہیں: ولادتِ باسعادت کے دنوں میں محفلِ میلاد کرنے کے فوائد میں سے تجربہ شدہ فائدہ ہے کہ اس سال امن و امان رہتا ہے۔ اللہ پاک اُس شخص پر رَحمت نازِل فرمائے جس نے ماہِ وِلادَت کی راتوں کو عید بنا لیا۔ (مواھب اللدنیۃ، 1/78)

- حضرت شاہ وَلِیُّ اللہ مُحَدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات:1176ھ) فرماتے ہیں: میں مکّۂ معظّمہ میں میلاد شریف کے دن رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جائے ولادت پر حاضر تھا، سب لوگ حُضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر دُرود و سلام پڑھ رہے تھے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت کے وقت جو خلافِ عادت چیزیں ظاہر ہوئیں اور بِعْثَت سے قبل جو واقعات رُونُما ہوئے تھے، ان کا ذِکْرِ خیر کر رہے تھے تو میں نے ان اَنوار کو دیکھا جو یکبارگی اس محفل میں ظاہر ہوئے اور میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ انوار میں نے اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھے یاروح کی آنکھوں سے دیکھے! اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ بہر حال جو بھی معاملہ ہوا جب میں نے ان انوار وتجلیات میں غور کیا تو پتا چلا کہ یہ اَنوار ان فرشتوں کی طرف سے ظاہر ہو رہے ہیں جو اس طرح کی نورانی اور بابرکت مَحافِل میں شریک ہوتے ہیں اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ ان فرشتوں سے ظاہر ہونے والے انوار، اللہ کی رحمت کے اَنوار سے مل رہے ہیں۔ (فیوض الحرمین، ص26)

- امام محمد بن جارُ اللہ ابنِ ظَہِیر رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 986ھ) اپنی کتاب ”اَلْجَامِعُ اللَّطِیف“ کے صفحہ نمبر 285 پر لکھتے ہیں کہ ہر سال مکّہ شریف میں بارہ (12) ربیعُ الاوّل کی رات کو اہلِ مکّہ کا یہ معمول ہے کہ قاضیِ مکہ جو کہ شافعی ہیں، مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جَمِّ غَفِیر کے ساتھ مَوْلِد شریف (ولادت گاہ) کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ ان لوگوں میں دیگر تینوں مذاہب فقہ کے قاضی، اکثر فقہاء، فضلاء اور اہلِ شہر ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں۔

(الجامع اللطیف، ص285 ملخصاً)

مکے میں ان کی جائے ولادت پہ یاخدا
پھر چشمِ اشکبار جمانا نصیب ہو

(وسائلِ بخشش (مُرَمَّم)، ص90)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّد

بزرگانِ دین کا اندازِ جشنِ ولادت

مولانا ابوالنور راشد علی عطاری مَدَنی

سرورِ کائنات، حضور سیّدُ المرسلین، خاتمُ النبیین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ پاک کی سب سے بڑی نعمت اور وجہِ تخلیقِ کائنات ہیں۔ حدیثِ قُدسی ہے: لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا یعنی اے محبوب! اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا پیدا نہ فرماتا۔[1]

صدیوں سے اہلِ ایمان آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا میلاد اپنے اپنے دور کے اعتبار سے مناتے چلے آرہے ہیں۔ آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد کا تذکرہ تخلیقِ زمین و آسمان سے لے کر ولادتِ سرورِ کائنات تک ہوتا رہا اور تب سے آج کے دن تک عُشّاق ان کی آمد کے گُن گا رہے ہیں۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی آمد کا دن روزہ رکھ کر منایا، صحابۂ کرام نے کبھی تو باہم آمدِ سرکار اور اس کے سبب ہونے والے کرمِ خداوندی کا ذکر کر کے میلاد منایا تو کبھی ایران و شام کے محلات میں اسلام کا پرچم لہرا کر آمدِ سرکار کا اعلان کیا ہے۔ محدثینِ عظام نے اپنی کُتب میں ذکرِ میلاد و فضائلِ سرورِ کائنات کے ابواب باندھ کر میلاد منایا اور عُشّاق شعرا نے قصائد لکھ کر میلاد منایا، الغرض ہر کسی نے اپنی اپنی کیفیت و انداز اور سہولت و حالات کے مطابق آمدِ مصطفےٰ کا ذکر کیا ہے ہم ذیل میں پچھلے 700 برس تک کے چند بزرگانِ دین کا میلاد منانے کا انداز ذکر کرتے ہیں:

صاحبِ اِربل ابوسعید مظفرُ الدین رحمۃ اللہ علیہ: 700 سال قبل وفات پانے والے امام شمسُ الدّین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 748ھ) کا شمار عالمِ اسلام کے عظیم محدثین و مؤرّخین میں ہوتا ہے۔ اَسماءُ الرّجال کے موضوع پر ایک ضخیم کتاب "سِیَرُاَعْلَامِ النُّبَلَاء" میں کثیر راویوں کے حالاتِ زندگی بیان کئے ہیں۔ امام ذہبی نے اس کتاب میں سلطان صلاحُ الدّین ایوبی کے بہنوئی اور اِربل کے بادشاہ سلطان مظفرُ الدین ابوسعید کوکبری (وفات: 630ھ) کے بارے میں تفصیل سے لکھا ہے اور ان کی بہت تعریف کی ہے اور ان کے جشنِ میلاد منانے کے بارے میں لکھتے ہیں: "ملک المظفر کے محفلِ میلاد منانے کا تذکرہ بیان سے باہر ہے، لوگ جزیرۂ عرب اور عراق سے اس محفل میں شریک ہونے کے لئے آتے۔ کثیر تعداد میں گائیں، اونٹ اور بکریاں ذبح کی جاتیں اور انواع و اقسام کے کھانے پکائے جاتے۔ وہ صوفیا کے لئے کثیر تعداد میں خلعتیں تیار کرواتا اور واعظین وسیع و عریض میدان میں بیانات کرتے اور بادشاہ کثیر مال خرچ کرتا۔ اِبنِ دِحْیَہ کَلبی نے اس کے لئے "میلادُ النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم" کے موضوع پر کتاب تالیف کی تو بادشاہ نے اسے ایک ہزار دینار دیئے۔ وہ منکسرُ المزاج اور راسخُ العقیدہ سنی تھا، فقہا اور محدثین سے محبت کرتا تھا۔ سبط ابن الجوزی کہتے ہیں: مظفر الدین ہر سال میلاد پر تین لاکھ دینار، خانقاہوں پر دو لاکھ دینار جبکہ مہمان خانوں پر ایک لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔ اس محفل میں شریک ہونے والے ایک شخص کا کہنا ہے کہ میں نے خود شمار کیا کہ میلاد کی محفل میں اس کے دستر خوان پر پانچ ہزار بھنی ہوئی سریاں، دس ہزار مرغیاں، ایک لاکھ دودھ سے بھرے مٹی کے پیالے اور تیس ہزار مٹھائی کے تھال تھے۔"[2]

شاہِ اربل کے بارے میں عظیم متکلم و شارح علّامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: بادشاہ مظفر شاہِ اِربل اس معاملے میں بہت زیادہ توجہ دینے والا اور حد سے زیادہ اہتمام کرنے والا تھا۔ علّامہ ابو شامہ (جو امام نووی کے شیوخ میں سے ہیں) انہوں نے اپنی کتاب اَلْبَاعِثُ عَلٰی اِنْکَارِ

اَلْبِدَعِ وَالْحَوَادِث میں اس اہتمام پر اس (بادشاہ) کی تعریف کی اور فرماتے ہیں: اس طرح کے اچھے اُمور اسے پسند تھے اور وہ ایسے افعال کرنے والوں کی حوصلہ افزائی اور تعریف کرتا تھا۔ امام جَزْرِی رحمۃ اللہ علیہ اس پر اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایسے اعمال کرنے سے صرف شیطان کی تذلیل اور اہلِ ایمان کی مسرت وخوشی مقصود ہے۔(3)

شیخ ابو الطیب محمد بن ابراہیم اَلسَّبْتِی المالکی رحمۃ اللہ علیہ: امام جلالُ الدّین سُیوطی شافعی نے اَلحَاوِی لِلفتاویٰ میں 700 سال پہلے وصال فرمانے والے شیخ امام کمالُ الدّین الادفوی (وفات: 748ھ) کا قول نقل کیا ہے کہ "ہمارے ایک دوست ناصرُ الدّین محمود بن عمّاد نے ہمیں بتایا کہ ابوطیب محمد بن ابراہیم سبتی مالکی حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی ولادت کے دن مدرسے میں چھٹی کر دیتے اور مدرسے کے استاذ فقیہ عثمان سے فرماتے: اے فقیہ! آج خوشی و مسرّت کا دن ہے، بچّوں کو رخصت دے دو۔ پس ہمیں رخصت دے دی جاتی۔ ان کا یہ عمل ان کے نزدیک میلاد منانا اچھا ہونے کا ثبوت ہے۔ شیخ محمد بن ابراہیم مالکیوں کے بہت بڑے فقیہ اور ماہرِ فن تھے اور بڑے زُہد و تقویٰ والے تھے۔ علّامہ ابوحَیان اور دیگر علمانے ان سے اِکتسابِ فیض کیا ہے اور انہوں نے 695ھ میں وفات پائی۔"(4)

اہلِ مکہ کا یومِ ولادت پر انداز: 450 سال پہلے وصال فرمانے والے بزرگ امام محمد بن جارُ اللہ ابنِ ظَہیر رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 986ھ) اپنی کتاب "اَلْجَامِعُ اللَّطِیف" میں لکھتے ہیں: مکّہ شریف میں بارہ (12) ربیعُ الاوّل کی رات کو اہلِ مکّہ کا یہ معمول ہے کہ قاضیِ مکہ جو کہ شافعی ہیں، مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جَمِّ غَفیر کے ساتھ مَوْلِد شریف (ولادت گاہ) کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ ان لوگوں میں دیگر تینوں مذاہبِ فقہ کے قاضی، اکثر فقہا، فضلا اور اہلِ شہر ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں۔(5)

اہلِ مکہ کے میلاد شریف منانے کے بارے میں 400 سال پہلے وصال فرمانے والے عظیم محدث حضرت علّامہ علی بن محمد سلطان المعروف مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 902ھ) نے ارشاد فرمایا: اہلِ مکّہ خیر وبرکت کی کان ہیں۔ وہ سوقُ اللیل میں واقع اس مشہور مقام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی جائے ولادت ہے تاکہ ان میں سے ہر کوئی اپنے مقصد کو پالے۔ یہ لوگ عید (میلاد) کے دن اس اہتمام میں مزید اضافہ کرتے ہیں یہاں تک کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی نیک یا بد اس اہتمام سے پیچھے رہ جائے۔ خصوصاً امیرِ حجاز بھی خوشی خوشی شرکت کرتے ہیں۔ اور مکہ کے قاضی اور عالم البرہانی الشافعی نے بے شمار زائرین، خدّام اور حاضرین کو کھانا اور مٹھائیاں کھلانے کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ اور وہ (امیرِ حجاز) اپنے گھر میں عوام کے لئے وسیع و عریض دستر خوان بچھاتا ہے، یہ امید کرتے ہوئے کہ آزمائش اور مصیبت ٹل جائے۔ اور اس کے بیٹے جمالی نے بھی خدام اور مسافروں کے حق میں اپنے والد کی اتباع کی ہے۔(6)

اہلِ مدینہ کا یومِ ولادت پر انداز: حضرت علّامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ مکہ کی طرح اہلِ مدینہ کے میلاد منانے کا بھی ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: اللہ کریم اہلِ مدینہ کی کثرت فرمائے وہ بھی اسی طرح محافل منعقد کرتے ہیں اور اس طرح کے امور بجالاتے ہیں۔(7)

مزید حضرت علّامہ ابواسحاق ابراہیم بن عبد الرحمٰن اِبنِ جَماعہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں: جب وہ مدینۂ منوّرہ میں تھے، یومِ میلاد النبی پر کھانا تیار کیا کرتے اور لوگوں کو کھلاتے اور فرماتے اگر میں وسعت پاؤں تو پورا مہینا ہر روز یونہی میلاد مناؤں۔(8)

امام تقی الدین سُبکی رحمۃ اللہ علیہ: 700 سال قبل وصال فرمانے والے اِمام تقی الدّین ابوالحسن علی بن عبد الکافی السبکی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 756ھ) کا ذکرِ سرورِ کائنات کے وقت اظہارِ محبت و عشق بھی نرالا تھا، سیرتِ حلبیہ میں ہے: اِمام تقی الدین سبکی کے ہاں اُن کے کثیر ہم عصر علما جمع ہوتے تھے، اور پڑھنے والا مدحِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم میں الصرصری کے درج ذیل اشعار پڑھتا:

قَلِیْلٌ لِمَدْحِ الْمُصْطَفٰی الْخَطُّ بِالذَّہَب عَلٰی وَرِقٍ مِنْ خَطِّ اَحْسَنَ مَنْ کَتَب

یعنی حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی مدح میں چاندی کے وَرَق پر سونے کے پانی سے اچھے خوش نویس کے ہاتھ سے نہایت خوبصورت انداز میں لکھنا بھی کم ہے۔

وَاِنْ تَنْہَضَ الْاَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِہٖ قِیَامًا صُفُوْفًا اَوْ جِثِیًّا عَلَی الرُّکَب

اور یہ بھی کم ہے کہ دینی شرف و عظمت والے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے ذکرِ جمیل کے وقت صفیں بنا کر کھڑے ہو جائیں یا گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں۔

جب یہ اشعار پڑھے گئے امام تاج الدین سبکی اور تمام حاضرینِ محفل کھڑے ہوگئے، اس وقت بہت سرور حاصل ہوتا۔[9]

محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ: 400سال پہلے وصال فرمانے والے عظیم محدث و متکلم مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 1014ھ) میلادُ النبی کے موقع پر ضیافتوں اور صدقہ و خیرات کا تذکرہ کرنے کے بعد اپنے بارے میں اور میلادُ النبی کے عنوان پر اپنی تالیف "اَلْمَوْرِدُ الرَّوِی فِی مَوْلِدِ النَّبَوِی" کے بارے میں لکھتے ہیں: "جب میں ظاہری دعوت و ضیافت سے عاجز ہوا تو یہ اَوراق میں نے لکھ دیئے تاکہ یہ معنوی ضیافت ہو جائے اور زمانہ کے صفحات پر ہمیشہ رہے، سال کے کسی مہینے سے مختص نہ ہو اور میں نے اس کا نام "اَلْمَوْرِدُ الرَّوِی فِی مَوْلِدِ النَّبَوِی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم" رکھا ہے۔[10]

میلاد کا باقاعدہ اہتمام اور علمائے کرام: میلادُ النبی کو باقاعدہ اہتمام کے ساتھ منانے کے متعلق چند علمائے سابقین کا کلام ملاحظہ کیجئے:

* نویں صدی ہجری کے بزرگ حضرت سیّدنا امام جلالُ الدّین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالے "حُسْنُ المَقصد فِی عَمَلِ المَوْلِد" میں تحریر فرماتے ہیں: رسولِ معظّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا میلاد منانا جو کہ اصل میں لوگوں کے جمع ہو کر بہ قدر سہولت قراٰن خوانی کرنے اور ان روایات کا تذکرہ کرنے کا نام ہے جو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے بارے میں منقول ہیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی ولادتِ مبارکہ کے وقت ظاہر ہونے والے ایمان افروز واقعات کا بیان ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد ان کی ضیافت کا اہتمام کیا جاتا ہے اور وہ کھانا کھاتے ہیں۔ مزید لکھتے ہیں: اس اہتمام کرنے والے کو حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی تعظیم اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے میلاد پر اظہارِ فرحت و مسرت کی بنا پر ثواب سے نوازا جاتا ہے۔[11]

* نویں صدی ہجری کے مشہور بزرگ، شارحِ بخاری، شیخُ الاسلام، حافظُ العصر، ابوالفضل ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے میلاد شریف کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: مجھے میلاد شریف کے بارے میں اصل تخریج کا پتا چلا ہے۔ صحیحین (یعنی بخاری ومسلم) سے ثابت ہے کہ حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم مدینہ تشریف لائے تو یہود کو عاشورا (یعنی دس محرمُ الحرام) کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ ان سے پوچھا: ایسا کیوں کرتے ہو؟ وہ عرض گزار ہوئے کہ اس دن اللہ پاک نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السّلام کو نجات دی، ہم اللہ پاک کی بارگاہ میں شکر بجالانے کے لئے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ پاک کی طرف سے کسی احسان و انعام کے عطا ہونے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر کسی معین دن میں اللہ پاک کا شکر بجالانا اور ہر سال اس دن کی یاد تازہ کرنا مناسب تر ہے۔ اللہ پاک کا شکر نماز و سجدہ، روزہ، صدقہ اور تلاوتِ قراٰن و دیگر عبادات کے ذریعے بجالایا جاسکتا ہے اور حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی ولادت سے بڑھ کر اللہ کی نعمتوں میں سے کون سی نعمت ہے؟ اس لئے اس دن ضرور شکر بجالانا چاہئے۔[12]

* دسویں صدی ہجری کے بزرگ حضرت محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "سُبُلُ الهُدٰى وَالرَّشَاد فِی سِیرَةِ خَیرِ العِباد" میں نقل فرماتے ہیں: حافظ ابوالخیر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: (محفلِ میلادُ النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم) قُرونِ ثلاثہ کے بعد صرف نیک مقاصد کے لئے شروع ہوئی اور جہاں تک اس کے انعقاد میں نیت کا تعلق ہے تو وہ اِخلاص پر مبنی تھی۔ پھر ہمیشہ سے جملہ اہلِ اسلام تمام ممالک اور بڑے بڑے شہروں میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی ولادتِ باسعادت کے مہینے میں محافلِ میلاد منعقد کرتے چلے آرہے ہیں اور اس کے معیار اور عزت و شرف کو عمدہ ضیافتوں اور خوبصورت طعام گاہوں (دستر خوانوں) کے ذریعے برقرار رکھا۔ اب بھی ماہِ میلاد کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات و خیرات دیتے ہیں اور خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرتے ہیں۔ بلکہ جونہی ماہِ میلادُ النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم قریب آتا ہے خصوصی اہتمام شروع کر دیتے ہیں اور نتیجتاً اس ماہِ مقدّس کی برکات اللہ پاک کے بہت بڑے فضلِ عظیم کی صورت میں ان پر ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ بات تجربے سے ثابت ہے جیسا کہ امام شمسُ الدّین بن جَزْرِی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ماہِ میلاد کے اس سال مکمل طور پر حفظ و امان اور سلامتی رہتی ہے اور بہت جلد تمنائیں پوری ہونے کی بشارت ملتی ہے۔[13]

---

(1) مواہب لدنیہ، 1/44 (2) سیر اعلام النبلاء، 16/274 (3) المورد الروی فی مولد النبی، ص31 (4) الطالع السعید، ص478، الحاوی للفتاویٰ، 2/230 (5) الجامع اللطیف، ص285 ملخصاً (6) المورد الروی فی مولد النبوی، ص30 (7) سابقہ حوالہ، ص31 (8) سابقہ حوالہ، ص34 (9) سیرتِ حلبیہ، 1/123 (10) المورد الروی فی مولد النبوی، ص34 (11) الحاوی للفتاویٰ، 1/221 (12) سابقہ حوالہ، 1/229 (13) سبل الہدیٰ والرشاد، 1/392 مفہوماً۔

نئے لکھاری (New Writers)

جامعاتُ المدینہ (دعوتِ اسلامی) کے نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

ذِکرِ رسولِ کریم اور اَسلاف کا انداز

سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذکر آنکھوں کا نور اور دِلوں کا سرور ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ذکرِ خیر سے عُشّاق کے دل اطمینان پاتے اور لذّتِ عشق محسوس کرتے ہیں۔ ہمارے اسلاف رحمھمُ اللہ السَّلام سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذکر کس طرح کیا کرتے تھے، چند واقعات ملاحظہ فرمائیں:

1 حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جب نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذکر کرتے تو عشقِ رسول سے بے تاب ہو کر رونے لگتے اور فرماتے: وہ (نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) تو نکھرے نکھرے چہرے والے، مہکتی خوشبو والے اور حسب کے اعتبار سے سب سے زیادہ مکرّم تھے، اوّلین و آخرین میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی کوئی مثل نہیں۔[1]

2 حضرت عبدُالرّحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ جب بھی حدیثِ نبوی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پڑھتے تو حاضرین کو خاموش رہنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ﴾ (ترجَمۂ کنزُالعرفان: اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو۔)[2] (اب کس کی مجال تھی کہ وہ گفتگو کرتا)۔

مزید فرماتے تھے کہ حدیثِ نبوی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سنتے وقت اسی طرح خاموش رہنا واجب ہے جس طرح خود حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زبان سے سنتے وقت خاموش رہنا واجب تھا۔[3]

3 حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذکر کیا جاتا تو اُن کے چہرے کا رنگ بدل جاتا اور وہ ذِکرِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعظیم کے لئے خوب جھک جاتے۔ درسِ حدیث میں تعظیم کا عالَم یہ ہوتا کہ عمدہ لباس زیبِ تن فرما کر مسند پر نہایت عاجزی کے ساتھ تشریف فرما ہوتے اور درس کے دوران کبھی پہلو نہ بدلتے۔[4]

4 رئیسُ المتکلمین مولانا نقی علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ کی تفسیر فرماتے ہوئے جب نامِ نامی اسمِ محمد لینا چاہا تو ادب کا یہ عالَم نظر آیا کہ سات بڑے صفحات پر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے القابات ذکر کرنے کے بعد بھی جب نامِ نامی اسمِ محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم لیا تو پھر بھی یہ فرمایا:

در بند آمباش کہ مضمون نہ ماندہ است
صد سال می تواں سخن از زلفِ یار گفت

ترجمہ: اس خیال میں نہ رہنا کہ مضمون ختم ہو گیا، اگر میں چاہوں تو سو(100) سال تک صرف زُلفِ یار کی باتیں کرتا رہوں۔[5]

5 اعلیٰ حضرت محدثِ بریلوی علیہ الرَّحمہ کا حدیثِ مبارکہ بیان کرنے کا انداز یہ ہوتا کہ آپ علیہ الرَّحمہ کھڑے ہو کر درسِ حدیث دیا کرتے۔ بغیر وُضو اَحادیثِ کریمہ نہ چھوتے اور نہ پڑھایا کرتے۔ حدیث کی ترجمانی فرماتے ہوئے کوئی شخص درمیان میں اگر بات کاٹنے کی کوشش کرتا، تو ناراضی کے اظہار میں چہرۂ مبارکہ سُرخ ہو جاتا۔ درسِ حدیث دیتے وقت آپ علیہ الرَّحمہ کی وارفتگی کا عالَم دیدنی ہوتا۔[6]

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں سچا پکّا عاشقِ رسول بنائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

محمد دانش عطاری بن شوکت علی
(درجہ ثالثہ، جامعۃ المدینہ فیضان بُخاری موسیٰ لین کراچی)

(1) فیضان فاروق اعظم، 1/342 ملخصاً (2) پ26، الحجرات: 2 (3) الشفا مترجم، 2/92 (4) الشفاء، 2/41، 42، 45 (5) امام احمد رضا کا درس ادب، ص3 ملخصاً (6) امام احمد رضا کا درس ادب، ص10، 11 ملخصاً

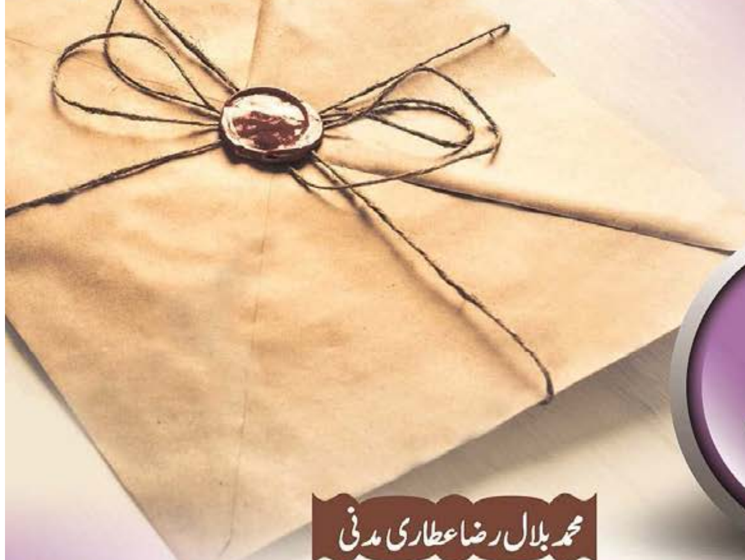

1000 سال پرانا خط

محمد بلال رضا عطاری مدنی

تقریباً 2500 سال پرانی بات ہے، ملکِ یَمَن پر اَسْعَد تُبّان حِمْیَری نامی بادشاہ کی حکومت تھی، چونکہ یَمَن کی زَبان میں بادشاہ کو تُبَّع کہا جاتا تھا اِس لئے تاریخ میں یہ بادشاہ تُبَّعُ الْاَوَّل (یعنی پہلا بادشاہ) اور تُبَّع حِمْیَری کے نام سے مشہور ہوا۔

ایک مرتبہ تُبَّع اپنے وزیر کے ساتھ سیر پر نکلا، تقریباً ایک لاکھ 13 ہزار پیدل چلنے والے اور ایک لاکھ 30 ہزار گُھڑسوار بھی اس کے ہمراہ تھے۔ جس جس شہر میں یہ قافِلہ پہنچتا لوگ ہیبت اور تعجّب کے مارے بہت عزّت و اِحترام سے پیش آتے تھے۔ اِس سفر کے دوران تُبَّع ہر شہر سے 10 عُلَما منتخب کر کے اپنے قافلے میں شامل کر رہا تھا، یوں کئی شہروں کی سیر کے بعد تقریباً 4ہزار عُلَما تُبَّع کے قافِلے میں جمع ہو گئے۔

جب یہ قافلہ شہرِ مکّہ پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے اِن کی ذرا بھی آؤ بھگت نہ کی، یہ دیکھ کر تُبَّع کو بہت غصّہ آیا، اُس نے وزیر کو بلا کر اِس کی وجہ پوچھی تو وہ بولا: بادشاہ سلامت! یہاں کے لوگ بہت عجیب و غریب ہیں، اِس شہر میں ایک عمارت ہے جس کا نام کعبہ ہے، یہ لوگ اس عمارت میں شیطان اور بتوں کو پوجتے ہیں۔ یہ سب سن کر تُبَّع نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ وہ مکّہ کے آدمیوں کو قتل کر کے عورتوں اور بچّوں کو قیدی بنالے گا اور ساتھ ہی کعبہ کو بھی گرادے گا اور پھر کعبہ کا نام خَرِبَہ (یعنی ویران جگہ) ہو جائے گا۔

خُدا کا کرنا یہ ہوا کہ یہ خیال آتے ہی تُبَّع کے سر میں شدید درد شُروع ہو گیا جبکہ اُس کی آنکھ، کان، ناک اور منہ سے بدبودار پانی بہنے لگا، جس کی وجہ سے اِتنی سَڑاند پیدا ہو گئی کہ تُبَّع کے پاس ایک لمحہ ٹھہرنا کسی عذاب سے کم نہ تھا۔ وزیر نے طبیبوں (Doctors) سے مشورہ کیا مگر کوئی بھی تُبَّع کا عِلاج دریافت نہ کر سکا، طبیبوں کا کہنا تھا کہ یہ کوئی آسمانی معاملہ لگتا ہے جس کو ٹالنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔

بیماری نے تُبَّع کی نیند اُڑا کر رکھ دی تھی کہ اچانک رات کے ایک پَہَر ایک عالِم صاحب وزیر کے پاس آئے اور رازداری سے فرمانے لگے: اگر بادشاہ میرے سوال کا سچ سچ جواب دینے کو تیار ہو جائے تو میں اُس کا عِلاج کر سکتا ہوں۔ وزیر نے یہ بات تُبَّع کو بتائی تو وہ فوراً راضی ہو گیا۔ چنانچہ جب عالِم صاحب تُبَّع کے پاس پہنچ گئے جہاں اُن دونوں کے علاوہ کوئی نہ تھا تو اُنہوں نے پوچھا: بادشاہ! سچ سچ بتاؤ! کعبہ کے متعلّق تمہارے دل میں کیا بات ہے؟ تُبَّع جو بیماری کی وجہ سے مکمّل نڈھال تھا فوراً اپنے بُرے ارادے عالِم صاحب کو بیان کرنے لگا جسے سن کر وہ بولے: تمہاری بیماری کی وجہ یہی بری نیّت ہے، یہ بات یاد رکھو کہ کعبہ کا مالِک چُھپی باتوں کو بھی جان لیتا ہے، اِس لئے اپنے دل سے بُرے خیالات نکال دو، اِسی میں تمہارا بھلا ہے۔ تُبَّع مرتا کیا نہ کرتا، فوراً بُرے ارادوں سے تائب ہو گیا اور ابھی عالِم صاحب گئے بھی نہ تھے کہ وہ بِالکل ٹھیک ہو گیا، عالِم صاحب کی بات اپنی آنکھوں سے دُرُست ہوتی دیکھ

کر تُبَّع ربِّ پاک پر ایمان لے آیا اور دینِ ابراہیمی پر قائم ہو گیا، پھر اُس نے کعبہ کی تعظیم کے لئے 7 غلاف بھی تیّار کروائے، اِس سے پہلے کبھی کسی نے کعبہ پر غلاف نہیں چڑھایا تھا۔ اِس کے بعد تُبَّع شہرِ مکّہ کے رہنے والوں کو کعبہ کی حفاظت کا حکم دے کر مدینے شریف کی طرف چل پڑا۔

مدینے شریف میں اُن دنوں آبادی نہ تھی، پانی کے ایک چشمے کے علاوہ یہاں زندگی کے کوئی آثار نہیں تھے۔ تُبَّع کے قافِلے نے وہاں پہنچ کر اِسی چشمے کے پاس پڑاؤ ڈالا، یہاں قیام کے دوران تقریباً 4 ہزار عُلَما کا آپس میں ایک مشورہ ہوا جس کے بعد اُن میں سے 400 عُلَما نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ جب تک زندہ ہیں کسی قیمت پر اس جگہ (یعنی مدینہ طیبہ کی سرزمین کو) چھوڑ کر نہیں جائیں گے چاہے تُبَّع اُنہیں جلاڈالے یا مار ڈالے۔ تُبَّع کو یہ بات پتا چلی تو وہ بہت حیران و پریشان ہوا، اُس نے وجہ معلوم کرنے کے لئے وزیر کو بھیجا تو عُلَما نے فرمایا:

"ایک نبی علیہ السّلام تشریف لائیں گے جن کا نام محمّد ہو گا، اُن کی وجہ سے کعبہ اور مدینۂ طیبہ کو عزّت نصیب ہو گی، وہ حق کے اِمام ہوں گے، ذُوالفِقار نامی اُن کی تلوار ہو گی، اُونٹنی پر سُواری فرمائیں گے، مِنْبر پر کھڑے ہو کر لاٹھی ہاتھ میں لئے خطبہ اِرشاد فرمائیں گے، قراٰن عطا کر کے اُن کی شان کو اور بڑھایا جائے گا اور جب قِیامت کا دن ہو گا تو اُن کے سَر پر حَمْد کا تاج اور ہاتھ میں حَمْد کا جھنڈا ہو گا۔ وہ لوگوں کو "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کی دعوت دیں گے، وِلادت شریف شہرِ مکّہ میں ہو گی اور ہجرت سے مدینۂ منوّرہ کو نوازیں گے۔ وہ شخص یقیناً سعادت مند ہو گا جو اُن کے زمانے میں ہو گا اور اُن پر ایمان لائے گا۔ اِسی لئے ہم اِس اُمّید پر یہاں مرتے دم تک رہنا چاہتے ہیں کہ یا تو ہمیں محمّد مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دربار کو ہر بار کی حاضِری نصیب ہو جائے یا ہماری اولاد اِس سعادت سے بہرہ مند ہو جائے۔"

وزیر کی زَبانی ماجرا معلوم ہونے کے بعد تُبَّع نے سوچا: کیوں نہ میں بھی اِن 400 عُلَما کے ساتھ ایک سال تک یہیں ٹھہر جاؤں، ہو سکتا ہے اس عرصے میں محمّد مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دیدار نصیب ہو جائے۔ اِس خیال سے تُبَّع نے بھی وہیں قیام کر لیا اور 400 عُلَما کے رہنے کے لئے 400 گھر بنوائے، اُن کی شادیاں کروائیں اور خوب مال و دولت بھی دیا۔

ایک سال اِنتِظار کے بعد جب تُبَّع کا وہاں سے جانے کا اِرادہ ہوا تو اُس نے بارگاہِ رِسالت میں پیش کرنے کے لئے ایک خط لکھا جس کا عُنوان اور مضمون کچھ یوں تھا:

تُبَّعُ الاوّل حِمْیَر بن وَرْدَع کی طرف سے دو جہاں کے رب کے رسول اور سب سے آخری نبی محمّد بن عبدُ الله صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی طرف۔ (یہ خط اللہ کی امانت ہے، جس کو ملے وہ اس کے مالک تک پہنچائے)۔

"یا محمّد! میں آپ پر اور قراٰنِ مجید پر ایمان لاتا ہوں، آپ کے دین اور سنّت کو اپناتا ہوں، آپ کے اور ہر چیز کے ربّ پر ایمان لاتا ہوں اور جو شریعت آپ لائیں گے اُسے بھی قبول کرتا ہوں۔ اگر میں آپ کی صحبت کا شَرَف پانے میں کامیاب ہو گیا تو یہ مجھ پر ربّ کا اِنعام ہو گا اور اگر یہ سعادت مجھے نہ مل سکی تو آپ قِیامت کے دن مجھے بھولئے گا نہیں، ربّ کی بارگاہ میں میری شفاعت کیجئے گا، میں آپ کا فرمانبردار اُمّتی ہوں اور تشریف آوری سے قبل ہی آپ کی پیروی کرنے والا ہوں، میں آپ اور آپ کے والِد ابراہیم علیہ السّلام کے دین پر ہوں۔"

یہ خط لکھنے کے بعد تُبَّع نے اِس پر اپنی سنہری مُہر لگائی جس پر یہ عبارت نقش تھی: "لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ ؕ وَ یَوْمَىٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ" (یعنی پہلے اور بعد حکم اللہ ہی کا ہے اور اس دن ایمان والے اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے)۔

پھر جن عالِم صاحب نے تُبَّع کی اصلاح کی تھی تُبَّع نے یہ خط اُنہی کے سپرد کر دیا اور وصیّت کی کہ اگر آپ کی محمّد مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ملاقات ہو تو یہ خط ان تک پہنچائیں اور اگر ملاقات نہ ہو تو آپ کی اولاد یا اولاد کی اولاد اِس خط کو

بحفاظت بارگاہِ رِسالت میں پہنچائیں۔ اس کے بعد تُبَّع مدینۂ منورہ سے ہِند کے شہر غَلْسان چلا گیا اور وہاں اُس کا اِنْتِقال ہو گیا۔

تُبَّع کے اِنْتِقال سے تقریباً 1000 سال بعد مکی مَدَنی آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وِلادتِ باسعادت ہوئی، 53 سال مَکّۂ مکرّمہ کو نوازنے کے بعد پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مدینۂ منوَّرہ کی طرف ہجرت کرنے کا اِرادہ فرمایا۔ اِس ہجرت میں مسلمانوں کی مدد کرنے والے مدینے شریف کے مسلمانوں کو "**اَنْصار**" کہا جاتا ہے، یہ اَنصار اُنہی 400 عُلَما کی اولاد سے تھے اور 1000 سال سے نسل دَر نسل خط کی حفاظت کرتے آرہے تھے۔ جب اَنصار کو حضورِ اَنور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مدینہ شریف تشریف آوری کا اِرادہ معلوم ہوا تو اُن میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، اُنہوں نے بارگاہِ رِسالت میں تُبَّع کا خط پہنچانے کے لئے آپس میں مُشاوَرت کی، اِس مجلسِ مشاورت میں صَحابیِ رسول حضرتِ سیّدنا عبدُ الرَّحمٰن بن عَوْف رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی تھے جو مکّہ سے ہجرت کر کے یہاں پہنچے تھے، اُنہوں نے مشورہ دیا کہ کسی بااِعتِماد آدمی کو یہ خط دیا جائے جو بحفاظت اِسے بارگاہِ رِسالت میں پہنچا سکے، چنانچہ وہ خط ابو لیلیٰ انصاری کے سپُرد کر دیا گیا جو بعد میں ایمان لے آئے تھے۔

اس کے بعد ابو لیلیٰ انصاری خط لے کر مکّہ جانے والے راستے پر نکل پڑے، سفر کے دوران جب قبیلۂ بنو سُلَیْم پہنچے تو وہاں پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم جلوہ گر تھے، ابو لیلیٰ اَنصاری آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو نہیں پہچانتے تھے۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جیسے ہی ابو لیلیٰ انصاری کو دیکھا تو پکارا: اَنْتَ اَبُوْلَيْلٰى؟ یعنی تم ابو لیلیٰ ہو؟ عرض کی: جی ہاں۔ یہ سن کر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "وَمَعَكَ كِتَابُ تُبَّعِ الْاَوَّل" تمہارے پاس ہی تُبَّعُ الاوّل کا خط ہے۔ اِتنا سننا تھا کہ ابو لیلیٰ انصاری حیران رہ گئے اور انہیں تعجّب ہوا کہ یہ کون شخصیت ہیں جو میرا نام بھی جانتے ہیں اور میرے یہاں آنے کے مقصد سے بھی واقف ہیں! اس لئے عرض کی: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں ہی محمّد ہوں، خط لاؤ! یہ سُن کر ابو لیلیٰ انصاری نے اپنا تھیلا کھولا اور تُبَّع بادشاہ کا تقریباً ایک ہزار سال پرانا مُہر لگا ہوا خط بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیا۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرتِ سیِّدُنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خط پڑھ کر سنانے کا حکم دیا، جب خط سنا دیا گیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے 3 بار فرمایا: "مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِح" یعنی نیک بھائی کو خوش آمدید! نیک بھائی کو خوش آمدید! نیک بھائی کو خوش آمدید! اِس کے بعد آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ابو لیلیٰ اَنصاری کو مدینے شریف کی طرف لوٹ جانے کا حکم دے دیا۔

ابو لیلیٰ انصاری جب مدینۂ منوَّرہ پہنچے تو اُنہوں نے بارگاہِ رِسالت میں خط پہنچانے کی رُوداد سنائی جسے سُن کر لوگوں نے اپنی اِستِطاعت کے مطابق ابو لیلیٰ انصاری کو اِنعام واِکرام سے نوازا۔ اِس کے بعد جب مَدَنی آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے "طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا" کی صداؤں میں مدینہ کی سرزمین پر قدم رکھ کر اُسے ہمیشہ کے لئے "مدینۂ طیّبہ" بنایا تو ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُن کے ہاں قیام فرمائیں مگر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میری اُونٹنی کو چھوڑ دو! جہاں خدا کا حکم ہوگا یہ وہاں رُک جائے گی۔ چنانچہ اونٹنی چلتے چلتے صَحابیِ رسول حضرتِ سیِّدُنا ابو ایّوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے گھر کے آگے رُک گئی، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ اُنہی عالِم صاحب کی اَولاد میں سے تھے جنہوں نے تُبَّع کی اِصلاح کی تھی اور آپ کا مکان وہی مکان تھا جو تُبَّع نے خاص پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے بنوایا تھا۔

(ماخوذ از تاریخ دمشق، 11/3 تا 14)

کر کے ہجرت یہاں آ گئے مصطفےٰ
روشنی آج گھر گھر مدینے میں ہے

(وسائلِ بخشش (مرمم)، ص 489)

دارالافتاء اہلِ سنّت

Dar-ul-ifta Ahl-e-sunnat

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مدنی

دارالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک وبیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے دو منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

اگر صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان سے میلاد شریف کی محافل منعقد کرکے یومِ ولادت منانا ثابت نہیں تو کیا ایسا کرنا ناجائز ہوگا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جشنِ ولادت نہ تو حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے منائی نہ ہی خلفائے راشدین میں کسی نے منائی لہٰذا یہ بدعت ہے اور حدیث میں ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے جس کا انجام جہنّم ہے۔ برائے کرم اس کا تسلّی بخش جواب عنایت فرمائیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: کسی کام کے ناجائز ہونے کا دارومدار اس بات پر نہیں کہ یہ کام حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم یا صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان نے نہیں کیا بلکہ مدار اس بات پر ہے کہ اس کام سے اللہ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے منع فرمایا ہے یا نہیں؟ اگر منع فرمایا ہے تو وہ کام ناجائز ہے اور منع نہیں فرمایا تو جائز ہے۔ کیونکہ فقہ کا یہ قاعدہ بھی ہے کہ ”الاصل فی الاشیاء الاباحۃ“ ترجمہ: تمام چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں۔ یعنی ہر چیز مباح اور حلال ہے ہاں اگر کسی چیز کو شریعت منع کردے تو وہ منع ہے، یعنی ممانعت سے حرمت ثابت ہوگی نہ کہ نئے ہونے سے۔ یہ قاعدہ قرآنِ پاک اور احادیثِ صحیحہ و اقوالِ فقہا سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالٰی فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــٴَـلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْۚ وَ اِنْ تَسْــٴَـلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَاؕ﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اُتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انہیں معاف فرما چکا ہے۔

(پ7، المائدۃ: 101)

صدر الافاضل حضرت علّامہ مولانا سیّد محمد نعیمُ الدّین مُراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی فرماتے ہیں: ”اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس اَمر کی شَرع میں ممانعت نہ آئی ہو وہ مباح ہے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا حرام وہ ہے جس کو اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس سے سکوت کیا وہ معاف ہے تو کلفت میں نہ پڑو۔“ (خزائن العرفان، ص224)

حدیثِ پاک میں ہے: ”الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفی عنہ“ ترجمہ: حلال وہ ہے جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال فرمادیا اور حرام وہ ہے جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام فرمادیا اور جس پر خاموشی فرمائی وہ معاف ہے۔

(ترمذی، 3/280، حدیث: 1732)

چونکہ محافلِ دینیہ منعقد کرکے عید میلاد منانے کی ممانعت قرآن و حدیث، اقوالِ فقہا نیز شریعت میں کہیں بھی وارد نہیں، لہٰذا جشنِ ولادت منانا بھی جائز ہے اور صدیوں سے علما نے اسے جائز اور مستحسن قرار دیا ہے۔

شارح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لکھتے ہیں: ”ربیعُ الاوّل چونکہ حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادتِ باسعادت کا مہینا ہے لہٰذا اس میں تمام اہلِ اسلام ہمیشہ سے میلاد کی خوشی میں محافل کا انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس کی راتوں میں صدقات اور اچّھے اعمال میں کثرت کرتے ہیں۔ خصوصاً ان محافل میں آپ کی میلاد کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالٰی کی رحمتیں حاصل کرتے ہیں۔ محفلِ میلاد کی یہ برکت مجرّب ہے کہ اس کی وجہ سے یہ سال امن کے ساتھ گزرتا ہے۔ اللہ تعالٰی اس آدمی پر اپنا فضل و احسان کرے جس نے آپ کے میلادِ مبارَک کو عید بنا کر ایسے شخص پر شدّت کی جس کے دل میں مرض ہے۔“ (المواہب اللدنیہ، 1/27)

شیخ عبدالحق محدّث دِہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے مہینے میں محفلِ میلاد کا انعقاد تمام عالَمِ اسلام کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے۔ اس کی راتوں میں صدقہ خوشی کا اظہار اور اس موقع پر خُصوصاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر ظاہر ہونے والے واقعات کا تذکرہ مسلمانوں کا خُصوصی معمول ہے۔“

(ماثبت بالسنہ، ص102)

امام جمالُ الدّین الکتانی لکھتے ہیں: ”حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت کا دن نہایت ہی معظّم، مقدّس اور محترم و مبارَک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ پاک اتّباع کرنے والے کے لئے ذریعۂ نجات ہے جس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا اس نے اپنے آپ کو جہنّم سے محفوظ کر لیا۔ لہٰذا ایسے موقع پر خوشی کا اظہار کرنا اور حسبِ توفیق خرچ کرنا نہایت مناسب ہے۔“

(سبل الہدیٰ والرشاد، 1/364)

اور یہ کہنا کہ ”ہر نیا کام گمراہی ہے“ دُرست نہیں کیونکہ بدعت کی ابتدائی طور پر دو قسمیں ہیں بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیّئہ۔ بدعتِ حسنہ وہ نیا کام ہے جو کسی سنّت کے خلاف نہ ہو جیسے مَوْلِد شریف کے موقع پر محافلِ میلاد، جلوس، سالانہ قراءت کی محافل کے پروگرام، ختمِ بخاری کی محافل وغیرہ۔

بدعتِ سیّئہ وہ ہے جو کسی سنّت کے خلاف یا سنّت کو مٹانے والی ہو جیسے غیرِ عربی میں خُطبۂ جُمعہ و عیدین۔

چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ”معلوم ہونا چاہیے کہ جو کچھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نکلا اور ظاہر ہوا بدعت کہلاتا ہے پھر اس میں سے جو کچھ اصول کے موافق اور قواعدِ سنّت کے مطابق ہو اور کتاب و سنّت پر قیاس کیا گیا ہو بدعتِ حسنہ کہلاتا ہے اور جو ان اصول و قواعد کے خلاف ہو اسے بدعتِ ضلالت کہتے ہیں۔ اور کل بدعۃ ضلالۃ کا کلیہ اس دوسری قسم کے ساتھ خاص ہے۔“ (اشعۃ اللمعات مترجم، 1/422)

بلکہ حدیثِ پاک میں نئی اور اچّھی چیز ایجاد کرنے والے کو تو ثواب کی بشارت ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں ہے: ”مَنْ سَنَّ فِی الإسلامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِی الإسْلامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا، وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ“ ترجمہ: جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے تو اس پر اسے ثواب ملے گا اور اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے تمام کے برابر اس جاری کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ اور جو شخص اسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے تو اس پر اسے گناہ ملے گا اور اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کے برابر اس جاری کرنے والے کو بھی گناہ ملے گا اور ان کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔ (مسلم، ص394، حدیث:1017)

جشنِ ولادت منانا بھی ایک اچّھا کام ہے جو کسی سنّت کے خلاف نہیں بلکہ عین قرآن و سنّت کے ضابطوں کے مطابق ہے۔ رب تعالٰی کی نعمت پر خوشی کا حکم خود قرآنِ پاک نے دیا ہے۔

اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے: ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا﴾ ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔ (پ11، یونس:58) ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ﴿وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴾ (پ30، والضحیٰ:11) ترجمۂ کنز الایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

خود حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنا یومِ میلاد روزہ رکھ کر مناتے چنانچہ آپ ہر پیر کو روزہ رکھتے تھے جب اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: "اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی روز مجھ پر وحی نازل ہوئی۔" (مسلم، ص455، حدیث:2750)

خلاصۂ کلام یہ کہ شریعت کے دائرہ میں رہ کر خوشی منانا، مختلف جائز طریقوں سے اِظہارِ مَسرّت کرنا اور محافلِ میلاد کا انعقاد کر کے ذکرِ مصطفٰے کرتے ہوئے ان پُر مسرت و مبارک لمحات کو یاد کرنا جو سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے کا وقت ہے بہت بڑی سعادت مندی کی بات ہے۔ مزید تفصیل کے لئے علمائے اہلِ سنّت کی کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کیا فتاویٰ رضویہ میں تاریخِ ولادت 8 ربیع الاول لکھی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کچھ لوگوں نے اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کا حوالہ دے کر ایک اسٹیکر شائع کیا ہے جس میں درج ہے کہ آپ نے اپنے رسالے "نطق الہلال" فتاویٰ رضویہ، جلد26 میں لکھا ہے کہ ولادتِ (پیدائش) نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم 8 ربیعُ الاوّل ہے اور وفاتِ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم 12 ربیعُ الاوّل ہے۔ کیا واقعی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا یہی موقف ہے کہ حُضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت آٹھ ربیعُ الاوّل کو ہوئی؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت، مجدّدِ دین و ملت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی تحقیق یہی ہے کہ جشنِ ولادت بارہ ربیع الاوّل کو منایا جائے۔

فتاویٰ رضویہ جلد26 صفحہ 411 پر ہے۔ "اس (ولادت کی تاریخ کے بارے) میں اقوال بہت مختلف ہیں، دو، آٹھ، دس، بارہ، سترہ، اٹھارہ، بائیس، سات (7) قول ہیں مگر اشہر و اکثر و مأخوذ و معتبر بارہویں ہے۔ مکۂ معظّمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ کو مکانِ مولدِ اقدس کی زیارت کرتے ہیں کمافی المواھب والمدارج (جیسا کہ مواھبِ لدنیہ اور مدارج نبوۃ میں ہے) اور خاص اس مکانِ جنّت نِشان میں اسی تاریخ میں مجلسِ میلادِ مقدّس ہوتی ہے۔"

فتاویٰ رضویہ جلد26 صفحہ 427 پر ہے: "شَرْعِ مُطَہّر میں مشہور بینَ الجمہور ہونے کے لئے وقعتِ عظیم ہے (یعنی جو موقف اکثر علما کا ہو وہ خود ایک بہت بڑی دلیل ہوتی ہے) اور مشہور عندَ الجمہور 12 ربیعُ الاوّل ہے" اور علمِ ھَیْئَت و زیجات کے حساب سے روز ولادت شریف 8 ربیعُ الاوّل ہے۔

مزید فرماتے ہیں " تعامل مسلمین حرمین شریفین و مصر و شام بلاد اسلام و ہندوستان میں بارہ ہی پر ہے اس پر عمل کیا جائے۔ الخ"

جب کوئی محقق وقت کسی مسئلہ پر قلم اٹھاتا ہے تو وہ اس مسئلہ سے متعلّق مختلف لوگوں کی آراء اور اقوال بھی نقل کرتا ہے اس مقام پر امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے اسی طرح کا طرزِ عمل اختیار کرتے ہوئے مختلف لوگوں کے موقف کو بھی بیان فرمایا اور علمِ زیج والوں کا قول بھی نقل کیا کہ وہ تمام کے تمام آٹھ ربیعُ الاوّل کو یومِ ولادت قرار دیتے ہیں۔

محض آدھی بات کو لے کر پروپیگنڈا کرنا اور اس بات کو چھوڑ دینا کہ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے جمہور کا موقف کس تاریخ کو قرار دیا ہے اور کس تاریخ کو جشنِ ولادت منانے کی تاکید کی ہے انصاف کے خلاف اور غلط روش ہے۔ خود امامِ اہلِ سنّت رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے اپنے اشعار میں بارہویں تاریخ ہی کو لے کر لمحات مسرّت ہونا بیان کیا اور برادرِ اعلیٰ حضرت نے تو ایک پورا کلام ہی "بارہویں تاریخ" کا قافیہ لے کر کہا ہے اور ان کا وصال امامِ اہلِ سنّت کی زندگی ہی میں ہوا اور امامِ اہلِ سنّت ان کے کلام کے پڑھنے کی تاکید کرتے رہے۔ پھر یہ کہنا اور تأثّر دینا کہ 12 تاریخ کو جشنِ ولادت منانا امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مَنْشا کے خلاف ہے، بہت بڑی زیادتی ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

جشنِ ولادت اس طرح منائیے

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

اے عاشقانِ رسول! رحمتوں والے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادتِ پاک کے مہینے میں دیگر فرائض و واجبات اور مستحبات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ درج ذیل کاموں پر بھی توجہ دیجئے: 1 پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز کو پانچوں وقت باجماعت مسجد کی پہلی صَف میں تکبیرِ اُولیٰ کے ساتھ ادا کیجئے 2 اگر اپنے ذِمّے قضا نمازیں ہوں، زکوٰۃ لازم ہو یا لوگوں کے قرضے ہوں تو جلد تر ادا کیجئے 3 ظاہری، باطنی گناہوں سے سچّی توبہ کیجئے اور اپنے ماتحتوں خاص طور پر اپنے گھر والوں، اولاد اور شاگردوں کو بھی گناہوں سے باز رہنے کی تلقین کیجئے 4 تمام عاشقانِ رسول بَشُمول نگران و ذِمّہ داران ربیعُ الاوّل شریف میں کم اَز کم تین دن قافِلے میں سفر کی سعادت حاصل کریں اور اسلامی بہنیں پورا مہینا روزانہ گھر کے اندر (صِرف گھر کی اسلامی بہنوں اور مَحرموں میں) درسِ فیضانِ سنّت جاری کریں اور پھر آئندہ بھی روزانہ جاری رکھنے کی نیّت فرمائیں 5 مَرد کا داڑھی مُنڈوانا یا ایک مُٹّھی سے گھٹانا دونوں حرام ہے۔ اسلامی بہن کا بے پردَگی کرنا حرام ہے (لہٰذا فوراً توبہ کرکے ان گناہوں سے باز آنا واجِب ہے)۔ براہِ کرم! ربیعُ الاوّل شریف کی بَرَکت سے اسلامی بھائی ہمیشہ کے لئے ایک مُٹّھی داڑھی اور اسلامی بہنیں مُستَقِل شَرعی پردہ کرنے کی نیّت کریں 6 پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان میں کسی خوش آواز عاشقِ رسول کی نعتیں سنئے، بیانات اور نعتیں اتنی دھیمی آواز میں اور اِس احتیاط کے ساتھ سنیں کہ کسی عبادت کرنے والے، سوتے ہوئے یا مریض وغیرہ کو تکلیف نہ ہو نیز اذان و اوقاتِ نَماز کی بھی رِعایت کیجئے (عورت کی آواز میں نعت مت سنئے سنائیے) 7 چَراغاں دیکھنے کے لئے عورتوں کا اَجنبی مَردوں میں بے پردہ نکلنا حرام و شَرمناک نیز باپردہ عورتوں کا بھی مُروَّجہ انداز میں مَردوں میں اختِلاط (یعنی خَلط مَلط ہونا) انتہائی افسوس ناک ہے 8 کسی غریب بالخصوص سیّد زادے کے گھر ایک دو مہینوں کا راشن ڈلوادیجئے اور وقتاً فوقتاً ایسے لوگوں کی مدد کرتے رہیئے، اللہ پاک نے چاہا تو آپ کے اس عمل کی برکت سے آپ کو سیّدوں کے نانا جان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف سے وہ نوازشات نصیب ہوں گی جو آپ کے وہم و گمان سے بھی باہر ہوں گی 9 ہوسکے تو کسی مقروض مسلمان کا سارا قرضہ ادا کردیجئے وَرنہ قرض کی ادائیگی میں اس کی کچھ نہ کچھ مدد کردیجئے 10 کسی بیمار مسلمان بھائی کا اپنے پَلّے سے علاج کروائیے، ہوسکے تو اس کے علاج کا سارا خرچہ ہی اپنے ذِمّے لے لیجئے 11 آج کل بَجائے جانے والے دَف (جو کہ عموماً قواعدِ موسیقی کے مطابق ہوتے ہیں) اور میوزک کے ساتھ حمد، نعت، منقبت سننا، سنانا گناہ ہے لہٰذا اس سے بچئے، آقائے دوجہاں صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مجھے آلاتِ موسیقی کو توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔(کنز العمال، جز15، 8/99، حدیث:40682) 12 ربیعُ الاوّل شریف کی چاند رات سے لے کر بارھویں شریف بلکہ تیرھویں تک روزانہ رات عشا کی نماز کے بعد عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں مدنی مذاکرہ ہوتا ہے، ہوسکے تو شروع کے 12 دن یہیں فیضانِ مدینہ میں آکر ٹھہر جائیے، یہ نہ ہوسکے تو جن سے بَن پڑے روزانہ رات میں شرکت فرمائیں ورنہ کم اَز کم مدنی چینل پر تو دیکھنے اور سننے کی ضَرور کوشش کیجئے۔

اللہ کریم ہمیں ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا جشنِ ولادت دُھوم دھام سے منانے اور ان کی سیرتِ مبارکہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

نوٹ: یہ مضمون "صبحِ بہاراں" رسالے اور دیگر کُتُب و رسائل سے تیار کرکے امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو چیک کروانے کے بعد پیش کیا جارہا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اِسلامی تقریباً دُنیا بھر میں 107 سے زائد شعبہ جات میں دینِ اِسلام کی خدمت کے لئے کوشاں ہے۔
دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ و نافلہ اور دیگر مدنی عطیات کے ذریعے مالی تعاون کیجئے! بینک کا نام: MCB، اکاؤنٹ ٹائٹل: دعوتِ اسلامی، بینک برانچ: کلاتھ مارکیٹ برانچ، کراچی پاکستان، برانچ کوڈ: 0063
اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0388841531000263 (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0388514411000260

جشنِ ولادت منانا کبھی ہرگز نہ چھوڑیں گے

شیخ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادِری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! 12 ربیعُ الاوّل کو جشنِ وِلادت کے موقع پر دنیا بھر میں عاشقانِ رسول اجتماعِ میلاد اور جلوسِ میلاد وغیرہ کے ذریعے اپنی محبتوں کا اظہار کرتے ہیں، عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک، "دعوتِ اسلامی" بھی اس میں اپنا خوب حصّہ ملاتی ہے اور دنیا کے مختلف ممالک کے مختلف علاقوں کے مختلف حصوں میں مکّی مَدَنی سرکار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا جشنِ ولادت دھوم دھام سے مناتی ہے، مَدَنی پرچم لگائے جاتے ہیں، چراغاں (Lighting) اور اجتماعِ میلاد کی ترکیب ہوتی ہے، ولادتِ مصطفٰے کی گھڑی میں صبحِ بہاراں منائی جاتی ہے، پھر 12 ربیعُ الاوّل کو دن کے وقت بے شمار جُلوسِ میلاد نکالے جاتے ہیں۔ ہمارا ہر کام شریعت کے مطابق ہونا چاہئے، چنانچہ جشنِ ولادت منانے کے حوالے سے عاشقانِ رسول کی خدمت میں چند مَدَنی پھول پیش کرتا ہوں: ▪ بارھویں شریف کو ہوسکے تو کپڑے، عمامہ شریف، ٹوپی، سربند، مسواک، عطر کی شیشی، رومال، چادر، گھڑی، چشمہ، چپّل، موزے وغیرہ غرض ہر چیز نئی استعمال کیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ عشقِ رسول میں اِضافہ ہوگا ▪ ظاہر کو نیا کرنے کے ساتھ ساتھ باطن کو گناہوں سے صاف ستھرا گویا نیا کرنے کے لئے سچّی پکّی توبہ کیجئے ▪ جشنِ ولادت کی خوشی میں چَراغاں ضرور کیجئے، مگر اپنے آپ کو سُنّتوں اور اخلاقِ حَسَنہ سے آراستہ کرنے میں بھی غفلت نہ برتئے ▪ جُلوسِ میلاد میں باوُضو، نگاہیں جھکائے، نعت شریف پڑھتے ہوئے ہاتھوں میں مَدَنی جھنڈے لئے پُروقار اور مؤدّب انداز میں شرکت کیجئے ▪ جُلوسِ میلاد میں اِس طرح تصوّر کیجئے کہ میں مکّۂ مکرّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں ہوں اور حضرتِ سیّدتنا بی بی آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے گھر برکتیں لینے جارہا ہوں اور نور کی برسات ہورہی ہے ▪ تنگ گلیوں میں جلوسِ میلاد نکالنے کی بجائے جہاں تک ممکن ہو کشادہ جگہ کی ترکیب بنائی جائے تاکہ گاڑی چلانے اور پیدل چلنے والوں کو تکلیف نہ ہو ▪ جُلوسِ میلاد میں نیاز لوگوں کی طرف پھینکنے کی بجائے ہاتھوں میں دیجئے تاکہ رزق ضائع نہ ہو اور بے حُرمتی سے بھی محفوظ رہے ▪ جُلوسِ میلاد میں ایسے نعرے نہ لگائے جائیں جن سے کسی قسم کے اِشتعال کا اندیشہ ہو ▪ جُلوسِ میلاد میں گھوڑے اور اُونٹ وغیرہ نہ لائے جائیں کیونکہ اِن کے پیشاب وغیرہ سے کپڑے ناپاک ہونے کا اندیشہ رہتا ہے ▪ جُلوسِ میلاد کے دوران بھی اذان کا احترام کیجئے اور نمازِ باجماعت کے لئے قریبی مسجد کا رُخ کیجئے ▪ گانا بجانا، ڈانس کرنا ویسے بھی ناجائز و حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے، تو جُلوسِ میلاد میں ایسا کرنا کتنا سخت حرام ہوگا! ▪ جُلوسِ میلاد میں ہوسکے تو روزہ رکھ کر شرکت کیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ثواب ملے گا، (مَدَنی آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے، دریافت کرنے پر فرمایا: اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی روز مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ (مسلم، حدیث: 2750)) ▪ جشنِ وِلادت پر گھروں اور دیگر عمارتوں وغیرہ پر مَدَنی جھنڈا لہرانے سے خوشی کا اِظہار اور عشقِ رسول میں اِضافہ ہوتا ہے، بارھویں شریف کے بعد جھنڈوں کو اُتار کر سنبھال لیجئے تاکہ یہ ہوا اور بارش وغیرہ سے متاثر ہو کر تار تار نہ ہوں، باادب بانصیب۔ (مزید تفصیل کے لئے مکتبۃ المدینہ کے رسالہ صبحِ بہاراں (صفحہ 20 تا 31) کا مطالعہ کیجئے)

خوشخبری
یکم (1st) تا 13 ربیع الاوّل
روزانہ رات 8 بج کر 30 منٹ پر
مدنی مذاکرہ
براہِ راست (Live) ہوگا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی تقریباً دُنیا بھر میں 104 سے زائد شعبہ جات میں دینِ اسلام کی خدمت کے لئے کوشاں ہے۔

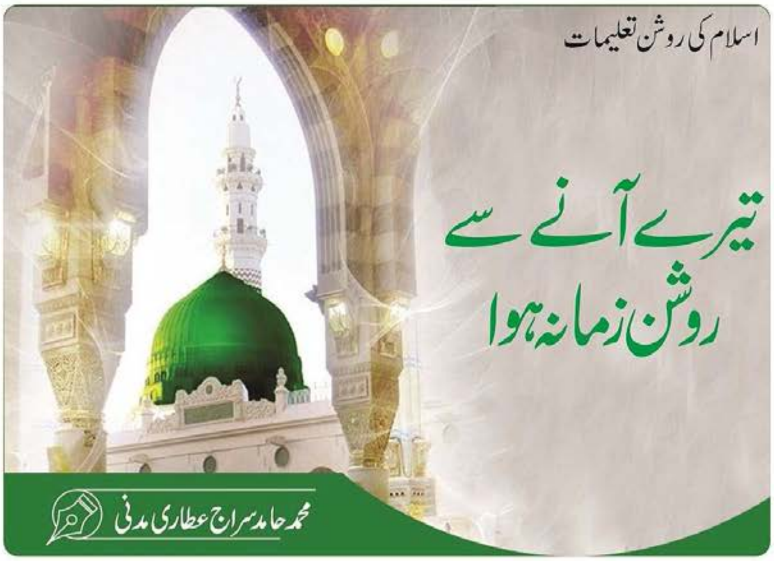

اس میں شک نہیں کہ رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد سے پہلے تقریباً ساری دنیا جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہی تھی۔ بالخصوص سرزمینِ عرب کا معاشرہ بدحالی کا شکار تھا۔ وہاں کے باشندے گویا وحشت و بربریت کے نمائندے تھے، ہر طرف فتنہ وفساد کا تنور دہک رہا تھا، جاہلانہ رسومات، بُت پرستی، انانیت اور جہالت کے کالے بادل ماحول کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے تھے۔

ایسے میں رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت کے ساتھ ہی ایسے واقعات رونما ہوئے جو اس بات کی نوید تھے کہ وہ عہد آچکا ہے کہ جس میں اسلام کی روشنیاں کُفر کی تاریکیوں کو مٹادیں گی۔ نوشیرواں کے وسیع اور فلک بوس محل کا پھٹنا اور اس کے چودہ کنگوروں کا گِر جانا، آتش کدۂ فارس کی صدیوں سے روشن آگ کا یکدم بجھ جانا، دریائے ساوہ کے موجیں مارتے پانی کا خشک ہو جانا یہ اور اس طرح کے کئی عجیب وغریب واقعات اس بات کی علامت تھے کہ اب نیا سکہ چلے گا اور عالم کا رنگ بدلے گا۔ مختصر یہ کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس بدترین اور پُرآشوب ماحول میں رہ کر اپنی صداقت، شرافت و دیانت داری کا لوہا منوایا اور چالیس سال بعد جب فاران کی چوٹیوں سے اعلانِ رسالت کیا تو صرف عرب ہی نہیں بلکہ تمام عالَم میں عظیم انقلاب برپا ہو گیا۔ لوگ جوق در جوق پرچمِ اسلام تلے جمع ہونے لگے۔ رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اُسوۂ حسنہ اور اسلام کے مسیحائی نظام نے ایسا اثر دکھایا جس کے اثرات آج بھی ہمارے سامنے ہیں۔ رحمتِ دوجہاں صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انسانیّت کو حقیقی انسانیّت سے روشناس فرمایا۔ یتیموں، غلاموں، عورتوں، بچّوں، جانوروں اَلْغَرَض! جمیع مخلوقات کی خیر خواہی فرمائی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی روشن تعلیمات نے ظلم و ستم کو ختم کیا اور امن و سکون سے مُعاشرے کو سَرسبز و شاداب اور پُررونق بنا دیا۔

چنانچہ وہ لوگ جو پہلے بتوں کی عبادت کرتے اور انہیں اپنا خدا مانتے تھے بُت پرستی چھوڑ کر ایک خدائے واحد پر ایمان لے آئے۔ وہ لوگ جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر سالوں تک جنگیں لڑتے، اسلام لانے کے بعد انہوں نے اپنی سالوں سے جاری لڑائیاں چھوڑ دیں اور امن و سلامتی کے سفیر بن گئے۔ وہ لوگ جو قبائلی اونچ نیچ، غرور و تکبر اور نسلی تفاخر کے پیکر تھے اسلام لانے کے بعد ایک ہی صف میں برابر کھڑے ہونے لگے۔ وہ لوگ جو بچیوں کو بوجھ سمجھتے اور انہیں زندہ درگور کر دیتے اسلام لانے کے بعد ان کی کفالت اور بہترین تربیت کرکے جنّت کے حق دار بننے لگے۔ وہ لوگ جو یتیموں، بیواؤں اور بے سہاروں پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑا کرتے اور ان کا حق کھانا اپنا حق سمجھتے اسلام لانے کے بعد انہی کے محافظ اور کفیل بننے لگ گئے۔ وہ لوگ جو خواتین کے حقوق دینے کے بجائے انہیں ظلم و ستم کا نشانہ بناتے اسلام لانے کے بعد اب انہی خواتین کی عزت وناموس کے رکھوالے بن گئے۔ وہ خواتین جو بے پردہ ہو کر بازاروں اور میلوں کی زینت بنتی تھیں اسلام لانے کے بعد پردے کی خوگر ہوگئیں۔ وہ معاشرہ کہ جہاں میت پر نوحہ کرنا قابلِ فضیلت و فخر کام سمجھا جاتا تھا اسلام لانے کے بعد اب وہاں مثالی صبر کا مظاہرہ ہونے لگا۔ وہ لوگ کہ جن میں دھوکا دہی، ملاوٹ اور سود خوری عام تھی اسلام لانے کے بعد ان کی امانت و دیانت کے ہر طرف چرچے ہونے لگے۔ وہ لوگ کہ جو شراب پانی کی طرح استعمال کرتے تھے شراب حرام ہونے پر وہاں نالیوں میں پانی کی جگہ شراب بہنے لگی۔ پہلے مردار کا گوشت بھی کھاجانے والے اسلام لانے کے بعد شبہات تک سے بچنے لگے۔ وہ لوگ جو پہلے جہالت کے نمائندے تھے اسلام کی روشنی سے منور ہو کر ہر طرف وہی روشنی پھیلانے والے بن گئے۔ یہی وہ انقلاب ہے جو رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد پر عرب سے شروع ہوا اور پوری دنیا میں اس کے اُجالے پھیلنے لگے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کی انہی روشن تعلیمات کا نور لے کر نکلا جائے اور ایک بار پھر سارے عالَم میں اس کا پھریرا لہرایا جائے۔

آپ کے سُوالات کے جوابات

مَن گھڑت روایت عام کرنے سے بچیئے

سُوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ **ربیع الاول** کی آمد سے متعلق یہ روایت بیان کی جا رہی ہے، کہ جس نے سب سے پہلے کسی کو **ربیع الاول** کی مبارک دی، اس پر جنت واجب ہو جائے گی، کیا ایسی کوئی روایت موجود ہے، اور کیا اسے شیئر کر سکتے ہیں؟

(سائل: محمد توصیف رضا عطاری، لالہ موسیٰ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

ربیع الاوّل کی آمد کی خوشی منانا اور چرچا کرنا بہت اعلیٰ اور مُسْتَحسَن عمل ہے، کہ اس ماہ مبارک میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نبیِّ آخر الزّماں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اس دنیا میں مبعوث فرما کر مؤمنین پر اِحسان فرمایا، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تشریف آوری یقیناً مسلمانوں کے لئے نعمتِ عظمیٰ ہے، اور نعمت کا چرچا کرنے کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ عظیم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝۱۱﴾ ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو“۔ (پارہ30، والضحیٰ:11)

لیکن جہاں تک سوال میں مذکور روایت کا تعلق ہے، تو ایسی کوئی روایت نظر سے نہیں گزری، نہ علماء سے سُنی، بلکہ ایسی باتیں عموماً مَن گھڑت ہوا کرتی ہیں، اور مَن گھڑت بات حضور اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف قصداً منسوب کرنا حرام ہے، حدیثِ مبارکہ میں اس پر سخت وعید ارشاد فرمائی گئی ہے، چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت مروی ہے: نبیِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ“ ترجمہ: جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے“۔ (بخاری، 1/57، حدیث:107)

اور بغیر تحقیق و تصدیق ہر سنی سنائی بات کو آگے پھیلانا بھی نہیں چاہئے، کیونکہ حدیثِ پاک میں ایسے شخص کو جھوٹا فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے: ”كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ“ ترجمہ: انسان کے جھوٹا ہونے کو یہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات بیان کردے“۔ (مسلم، ص17، حدیث:7)

لہٰذا ایسی روایات پر مشتمل میسجز (Messages) اور پوسٹس (Posts) سے بچنا بہت ضروری ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــــــــہ

ابو الصالح محمد قاسم القادری

محافلِ میلاد اور جلوس میں ڈھول بجانے کا شرعی حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جلوسِ میلاد، محفلِ پاک یا کسی اسلامی تقریب کے موقع پر ڈھول بجانا، آتش بازی کرنا، تالیاں بجانا، بینڈ باجے کا اہتمام کرنا اور خواتین کا بے پردہ ہو کر جلوس اور ایسی تقریبات میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جلوسِ میلاد اور دینی محافل کا انعقاد کرنا بہت اچھا کام ہے لیکن اس میں ڈھول، بینڈ باجے، آتش بازی اور بے پردگی کرنا ناجائز و گناہ ہے، جس پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کی ولادت کی خوشی میں ان تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے انہوں نے ہی ایسے بے ہودہ کاموں سے منع فرمایا ہے، لہٰذا ایسی خرافات سے دور رہتے ہوئے ہی ایسے نیک کاموں کا انعقاد کیا جائے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

دَارُالْاِفْتَاء اَھلِسُنّت

مفتی محمد قاسم عطاری

دارالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے تین منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 روضۂ رسول یا نعل پاک کی تصویر اور نقش بنانا اور ان کی تعظیم کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے روضۂ اقدس یا نعل پاک کی تصویر اور نقش بنانا اور ان کی تعظیم و تکریم کرنا کیسا ہے؟ اس بارے میں راہنمائی فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

حضور سیدِ عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے روضہ اقدس یا نعل پاک کی تصویر اور نقش بنانا جائز ہے اور ان کی تعظیم و تکریم ہر مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے۔ روضہ اقدس اور نعلین شریفین کے نقش اور ان سے برکتوں کا حصول چودھویں صدی کی ایجاد نہیں، بلکہ نقشِ روضہ اقدس کا ثبوت تابعین اور نقش نعل پاک کا ثبوت تبع تابعین سے ہے جب سے آج تک ہر دور اور طبقہ کے علماء و صلحا میں معمول اور رائج رہا ہے، اور شرقاً غرباً ہر دور کے علمائے دین و ائمہ معتمدین، اکابر دین انہیں بوسہ دینے، آنکھوں سے لگانے، سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے اور ان سے تبرک حاصل کرتے اور ان کی تکریم و تعظیم کرتے آئے ہیں۔ اور اس کا انکار کرنا اور اس کے خلاف زبان درازی کرنا اس صدی کی بدعت ہے۔

چنانچہ حضرت علامہ شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرَّحمہ اپنی مشہور زمانہ کتاب "مدارج النبوۃ" میں نقش نعلین شریفین کے متعلق فرماتے ہیں: "بعض علماء نے نعلین شریفین کی تمثال و نقشے میں علیحدہ رسالے لکھے ہیں اور اس سے برکت و نفع اور فضل حاصل ہونا بیان کیا ہے اور مواہب میں اس کا تجربہ لکھا کہ مقام درد پر نعلین شریفین کا نقشہ رکھنے سے درد سے نجات ملتی ہے اور پاس رکھنے سے راہ میں لوٹ مار سے محافظت ہو جاتی ہے اور شیطان کے مکر و فریب سے امان میں رہتا ہے اور حاسد کے شر و فساد سے محفوظ رہتا ہے مسافت طے کرنے میں آسانی ہوتی ہے اس کی تعریف و مدح اور اس کے فضائل میں قصیدے لکھے گئے ہیں۔" (مدارج النبوۃ مترجم، 1/577)

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ "شفاء الوالہ فی صور الحبیب و مزارہ و نعالہ" میں اس مسئلے پر تفصیلی کلام کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "بالجملہ مزار اقدس کا نقشہ تابعین کرام اور نعل مبارک کی تصویر تبع تابعین اعلام سے ثابت اور جب سے آج تک ہر قرن و طبقہ کے علماء و صلحا میں معمول اور رائج ہمیشہ اکابر دین ان سے تبرک کرتے اور ان کی تکریم و تعظیم رکھتے آئے ہیں تو اب انھیں بدعت شنیعہ اور شرک و حرام نہ کہے گا مگر جاہل بیباک یا گمراہ بددین، مریض القلب ناپاک والعیاذ باللہ من مهاوی الهلاك (اللہ تعالیٰ کی پناہ ہلاکت و بربادی کے ٹھکانوں سے۔) آج کل کے کسی نو آموز قاصر ناقص فاتر کی بات ان اکابر ائمہ دین و اعاظم علماء معتمدین کے ارشادات عالیہ کے حضور کسی ذی عقل دیندار کے نزدیک کیا وقعت رکھتی ہے، عاقل منصف کے لئے اسی

قدر کافی ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، 21/456)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: "طبقۃ فطبقۃ شرقاً غرباً عجماً عرباً علمائے دین وائمہ معتمدین نعل مطہر حضور سید البشر علیہ افضل الصلوۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے کتابوں میں تحریر فرماتے آئے اور انہیں بوسہ دینے آنکھوں سے لگانے سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے اور دفع امراض و حصول اغراض میں اس سے توسل فرمایا کئے، اور بفضلِ الٰہی عظیم و جلیل برکات و آثار اس سے پایا کئے۔ علامہ ابوالیمن ابن عساکر و شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی وغیرہما علماء نے اس باب میں مستقل کتابیں تصنیف کیں۔" (فتاویٰ رضویہ، 21/413)

مزید ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: "روضۂ منورہ حضور پُرنور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نقل صحیح بلاشبہہ معظماتِ دینیہ سے ہے اس کی تعظیم وتکریم بروجہ شرعی ہر مسلمان صحیح الایمان کا مقتضاءِ ایمان ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، 21/420)

مزید تفصیل جاننے کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد 21، صفحہ نمبر 425 پر موجود امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ "شفاء الوالہ فی صور الحبیب و مزارہ و نعالہ" کا مطالعہ کریں۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

یااللہ عزوجل ۷۸۶ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

دارالافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)

فون نمبرز

03117864100
03113993312
03113993313

اوقاتِ کار

صبح 10 تا 4 بجے شام (وقفہ 1 تا 2، تعطیل اتوار)

call.feedback@daruliftaahlesunnat.net

daruliftaahlesunnat.net
Darulifta AhleSunnat
Darul Ifta AhleSunnat
darulifta@dawateislami.net
Dar-ul-Ifta Ahlesunnat

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّارقادری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 11 سوالات وجوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

1 بارھویں کا دِن مکّے میں گُزاریں یا مدینے میں؟

سُوال: 12 ربیع الاوّل کا دِن مَکَّۂ مُکَرَّمَہ میں گزارنا چاہئے یا مدینۂ منوّرہ میں؟

جواب: مَکَّۂ مُکَرَّمَہ بڑا افضیلت والا شہر ہے، اِس میں کوئی شک نہیں، کیونکہ سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وہاں جائے وِلادت ہے۔ (تاریخ ابن عساکر، 1/187) لیکن مُبارَک باد دینے کے لئے گھر جانا ہوتا ہے اور اِس وقت سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مدینۂ منوّرہ میں تشریف فرما ہیں، اِس لئے ہو سکے تو 12 ربیع الاوّل شریف کا دِن مدینۂ منوّرہ میں گُزارنا چاہئے۔

دونوں بنیں سجیلی اَنیلی بنی مگر
جو پی کے پاس ہے وہ سُہاگن کنور کی ہے

(مدنی مذاکرہ، 2 ربیع الاوّل 1441ھ)

2 رَبیعُ الاوّل کی خوشی میں گھر کی صفائی کرنا باعثِ سعادت ہے

سُوال: اگر کوئی اِسلامی بہن رَبیع الاوّل کی خوشی میں گھر کی صفائی کرے تو کیا اس کا اَجر پائے گی؟

جواب: صفائی کرنا یا صفائی رکھنا سنّت ہے لہٰذا جب کبھی اپنے گھر کی صفائی کریں یا کپڑے صاف کریں تو یہ نیت کرلیں کہ صفائی کی سنّت ادا کر رہا ہوں۔ اِسی طرح جب نہاتے ہوئے بدن صاف کریں تو غسل کے وقت بھی یہ نیت کرلیں کیونکہ مَل مَل کر نہانے سے بھی جسم کی صفائی ہوتی ہے۔ بہر حال جَشنِ وِلادت کی تعظیم کی نیت سے حَسبِ ضَرورت صفائی کرنا یقیناً اس کی تعظیم کرنا ہے اور یہ بہت ہی اچھا اور ثواب کا کام ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 3 ربیع الاوّل 1441ھ)

3 دُرُود شریف میں وَاٰلِہٖ کا اِضافہ کرنا زیادہ بہتر ہے

سُوال: کچھ لوگ حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نام مُبارَک لیتے ہیں تو وہ دُرُود شریف یوں پڑھتے ہیں: صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور بعض یوں پڑھتے ہیں: صلَّی اللہ علیہ وسلَّم، آپ یہ اِرشاد فرمایئے اِس میں کون سا طریقہ زیادہ صحیح ہے؟

جواب: دونوں صحیح ہیں، صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کا مطلب ہے کہ ان پر دُرُود وسلام ہوں اور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مطلب ہے ان پر بھی اور ان کی آل پر بھی دُرُود وسلام ہوں۔ ظاہر ہے اس میں وَاٰلِہٖ بڑھانا زیادہ بہتر ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 3 ربیع الاوّل 1441ھ)

4 جُلوس میں بھی مسجد کی جماعت سے نَماز پڑھی جائے

سُوال: جُلوسِ میلاد میں اپنی جماعت کروائی جائے یا مسجد جا کر مسجد کی جَماعت کے ساتھ نَماز پڑھی جائے؟

جواب: اگر کوئی شرعی رُکاوٹ نہ ہو تو مسجد کی جماعت کے ساتھ ہی نَماز پڑھیں۔ (مدنی مذاکرہ، 4 ربیع الاوّل 1441ھ)

5 وِلادت گاہِ مصطفےٰ پر دُعا قُبول ہوتی ہے

سُوال: وِلادت گاہِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر آپ کی حاضری کا کیا اَنداز رہا تھا؟

جواب: پاؤں سے چَل کر گیا تھا، سَر کے بل جانا میرے بَس میں ہوتا تو یہ بھی کر گُزرتا۔ سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وِلادت گاہ اَدَب کا مقام اور زِیارت گاہ ہے، اُس کا دِیدار کرنا سعادت کی بات ہے۔ اُس کے قریب دُعا بھی قَبول ہوتی ہے، کیونکہ جس جگہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا تشریف لانا ثابت ہو "مَشْہَد" کہلاتی ہے اور مَشْہَد (یعنی تشریف لانے کی جگہ) کے پاس دُعا قَبول ہوتی ہے۔ (فضائلِ دُعا، ص136 ماخوذاً) وِلادت گاہ تو وہ مقام ہے جہاں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دُنیا میں سب سے پہلے تشریف لائے، یُوں وہ قَبولیتِ دُعا کا مقام ہے۔ اللہ پاک ہمیں بار بار اُس مقدَّس مقام کی زِیارت نصیب فرمائے۔

(مدنی مذاکرہ، 4 ربیع الاوّل 1441ھ بتغیر)

6 کھانے کی چیزیں لنگر میں لٹانے کا حکم

سُوال: جَشنِ وِلادت کے جُلوسوں میں چھتوں سے لنگر شاپر میں باندھ کر پھینکا جارہا ہوتا ہے یا جوس لٹائے جاتے ہیں حتّٰی کہ نوٹ بھی لٹائے جاتے ہیں، آپ اِس بارے میں کچھ راہ نمائی فرمادیجئے۔

جواب: لنگر میں جو کھانا، پھل اور ٹافیاں وغیرہ لٹائی جاتی ہیں اس میں سے کچھ چیزیں گر کر پاؤں تلے آکر روندی جارہی ہوتی ہیں اور اگر چاول ہوں تو وہ بکھر جاتے ہیں، یوں یہ مال ضائع ہو رہا ہوتا ہے اور مال ضائع کرنا حرام ہے۔ اِس طرح لٹانے کے بجائے ہاتھوں میں دینا چاہئے۔ نوٹ اگر لٹانے کی وجہ سے پھٹ کر ضائع نہیں ہوتے اور کسی کے ہاتھوں میں آجاتے ہیں تو لٹاسکتے ہیں۔ (مدنی مذاکرہ، 5 ربیع الاوّل 1441ھ بتغیر)

7 پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کیسے خوش کریں؟

سوال: رَبیع الاوّل کے مہینے میں ہم کون سے ایسے کام کریں کہ جن کی بدولت ہم پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو خوش کر سکیں؟

جواب: ہمیں رَبیع الاوّل کے مہینے میں بھی پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو خوش کرنا ہے اور اس کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی بلکہ ہمیشہ ہمیشہ وہ کام کرنے ہیں کہ جن سے اللہ پاک بھی راضی ہو اور مدینے والے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی خوش ہوں، اگر نماز میں کوتاہی تھی تو نماز کی کوتاہی ختم کردی جائے، اگر پچھلی نمازیں قضا ہیں تو توبہ کرکے ان کا حساب لگاکر فوراً قضائے عمری شروع کردی جائے۔ اسی طرح روزے، زکوٰۃ اور دیگر فرائض وواجبات کی تکمیل کرتے ہوئے جشنِ ولادت منانے کی ترکیب شروع کی جائے اور اپنی ذات کو سنّتوں کے سانچے میں ڈھال لیا جائے۔ جیسے سَر پر انگریزی بالوں کے بجائے زُلفیں رکھ لی جائیں، ننگے سَر گھومنے کے بجائے سَر پر سبز سبز عمامہ شریف کا تاج سجایا جائے، اگر داڑھی منڈائی یا ایک مٹھی سے گھٹائی ہے تو اس سے توبہ کرکے سنّت کے مطابق چہرے پر داڑھی مبارک سجالی جائے، اپنے لباس کو بھی سنّتوں سے آراستہ کرتے ہوئے مکمل مدنی حلیے کی ترکیب بنالی جائے اور جن سنّتوں پر عمل کرنے میں سُستی و کوتاہی تھی اُسے چُستی میں تبدیل کرکے اپنی ذات کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا والے کاموں میں لگا دیجئے اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کے دل کے اندر مَدَنی انقلاب برپا ہو جائے گا۔

وَاللہُ اَعْلَمُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

8 کیک پر خانۂ کعبہ یا سبز گنبد کا ماڈل بنانا کیسا؟

سوال: کیا کیک پر خانۂ کعبہ یا سبز گنبد کا ماڈل بناسکتے ہیں؟

جواب: کیک پر خانۂ کعبہ یا سبز گنبد کا ماڈل بنانا یا اس پر مقدس الفاظ مثلاً جشنِ عید میلادُ النّبی مبارک ہو یا مرحبا یا مصطفٰے لکھنا مناسب نہیں ہے، کیونکہ کوئی بھی عقل مند باادب عاشقِ رسول اللہ پاک اور اس کے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نام پر سَر تو کٹوا سکتا ہے مگر ان کے نام پر!!! آگے بولنے سے میری زبان قاصر ہے، آپ سب سمجھتے ہیں۔ کیک پورا کھایا نہیں جاتا اور اس کے ذَرّات بھی نیچے گرتے ہیں لہٰذا بے ادبی سے بچنا بہت مشکل ہے، ایسا کیک بنانا یا بنوانا تو دُور کی بات ایسا کرنے کا سوچنا بھی نہیں چاہئے۔ (مدنی مذاکرہ، 7 محرمُ الحرام 1440ھ)

وَاللہُ اَعْلَمُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

نماز کے دوران بھی اگر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بلائیں تو جواب دینا ہوگا اور یہ بھی قراٰنِ کریم سے ثابت ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ ﴾

ترجَمۂ کنزُ العِرفان: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی دیتی ہے۔ (پ9، الانفال:24)

اور اس سے نماز بھی نہیں ٹوٹے گی۔ (مرقاۃ المفاتیح، 4/624، تحت الحدیث:2118، مراٰۃ المناجیح، 3/224) حدیثِ پاک میں بھی نماز میں بلانے کا ذکر موجود ہے۔[2]

(مدنی مذاکرہ، 3 ربیع الاوّل 1440ھ)

(2) بخاری شریف میں ہے: حضرت ابو سعید بن مُعَلّٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجدِ نبوی میں نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھے رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بلایا، لیکن میں آپ کے بلانے پر حاضر نہ ہوا۔ (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) میں نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی: یارسولَ اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا اللہ پاک نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ ﴿ اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ﴾ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں بلائیں۔ (بخاری، 2/163، حدیث:4474)

9 نعت پڑھنے والے صحابۂ کرام

سوال: کیا حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے صحابہ بھی سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نعتیں پڑھتے تھے؟

جواب: نعت کے معنٰی ہیں "نبی کی تعریف"، تو یوں ہر صحابی بلکہ ہر مسلمان ہی نعت خواں ہے کیونکہ سب ہی نبی کی تعریف کرتے ہیں، البتہ اشعار کی صورت میں نعت پڑھنے والے کو عرف میں نعت خواں کہتے ہیں۔ امام ابنِ سیّدُ النّاس رحمۃ اللہ علیہ (وفات 732ھ) نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پاکیزہ شان میں اشعار کی صورت میں نعت کہنے والے تقریباً دو سو (200) صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کے ناموں اور ان کے اشعار پر ایک مستقل کتاب بنام "مِنَحُ الْمِدَح" (یعنی بارگاہِ رسالت میں تعریفوں کے نذرانے) تحریر فرمائی ہے۔ چند صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کے نام یہ ہیں: حضرت ابوبکر صدّیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علیُّ المرتضٰی، حضرت امیر حمزہ، حضرت عباس، حضرت حسّان بن ثابت، حضرت عبدالرّحمٰن بن عَوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زید بن حارثہ، حضرت عبدُاللہ بن رَوَاحَہ، حضرت کَعب بن زُہیر، حضرت کَعب بن مالِک، حضرت دِحیہ کَلبی، حضرت فاطمۃُ الزّہراء، حضرت اُمِّ اَیمَن، حضرت صفیہ بنتِ عبد المطلب رضی اللہ عنہم اَجْمعین۔

(مدنی مذاکرہ، 3 ربیع الاوّل 1440ھ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہُ علٰی محمَّد

10 کیا صحابۂ کِرام کو نعت خواں کہہ سکتے ہیں؟

سُوال: کیا صحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم کو نعت خواں کہہ سکتے ہیں؟

جواب: ویسے تو ہر مسلمان نعت خواں ہے کیونکہ نعت خواں کے معنٰی ہیں: "نبی کی تعریف کرنے والا۔" ایسا کون سا مسلمان ہے جو نعت نہیں پڑھتا اور نبی کی تعریف نہیں کرتا؟ ہاں! آج کل نعت خواں اُسے بولتے ہیں جو نظم کی صورت میں ترنُّم کے ساتھ نعت پڑھتا ہے اور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعریف کرتا ہے۔ ایسے بہت سارے صحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم ہوئے ہیں جو نعت شریف پڑھتے تھے، ان کے ناموں کی پوری فہرست موجود ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 5 ربیع الاوّل 1441ھ)

11 حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت ربِّ کریم کی اطاعت ہے

سوال: کیا حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت عین اطاعتِ الٰہی ہے؟

جواب: جی ہاں! خود اللہ کریم قراٰنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔ (پ5، النسآء:80)

دُرود شریف کے 5 عظیم فوائد

ابوالحسن عطّاری مدنی

پیارے اسلامی بھائیو! حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ امّت، سرورِ کائنات، شاہِ موجودات، وجہِ تخلیقِ کائنات محمدِ مصطفےٰ احمدِ مجتبیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک و مقدّس و عظیم ذات پر دُرود شریف بھیجنا ایک مسلمان کے لئے بہت بڑی نعمت، اعزاز اور خوش قسمتی کی بات ہے۔

اللہ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دُرود و سلام پڑھنے والوں کو عزّت، بخشش، وُسعتِ رزق، گھر میں برکت، درجات کی بلندی، حاجت روائی اور دیگر کئی فضائل و برکات کی بشارتیں عطا فرمائی ہیں۔

علمائے کرام نے دُرود شریف کے فضائل کے بارے میں باقاعدہ مختصر و مفصّل کتابیں تحریر فرمائی ہیں جن میں دُرود شریف کی فضیلت پر احادیثِ مبارکہ کے ساتھ ساتھ لطیف نِکات بھی ذِکر فرمائے ہیں، انہی نکات میں سے ایک لطیف و عظیم نکتہ ملاحظہ کیجئے:

حُضور سیّدِ عالَم شفیعِ معظّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت پر لکھی گئی عظیم کتاب ”سُرُوْرُ الْقُلُوْب فِی ذِکْرِ الْمَحْبُوْب“ میں اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت کے والدِ ماجد عظیم عاشقِ رسول، رئیسُ المتکلمین مفتی نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: ”علمائے راسخین اور ائمۂ دین فرماتے ہیں: ایک دُرود دنیا وَمَا فِیْھَا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سب) سے بہتر اور دونوں جہان کے لیے کافی ہے۔ ثواب اس کا طاعاتِ ہزار سالہ (ہزار سال کی عبادت) کے ثواب سے زیادہ اور رتبہ اس کا اکثر عباداتِ بدنیہ اور مالیہ اور قولیہ سے اعلیٰ ہے، اور یہ فضل و عنایت اس اُمّتِ بابرکت پر، اس صاحبِ دولت کے بدولت ہے، صلَّی اللہ علیہ وسلَّم ورنہ ہم کب لائق اس عنایت اور مستحق اس کرامت کے تھے۔“

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

”شیخ ابوعبد اللہ ساحلی کہتے ہیں: بزرگ ترین ثمرات اور گرامی ترین فوائدِ صلوٰۃ یہ ہے، کہ جب آدمی برعایتِ آداب و محافظتِ شروط و خلوصِ نیت و تدبّرِ معانی دُرود کی کثرت کرتا ہے، محبت آنحضرت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اس کے دل کو گھیر لیتی ہے۔ اور شجرہ طیبۂ محبت بحکم ”اَلْمَرْءُ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٌ (یعنی آدمی جس سے محبت کرتا ہے اس کی اطاعت کرتا ہے)“ ثمرۂ اتباع و طاعت بخشتا ہے اور بواسطہ اس محبت و طاعت کے بحکم ”اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (یعنی آدمی جس سے محبت کرے گا اسی کے ساتھ ہوگا)“ اور بمفہوم ﴿مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىٕكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓىٕكَ رَفِیْقًاؕ(۶۹)﴾ (ترجَمۂ کنزُالایمان: جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (پ5،

النسآء:69))ان مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کی معیتِ خاصہ سے کہ سردار اُن کے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں، مشرف و ممتاز بلکہ بسبب اتباعِ آنحضرت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے محبوبیتِ الٰہی سے، کہ عمدۂ کمالات اور بہترین مقاصد و مراءات ہے، سرفراز ہوتا ہے۔“(سرور القلوب فی ذکر المحبوب، ص405، 414)

خلاصۂ کلام: اگر بندہ پوری توجہ اور دُرود شریف کے معانی پر غور کرتے ہوئے، خلوصِ نیّت اور ادب و تعظیم کے ساتھ دُرود شریف کی کثرت کرے تو اسے یہ 5 عظیم فائدے حاصل ہوتے ہیں:

1 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت دل میں بیٹھ جاتی ہے۔

2 چونکہ بندہ اپنے محبوب کی اطاعت کرتا ہے، یوں جب دُرود شریف پڑھنے والے کے دل میں پیارے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت بیٹھ جاتی ہے تو بندہ اپنے پیارے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت بھی کرتا ہے اور سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مطیع فرمانبردار بن جاتا ہے۔

3 بخاری شریف میں فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: ”اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی بندہ جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا۔“(بخاری، 4/147، حدیث:6168) تو دُرود شریف پڑھنے سے چونکہ دل میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت بیٹھ جاتی ہے تو اس محبتِ رسول کی وجہ سے اِنْ شَآءَ اللّٰہ قبر و حشر میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ساتھ نصیب ہوگا۔

4 دُرود شریف پڑھنے والا چونکہ محبتِ رسول کی بدولت سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت کرتا ہے، اور اطاعتِ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا انعام اللہ کریم یہ عطا فرماتا ہے کہ وہ قیامت کے دن انبیا و صدّیقین و شُہَداء و صالحین کے ساتھ ہوگا، اور ان سب نفوسِ قدسیہ کے سردار خود حُضور سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں، تو نتیجہ یہ نکلا کہ دُرود پڑھنے والا ان سب مقبولانِ الٰہی کے ساتھ ہوگا۔

5 قراٰنِ کریم میں ہے کہ اطاعتِ رسولِ کریم اللہ پاک کا محبوب بناتی ہے: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔(پ3، اٰل عمرٰن:31) تو یوں دُرود شریف پڑھنے والا محبتِ رسولِ کریم میں اطاعتِ رسول بجالاتا ہے اور اطاعتِ رسول کے سبب اللہ کریم کا محبوب بن جاتا ہے۔

اللہ کا محبوب بنے جو تمھیں چاہے
اس کا تو بیاں ہی نہیں کچھ تم جسے چاہو

(ذوقِ نعت، ص206)

اللہ کریم پابندی کے ساتھ ہمیں درود شریف پڑھتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور تاحشر اس کی برکات نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

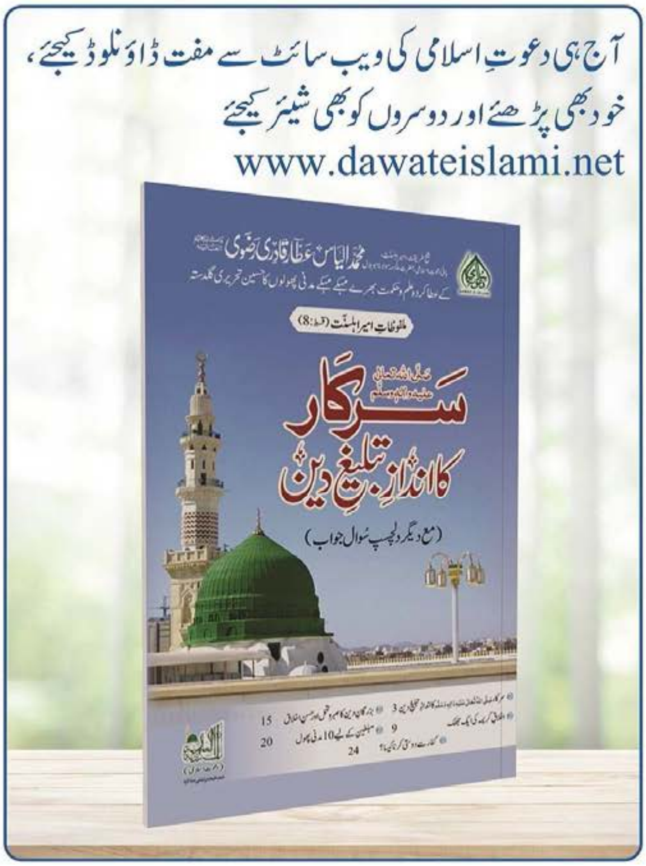

جان ہے عشقِ مصطفےٰ

آصف اقبال عطاری مدنی

محبت و عشق دل اگر کسی کی جانب مائل ہو جائے تو اسے ”مَحبّت“ کہا جاتا ہے اور یہی محبت اگر شدّت اختیار کر لے تو ”عشق“ کہلاتی ہے۔ عشق دو طرح کا ہوتا ہے، مجازی (یعنی انسانوں کا انسانوں سے عشق) اور حقیقی (یعنی محبتِ خدا و مصطفےٰ عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم)۔ عشقِ مجازی اکثر راہِ دوزخ پر لے جاتا جبکہ عشقِ حقیقی شاہراہِ جنّت پر گامزن کرتا ہے، عشقِ مجازی تباہ و برباد کرتا ہے اور عشقِ حقیقی شاد و آباد کرتا ہے۔ عشقِ حقیقی میں بڑی قوت ہوتی ہے، یہ کبھی سَخْت طوفان کا سامنا کرتا، کبھی فرعون کا مقابلہ کرتا، کبھی حکمِ الٰہی پر قربانی کے لئے سَر رکھ دیتا اور کبھی بے خطر آگ میں کود پڑتا ہے جبکہ عقل تکتی رہ جاتی ہے۔

بے خطر کُود پڑا آتشِ نَمرود میں عشق　　　عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

عشقِ حقیقی کے ثمرات عشقِ حقیقی سے مراد اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبتِ کامل ہے، یہ دولت بے بہا جس کے خزانۂ دل میں جمع ہو جاتی ہے اُسے فانی کائنات سے بیگانہ کر دیتی ہے، وہ ہَمہ وقت محبوب کے تصور و جلوؤں میں گم رہتا ہے اور محبت و معرفت کی لذّت میں کھو کر دنیا سے کنارہ کش ہو جاتا ہے، پھر وہ محبوب کی سنتا، محبوب کی مانتا اور اُسی کی چاہت پر چلتا ہے حتّٰی کہ محبوب کے نام پر جان تک قربان کر دیتا ہے۔

ایمانِ کامل کی بنیاد عشقِ الٰہی کے بعد سب سے بڑی نعمت **عشقِ رسول** ہے اور حقیقت یہ ہے کہ **عشقِ رسول** کے بغیر بندۂ مؤمن کا گزارا ہو ہی نہیں سکتا۔ مؤمن تبھی کامل مؤمن ہوتا ہے جب وہ ساری کائنات سے بڑھ کر سرورِ کائنات صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت کرے، خود اپنی زَبانِ حق ترجمان سے ارشاد فرمادیا: تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے والدین، اولاد، گھر والوں، تمام لوگوں، اپنی جان اور مال سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (مسلم، ص47، حدیث:168، 169۔ سنن الکبری للنسائی، 6/534، حدیث:11744)

عشقِ رسول کے فوائد یہ محبت شدّت اختیار کرنے پر **عشقِ رسول** کا روپ دھار لیتی ہے اور کامل ہونے پر عشقِ رسول کیا کرتا ہے؟ حضرت مولانا صوفی محمد اکرم رضوی علیہ رحمۃ اللہ القَوی کی زبانی سنیئے: عشقِ رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اگر پورے طور پر دل میں جاگزیں ہو تو اتّباعِ رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ظہور ناگزیر بن جاتا ہے، احکامِ الٰہی کی تعمیل اور سیرتِ نبوی کی پیروی عاشق کے رگ و ریشہ میں سما جاتی ہے، دل و دماغ اور جسم و روح پر کتاب و سنّت کی حکومت قائم ہو جاتی ہے، مسلمان کی مُعاشرت سنور جاتی ہے، آخرت نکھرتی ہے، تہذیب و ثقافت کے جلوے بکھرتے ہیں اور بے مایہ انسان میں وہ قوت رونما ہوتی ہے جس سے جہاں بینی و جہاں بانی کے جوہر کُھلتے ہیں۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں　　　یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(صحابۂ کرام کا عشقِ رسول، ص17)

سچے عاشقانِ رسول سچّی بات ہے کہ عشقِ رسول کی تاثیر بڑی حیرت انگیز ہے، یہ مشکلات میں بندۂ مؤمن کی بھرپور راہنمائی کرتا، روحانی بیماریوں کا شافی علاج کرتا، اندھیروں میں روشنی بکھیرتا، بھٹکے ہوئے آہوؤں کو سوئے حرم لے جاتا اور مخلوق کو خالق سے ملاتا ہے۔ یہ **عشقِ رسول** ہی تو ہے جس نے حضراتِ صَحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو غلامیِ محبوب میں ایسا مُسْتَغْرَق و مُنْہمک کر دیا کہ انہیں دنیا کی کسی شے اور نسبت سے کوئی غرض نہ رہی، وہ سب کچھ برداشت کر سکتے تھے مگر انہیں اپنے جانِ جاناں اور دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ

وسلَّم کی شانِ اقدس میں ذَرّہ بھر بے اَدَبی گوارہ نہیں تھی، وہ اپنے آقا و مولا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے بے پناہ محبت کرتے تھے، بات اگر شریعتِ مصطفٰے کی بالادستی اور نفاذ کی ہوتی تو وہ نفوسِ قدسیہ اپنی ذوات تک کو بھی مستثنیٰ نہیں سمجھتے تھے، ہر حکمِ نبوی کے سامنے سرِ تسلیم خم تھا۔ **صحابہ کا اندازِ عشق** یہ **عشقِ رسول** ہی تھا کہ رَحْمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وضو کا پانی یا جسمِ اَطْہر سے جُدا ہونے والے بال حاصل کرنے میں بے حد کوشش کرتے، آپ کا لُعابِ دَہن ہاتھوں میں لے کر چہروں اور جسم پر ملتے تھے۔ مصطفٰے جانِ رَحمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پوچھتے: **مَا يَحْمِلُكُمْ عَلَى هٰذَا** یعنی کیا چیز تمہیں ایسا کرنے پر اُبھارتی ہے؟ تو "جان ہے عشقِ مصطفٰے" کے سچّے مصداق عرض کرتے: **حُبُّ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ** یعنی اللہ و رسول کی محبت ہم سے ایسا کرواتی ہے۔ (مشکوۃ، 2/216، حدیث: 4990) اسی لئے تو کوئی صدیقِ اکبر، کوئی فاروقِ اعظم، کوئی غنی وباحیا اور کوئی شیرِ خدا و مشکل کشا بن گئے، الغرض اس نعمتِ عظمٰی کی بدولت ہر صَحابی آسمانِ ہدایت کا دَرَخْشَنْدہ ستارہ بن گیا رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ **عشقِ رسول انسانوں تک محدود نہیں** **عشقِ رسول** سے نہ صِرْف انسان مزیّن وآراستہ ہوئے بلکہ دیگر مخلوقات بھی روشن ومنور ہوئیں، کتبِ احادیث و سیرت کے مُطالعہ سے یہ بات عیاں ہے کہ جن واِنس ہوں یا حور و مَلَک، شجر و حجر ہوں یا چرند و پرند، چوپائے ہوں یا حشراتُ الارض الغرض مخلوق میں **عاشقانِ رسول** کی طویل فہرستیں ہیں، محبتِ رسول کے ایمان افروز واقعات ہیں، اُلفتِ رسول کی لازوال داستانیں ہیں اور چاہتِ رسول کی خوبصورت یادیں ہیں۔

حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کیوں محبت کی جائے؟ آخر کیا وجہ ہے کہ چہار دانگ عالَم میں حضور جانِ رحمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت و عشق کا شہرہ ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ کسی سے محبت و عشق کی جتنی بھی وجوہات ہوسکتی ہیں اور جتنے بھی اسباب ممکن ہیں وہ تمام بَدرجۂ اتم حضور نبیِّ آخرُ الزّمان صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ اقدس میں موجود ہیں، حسن وجمال ہو یا زہد و تقویٰ، علم وحکمت ہو یا جود و سخا، شفقت و رحمت ہو یا حسنِ اخلاق، قوت و طاقت ہو یا داد و دہش، عِلْم واَدَب کی تعلیم ہو یا تربیّت و تنظیم کی راہنمائی، دنیا و آخرت کے مصائب کو دور کرنا ہو یا پھر عنایات واحسانات ہوں، یہ سب خوبیاں و کمالات ذاتِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں اپنی انتہا پر ہیں تو پھر کیوں نہ ہر مخلوق آپ سے محبت کرے اور خود کو **عاشقانِ رسول** میں شامل کرے۔ **عشقِ رسول کی نشانیاں** **پیارے اسلامی بھائیو!** "عاشقِ رسول" کی کچھ علامات ونشانیاں ہوتی ہیں، ہمیں اپنے اندر ان نشانیوں کو تلاش کرنا چاہئے، وہ یہ ہیں: **1** عاشقِ رسول اپنے محبوبِ اعظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بے انتہا تعظیم و تکریم کرتا ہے **2** وہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذکر کثرت سے کرتا ہے **3** وہ اُن پر بکثرت دُرُود وسلام پڑھتا ہے **4** وہ اپنے رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان و عظمت سن کر خوش ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ مزید شان سامنے آجائے **5** وہ اپنے مُقدّس و مُطہّر نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا عیب سننا ہرگز گوارا نہیں کرتا ہے کیونکہ جب عیب زدہ محبوب کا عیب لوگ نہیں سنتے تو پھر جو ہستی ہر طرح کے ظاہری و باطنی عیب سے مُنَزّہ و پاک ہو تو اُس کا عیب کیسے سنا جاسکتا ہے **6** وہ اپنے محبوبِ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ملاقات کا شوق رکھتا ہے **7** اپنے محبوبِ اعظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیاروں یعنی صَحابہ واہلِ بیت سے محبت کرتا ہے **8** محبوبِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نسبتوں سے پیار کرتا ہے **9** پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دشمنوں سے نفرت وعداوت رکھتا ہے اور **10** **عاشقِ رسول** اپنے محبوب رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت واتّباع کرتا ہے۔ **جان ہے عشقِ مصطفٰے** حرفِ آخر یہ ہے کہ جس مسلمان کے دل میں **عشقِ رسول** کی شمع روشن ہوجاتی ہے، وہ محبتِ رسول کے جام پی لیتا ہے، شب وروز اسی محبت میں گزارتا ہے اور **عشقِ رسول** کی لازوال لذّت سے آشنا ہوجاتا ہے تو پھر بقولِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ وہ اپنی زَبانِ حال و قال سے یہی کہتا نظر آئے گا:

جان ہے عشقِ مصطفٰے روز فزوں کرے خدا   جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اُٹھائے کیوں   (حدائقِ بخشش، ص94)

ثنائے سرکار ہے وظیفہ

ابو عاطر عطاری مدنی

اس دُنیائے فانی میں مخلوق کو خالق سے مِلانے کے لئے بہت سے انبیائے کرام و رُسُل عِظام علیہمُ السّلام تشریف لائے۔ اللہ پاک نے ان میں سے ہر نبی و رسول کو کئی کمالات و معجزات سے نوازا۔ مثلاً کسی نبی کو حُسْن و جَمال میں کمال عَطا فرمایا تو کسی کو جاہ و جَلال (شان و شوکت) میں۔ کسی کو سَلْطَنَت و مال سے نوازا تو کسی کو رِفْعَت و عَظْمَت کی دولتِ لازوال سے، مگر رَبِّ لَمْ یَزَل نے جب اپنے محبوبِ بے مِثال صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مبعوث فرمایا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو نہ صِرف حُسْن و جَمال سے نوازا بلکہ جاہ و جَلال اور جُود و نَوال (عطاو بخشش) کی دولت سے بھی خوب مالا مال فرمایا۔ سَیِّدُ الْمَحْبُوبِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذِکْر نُورِ ایمان و سُرورِ جان ہے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذِکْر بِعَیْنِہٖ ذِکْرِ رحمٰن ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے:

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (1)

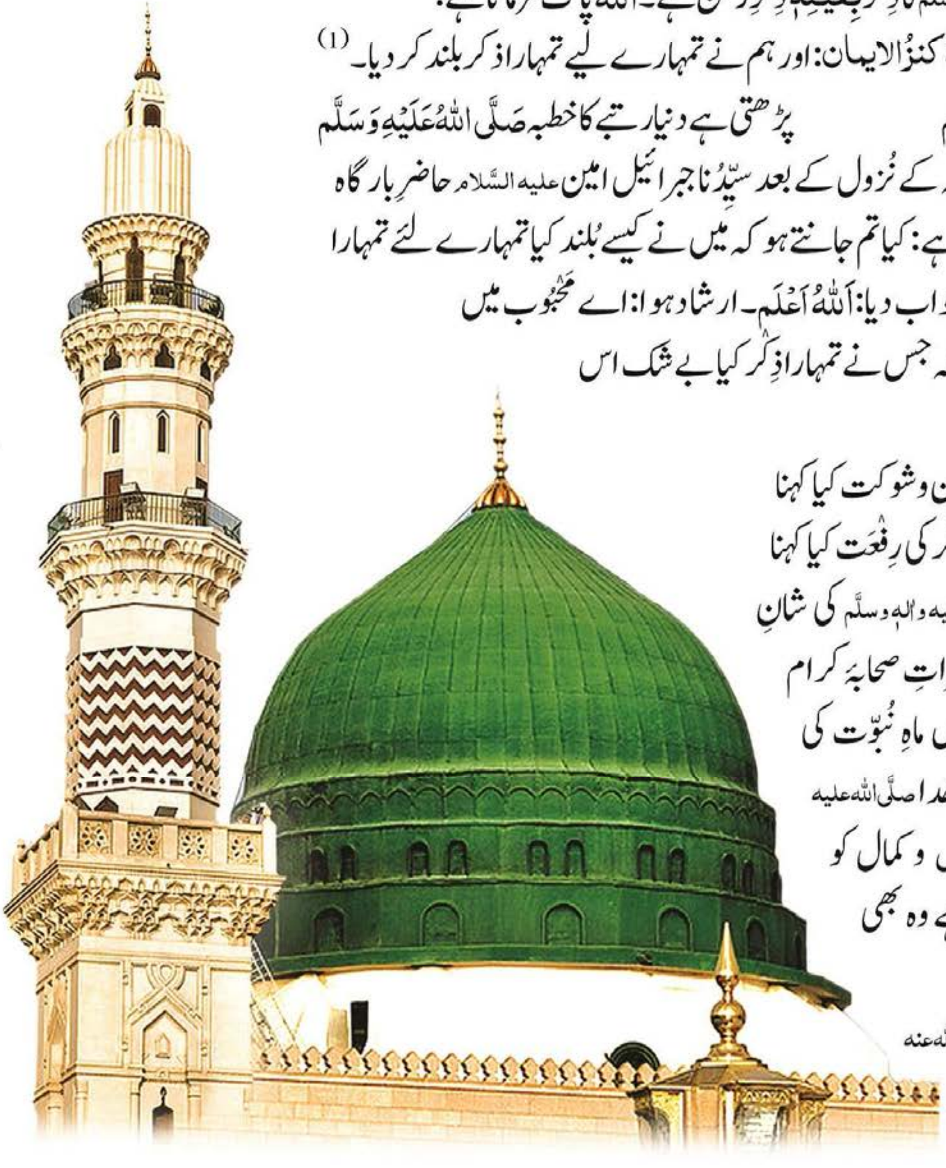

اللہ اللہ آپ کا رتبہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
پڑھتی ہے دنیا رتبے کا خطبہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

روایت میں ہے کہ اس آیتِ کریمہ کے نُزول کے بعد سیِّدُنا جبرائیل امین علیہ السَّلام حاضرِ بارگاہ ہوئے اور عرض کی: آپ کا ربّ فرماتا ہے: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے کیسے بُلند کیا تمہارے لئے تمہارا ذِکْر؟ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جواب دیا: اَللّٰہُ اَعْلَم۔ ارشاد ہوا: اے محبوب میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا کہ جس نے تمہارا ذِکْر کیا بے شک اس نے میرا ذِکْر کیا۔ (2)

سلطانِ جَہاں محبوبِ خُدا تِری شان و شوکت کیا کہنا
ہر شے پہ لِکھا ہے نام تِرا، تِرے ذِکْر کی رِفْعَت کیا کہنا

ہم اور آپ حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شانِ بے مثال کو بھلا کیا سمجھ سکتے ہیں؟ حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو دِن رات سَفَر و حَضَر میں ماہِ نُبوّت کی تجلّیاں دیکھتے رہے انہوں نے محبوبِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جَمالِ بے مِثال کے فَضْل و کمال کو جس طرح نعتیہ اشعار میں بیان کیا ہے وہ بھی اپنی مِثال آپ ہے۔

حضرت سیِّدُنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی کہی ہوئی نعتِ پاک کے دو شعر مع ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

1 رَسُوْلٌ عَظِيْمُ الشَّانِ يَتْلُوْ كِتَابَهُ
لَهُ كُلُّ مَنْ يَّبْغِيْ التِّلَاوَةَ وَامِقٌ
2 مُحَبٌّ عَلَيْهِ كُلَّ يَوْمٍ طَلَاوَةٌ
وَاِنْ قَالَ قَوْلًا فَالَّذِيْ قَالَ صَادِقٌ

ترجمہ: 1 وہ عظیمُ المرتبت رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جو اپنی کتاب کی تلاوت فرماتے ہیں کہ ہر پڑھنے والا اُس (کتاب) کا عاشق ہو جائے 2 وہ محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں جن کیلئے ہر روز تر و تازگی و خوبصورتی ہے اور اگر کوئی بات کہیں تو یقیناً وہ سچی ہے۔(3)

حضرت سیّدُنا حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے قصیدہ میں "جمالِ نبوّت" کی شانِ بے مِثال کو اشعار کی صورت میں یوں بیان فرمایا:

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِيْ وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

(یا رسولَ اللہ!) آپ سے زِیادہ حُسن و جَمال والا میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہے نہ آپ سے زِیادہ خوبصورت کسی عورت نے جَنا ہے۔

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا آپ ایسے ہی پیدا کئے گئے جیسے آپ چاہتے تھے۔(4)

مَکّی مَدَنی سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رِضاعی (یعنی دودھ شریک) بہن حضرت سیّدَتُنا شَیماء رضی اللہ عنہا سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اپنی مَحبّت کا اظہار یوں فرماتی ہیں:

مُحَمَّدٌ خَيْرُ الْبَشَرْ مِمَّنْ مَّضٰى وَمَنْ غَبَرْ
مَنْ حَجَّ مِنْهُمْ اَوِ اعْتَمَرْ اَحْسَنُ مِنْ وَّجْهِ الْقَمَرْ
مِنْ كُلِّ اُنْثٰى وَذَكَرْ مِنْ كُلِّ مَشْبُوْبٍ اَغَرْ

1 یعنی حضرت سیّدنا محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام انسانوں سے افضل ہیں چاہے وہ پہلے گزر چکے یا مستقبل میں آنے والے ہیں 2 آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام حج و عمرہ کرنے والوں سے بھی افضل ہیں اور چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں 3 آپ تمام مَردوں اور عورتوں سے زیادہ حسن و جمال والے اور سب نوجوانوں سے بڑھ کر غیرت والے ہیں۔(5)

اُمُّ الْمؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا سے نعتیہ کلام پر مُشْتَمِل یہ اَشعار مَروِی ہیں:

فَلَوْ سَمِعُوْا فِيْ مِصْرَ اَوْصَافَ خَدِّهٖ
لَمَا بَذَلُوْا فِيْ سَوْمِ يُوْسُفَ مِنْ نَّقْدٍ
لَوَّامِيْ زُلَيْخَا لَوْ رَاَيْنَ جَبِيْنَهٗ
لَاٰثَرْنَ بِالْقَطْعِ الْقُلُوْبَ عَلَى الْاَيْدِيْ

اگر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے رُخسارِ مُبارَک کے اَوصاف اَہْلِ مصر سن لیتے تو سیّدُنا یوسُف علیہ السَّلام کی قیمت لگانے میں سیم و زر نہ بہاتے اور اگر زُلیخا کو مَلامت کرنے والی عورتیں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جبینِ اَنْوَر دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کے بجائے اپنے دِل کاٹنے کو ترجیح دیتیں۔(6)

ثنائے سرکار کا یہ خوب صورت سلسلہ آگے چلا بعد میں بھی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مدح سرائی میں نعتیں کہیں گئیں، اس کی چند مثالیں سُنتے ہیں:

ایک شاعر نے کمالاتِ مصطفےٰ کو اس نعتیہ شعر میں یوں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

حُسنِ یُوسُف دَمِ عیسیٰ یَدِ بَیضَا داری
آنچہ خُوباں ہمہ دارَنْد تُو تنہا داری

یعنی سرورِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرت سَیّدُنا یُوسُف علیہ السَّلام کا حُسن، حضرت سیّدُنا عیسیٰ علیہ السَّلام کی پھونک اور روشن ہاتھ رکھتے ہیں، (یہی نہیں بلکہ) جو کمالات دیگر سارے نبی و رسول رکھتے تھے وہ آپ اکیلے رکھتے ہیں۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے نعتیہ اشعار میں فرماتے ہیں:

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

ترجمہ: 1 وہی حبیب لبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں کہ آنے والی ہر شدت و مصیبت میں ان سے شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔

2 حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دنیا و آخرت، جن و انس، اور عرب و عجم دونوں فریقوں کے سردار ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نعتیہ شاعری قراٰن و حدیث سے مطابقت، خوب صورت الفاظ کے انتخاب اور صحابہ، تابعین اور جلیلُ القدر اولیا و علما کے نعتیہ کلام کا عکسِ جمیل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نعتیہ دیوان "حدائقِ بخشش" میں فصاحت و بلاغت کے وہ دریا بہائے کہ زمانے کے کئی نامی گرامی شاعر و ادیب، حدائقِ بخشش کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کی عقلیں دَنگ رہ جاتی ہیں اور وہ داد و تحسین دیئے بغیر نہیں رہ پاتے۔ امامِ اہلِ سنّت نے اپنی مختلف نعتوں میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جسمِ اقدس کے مختلف اعضا(Body Parts) کا ذکرِ خیر کچھ یوں بیان فرمایا ہے۔

مُبارک بالوں کی شان

ہم سیہ کاروں پہ یارَبّ تَپشِ مَحشر میں
سایہ اَفگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو[7]

نورانی پیشانی کی عظمت

جس کے ماتھے شَفاعت کا سہرا رہا
اس جَبینِ سَعادَت پہ لاکھوں سلام[8]

مُبارک ابروؤں کی شان

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جُھکی
ان بَھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام[9]

مقدس آنکھوں کا حسن

سُرمگیں آنکھیں حَریمِ حق کے وہ مُشکیں غَزال
ہے فَضائے لامکاں تک جن کا رَمْنا نُور کا[10]

ناک مبارک کا مقام و مرتبہ

بِنیِ پُرنُور پر رَخشاں ہے بُکّہ نُور کا
ہے لِواءُ الْحَمْد پر اُڑتا پھریرا نُور کا[11]

عظمت و شان والے کان

دُور و نزدیک کے سُننے والے وہ کان
کانِ لَعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام[12]

مبارک منہ کی شان

وہ دَہن جس کی ہر بات وَحْیِ خُدا
چشمۂ عِلم و حِکمت پہ لاکھوں سلام[13]

تھوک مبارک کا معجزہ

جس کے پانی سے شاداب جان وجِناں
اس دَہن کی طَراوت پہ لاکھوں سلام
جس سے کھاری کُنویں شیرۂ جاں بنے
اُس زُلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام[14]

مقدس کلام اور زبان کی شان

وہ زباں جس کو سب کُن کی کُنجی کہیں
اُس کی نافِذ حکومت پہ لاکھوں سلام
اس کی باتوں کی لَذّت پہ لاکھوں دُرُود
اس کے خُطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام[15]

عظمت والے ہاتھوں کا مقام

جن کو سُوئے آسماں پھیلا کے جَل تھَل بھر دیئے
صَدْقہ اُن ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی دَرکار ہے[16]

نورانی قدموں کی عظمت

گورے گورے پاؤں چمکا دو خُدا کے واسطے
نُور کا تڑکا ہو پیارے گور کی شب تار ہے[17]

اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں بھی ثنائے سرکار کو وظیفہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1)پ30، الم نشرح:4(2)ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، 23/752 بحوالہ الشفا، 1/20 ملخصاً (3)سیرت ابن اسحاق، ص180(4)دیوان حسان بن ثابت، ص21 (5)سبل الھدیٰ والرشاد، 1/380، 381 (6)زرقانی علی المواھب، 4/390، تاریخ الخمیس، 1/70 (7)حدائقِ بخشش، ص119(8)سابقہ حوالہ، ص300 (9)سابقہ حوالہ (10)سابقہ حوالہ، ص248(11)سابقہ حوالہ، ص243(12)سابقہ حوالہ، ص300 (13)سابقہ حوالہ، ص302 (14) سابقہ حوالہ(15)سابقہ حوالہ (16)سابقہ حوالہ، ص176(17)سابقہ حوالہ، ص177۔

فریاد

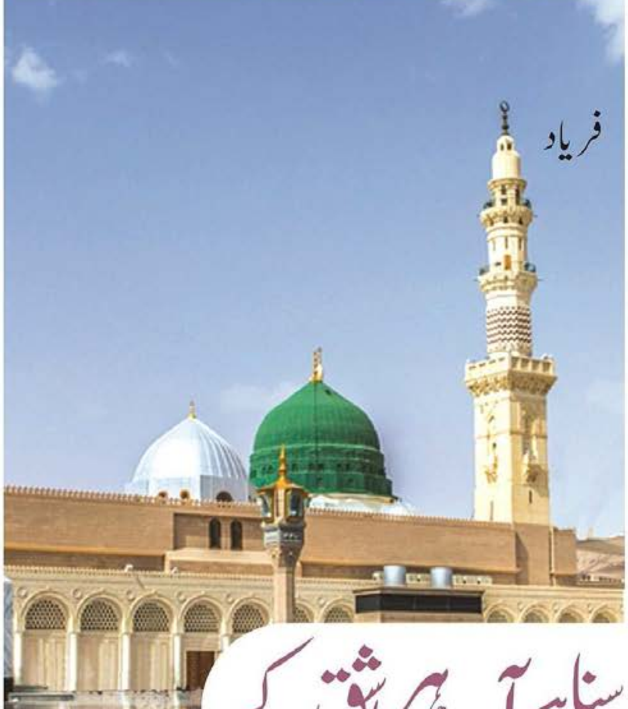

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطاری

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یارسولَ اللہ

اے عاشقانِ رسول! یہ شعر کئی مرتبہ آپ نے نعت خوان حضرات سے سنا ہو گا، ہو سکتا ہے کہ محبتِ رسول اور یادِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں ڈوب کر خود آپ نے بھی اسے کئی بار پڑھا ہو، اس شعر کو پڑھنے والا اللہ پاک کے آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں اس بات کی التجا کر رہا ہوتا ہے کہ کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس کے گھر تشریف لے آئیں۔

اللہ پاک کی عطا سے آقائے دوجہاں صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا کسی کے گھر تشریف لانا کوئی ناممکن بات نہیں ہے، گزشتہ 14 صدیوں میں ایسے کئی سعادت مند افراد گزرے ہیں جن کو آقائے دوجہاں صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس عظیم دولت سے حصہ عطا فرمایا ہے، اور یقیناً آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جس انسان کو اپنی میزبانی کا شرف عطا فرمائیں اور جسے اپنے چہرۂ انور کے دیدار سے مشرف فرمائیں تو اس خوش نصیب کا نصیب بھی اپنی بلندی پر ناز کرتا ہو گا۔

اے عاشقانِ رسول! وہ کریم آقا جسے جب چاہیں، جیسے چاہیں نواز دیں، یہ ان کے کرم کی بات ہے لیکن ہمیں یہ سوچنا ہے کیا ہم نے اس کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے استقبال کی تیاری کر لی ہے؟ کیا ہم انہیں اپنے غریب خانوں پر مرحبا کہنے کے لئے تیار ہیں؟ ہم میں سے ہر کوئی اس پہلو پر غور کرے کہ جس مکی مدنی محبوب کا میں استقبال کرنا چاہتا ہوں کیا ان کے فرمان "جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے"[1] کی لاج رکھتے ہوئے ان کی مبارک آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان کرتا ہوں؟

کیا رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جو اپنے رب کی بارگاہ سے روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر فرائض کے احکامات لا کر ہمیں دیئے کیا میں نے ان پر عمل کیا؟

کیا میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے استقبال کے لئے چہرے پر ان کی محبت کی نشانی داڑھی شریف کو سجالیا ہے؟ کہیں میرے چہرے سے ان کی محبت کی عظیم علامت داڑھی غائب یا ایک مٹھی سے کم تو نہیں یا غیر مسلموں کی نَقّالی میں اس کے اندر عجیب و غریب تراش و خراش تو نہیں کی ہوئی یا میری مونچھیں اس قدر بڑھی ہوئی تو نہیں کہ لَب ڈھکے ہوئے ہیں اور بالکل وہی صورت لگ رہی ہے جو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف فارس کے غیر مسلم اور گستاخِ رسول بادشاہ کی جانب سے بھیجے ہوئے آگ کی پوجا کرنے والے افسروں کی تھی کہ ان کے چہروں سے داڑھیاں غائب تھیں جبکہ ان کی مونچھوں سے ان کے لَب ڈھکے ہوئے تھے، جنہیں دیکھ کر پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تکلیف پہنچی تھی اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا تھا۔

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کر کے انہیں چیک کروانے کے بعد پیش کیا گیا ہے۔

ذرا غور کیجئے! کیا میں نے اپنے بچوں کو اس کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے استقبال کے لئے تیار کر لیا ہے؟ کیا میرے بچے اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتوں پر عمل پیرا ہیں یا نہیں؟ ہمیں صرف خود کو اور بچوں ہی کو نہیں بلکہ گھر کی خواتین کو بھی دیکھنا ہے کہ کہیں ان کا لباس شرم و حیا کی نبوی تعلیمات کے خلاف تو نہیں؟

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے گھر دنیاوی لحاظ سے خواہ کتنے مرضی بڑے بڑے بنگلے بن جائیں، ہر طرف خوبصورتی و سجاوٹ کی ریل پیل ہو لیکن یہ سب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک قدموں میں رہنے والے پیارے نعلین کے ہر گز ہر گز قابل نہیں ہوسکتے۔ یہ صرف ان کی رحمت اور ان کا کرم اور ہم گناہ گاروں پر شفقت ہے کہ وہ کرم فرمائیں اور ہمارے گھروں میں قدم رنجہ فرمائیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا گھر خواہ کیسا بھی ہے، بڑا ہے یا چھوٹا، کچا ہے یا پکا، ذاتی ہے یا کرائے کا، غرض کہ جیسا بھی ہے لیکن کہیں اس میں وہی موسیقی کے آلات تو نہیں بج رہے جن کے بارے میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ ”مجھے آلاتِ موسیقی توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔“(2)

کہیں ہمارے گھر کی دیواروں اور پردوں وغیرہ پر جانداروں کی تصویریں تو نہیں بنی ہوئیں جن کے بارے میں آقائے دو جہاں صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ ”جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔“(3)

اے عاشقانِ رسول! پیارے مدنی آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد پر انہیں مرحبا کہنے اور استقبال کرنے کی تیاری تو ہمیں کرنی ہی ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی سوچئے کہ ہر روز صبح و شام نیز پیر اور جمعرات کے دن الگ جبکہ جمعۃُ المبارک کے دن ہمارے ہفتہ بھر کے اعمال ان کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔ وہ کریم آقا جو دنیا میں تشریف لاتے ہی ہماری مغفرت کی دعائیں مانگنے لگے، جو ساری عمر راتوں کو اٹھ اٹھ کر ہماری بخشش کے لئے اپنے رب کی بارگاہ میں آنسو بہاتے رہے، جب وہ دیکھتے ہوں گے کہ ان کا ایک امتی ان کے دوسرے امتی کو دھوکا دے رہا ہے، اس کے ساتھ جھوٹ بول رہا ہے، اس پر ظلم کر رہا ہے، اسے گالی دے رہا ہے، اس کی عزت پر ڈاکہ ڈال رہا ہے، اسے رُسوا کرنے پر تُلا ہوا ہے، اس کی غیبت کر رہا ہے یا خود ہی اپنے طور پر وہ بے حیائی و بے شرمی والے مختلف کاموں میں مصروف ہے، تو ذرا سوچئے کہ ان اعمال کو دیکھ کر اُمت کے غم خوار نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر کیا گزرتی ہو گی؟

افسوس ہے ایسے امتی پر جو اپنے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو راحت و سکون پہنچانے کے بجائے انہیں تکلیف و غم پہنچائے، وہ کریم اور مہربان نبی تو پیدا ہوتے وقت، اپنی پوری ظاہری حیاتِ طیبہ میں، اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت، اپنی قبرِ اطہر میں اور قیامت کے ہولناکیوں سے بھرے ہوئے دن میں بھی اپنے امتیوں کو نہ بھولیں مگر ان کا کلمہ پڑھنے والے، اپنے آپ کو ان کا عاشق کہنے والے اپنی عادات و اَطوار کے ذریعے انہیں تکلیف ہی پہنچاتے رہیں۔

میری تمام عاشقانِ رسول سے فریاد ہے! حُضور جانِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت میں ڈوب کر نعتیں سنتے اور پڑھتے رہیے، ان کے ذِکر کی محفلوں کو سجاتے رہیے، مسلمان کو تکلیف دینا یقیناً اپنے نبی کو ایذا دینا ہے اس سے خود کو بچاتے رہیے، ہر طرح کے غیر شرعی اور بے حیائی والے کاموں سے بچتے رہیے، اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو سنّتوں کی خوشبوؤں سے مہکاتے رہیے، اپنے نبی کی لائی ہوئی شریعت کی ہر جگہ اور ہر حال میں پاسداری کرتے رہیے، نیز ہو سکے تو اپنی اور اہلِ خانہ کی اصلاح کے لئے اپنے گھر میں صرف مدنی چینل ہی چلاتے رہیے۔ اللہ کریم اپنے محبوبِ عظیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صدقے ہمیں حقیقی عاشقِ رسول بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) نسائی، ص644، حدیث:3946 (2) کنز العمال، جز15، 8/99، حدیث:40682 (3) بخاری، 2/21، حدیث:2105۔

سنتوں پر عمل

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطّاری

عظیم حنبلی بزرگ حضرت سیّدُنا ابوالحسن علی بن حسین عُکْبَرِی رحمۃُ اللہِ علیہ کا رمضانُ المبارک کے بابرکت مہینے میں حالتِ نماز میں وصال ہوا، آپ بہت نیک، متقی اور باعمل عالمِ دین تھے، ایک مرتبہ آپ رحمۃُ اللہِ علیہ نے شافعی فقیہ حضرت ھِبَۃُ اللہ طَبَری رحمۃُ اللہِ علیہ (وفات:418ھ) کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ پاک نے میری مغفرت فرمادی۔ عرض کی: کس سبب سے؟ فرمایا: سنّت کی وجہ سے۔[1]

اے عاشقانِ رسول! سچے عاشقِ رسول کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اپنی زندگی اللہ پاک کے آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی سنّتوں کے مطابق گزارتا ہے، بلکہ اس پر تو یہ دُھن سوار رہتی ہے کہ کسی طرح اسے نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی کوئی سنت پتا چل جائے تاکہ اس پر عمل کرکے وہ دونوں جہاں کی سعادتوں میں سے حصہ پائے، یقیناً سنتوں پر عمل بے شمار برکتوں کو پانے کا ذریعہ جبکہ ترکِ سنّت بڑے خسارے کا سبب ہے۔

سنتوں پر عمل کی برکات: * سنّت پر عمل کرنا حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے کامل محبت کی نشانی ہے[2] * سنّت پر عمل کرنا جنّت میں داخلے کا سبب ہے[3] * سنّت پر عمل کرنے والے کو جنّت میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا ساتھ نصیب ہوگا[4] * بدعت، جہالت اور فِسق یعنی گناہوں کے غلبے کے وقت سنّت پر عمل کرنے والے کو 100 شہیدوں کا ثواب ملے گا[5] * سنّت پر عمل کرنے والے کو قیامت کے دن عرش کا سایہ نصیب ہوگا[6] * سنّت پر عمل کرنے اور اسے دوسروں کو سکھانے والوں کے لئے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے تین مرتبہ رحمت کی دعا فرمائی اور ایسوں کو اپنا نائب قرار دیا ہے۔[7]

سنتوں کو ترک کرنے کے نقصانات: سنتِ مؤکّدہ کو ترک کرنے والے پر اللہ پاک اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی لعنت کی وعید ہے۔[8] اس کے ترک پر معاذَ اللہ شفاعتِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے محرومی کی وعید بھی ہے۔[9] اس کے ترک کی عادت بنانے سے آدمی گناہ گار اور فاسق ہوتا ہے۔[10] اس کا ترک گمراہی کا سبب ہے۔[11] اس کے ترک پر خاتمہ خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔[12] (معاذَ اللہ) گھٹیا سمجھتے ہوئے اور ہلکا جان کر سنتوں سے منہ موڑنے والا یا ان میں سے بعض کو چھوڑنے والا کافر اور ملعون ہے۔[13]

اسلاف کا جذبہ اتباعِ ادائے مصطفٰے: اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے طریقوں اور آپ کی سنتوں پر عمل کے معاملے میں صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کس سوچ کے مالک تھے ملاحظہ کیجئے: ایک مرتبہ مولائے کائنات حضرت سیّدُنا علی رضی اللہُ عنہ سواری پر سوار ہوئے اور سواری کی دعائیں وغیرہ پڑھنے

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کرکے انہیں چیک کروانے کے بعد پیش کیا گیا ہے۔

کے بعد مسکرائے، آپ سے جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمانے لگے کہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو میں نے اس طرح کرتے دیکھا تھا اس لئے میں نے بھی ایسا کیا۔(14)

حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما کے پاس جب کوئی حاضر ہو کر سفر پر جانے کا بتاتا تو آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے: ٹھہرو! میں تمہیں اسی طرح الوداع کرتا ہوں جیسے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہمیں الوداع کیا کرتے تھے۔(15)

ایک مرتبہ مسجد نبوی شریف میں حضرت سلمہ بن اَکْوَع رضی اللہُ عنہ نے ایک ستون کے پاس نماز ادا کی، کسی نے عرض کی کہ آپ نے بڑے اہتمام کے ساتھ اس ستون کے پاس نماز ادا کی ہے (اس کی کیا وجہ ہے؟)، تو فرمایا: میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو اہتمام کے ساتھ اس ستون کے پاس نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا (اس لئے ایسا کیا)۔(16)

سنّت پر عمل کے معاملے میں عاشقانِ صحابہ واہلِ بیت کا عمل بھی قابلِ تعریف رہا ہے، چنانچہ ایک مرتبہ حضرتِ سیّدُنا ابو بکر شبلی رحمۃُ اللہِ علیہ کو وُضو کے وقت مسواک کی ضرورت ہوئی، مگر مسواک انہیں نہ ملی تو اس سنت کی ادائیگی کے لئے انہوں نے ایک دِینار (یعنی سونے کے ایک سِکّے) کے عوض مسواک خریدی۔ کسی نے کہا کہ آپ نے تو مسواک کے لئے بہُت زیادہ خرچ کر دیا! آپ نے فرمایا: اگر بروزِ قِیامت اللہ پاک نے مجھ سے پوچھ لیا کہ تونے میرے نبی کی سنّت (مِسواک) کیوں ترْک کی؟ تو میں کیا جواب دوں گا!(17) حضرت سیّدُنا مجدّدِ اَلفِ ثانی رحمۃُ اللہِ علیہ اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے: اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے زمانے سے یہ زمانہ بہت دور اور فاسد ہو گیا (یعنی بگڑ گیا) ہے، بدعت و فجور کی تاریکیاں شامل ہو گئی ہیں، ان تاریکیوں میں چراغِ سنت کی روشنی کے بغیر نجات کی راہ نہیں پاسکتے۔(18) ایک مرتبہ بانیِ جامعہ اشرفیہ مبارک پور (ہند)، حضور حافظِ ملّت حضرت علامہ مولانا عبدالعزیز رحمۃُ اللہِ علیہ کے دائیں پاؤں میں زَخم ہو گیا، دوا لگانے کے لئے آپ نے پہلے بائیں پاؤں کا موزہ اتارا پھر دائیں کا، کسی نے عرض کی: حضرت! زخم تو دائیں پاؤں میں ہے تو پھر بائیں پاؤں کا موزہ کیوں اتارا؟ آپ نے فرمایا: بائیں یعنی الٹے پاؤں کا پہلے اُتارنا سنّت ہے اس لئے۔(19)

اے عاشقانِ رسول! ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بہت ساری سنّتیں تو ایسی ہیں کہ ذراسی توجہ دینے اور کوشش کرنے سے ان میں سے کئی سنتوں پر آپ عمل کر سکتے ہیں، مثلاً کھانا کھانے سے پہلے اور بعد دونوں ہاتھ گِٹّوں تک دھو لیجئے، کھانے کے بیان کردہ تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے کے مطابق زمین پر بیٹھ کر کھانا کھائیے، کھانا سیدھے ہاتھ سے کھائیے، یوں ہی پانی پینا ہو تو سیدھے ہاتھ سے اور بیٹھ کر پیجئے، گھر، دفتر، اسکول، کالج، مدرسے، بس، ٹرین وغیرہ میں آتے جاتے اور گلیوں سے گزرتے ہوئے راستے میں کھڑے اور بیٹھے مسلمانوں کو سلام کیجئے، کسی سے ہاتھ ملانا ہو تو ایک ہاتھ کے بجائے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیجئے، سونا ہو تو سنّت کے مطابق دائیں کروٹ پر لیٹئے اور ان کے علاوہ دیگر سنتوں پر بھی سنت کی ادائیگی کی نیت سے عمل کی کوشش کیجئے۔ اللہ پاک ہمیں اپنے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

تِری سنتوں پہ چل کر مِری روح جب نکل کر
چلے تو گلے لگانا مدنی مدینے والے

(1) سیر اعلام النبلاء، 13/270، رقم:3788 (2) مرقاۃ المفاتیح، 1/422، تحت الحدیث:175 (3) ترمذی، 4/233، حدیث:2528 (4) ترمذی، 4/309، حدیث: 2687، مشکاۃ المصابیح، 1/55، حدیث:175 (5) مرقاۃ المفاتیح، 1/422، تحت الحدیث: 176 (6) شرح الزرقانی علی موطا، 4/469، تحت الحدیث:1841 (7) جامع بیان العلم وفضلہ، ص66، حدیث:201 (8) مستدرک، 3/375، حدیث:3995، الحدیقۃ الندیۃ (مترجم)، ص443 (9) بہار شریعت، 1/662 (10) ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص288 (11) مسلم، ص257، حدیث: 1488، بہار شریعت، حصہ 4، ص662 (12) مراٰۃ المناجیح، 2/78 (13) مرقاۃ المفاتیح، 1/311، تحت الحدیث:109 (14) ترمذی، 5/278، حدیث:3457 (15) ترمذی، 5/277، حدیث:3454 (16) مسند احمد، 5/550، حدیث:16516 (17) لواقح الانوار القدسیۃ، ص38 ملخصاً (18) زبدۃ المقامات، ص281 بتغیر قلیل (19) نیکی کی دعوت، ص213 ملخصاً۔

حدیث شریف اور اس کی شرح

ایمانِ کامل کی نشانی

محمد حمزہ عطّاری مدنی

رسولِ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْن یعنی کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب (یعنی پیارا) نہ ہو جاؤں۔ (بخاری، 1/17، حدیث:15)

علّامہ شمسُ الدّین سَفِیری شافعی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 956ھ) شرح بخاری میں اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ کسی کا ایمان کامل نہیں یہاں تک کہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس کے نزدیک اپنی اولاد اور والدین سے زیادہ محبوب نہ ہوں تو جسے حضور پُرنور علیہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام والدین اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوں وہ ناقص ایمان والا ہے۔ جبکہ علّامہ ابنِ بَطّال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اُمّتی پر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا حق اولاد، والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ ہے، اس لئے کہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں دوزخ سے بچایا اور گمراہی سے ہدایت بخشی۔ (شرح بخاری للسفیری، 1/405)

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے مَحبّت کے بارے میں قراٰنِ پاک میں کس درجہ تاکید ہے، ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اﰳقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۠(۲۴)﴾

تَرجَمۂ کنزُالایمان: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو (انتظار کرو) یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (پ10، التوبۃ:24)

مَحبّت کے مختلف درجات: امام شہابُ الدّین احمد بن محمد قَسْطَلّانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مَحبّت کی انتہا یہ ہے کہ بندہ محبوب کی خواہش کو اپنی خواہش پر ترجیح دے۔ (ارشادُ السّاری، 1/164، تحت الحدیث:14)

حضرت ابو عبدُاللہ قُرَشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حقیقی محبت یہ ہوتی ہے کہ مُحِب اپنا سب کچھ محبوب کو پیش کر دے اور اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھے۔

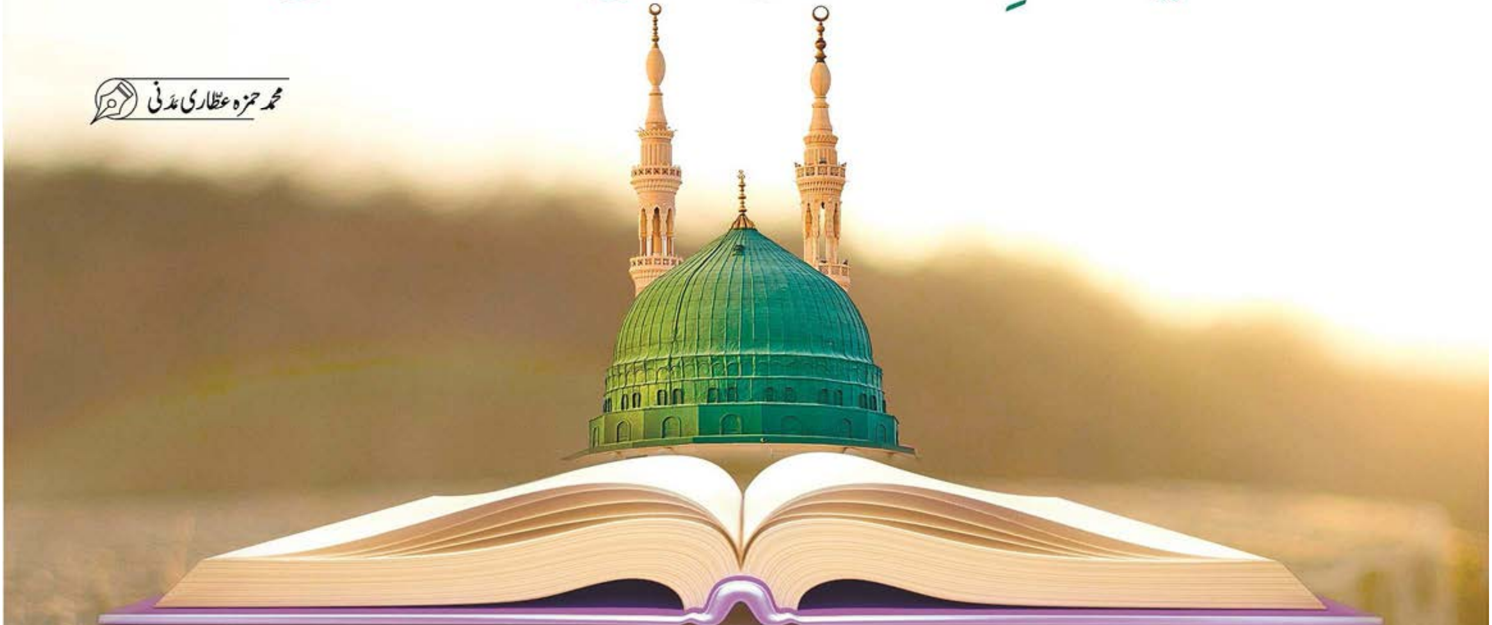

حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مَحَبَّت کو اس لئے محبت کہتے ہیں کہ یہ محبوب کے علاوہ دل سے ہر چیز کو مٹا دیتی ہے۔

(رسالہ قشیریہ، ص351)

بخاری شریف کی ذِکْر کردہ حدیثِ پاک میں والد، اولاد اور تمام لوگوں کا ذکر ہے، مگر اس میں بندے کی اپنی ذات بھی شامل ہے، لہٰذا اس حدیث سے مراد یہ نہیں کہ والد اور اولاد سے بڑھ کر تو محبت کرے لیکن اپنی ذات کو سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے زیادہ محبوب سمجھے، اگر ایسا ہوگا تو بھی ایمان اپنے کمال کو نہ پہنچا جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں سوائے اپنی جان کے آپ سے ہر چیز سے بڑھ کر محبت کرتا ہوں۔ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے عمر! جب تک میں تجھے تجھ سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں (تب تک ایمان کامل نہیں ہوگا)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: حُضور آپ مجھے مجھ سے بھی زیادہ پیارے ہوگئے ہیں۔ فرمایا: اے عمر! اب (تیرا ایمان کامل ہوگیا)۔

(بخاری، 4/283، حدیث: 6632، عُمدۃُ القاری، 1/222، تحت الحدیث: 14)

مَحَبَّت کا تقاضا: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی مبارک سنّت کو اپنایا جائے، آپ کے دِین کی مدد کی جائے، آپ کے اَقوال و اَفعال کی اِتّباع کی جائے، جن باتوں کا حکم دیا ان کو بَصَد شوق بجالایا جائے اور جن باتوں سے منع فرمایا ان سے باز رہا جائے۔

مَحَبَّت کرنے والوں کے تذکرے: 1 حضرت سیِّدُنا ثوبان رضی اللہ عنہ ایک دن حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ان کا رنگ مُتَغَیَّر (یعنی بدلا ہوا) تھا اور رَنج و مَلال ان کے چہرے سے نُمایاں تھا۔ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پریشانی کا سبب پوچھا۔ عرض کی: یَارسولَ اللہ! مجھے دَرد ہے نہ بیماری مگر جس وقت آپ کو نہیں دیکھتا بے تاب ہو جاتا ہوں، قِیامت کے دن اگر جنّت میں بھی جاؤں گا تو (اپنے اعمال کے مطابق مقام و مرتبہ پاؤں گا،) آپ تو انبیاء کرام علیہم السّلام کے ساتھ اعلیٰ مقام پر ہونگے، حُضور میں وہاں کس طرح پہنچوں گا اور آپ کی زیارت کیسے کروں گا؟ ان کی تسلی کے لئے قراٰنِ کریم کی یہ آیت نازِل ہوئی:

﴿ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىٕكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَۚ وَحَسُنَ اُولٰٓىٕكَ رَفِیْقًاؕ(۶۹) ﴾

تَرجَمۂ کنزُ الایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

(تفسیرِ بغوی، پ5، النسآء، تحت الآیۃ: 69، 1/358 مفہوماً)

2 امام سَفیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: مجھے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی قبر کی زیارت کرا دیجئے، اُسے قبر شریف دکھائی تو وہ عورت اس قدر بے تاب ہوئی کہ روتے روتے (اس کا) انتقال ہوگیا۔ (شرح بخاری للسّفیری، 1/408)

3 امام مالِک رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت اَیُّوب سَختِیانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب وہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارک ذِکْر سنتے تو اس قدر روتے کہ مجھے ان پر رحم آجاتا۔

4 امام ابنِ شہاب زُہری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذِکْر کیا جاتا تو آپ ایسے ہو جاتے گویا کہ نہ ہم ان کو جانتے ہیں اور نہ وہ ہمیں جانتے ہیں۔

5 حضرت عامر بن عبدُاللہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہم کے پاس جب سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذِکْر کیا جاتا تو وہ اس قدر روتے کہ آنکھوں میں آنسو باقی نہ رہتے۔

6 حضرت صَفْوان بن سُلَیم رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذکر ہوتا تو رو پڑتے اور اتنی دیر تک روتے رہتے کہ لوگ آپ کو چھوڑ کر چلے جاتے۔ (الشفاء، 2/41تا43 ملخصاً)

مَحَبَّتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حُصول کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کا مَدَنی ماحول ہے کہ جس سے منسلک ہونے والے ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد عشقِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جام بھر بھر کر پیا کرتے ہیں۔

سرشار مجھے کردے اِک جامِ لبالب سے
تا حشر رہے ساقی آباد یہ مے خانہ

اللہ کریم اپنے محبوب کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت میں جینا اور مرنا نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

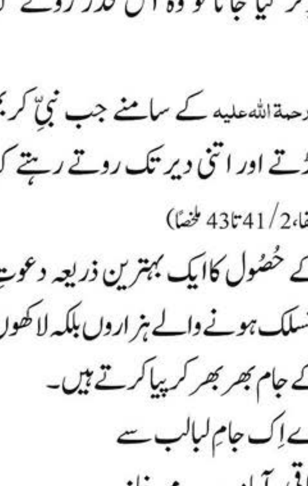

نماز، دُرود شریف، علمِ دین، توبہ اور سلام وغیرہ کی فضیلت سے متعلق فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور ان کی مختصر وضاحت پر مشتمل رسالہ "40 فرامینِ مصطفےٰ" آج ہی مکتبۃُ المدینہ سے ہدیۃً حاصل کیجئے یا دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ
www.dawateislami.net
سے مفت ڈاؤن لوڈ کیجئے۔

مَدَنی مذاکرے کے سُوال جواب

شیخ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 8 سوالات وجوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

1 نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کتنی محبت کرنی چاہئے؟

سُوال: پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کتنی محبت کرنی چاہئے؟

جواب: پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اپنے ماں باپ، آل اَولاد اور ہر پیاری چیز سے بڑھ کر محبت کرنا ضَروری ہے۔ "خطباتِ رَضویہ" میں ہے: اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهٗ یعنی خبر دار! اس کا اِیمان نہیں جس کو سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت نہیں۔

(خطباتِ رضویہ، ص6، دلائل الخیرات، ص47- مدنی مذاکرہ، 9ربیع الآخر 1441ھ)

نُقُوشِ اُلفتِ دنیا مِرے دل سے مٹا دینا
مجھے اپنا ہی دِیوانہ بنانا یَارَسُوْلَ اللہ

(وسائلِ بخشش مرمم، ص327)

2 کس کس چیز پر اِیمان لانا ضَروری ہے؟

سُوال: کس کس چیز پر اِیمان لانا ضَروری ہے؟

جواب: سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جو بھی لائے اس پر اِیمان لانا ضَروری ہے۔ سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر قراٰنِ کریم نازل ہوا اس کے ہر ہر حرف پر اِیمان لانا اور یہ یقین رکھنا بھی ضَروری ہے کہ سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جو فرمایا وہ حق ہی فرمایا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زبان پر جو بھی جاری ہوا وہ حق جاری ہوا۔ اِیمان یہ ہے کہ اللہ پاک اور اس کے سارے اَنبیائے کِرام علیہمُ الصّلوۃُ والسّلام اور تمام ضَروریاتِ دِین کو صدقِ دِل سے تسلیم کیا جائے۔ (مدنی مذاکرہ، 9ربیع الآخر 1441ھ)

3 سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پہلی وحی کی خبر سب سے پہلے کس کو دی؟

سُوال: جب پہلی وحی نازل ہوئی تو سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سب سے پہلے کس سے بیان فرمائی؟

جواب: جب پہلی وحی نازل ہوئی تو سب سے پہلے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرتِ بی بی خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/97- مدنی مذاکرہ، 9ربیع الآخر 1441ھ)

4 بارھویں شریف پر ہر چیز نئی کیوں اِستعمال کی جائے؟

سُوال: یاسیِّدی! بارھویں شریف پر آپ کی اکثر چیزیں نئی ہوتی ہیں، اِس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: خُوشی اور عید کے موقع پر اِنسان کی کوشش ہوتی ہے کہ نئی چیزیں استعمال کرے، اور عید میلادُ النّبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو عِیدوں کی بھی عِید ہے، یہ عِید نہ ہوتی تو نہ بَقَر عِید ہوتی اور نہ عِیدُ الفطر۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

(حدائقِ بخشش، ص178)

ہر چیز نئی ہونا مُمکن نہیں ہے، مکان کہاں سے نیا لائیں گے؟ اور بھی کئی چیزیں ہیں جو طاقت نہ ہونے کی وجہ سے اِنسان نئی نہیں لے سکتا۔ لیکن جتنی حیثیت ہو اُتنی نئی چیزیں ہونی چاہئیں،

جیسے عمامہ، ٹوپی، سربند، چادر، لباس، گھڑی، نقشِ نعلینِ پاک، چشمہ، چپّل، قلم، عطر کی شیشی اور مدنی جھنڈا وغیرہ چیزیں میں نئی لیتا ہوں۔ پُرانی چیزیں بھی اِستِعمال میں آجاتی ہیں، جیسے میرا چپّل کا اِستعمال کم ہے، کیونکہ حِفاظتی اُمور (Security) کی وجہ سے عام طور پر میرا باہَر جانا بہت کم ہوتا ہے، یُوں میری چپّل برسوں چل جاتی ہے۔ اِسی طرح چشمہ عُموماً تحریری کام کے وقت اِستِعمال کرتا ہوں، اس لئے یہ چیزیں کبھی نئی لیتا ہوں کبھی نہیں لیتا، یہ میرا انداز ہے، اگر آپ کو پسند آتا ہے تو آپ بھی یہ اپنا لیجئے۔

آئی نئی حکومت، سِکّہ نیا چلے گا
عالَم نے رنگ بدلا، صُبحِ شبِ وِلادت

(ذوقِ نعت، ص95)

جشنِ وِلادت کی رات اور صُبحِ بہاراں کے لئے یہ انداز اپنائیں، اللہ کرے محبّت کا یہ انداز بار گاہِ رِسالت میں قبول ہو جائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(مدنی مذاکرہ، 2ربیع الاول 1441ھ بالتغیر)

5 نئی چیزیں ربیعُ الاوّل کی کس تاریخ سے اِستِعمال کی جائیں؟

سُوال: نئی چیزیں پہلی ربیع الاوّل سے اِستِعمال کریں یا 12 ربیعُ الاوّل سے؟

جواب: ہم نے جو ترغیب دی ہے وہ 12 ربیعُ الاوّل کی ہے، 11 ربیعُ الاوّل کی شام سے اِہتمام کرلیا جائے۔

(مدنی مذاکرہ، 4ربیع الاول 1441ھ)

6 چندہ لے کر محفلِ میلاد کرنا کیسا؟

سُوال: رَبیعُ الاوّل شریف میں گلیاں سجائی جاتی ہیں تو اس کے لئے گھروں اور دکانوں پر جا کر چندہ لینا کیسا؟ نیز اگر بڑی محفلِ میلاد کروانی ہو تو چندہ کرکے محفل کرنا کیسا؟

جواب: جشنِ ولادت کے موقع پر اگر گلی سجانی ہے اور عاشقانِ رسول اس کے لئے چندہ اکٹھا کریں تو کوئی حرج نہیں جبکہ چندہ لینے کے لئے کسی کو دھمکی نہ دیں، کسی پر ظلم نہ کریں، اگر کوئی چندہ نہیں دیتا تو اسے ڈی گریڈ نہ کیا جائے اور اسے کنجوس وغیرہ نہ بولا جائے کہ یہ دل آزاری کا سبب اور گناہ کا کام ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 3ربیع الاول 1441ھ)

7 ربیعُ الاوّل میں جُمعہ کا روزہ رکھنا کیسا؟

سُوال: کیا ربیع الاوّل کے مہینے میں جُمعہ کے دِن کا روزہ رکھ سکتے ہیں؟

جواب: فتاویٰ رَضَویّہ میں ہے کہ خاص اِس لئے روزہ رکھنا کہ جُمعہ ہے تو جُمعہ کا روزہ رکھتا ہوں، یہ مکروہ ہے۔ لیکن یہ مکروہ ناجائز والا مکروہ نہیں ہے، بس ناپسندیدہ ہے۔ البتہ ویسے ہی کسی نے روزہ رکھ لیا یا جُمعہ کے دِن چھٹی ہے، اِس لئے روزہ رکھ لیا تو اب یہ مکروہِ تنزیہی یعنی ناپسندیدہ بھی نہیں ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، 10 / 559 ماخوذاً- مدنی مذاکرہ، 4ربیع الاول 1441ھ)

8 پُھولے نہیں سَماتے ہیں عطّار آج تو

سُوال: اِس شعر کی وَضاحت فرمادیجئے:

پُھولے نہیں سَماتے ہیں عطّار آج تو
دُنیا میں آج حامیِ عطّار آگئے

(وسائلِ بخشش مرمم، ص512)

جواب: ”پُھولے نہیں سَمانا“ ایک مُحاوَرہ ہے، جسے بہت زیادہ خوشی ہو رہی ہو اُس کے لئے یہ مُحاوَرہ بولا جاتا ہے۔ اِس شعر کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ جب کسی کا پیارا اور محبوب آتا ہے تو اُسے بہت خوشی ہوتی ہے اور آج (یعنی 12 ربیعُ الاوّل کو) اللہ کے پیارے، اللہ کے محبوب اور غم خوارِ اُمّت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے ہیں اِس لئے آج ”عطّار“[1] بہت خوش، بہت خوش اور بہت خوش ہے کہ اس کے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آج وِلادَت ہوئی ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 4ربیع الاول 1441ھ)

(1) امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ کا تخلص ”عطّار“ ہے۔ تخلص: شاعر کا وہ مختصر نام جسے وہ اپنے اشعار میں استعمال کرتا ہے۔ (فیروز اللغات، ص376)

دارالافتاء اہلسنت

دارالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزار ہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے تین منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 ربیع الاول کی سجاوٹ اور فلاحی کاموں میں حصہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میلاد شریف کے موقع پر جو شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے سجاوٹ وغیرہ کی جاتی ہے، بعض لوگ اس پر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کے بجائے فلاحی کاموں مثلاً کسی حاجت مند کی حاجت پوری کرنے، کسی غریب کی بیٹی کی شادی کرنے وغیرہ کاموں میں اتنی رقم لگادی جاتی۔ حالانکہ ان لوگوں کا اصل مقصود جائز سجاوٹ وغیرہ سے روکنا ہوتا ہے، فلاحی کاموں میں رقم لگوانا مقصود نہیں ہوتا۔ اس طرح کرنا کیسا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

میلاد شریف کے موقع پر شرعی حدود میں رہتے ہوئے سجاوٹ و چراغاں وغیرہ کرنا شرعاً جائز ہے اور اچھی نیت مثلاً اللہ تعالیٰ کی نعمت کا چرچا، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اظہارِ محبت وغیرہ ہو تو باعثِ ثواب بھی ہے۔ اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے، جائز کاموں پر اپنا مال خرچ کرنا شرع میں ممنوع نہیں ہے۔ فلاحی کاموں کی وجہ سے زندگی کے دوسرے شعبہ جات میں اس طرح کی پابندیاں ایسے لوگ نہیں لگاتے مثلاً ایسے لوگ یہ نہیں کہتے کہ: "لوگ اینڈرائیڈ موبائل کے بجائے سادہ معمولی قیمت والا موبائل لیں اور زائد رقم کو فلاحی کاموں پر خرچ کریں۔ گھروں میں ٹائلیں، مہنگے فانوس، قالین، پردے، صوفے، پلنگ، اے سی، کولر وغیرہ استعمال نہ کئے جائیں، کوٹھیوں اور بنگلوں وغیرہ بڑے گھروں میں کوئی نہ رہے بلکہ بقدرِ ضرورت رقم استعمال کرکے بقیہ رقم فلاحی کاموں میں لگائی جائے۔ اسی طرح عمدہ کپڑے کوئی نہ پہنے، عمدہ کھانے کوئی نہ کھائے، اچھے اسکولوں میں بچّوں کو کوئی نہ پڑھائے، مہنگی گاڑیوں میں سفر کوئی نہ کرے، مہنگی گاڑیاں کوئی نہ خریدے، بقدرِ ضرورت یہ چیزیں لے کر بقیہ رقم فلاحی کاموں میں لگائی جائے، شادی کے موقع پر مہنگے ہوٹلوں میں عمدہ کھانوں وغیرہ کا انتظام نہ کیا جائے، جہیز کے نام پر کثیر رقم خرچ نہ کی جائے بلکہ جس طرح نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی شہزادی سیّدہ فاطمہ رضی اللہُ عنہا کو سادہ جہیز دیا، اسی طرح آج بھی سادہ جہیز دیا جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔" بلکہ زندگی کے ان شعبہ جات میں خود یہ لوگ اپنے معاملے میں بھی اس اصول کو نہیں اپناتے، خود اپنی ذات کے لئے ساری سہولیات اپناتے ہیں، اس وقت غریبوں کی طرف بالکل دھیان نہیں جاتا، نیز شادی، جشنِ آزادی وغیرہ مواقع پر ہونے والی سجاوٹ و لائٹنگ پر بھی ان لوگوں کو غریبوں کا خیال نہیں آتا، جس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ان لوگوں کا مقصد صرف اور صرف نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیدائش مبارک کے موقع پر خوشی کرنے سے، سجاوٹ وغیرہ کرنے سے لوگوں کو روکنا ہے۔ حالانکہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو زینت لوگوں کے لیے نکالی اسے کس نے حرام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت کا چرچا کرنے کا حکم فرمایا ہے اور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ

علیہ واٰلہٖ وسلَّم یقیناً اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں اور اس عمل سے آپ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کا خوب چرچا ہوتا ہے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہر پیر شریف کو روزہ رکھ کر اپنا میلاد شریف منایا ہے۔ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان مسجد میں حلقہ لگائے اس نعمتِ عظمیٰ اور اس کے صدقے ملنے والی ہدایت پر اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے، جس پر ربِّ رحمٰن جلّ جلالہٗ نے ان کی تعریف فرمائی ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مُجِیْب	مُصَدِّق
محمد عرفان مدنی	مفتی محمد ہاشم خان عطاری

2 نامِ رسالت یا گنبدِ خضریٰ والا کیک

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ربیع الاول شریف میں کئی لوگ جشنِ عید میلاد النبی کے موقع پر کیک (cake) کاٹتے ہیں تو اس کیک پر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نام مبارک، گنبدِ خضریٰ شریف یا کعبہ شریف کا نقشہ بنا ہوتا ہے، اس کو چھری وغیرہ سے کاٹا جاتا ہے، کیا اس طرح کرنا درست ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

کیک (cake) پر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نام مبارک، کعبہ معظمہ یا گنبدِ خضریٰ کا نقشہ بنا کر اس پر چھری چلانا، اس کو کاٹنا ادب کے خلاف ہے، اس میں یہ قباحت ہے کہ لوگ کہیں گے: کیک کاٹنے والے نے گنبدِ خضریٰ یا کعبۂ معظمہ کو کاٹ دیا، ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا، ان کو کھالیا، معاذ اللہ۔ اور حکم شرع یہ ہے کہ جس طرح آدمی کے لئے برے کام سے بچنا ضروری ہے، یوہیں برے نام و بری نسبت سے بھی بچنا چاہیے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مُجِیْب	مُصَدِّق
ابو واصف محمد آصف عطاری	مفتی محمد ہاشم خان عطاری

3 ربیع الاول کی سجاوٹ اور بدنگاہی کا اندیشہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ ماہِ ربیع النور میں میلاد النبی کے سلسلے میں جو گلیاں اور بازار سجائے جاتے اور لائٹنگ کی جاتی ہے تو عورتیں اسے دیکھنے آتی ہیں جس سے بدنگاہی کا احتمال ہوتا ہے۔ لہٰذا اس مسئلے کی وجہ سے سجاوٹ چھوڑ دی جائے یا جاری رکھی جائے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سیدُ المرسلین، خاتم النبیین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے میلاد مبارک کے مہینے ربیع الاول میں مسلمان بالخصوص اللہ تعالیٰ کے اس عمیم و عظیم فضل و رحمت کے حاصل ہونے پر بطورِ تشکر، اظہارِ مسرت و تحدیث نعمت کے لئے مروّجہ جائز طریقے جیسے لائٹنگ کرنا اور پھولوں کی لڑیوں وغیرہ سے گلی محلے سجانا وغیرہ اختیار کرتے ہیں۔ یہ اُمور بلاشبہ شرعاً جائز و مستحسن ہیں جن پر قرآن و سنّت اور علمائے اُمّت سے کثیر دلائل موجود ہیں۔ رہی بات ان چند غیر شرعی باتوں کی کہ جو اس معاملے میں بعض جاہل اور ناسمجھ لوگوں کی طرف سے صادر ہوتی ہیں، جن میں سے بعض جگہوں پر بے پردہ عورتوں کا سجاوٹ دیکھنے آنا ہے، تو اس بنا پر وہ عمل کہ شریعت کی نظر میں مستحسن و خوب ہے ہرگز ممنوع و ناجائز نہ ہو جائے گا۔ بلکہ وہ اچھا عمل باقی رکھتے ہوئے اس میں آنے والی خرابی اور پیدا ہو جانے والی خامی دور کی جائے گی۔ جیسا کہ ایک ادنیٰ فہم رکھنے والا شخص بھی اتنی سمجھ رکھتا ہے کہ مثلاً شادی جو یقیناً ایک اچھا فعل ہے اسے لوگوں کی جاہلانہ غیر شرعی رسوم کی وجہ سے حرام قرار نہیں دیا جائے گا، بلکہ اس میں پائی جانے والی ناجائز باتیں ہی ختم کرنے کا کہا جائے گا۔ اسی طرح عام فہم انداز میں بات سمجھانے کے لئے مثال دی جاتی ہے کہ کپڑے پر نجاست لگ جائے تو کپڑا انہیں پھاڑا جائے گا بلکہ صرف نجاست دور کی جائے گی، اور بہت موٹی عقل والے کو بھی یہ موٹی سی مثال ضرور سمجھ آسکتی ہے کہ ناک پر مکھی بیٹھتی ہو تو خواہ کتنی ہی بار ایسا کرنا پڑے مکھی ہی اڑائی جائے گی، ناک ہرگز نہیں کاٹیں گے۔ لہٰذا سوال میں مذکور صورت میں بھی بہرحال ان عورتوں کے وہاں آنے کے سدِّ باب کے لئے ممکنہ ضروری اقدامات کئے جائیں اور اپنا یہ اچھا عمل جاری رکھتے ہوئے اسے حتی الامکان غیر شرعی باتوں سے بچایا جائے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مُجِیْب	مُصَدِّق
ابو رجا محمد نور المصطفیٰ عطاری مدنی	مفتی محمد ہاشم خان عطاری

قصیدۂ بُردہ شریف کب اور کیسے لکھا گیا؟

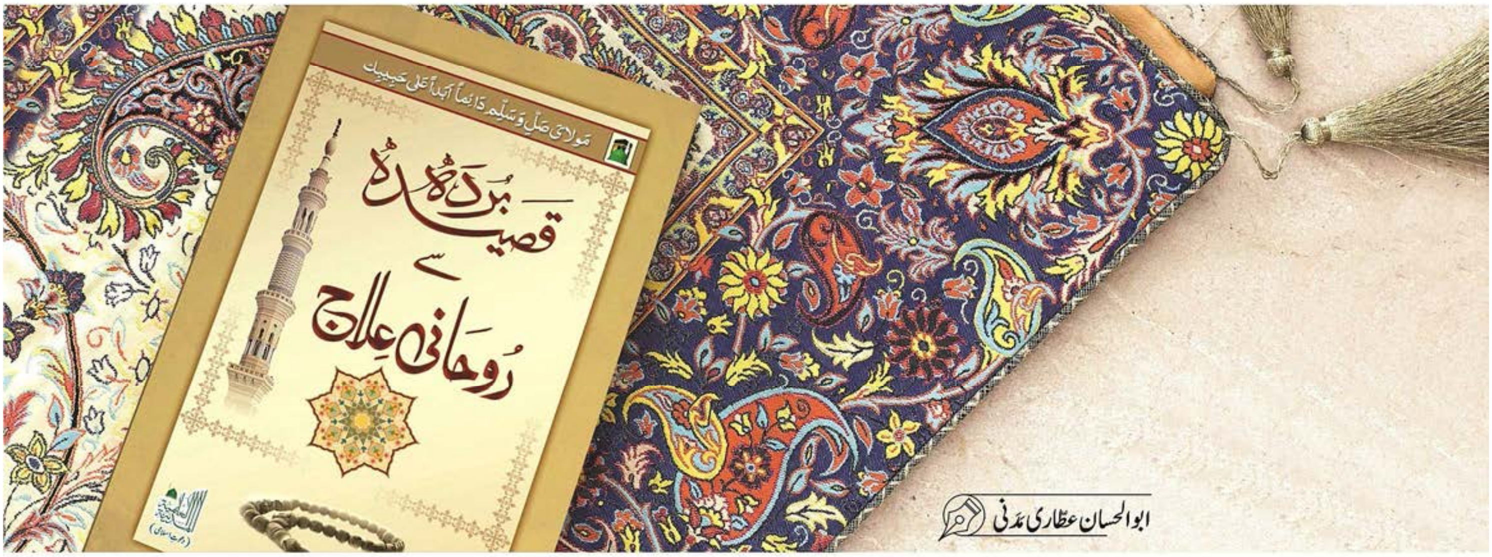

ابوالحسان عطاری مَدَنی

پیارے اسلامی بھائیو! اَشعار کی صُورت میں سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مَدح و ثَنا کرنے کا سلسلہ طویل عرصے سے جاری ہے۔ صَحابۂ کِرام علیہمُ الرِّضوان، تابِعین، تَبع تابِعین، عُلَمائے کامِلین اور مُحدِّثین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور دیگر عاشقانِ رسول ہر دَور میں محبوبِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مدح وثنا میں مصروف رہے ہیں۔

سدا بہار کلام: یوں تو ہر دَور میں سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعریف و توصیف میں دنیا کی مختلف زبانوں میں بے شمار کلام لکھے گئے لیکن چند کلام ایسے ہیں کہ وقت گزرتا رہا مگر ان کی مقبولیت اور شہرت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ انہی میں سے ایک "قَصِیدۂ بُردَہ" ہے جو سدا بہار اور تقریباً 750 سال سے مقبولِ خاص و عام ہے، اس قصیدے کا اصل نام "اَلْکَوَاکِبُ الدُّرِّیَّۃ فِی مَدْحِ خَیْرِ الْبَرِیَّۃ" ہے۔

قَصِیدَہ بُردَہ شریف کس نے لکھا؟ اس مبارک قصیدے کو لکھنے کی سعادت حضرت سیّدُنا امام شَرَفُ الدّین محمد بُوصِیری رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی۔ آپ اپنے زمانے کے ممتاز عالِم تھے جبکہ فَصاحَت وبَلاغَت میں تو آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔

خواب میں زیارت: ایک بار آپ کہیں سے واپس گھر تشریف لا رہے تھے۔ جب اپنی گلی میں داخل ہوئے تو ایک بُزرگ سے سامنا ہوا جنہوں نے پوچھا: کیا آپ نے گزشتہ رات خواب میں سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کی ہے؟ امام بُوصِیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اس رات زیارت نہیں کی تھی لیکن بزرگ کی یہ بات سُن کر میرا دل اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مَحبَّت اور عِشق سے سَرشار ہو گیا۔ گھر پہنچ کر جب میں سویا تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صَحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کے درمیان اس طرح موجود ہیں جس طرح ستاروں کے جُھرمٹ میں چاند جگمگاتا ہے۔ جب میں بیدار ہوا تو میرا دل محبت اور خوشی سے لبریز تھا اور اس کے بعد میں نے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مدح و ثنا میں کئی قصیدے لکھے۔

فالج دُور ہو گیا: امام بُوصِیری رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: (کچھ عرصے بعد) مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اور میرے جسم کا نِصف حصّہ مَفلُوج ہونے کے باعث میں چلنے پھرنے سے عاجز ہو گیا۔ میں نے اس حالت میں سوچا کہ سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعریف میں ایک قَصِیدَہ مُرتَّب کروں اور اس کے وسیلے سے اللہ پاک سے شفا طلب کروں، چنانچہ میں نے ایک قصیدہ تیار کیا۔ جب میں سویا تو خواب میں محمدِ عَرَبی، مکی مدنی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت ہوئی، میں نے پورا قصیدہ پڑھ کر سنایا۔ (قصیدہ سُن کر) سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے جسم پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا اور اپنی مبارک چادر مجھے اَوڑھا دی، جب میں نیند سے بیدار ہوا تو میرے جسم کا فالِج دُور ہو چکا تھا۔ (عَصِیْدَۃُ الشُّھْدَۃ، ص37، 39 مفہوماً)

شعر مکمل فرمایا: شارحِ قصیدۂ بُردہ شریف علّامہ سیّد عمر بن احمد آفندی حَنَفی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: حضرت سیّدُنا امام بُوصِیری رحمۃ اللہ علیہ نے جب خواب میں رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنا مُرتَّب کردہ قصیدہ سنایا تو یہ مِصرع سنا کر رُک گئے: فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْہِ اَنَّہٗ بَشَرٌ ارشاد ہوا: (آگے) پڑھو۔

عرض کی: یَارسولَ اللہ! مجھے اس شعر کا دوسرا مصرع نہیں مل سکا۔ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دوسرا مصرع سکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے امام! کہو: وَاَنَّہٗ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰہِ کُلِّھِمٖ (عَصِیْدَۃُ الشُّھْدَۃ، ص39) ان دونوں مصرعوں کا ترجَمہ یہ ہے: سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں ہمارے عِلم کی انتہا یہ ہے کہ آپ بَشَر (یعنی انسان) ہیں اور اللہ پاک کی تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

قصیدۂ بُردہ شریف سننے کی برکت: امام بُوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں بادشاہ کے ایک وزیر جن کا نام بہاؤُ الدّین تھا، انہوں نے قصیدۂ بُردہ شریف کی نقل (copy) حاصل کی اور یہ عہد کیا کہ اس قصیدۂ مبارکہ کو روزانہ ننگے سَر اور ننگے پاؤں کھڑا ہو کر سُنوں گا۔ اس انداز میں قصیدۂ بُردہ سننے کی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ ان کے دِین و دنیا کے بہت سے کام پورے ہوئے اور مصیبتیں دُور ہو گئیں۔ (طیب الوردہ، ص23)

قصیدۂ بُردہ شریف کی مقبولیت: اے عاشقانِ رسول! کسی کتاب یا کلام کی مقبولیت کی ایک دلیل اہلِ علم کا اسے ہاتھوں ہاتھ لینا اور اہمیت دینا بھی ہے۔ قصیدۂ بُردہ شریف کی عالمگیر مقبولیت اور شہرت کا عالَم یہ ہے کہ دنیا کی کثیر زبانوں میں اس کے ترجمے اور شُروحات موجود ہیں۔ بعض عاشقانِ رسول نے تو اس کا مکمل یا جُزوی ترجمہ مَنظُوم (یعنی اشعار کی صورت) میں بھی کیا ہے۔ مُتعَدَّد عُلَما اور شُعَرا نے اس مبارک قصیدے پر تَخْمِیس، تَسْبِیع، تَشْطِیر، تَذْیِیل اور تَضْمِین[1] لکھی ہیں۔ ایک عالِم صاحب کا بیان ہے کہ میں نے قَصِیدۂ بُردہ پر لکھی گئی 35 تَخْمِیسات دیکھی ہیں۔

(کشف الظنون، 2/1331، طیب الوردہ، ص10)

قصیدۂ بُردہ کی شُروحات: کثیر علمائے کرام نے قصیدۂ بُردہ کی شُروحات تحریر فرمائی ہیں یہاں تک کہ بعض عُلَمانے اس کی دو دو شروحات لکھیں، ایک مختصر دوسری تفصیلی۔ ایک عالِم صاحب نے قصیدۂ بُردہ شریف کی ایک شرح عَرَبی اور دوسری تُرکی زبان میں تحریر فرمائی۔ امام جلالُ الدّین محمد بن احمد مَحَلّی شافِعی، شارِحِ بخاری امام احمد بن محمد قَسطلانی اور علّامہ نورُ الدّین علی بن سلطان قاری رحمۃ اللہ علیہم جیسی مشہور علمی شخصیات نے بھی قصیدۂ بُردہ کی شروحات لکھی ہیں۔ (کشف الظنون، 2/1332)

قصیدۂ بُردہ شریف کی ایک شرح "عَصِیْدَۃُ الشُّھْدَۃ" کے نام سے مفتیِ مدینہ حضرت علّامہ سیّد عمر بن احمد آفندی حَنَفی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی جسے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ نے شائع کیا ہے۔

بیماریوں کا علاج: اے عاشقانِ رسول! ادب و تعظیم کے ساتھ قصیدۂ بُردہ شریف پڑھنا نہ صرف اَجر و ثواب کے حُصول کا باعث ہے بلکہ اس کی بدولت کئی دُنیوی آفات اور بیماریاں دُور ہوتی اور جائز مقاصد پورے ہوتے ہیں۔ بُزرگانِ دِین نے قصیدۂ بُردہ کی ایسی کثیر برکات کا ذِکر فرمایا ہے، مثلاً زبان میں لُکْنَت اور دَمَہ کا علاج، آسیب سے شِفایابی وغیرہ تفصیل جاننے کے لئے 22 صفحات پر مشتمل مکتبۃُ المدینہ کا مطبوعہ رِسالہ "قصیدۂ بُردہ سے رُوحانی علاج" ملاحظہ فرمائیے۔

فیضانِ قصیدۂ بُردہ کی ایک جھلک: پیارے اسلامی بھائیو! بارگاہِ رسالت مآب میں مقبول اس مبارک قصیدے کے فضائل اور خوبیوں کو ایک مختصر مضمون میں بیان کرنا دُشوار ہے۔ بہر حال! قصیدۂ بُردہ شریف ایک قول کے مطابق 161 اَشعار پر مشتمل ہے اور ہر شعر اپنی مثال آپ ہے، نَمونے کے طور پر قصیدۂ بُردہ شریف کے تین اَشعار اور ان کا ترجَمہ ملاحظہ فرمائیے:

(1) دَعْ مَا ادَّعَتْہُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّھِم
وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحاً فِیْہِ وَاحْتَکِمِ
(2) فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمِ
(3) فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ
حَدٌّ فَیُعْرِبَ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمِ

یعنی عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں جو دعویٰ کیا تھا (یعنی انہیں خدا یا خدا کا بیٹا کہا تھا) اسے چھوڑ دو اور اس کے علاوہ سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعریف میں جو چاہو کہو۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک ذات کی طرف جو شَرَف چاہو منسوب کرو اور آپ کی قدر و عظمت کو جس قدر چاہو بلند و بالا کہو کیونکہ آپ کی فضیلت کی ایسی کوئی حد نہیں ہے جسے انسان بیان کر سکے۔[2]

اللہ کریم ہمیں ادب و احترام کے ساتھ قصیدۂ بُردہ شریف پڑھنے، سمجھنے اور اس کی برکتیں پانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) تَخْمِیس، تَسْبِیع، تَشْطِیر، تَذْیِیل اور تَضْمِین علمِ شاعری کی اصطلاحات ہیں۔ قصیدے کے ہر شعر کے بعد ہم قافیہ و ہم رَدِیف تین مصرعوں کا اضافہ کرنا تَخْمِیس جبکہ پانچ مصرعوں کا اضافہ کرنا تَسبِیع کہلاتا ہے۔ ہر شعر کے درمیان دو مصرعوں کا اضافہ کرنے کو تَشْطِیر جبکہ ہر شعر کے نیچے چند مصرعوں کا اضافہ کرنے کو تَذْیِیل کہتے ہیں۔

(2) امام اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بیشک سوا اُلُوہیّت ومُسْتَلْزَمَاتِ الوہیت کے (یعنی خدا ہونے اور خدا کے لئے جو باتیں لازم ہیں ان کے علاوہ) سب فضائل و کمالات حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے لئے ثابت ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 14/686)

قصیدۂ حُجرۂ نبویہ (قسط:01)

(یہ وہ مبارک قصیدہ ہے جو روضۂ مبارک کی جالیوں پر لکھا گیا ہے)

مولانا راشد علی عطاری مَدَنی

سیّدِ کائنات، فخرِ موجودات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ اقدس اور صِفات مبارکہ کی خوبیوں کو تقریباً ہر زمانے اور ہر زبان ہی کے شاعروں نے مختلف نعتیہ کلاموں اور قصیدوں کے ذریعے بیان کرنے کی سعادت پائی ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ساری خَلقت میں سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی کی وہ ذات ہے، جس کی مدح و ثنا میں سب سے زیادہ اَشعار لکھے گئے ہیں۔ اَشعار کی صورت میں پیارے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ثنا خوانی کا یہ سلسلہ صحابۂ کرام کے دور سے لے کر آج تک تواتُر اور تسلسل کے ساتھ (Continuously) چلا آرہا ہے اور اِنْ شَآءَ اللہ رہتی دُنیا تک جاری رہے گا۔

وہی دُھوم اُن کی ہے ماشآءَ اللہ　　　مِٹ گئے آپ مِٹانے والے

چودہ صدیوں میں لکھے گئے اِن نعتیہ کلاموں اور قصیدوں میں سے بعض کو بہت شہرت اور مقبولیت حاصل رہی ہے۔ لیکن اِن میں سے ایک قصیدہ ایسا بھی ہے، جسے رسولِ عظیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضۂ مقدّسہ کے دَر و دِیوار کا قُرب پانے اور وہاں تحریر و نقش کئے جانے کا شرف حاصل ہوا ہے مگر افسوس! کہ اُس کے چند اشعار کو اب بہت ڈارک رنگ (Paint) کر کے چھپا دیا گیا ہے۔ روضۂ مقدّسہ کی دیواروں پر نقش ہونے کا شرف پانے کے سبب اس مبارک قصیدے کا نام "قَصِيْدَةُ الْحُجْرَةِ النَّبَوِيَّةِ الشَّرِيْفَة" ہے۔

یہ مبارک قصیدہ جس شخصیت نے تحریر کیا اس کا نام عثمانی خلیفہ، سلطان عبد الحمید خان بن سلطان احمد خان رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 1203ھ) ہے۔ یہ قصیدہ بارگاہِ نبوی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں بصورتِ استغاثہ عشق و مَحبت اور تعظیم و اَدب کا خوبصورت نذرانہ ہے۔ اِس قصیدے کے اَشعار میں جہاں رسولِ آخرُ الزماں صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں عرض و اِلتجا کا عُنصر نظر آتا ہے، وہیں پر اِس میں اسلامی عقائد اور نظریات کی زبردست ترجمانی کا رنگ جھلکتا ہے۔ اِس مبارک قصیدے میں سلطانِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے استِمداد (مدد مانگنے) کا مبارک طریقہ، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساری مخلوق کے لئے ہادی و راہنما (Guide) اور قاسمِ فضل و نعمت ہونے کا بیان ہے، کسی مقام پر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عَفو و کرم اور مقامِ محمود و منصبِ شفاعت کا تذکرہ ہے، کسی جگہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خَلقِ خُدا کے لئے حامی و مددگار ہونے اور بارگاہِ الٰہی میں مخلوقِ الٰہی کا عظیم اور بہترین وَسیلہ ہونے کا ذکر ہے اور جگہ جگہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تمام مخلوقات، حتی کہ اَنبیا و مُرسَلین علیہمُ السّلام سے بھی اَفضل و اَعلیٰ (Superior) ہونے اور

کائنات میں بے مِثل و بے مثال ہونے کا بیان ہے۔ یوں یہ مبارَک قصیدہ جہاں بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے فُیوض و برکات اور اِنعامات و نوازشات پانے کا ایک وَظیفہ اور ذریعہ ہے، وہیں پر اسلامی عقائد کی تعلیم و اِشاعت کا خوبصورت گُلدستہ اور گنجینہ ہے۔

یَاسَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ خُذْ بِیَدِیْ　　مَالِیْ سِوَاکَ وَلَا اَلْوِیْ اِلٰی اَحَدِ

اے میرے سردار! اے اللہ پاک کے پیارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم! میرا ہاتھ تھام لیجئے (مدد فرمائیے) آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے سِوا میرا کوئی نہیں ہے اور میں پھر کر کسی کی جانب نہیں دیکھتا۔[(1)]

فَاَنْتَ نُوْرُ الْھُدٰی فِیْ کُلِّ کَائِنَۃٍ　　وَاَنْتَ سِرُّ النَّدٰی یَاخَیْرَ مُعْتَمَدِیْ

اس لئے کہ تمام موجودات میں موجود ہدایت کا نور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہی تو ہیں۔ اور اے میرے بہترین ملجا و ماوا (پناہ گاہ و سہارے) آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم بخشش و سخاوت کا سرچشمہ ہیں۔

وَاَنْتَ حَقًّا غِیَاثُ الْخَلْقِ اَجْمَعِھِمْ　　وَاَنْتَ ھَادِی الْوَرٰی لِلّٰہِ ذِی الْمَدَدِ

اور دَرحقیقت آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہی تو ساری مخلوق کے یاوَر و مددگار ہیں۔ اور صداقت ونُصرت والے ربّ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہی ساری خَلقت (تمام مخلوقات) کے رہبر و راہنما ہیں۔[(2)]

یَامَنْ یَّقُوْمُ مَقَامَ الْحَمْدِ مُنْفَرِدًا　　لِلْوَاحِدِ الْفَرْدِ لَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَلِدِ

اے وہ سرورِ عالی مقام صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم! جو مقامِ حمد (مقامِ محمود) پر تَنِ تنہا ہی جلوہ فرما ہوں گے، اُس خدائے یکتا و تنہا کی بارگاہِ عالی میں جو نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اُس کی کوئی اَولاد ہے۔

یَامَنْ تَفَجَّرَتِ الْاَنْھَارُ نَابِعَۃً　　مِنْ اِصْبَعَیْہِ فَرَوَّی الْجَیْشَ ذَا الْعَدَدِ

اے وہ ساقیِ کوثر صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم! جن کی مقدَّس اُنگلیوں سے عالی مرتبہ اور عمدہ نہریں جاری ہوئیں، تو اس (رحمت والے پانی) نے بڑی تعداد والے لشکر کو سیراب کر دیا۔[(3)]

(بقیہ اگلی قسط میں)

---

(1) اس شعر میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو حرفِ نِدا "یا" کے ساتھ فریاد کے لئے پُکارا گیا ہے۔ شارحِ بخاری مفتی شریفُ الحق امجدی رحمۃُ اللہِ علیہ اس کا شرعی حکم بیان فرماتے ہیں کہ یارسولَ اللہ کہنا بلاشبہہ جائز و مستحسن (اچھا) اور زمانۂ رسالت سے آج تک تمام اُمّت میں رائج و معمول ہے۔ (فتاویٰ شارحِ بخاری، 1/285) اس موضوع پر اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ کا پورا رسالہ بنام "اَنْوَارُ الْاِنْتِبَاہ فِیْ حلِّ نِدَاءِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" فتاویٰ رضویہ کی 29ویں جلد میں موجود ہے۔

(2) سرکارِ اَقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم "ھَادِی الْوَرٰی" یعنی ساری مخلوق کو ہدایت دینے والے ہیں، کیونکہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو تمام مخلوقات کی طرف نبی اور رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور نبی و رسول کی تشریف آوری کا بنیادی مقصد ہی مخلوق کو سیدھی راہ دکھانا ہوتا ہے۔ چنانچہ قراٰنِ مجید میں نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے لئے ارشاد ہوتا ہے: ﴿ تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَاۙ ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سُنانے والا ہو۔ (پ18، الفرقان: 1) اور سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے خود ارشاد فرمایا: اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً یعنی میں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مسلم، ص210، حدیث: 1167)

(3) اِس شعر میں حضورِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے اُس عظیم معجزے کا ذکر کیا گیا ہے، جو متعدد دفعہ مختلف جگہوں میں کثیر جماعت کے سامنے ظاہر ہوا تھا، کہ ساقیِ کوثر صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی مبارک اُنگلیوں سے بطورِ معجزہ پانی کے چشمے جاری ہوگئے۔ یہ معجزہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے خصائص میں سے ہے۔

اُنگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر　　ندّیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ　　(حدائقِ بخشش، ص134)

قَصِيۡدَةُ الۡحُجۡرَةِ النَّبَوِيَّةِ الشَّرِيۡفَة (قسط:02)

مولانا راشد علی عطاری مَدَنی

گزشتہ سے پیوستہ

اِنِّیۡ اِذَا سَامَنِیۡ ضَيۡمٌ يُرَوِّعُنِیۡ　　اَقُوۡلُ يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ يَا سَنَدِیۡ

بے شک جب مجھے ڈرا اور گھبرا دینے والی کوئی ظُلم و زیادتی تکلیف پہنچاتی ہے تو میں کہتا ہوں: اے سیدوں کے سردار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اے میرے سہارے! (پناہ گاہ و مددگار، میری مدد فرمائیے)۔

كُنۡ لِیۡ شَفِيۡعاً اِلَی الرَّحۡمٰنِ مِنۡ زَلَلِیۡ　　وَامۡنُنۡ عَلَیَّ بِمَا لَا كَانَ فِیۡ خَلَدِیۡ

میری لغزشوں پر مولائے رحمٰن کی بارگاہِ بے نیاز میں میری شفاعت و سفارش فرمائیے۔ اور میرے وہم و خیال سے بھی بڑھ کر مجھ پر اِنعامات و اِکرامات فرمائیے۔[1]

وَانۡظُرۡ بِعَيۡنِ الرِّضَا لِیۡ دَائِماً اَبَداً　　وَاسۡتُرۡ بِفَضۡلِكَ تَقۡصِيۡرِیۡ مَدَی الۡاَمَدِ

اور مجھ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رضامندی و خوشنودی والی نگاہِ خاص رکھئے۔ اور اپنے فضل و اِحسان سے میری کوتاہیوں (غفلتوں) کو سدا کے لئے چُھپائے ہی رکھئے۔

وَاعۡطِفۡ عَلَیَّ بِعَفۡوٍ مِنۡكَ يَشۡمَلُنِیۡ　　فَاِنَّنِیۡ عَنۡكَ يَا مَوۡلَایَ لَمۡ اَحِدِ

اور اے میرے آقا و مولا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اپنے ایسے عَفو و کرم سے مجھ پر مہربانی فرمائیے جو اپنی آغوش میں مجھے لئے رہے (جو مجھے اپنے سائے میں لئے رہے) کیونکہ میں آپ کا ساتھ پاکر تنہا نہیں رہا۔

اِنِّیۡ تَوَسَّلۡتُ بِالۡمُخۡتَارِ اَشۡرَفِ مَنۡ　　رَقَی السَّمٰوٰتِ سِرِّ الۡوَاحِدِ الۡاَحَدِ

بے شک میں نے ایسے بااختیار (نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو اپنا وَسیلہ[2] بنایا ہے، جو بلندیوں پر چڑھنے والوں میں سب سے زیادہ عزت و عظمت والے ہیں، جو خدائے یکتا و تنہا کا اِک راز ہیں۔

رَبُّ الۡجَمَالِ تَعَالَی اللهُ خَالِقُهُ　　فَمِثۡلُهُ فِیۡ جَمِيۡعِ الۡخَلۡقِ لَمۡ اَجِدِ

حسن و جمال والے مصطفےٰ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خالق و مالک کتنی بلند شان والا ہے۔ پس آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مِثل میں نے ساری مخلوق میں کوئی نہیں پایا۔[3]

خَیْرُ الْخَلَائِقِ اَعْلَی الْمُرْسَلِیْنَ ذُرًی ذُخْرُ الْاَنَامِ وَ هَادِیْهِمْ اِلَی الرَّشَدِ

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ساری مخلوق سے بہترین، تمام رسولوں میں کمال درجے کی بلندی پانے والے، خَلقت (مخلوقِ الٰہی) کے سرمایہ و خزانہ ہیں اور راہِ راست و ہدایت کی طرف مخلوق کے رہبر و راہنما ہیں۔[(4)]

بِهٖ الْتَجَاْتُ لَعَلَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ لِیْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ فِیْ ظَنِّیْ وَ مُعْتَقَدِیْ

میں نے اِن (ملجاء وماوا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) ہی کی پناہ لی ہے، اِس اُمید پر کہ اللہ پاک میری بخشش و مغفرت فرمائے گا۔ یہی میرا گمان اور اعتقاد (عقیدہ) ہے۔

فَمَدْحُهٗ لَمْ یَزَلْ دَاْبِیْ مَدَی عُمُرِیْ وَحُبُّهٗ عِنْدَ رَبِّ الْعَرْشِ مُسْتَنَدِیْ

پس آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مِدحت کرنا عمر بھر میری عادت رہی ہے۔ اور مالکِ عرش کی بارگاہ میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت میرا سہارا اور آسرا ہے۔

عَلَیْهِ اَزْکٰی صَلَاةٍ لَمْ تَزَلْ اَبَداً مَعَ السَّلَامِ بِلَا حَصْرٍ وَلَا عَدَدِ

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر لاتعداد اور بے شمار سلام کے ساتھ اِنتہائی پاکیزہ دُرود ہو جو ابد تک جاری رہے۔

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ اَهْلِ الْمَجْدِ قَاطِبَةً بَحْرِ السَّمَاحِ وَ اَهْلِ الْجُوْدِ وَ الْمَدَدِ

اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سارے ہی آل واَصحاب پر (دُرود وسلام ہو) جو کہ عزت و بزرگی والے، فیَّاضی و بخشش کے سمندر اور سخاوت و مدد کرنے والے ہیں۔[(5)]

---

(1) منصبِ شفاعتِ کبریٰ نبیِّ اعظم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا عظیم خاصہ (خصوصیت) ہے۔ اس سے متعلق اسلامی عقیدہ ملاحظہ ہو: "ہر قسم کی شفاعت حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے لئے ثابت ہے۔ شفاعت بالوَجاہۃ، شفاعت بالمحبۃ، شفاعت بالاِذن، اِن میں سے کسی کا انکار وہی کرے گا جو گمراہ ہے۔" (بہارِ شریعت، 1/72)

شفاعت کرے حَشر میں جو رضاؔ کی سِوا تیرے کِس کو یہ قُدرت مِلی ہے (حدائقِ بخشش، ص188)

(2) کسی چیز کے ذریعے کو وَسیلہ کہا جاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی، 6/394) اور بلاشبہ ربّ تعالیٰ کی رحمت پانے اور اُس کی بارگاہِ عالی سے بخشش و مغفرت کی خیرات پانے کا سب سے پہلا اور بڑا ذریعہ و وَسیلہ ذاتِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ نبیِّ مکرَّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وَسیلے کی برکات کو یوں بیان فرماتے ہیں: دِین و دُنیا و جسم و جان میں جو نعمت کسی کو ملی اور ملتی ہے اور اَبد الآباد تک ملے گی سب حضور اَقدس خلیفۃُ اللہ الاَعظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے وسیلے اور حضور کے مبارَک ہاتھوں سے ملی اور ملتی ہے اور ابد الآباد تک ملے گی۔ (فتاویٰ رضویہ، 21/195)

(3) خلیفۂ چہارُم، امیرُ المؤمنین مولا علیُّ المرتضیٰ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: یَقُوْلُ نَاعِتُهٗ: لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم یعنی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نعت گو کہتا کہ میں نے آپ کی مِثل نہ آپ سے پہلے دیکھا، نہ آپ کے بعد۔ (شمائل النبی، ص21، حدیث:7) مفتی اَحمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ اس کے تحت فرماتے ہیں: حضرات صحابہ کرام تو حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی مِثل کیا دیکھتے، حضرت جبریل علیہ السّلام نے حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا مِثل نہ دیکھا۔ دیکھتے کیسے خُدا نے حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا مِثل بنایا ہی نہیں۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/58)

(4) سلطانِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ساری مخلوقات، حتیٰ کہ تمام نبیوں اور رسولوں سے بھی اَفضل و اَعلیٰ ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ اِس عقیدے کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ حضور پُرنور سیّدِ عالَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کا اَفضلُ المُرسلین و سیّدُ الاَوَّلین والآخِرین ہونا قطعی اِیمانی، یقینی، اِذعانی، اِجماعی، اِیقانی مسئلہ ہے جس میں خلاف (اختلاف) نہ کرے گا مگر گمراہ بد دِین بندۂ شیاطین (شیطانوں کا غلام)۔ (فتاویٰ رضویہ، 30/131)

خَلق سے اَولیا اَولیا سے رُسُل اور رَسولوں سے اَعلیٰ ہمارا نبی (حدائقِ بخشش، ص138)

(5) شفاء الفُؤاد بزیارۃ خیر العباد، ص143۔

اشعار کی تشریح

ابو الحسّان عطاری مدنی

پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے درود
یادگاریِ امت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش، ص305)

لفظ و معنی یادگاری: یاد رکھنا۔

شرحِ کلامِ رضا سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دنیا میں تشریف لاتے ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر اپنی اُمّت کے لئے دعائے مغفرت فرمائی نیز عُمْر بھر گناہ گارانِ اُمّت کو یاد کر کے اَشک باری اور دعائے مغفرت فرماتے رہے، ان مبارک اداؤں پر لاکھوں درود و سلام ہوں۔

حضرت سیّدتنا آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دنیا میں تشریف لاتے ہی سجدہ فرمایا۔ (مواہب لدنیہ، 1/66 ملخصاً) (سجدہ کر کے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہوئے:) رَبِّ هَبْ لِيْ أُمَّتِيْ خدایا! میری اُمّت کو میرے واسطے بخش دے۔ (اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے) خطاب ہوا: وَهَبْتُكَ أُمَّتَكَ بِأَعْلٰى هِمَّتِكَ میں نے تیری اُمّت کو بسبب تیری بلند ہمّتی کے بخش دیا، پھر فرشتوں سے ارشاد ہوا: اِشْهَدُوْا يَا مَلَائِكَتِيْ اَنَّ حَبِيْبِيْ لَمْ يَنْسَ أُمَّتَهُ عِنْدَ الْوِلَادَةِ فَكَيْفَ يَنْسَاهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اے میرے فرشتو! گواہ رہو کہ میرا حبیب اپنی اُمّت کو پیدا ہونے کے وقت نہ بھولا تو اُس کو قِیامت کے دن کس طرح بھولے گا۔

(الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح، ص104)

رحمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک مرتبہ دورانِ سفر دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور کچھ دیر دُعا کر کے طویل سجدہ فرمایا، تین مرتبہ ایسا کرنے کے بعد حاضرین سے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے رب سے اپنی اُمّت کے لئے سوال اور شفاعت کی تو اس نے مجھے تہائی اُمّت عطا فرمادی، اس پر میں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ پھر میں نے سر اٹھا کر اپنے رب سے دوبارہ اپنی امّت کے لئے سوال کیا تو اس نے مجھے تہائی اُمّت عطا فرمادی، بطورِ شکر میں سجدہ بجالایا اور پھر سر اٹھا کر رب تعالٰی سے اپنی امت کے لئے سوال کیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے میری امت کا آخری تہائی حصہ بھی عطا فرمادیا اور میں نے شکرانے میں سجدہ ادا کیا۔ (ابوداؤد، 3/117، حدیث:2775)

تیری آمد تھی کہ بیتُ اللہ مُجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بُت تھر تھرا کر گر گیا

(حدائقِ بخشش، ص52)

الفاظ و معانی مُجرے کو: سلامی کو (یاد رہے! لفظ مُجرا اردو ادب میں سلام کرنے کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے، شُعَرا اکثر اپنے کلام میں اس لفظ کو استعمال کرتے ہیں)۔ تھر تھرانا: کانپنا، لرزنا۔ ہیبت: رُعب

شرحِ کلامِ رضا سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دنیا میں تشریف آوری پر جو معجزات ظاہر ہوئے ان میں سے یہ بھی تھا کہ خانۂ کعبہ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور کعبۂ معظّمہ کے اِرد گرد موجود بُت سر کے بل گر پڑے۔

والدِ اعلیٰ حضرت مفتی نقی علی خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: جس وقت آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) پیدا ہوئے عبدُ المطلب خانۂ کعبہ میں تھے، دیکھا کہ بیتُ اللہ نے مقامِ ابراہیم میں سجدہ کیا اور بزبانِ فصیح کہا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اب مجھے خدا نے بُتوں کی نَجاست سے پاک کیا۔" اور ہُبَل نامی ایک بُت کہ کعبے میں رکھا تھا اور سارے بُت رُوئے زمین کے اوندھے گر پڑے تا (کہ) ظاہر ہو کہ آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے سبب سے بُت پرستی موقوف ہو جائے گی اور خدا پرستی جاری ہوگی۔ (الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح، ص181)

بُت خانوں میں وہ قہر کا کُہرام پڑا ہے
مِل مِل کے گلے روتے ہیں کفار و صنم آج

(ذوقِ نعت، ص81)

مُہرِ نُبوّت پہ لاکھوں سلام

مولانا راشد علی عطاری مدنی

حَجَرِ اَسْوَد کعبۂ جان و دل
یعنی مُہرِ نُبُوَّت پہ لاکھوں سلام [1]

الفاظ و معانی: حَجرِ اَسْوَد: سیاہ پتھر۔

شرح: مسلمانانِ عالَم کے لئے نماز کا قبلہ اور طواف کا مرکز تو مسجدِ حرام میں موجود کعبۂ مُشَرَّفہ ہے، لیکن دل و جان اور ایمان، بلکہ کعبے کا بھی قبلہ و کعبہ ذاتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے۔ اب اگر کسی کے سطحِ ذہن پر یہ سُوال نمودار ہو کہ نماز و طواف والے کعبے کے جُنُوب و مشرقی (SOUTH-EAST) کونے میں تو ایک جنّتی پتھر "حَجرِ اَسْود" نَصْب ہے، دل و جان کے کعبے کا حَجرِ اَسْوَد کیا ہے؟ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا شعر گویا اِسی سوال کا جواب ہے۔ چنانچہ امامِ عشق و محبت، عالِمِ قُرآن و سُنَّت، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ شعر کا معنیٰ اور خُلاصہ (Summary) یہ ہے کہ جانِ ایمان، رحمتِ عالَمیان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نُورانی سراپا (پورا جسمِ اقدس) دِل و جان کا کعبہ ہے اور اس کعبے کا حَجرِ اَسْوَد آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارَک شانوں (Blessed Shoulders) کے درمیان موجود مُہرِ نُبُوَّت ہے۔ اِس پیاری اور مُقدَّس مُہرِ مبارَک پر لاکھوں سلام ہوں۔

مُہرِ نبوَّت: سیّدُ الکُل، امامُ الرُّسل صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دونوں مبارَک شانوں کے درمیان کبوتری کے اَنڈے کے برابر ایک پیاری اور نُورانی مُہرِ نُبُوَّت تھی۔ یہ بظاہر سُرخی مائل اُبھرا ہوا گوشت معلوم ہوتا تھا، چنانچہ حضرتِ سیّدُنا جابر بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سُلطانِ دوجہان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دونوں مبارَک شانوں (یعنی کندھوں) کے درمیان "مُہرِ نبوّت" کو دیکھا جو کبوتری کے اَنڈے کی مقدار میں سُرخ اُبھرا ہوا گوشت تھا۔ (الشمائل المحمدیۃ، ص28، حدیث:16) حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس مُہرِ مبارَک کا ذِکْر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے) دو کندھوں کے بیچ میں کچھ اُبھرا ہوا گوشت تھا جس پر تِل تھے، اگر بغور دیکھا جاتا تو محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) پڑھنے میں آتا تھا جیسا کہ بعض روایات میں ہے۔ یہ حُضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی نبوّت کی علامت تھی، اسے "مُہرِ نبوَّت" کہتے تھے۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/45) مزید فرماتے ہیں: اسے مُہرِ نبوَّت اس لیے کہتے تھے کہ گزشتہ آسمانی کُتُب میں اس مُہر کو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خَاتَمُ النَّبِیّٖن ہونے کی علامت قرار دیا گیا تھا، وفات کے وقت یہ مُہر شریف غائب ہو گئی تھی۔ (مراٰۃ المناجیح، 1/318)

حضرتِ سیّدُنا علیُّ المُرتضیٰ شیرِ خُدا رضی اللہ عنہ مُہرِ نبوَّت کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں: بَیْنَ کَتِفَیْہِ خَاتَمُ النُّبُوَّۃِ وَھُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ یعنی رسولِ عظیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مُقدَّس کندھوں کے بیچ میں مُہرِ نُبوَّت تھی اور آپ خاتَمُ النبیین (یعنی تمام نبیوں میں آخری نبی) ہیں۔

(الشمائل المحمدیۃ، ص20، حدیث:6)

(1) یہ شعر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ دیوان "حدائقِ بخشش"، ص303 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ سے لیا گیا ہے۔

صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

مولانا عدنان احمد عطّاری مَدَنی

پیارے نبی صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیاری زبان سے نکلنے والی ہر بات پیاری اور نرالی ہے، ہر دُعا مقبول ہو جانے والی ہے۔ پیارے صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے بھی ان پیاری پیاری دعاؤں سے خوب برکتیں پائی ہیں۔ ان برکتوں میں ایمانی، روحانی، علمی، جسمانی اور مالی ہر طرح کی برکتیں شامل ہیں، آیئے! جسمانی برکت ملنے کے کچھ ایمان افروز واقعات پڑھئے اور اپنے ایمان و روح کو جِلا بخشئے۔

سردی اور گرمی نہ لگتی: حضرت سیّدُنا مولیٰ علی مشکل کُشا کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم گرمیوں میں گرم کپڑے اور سردیوں میں ٹھنڈے کپڑے پہنتے تھے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا: رسولُ اللہ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے غزوۂ خیبر کے دن مجھے بلانے کے لئے کسی کو بھیجا، اس وقت میری آنکھیں دُکھ رہی تھیں۔ میں نے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا تو آپ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنا لُعابِ دہن (تُھوک مبارک) میری آنکھوں میں لگایا اور ساتھ میں یہ دُعا بھی فرمائی: اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنْہُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ یعنی اے اللہ! علی سے گرمی اور سردی دُور فرمادے۔ اُس دن سے مجھے نہ تو گرمی لگتی ہے اور نہ ہی سردی۔[1] **بھوک کبھی نہ لگی:** ایک مرتبہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہُ عنہا بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں تو چہرہ بھوک کی شدت سے زرد ہو رہا تھا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دُعا کی: اے اللہ! بھوکے کا پیٹ بھرنے والے، اے عاجز کو بلند کرنے والے! تو فاطمہ بنتِ محمد کو بھوکا مت رکھ۔ (دُعا کی برکت ظاہر ہوئی اور) اسی وقت بی بی فاطمہ رضی اللہُ عنہا کے چہرۂ مبارکہ کی زردی پر سرخی غالب آگئی، بعد میں کسی نے پوچھا تو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہُ عنہا نے فرمایا: اس کے بعد میں کبھی بھوکی نہیں ہوئی۔[2] **وَرم دُور ہو جاتا:** حضرت حَنْظَلہ بن حِذْیَم رضی اللہُ عنہ ابھی لڑکے تھے، والدِ ماجد نے بارگاہِ نبوی میں دُعا کے لئے عرض کی تو نبیِّ رحمت صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو قریب بلایا پھر آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے سَر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور یہ دُعا دی: اللہ تجھے برکت دے، (اس دعا کی برکت کا ظہور کچھ یوں ہوا کہ) جب کسی بکری یا اونٹنی کا تھن سوج جاتا یا آدمی کے جسم پر کسی جگہ سُوجَن آجاتی تو آپ بِسْمِ اللہ کہہ کر اپنے سَر پر اسی جگہ مسح کرتے جہاں نبیِّ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دستِ کرم پھیرا تھا پھر اپنا ہاتھ وَرم کی جگہ پر پھیرتے تو وَرم دُور ہو جاتا۔[3] **بوڑھے نہ ہوں گے:** حضرت عبدُ اللہ بن عُتبہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میں پانچ یا چھ سال کا لڑکا تھا نبیِّ رحمت صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے اپنی مبارک گود میں بٹھایا اور میرے لئے اور میری اولاد کے لئے برکت کی دعا دی۔ (اس دعا کا یہ فائدہ ہوا کہ) یہ پہچان بن گئی کہ یہ لوگ بوڑھے نہیں ہوں گے۔[4] **عمر 94 سال مگر جسم توانا:** حضرت سائب بن یزید رضی اللہُ عنہ 94 سال کی عمر میں بھی قوی اور توانا تھے اور یقین سے فرماتے تھے کہ مجھے اپنے کانوں اور آنکھوں سے جو فائدہ حاصل ہو رہا ہے وہ دعائے رسول کی برکت سے ہے، میں بچپن میں بیمار ہوا تو خالہ مجھے بارگاہِ رسالت میں لے آئیں، رحمتِ عالَم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے

میرے سَر پر اپنا دستِ اقدس پھیرا اور برکت کی دعا کی۔[5] **15سال کے لگتے:** ایک موقع پر حضرت ابو قَتادہ رضی اللہ عنہ کو دعا سے نوازا: اے اللہ! اس کے بال اور کھال میں برکت دے۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا انتقال 70 سال کی عمر میں ہوا لیکن دیکھنے میں آپ 15 سال کے لگتے تھے۔[6] **کوئی بال سفید نہ ہوا:** حضرت عَمرو بن حَمِق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو دودھ سے سیراب کیا تو زبانِ رسالت پر یہ دعائیہ کلمات آئے: اے اللہ! تو اس کی جوانی کو اس کے لئے نفع بخش بنادے۔ (اس دعا کی یہ برکت ظاہر ہوئی کہ) آپ رضی اللہ عنہ 80 سال کے ہوگئے مگر آپ کا کوئی بال سفید نہ دیکھا گیا۔[7] **داڑھی سفید بال سے خالی:** ایک مرتبہ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے پانی مانگا تو حضرت ابو زید عَمرو بن اَخْطَب انصاری رضی اللہ عنہ نے ایک برتن میں پانی پیش کر دیا، پانی میں بال تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے اس بال کو نکال لیا، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے آپ کو دُعا دی: اے اللہ! اسے حُسن و جمال سے نواز دے، 94سال کی عمر میں بھی آپ کی داڑھی میں کوئی سفید بال نہیں تھا۔[8] **چہرے پر جُھریاں نہ آئیں:** ایک روایت میں ہے کہ نبیِّ رحمت نے حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ کے سَر اور داڑھی پر دستِ اقدس پھیرا اور یہ دُعا دی: الٰہی! اسے حسن و جمال سے نواز اور اس کے حسن کو ہمیشگی عطا فرما۔ آپ کی عمر 100 سے بڑھ گئی مگر سَر اور داڑھی کے صرف چند بال سفید ہوئے، چہرے پر جُھریاں نہ پڑیں اور چہرے کی بشاشت و رونق آخری عمر تک قائم رہی۔[9] **کوئی دانت نہ گرا:** حضرت نابغہ جَعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر کچھ اشعار کہے، ایک شعر پر پہنچا تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے دعا دی: تو نے سچ کہا! اللہ تیرے دانت نہ گرائے، آپ رضی اللہ عنہ کی بقیہ عمر خوبصورت دانتوں کے ساتھ گزری، آپ کے دانت برف سے زیادہ سفید تھے، 100 سال کی عمر ہونے کے باوجود کوئی دانت نہیں گرا، ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی دانت گر جاتا تو اس کی جگہ دوسرا دانت نکل آتا تھا اور یوں معلوم ہوتا جیسے گرا ہی نہیں تھا۔[10] **پاؤں کی معذوری ختم ہوگئی:** حضرت ثابت بن زید حمصی رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسولَ اللہ! میرے پاؤں میں لنگڑاہٹ ہے جو زمین کو نہیں چھو پاتا، رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ان کے لئے دعا کی تو پاؤں بالکل ٹھیک ہوگیا یہاں تک کہ دوسرے صحیح پاؤں کی طرح ہوگیا۔[11] **پاؤں سیدھے ہوگئے:** حضرت لَقیط بن صَبِرَہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے دونوں پیروں میں ایسا ٹیڑھا پن تھا کہ دونوں پاؤں زمین پر (سیدھے) نہیں لگ پاتے تھے، رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے دعا کی تو میں زمین پر (سیدھا) چلنے لگا۔[12] **مَرَضِ بَرَص دور ہوا:** حضرت ولید بن قیس رضی اللہ عنہ کو برص کا مرض تھا، رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ان کے لئے دعا کی تو اس کی برکت سے آپ رضی اللہ عنہ صحت یاب ہوگئے۔[13] **اولاد میں برکت:** حضرت بُھَیَّسَہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئی، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے مجھے دعا سے نوازا، اس کے بعد میرے سَر پر ہاتھ پھیرا اور مجھ سمیت میری اولاد کو بھی دعا دی۔ (دعائے نبوی کی برکت سے ان کے ہاں کثیر اولاد ہوئی جن میں سے 20 حضرات نے شہادت کا مرتبہ بھی پایا تھا۔)[14] **گھوڑے سے کبھی نہ گرے:** ایک مرتبہ حضرت جَریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں یوں عرض کی: میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا، یہ سُن کر نبیِّ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اپنا دستِ اقدس آپ کے سینے پر مارا اور دعاؤں سے نوازا: اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِياً مَهْدِيّاً ترجمہ: الٰہی! اسے ثابت رکھ، اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنادے۔[15] حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دعائے نبوی ملنے کے بعد میں اپنے گھوڑے سے کبھی نہیں گرا۔[16]

اللہ کریم ہمیں بھی پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی دعاؤں کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

(1) ابنِ ماجہ، 1/83، حدیث:117 (2) دلائل النبوۃ للبیہقی، 6/108، دلائل النبوۃ للاصبہانی، ص275 ملخصاً (3) تاریخ کبیر، 3/41، زرقانی علی المواھب، 5/460 (4) دلائل النبوۃ للبیہقی، 6/215 ملخصاً (5) بخاری، 2/485، حدیث: 3540 (6) سیرت حلبیہ، 3/9 (7) الاصابہ، 4/514 (8) مسند امام احمد، 8/444، حدیث: 22944 ملخصاً (9) مسند امام احمد، 7/384، حدیث: 20759 (10) زرقانی علی المواھب، 12/35 (11) اسد الغابہ، 1/347، سبل الھدیٰ والرشاد، 10/204 (12) معجم کبیر، 19/218 ملخصاً (13) معجم کبیر، 22/151 (14) الاصابہ، 8/54 (15) مسلم، ص1032، حدیث: 6364 (16) بخاری، 3/125، حدیث: 4357۔

کُتب کا تعارف

حافظ عرفان حفیظ عطاری مدنی

حضرت سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: مَنۡ اَحَبَّ شَیۡئًا اَکۡثَرَ مِنۡ ذِکۡرِہٖ یعنی جو کسی سے محبت کرتا ہے وہ اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔(جامع صغیر، ص507، حدیث: 8312) محبتِ رسول کا تقاضا ہے کہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معجزات اور اوصاف کا تذکرہ کیا جائے تاکہ اُنہیں سُن کر محبتِ رسول میں اضافہ ہوتا رہے اور عمل کا جذبہ پیدا ہو۔

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ کے سیرتِ مصطفےٰ پر تحریری بیانات و رسائل میں سے 5 کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے: **1 صبحِ بہاراں** نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمدِ مبارک پر خوشی منانا، گھروں کو سجانا، محافل و اجتماعات کا انعقاد، جلوسِ میلاد اور صدقہ و خیرات مسلمانوں میں رائج ہے۔ ان معمولاتِ اہلِ سنّت کے دلائل و فضائل کو آسان انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ربیعُ الاوّل (بالخصوص اجتماعِ میلاد و جلوسِ میلاد کی شرعی و تنظیمی احتیاطوں) کے بارے میں امیرِ اہلِ سنّت کا مکتوب بھی شامل ہے۔ جشنِ ولادت منانے کی نیّتیں بھی درج کی گئی ہیں۔ اس رسالے کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کا ترجمہ دنیا کی 27 زبانوں میں ہوچکا ہے۔ **2 سیاہ فام غلام** رسولِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معجزات پر مشتمل مختصر اور جامع رسالہ جس میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نورانیت، بے مثال بشریت اور ایمانِ والدینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں دلائل بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ اس کا 6 زبانوں میں ترجمہ ہوچکا ہے، آخر میں مصافحہ کے مدنی پھول بھی درج کئے گئے ہیں۔ **3 بھیانک اونٹ** اس رسالے میں تبلیغِ دین کی خاطر پیارے مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی قربانیوں کا تذکرہ ہے۔ اعلانِ نبوت کے بعد آنے والی آزمائشوں اور نیکی کی دعوت کے فضائل پر مبنی اس رسالے میں مبلّغین اور عاشقانِ رسول کے لئے سیکھنے کے بے شمار مدنی پھول ہیں۔ یہ رسالہ بھی 5 مختلف زبانوں میں دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ آخر میں بیٹھنے کے 18 مدنی پھول بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ **4 بُڈھا پُجاری** 6 مختلف زبانوں میں موجود اس رسالے میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بِعْثَت سے پہلے دنیا کی حالت کا بیان اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادتِ مبارکہ کا ذکر ہے۔ ناخن کاٹنے کے مدنی پھول بھی رسالے کا حصّہ ہیں۔ **5 نور والا چہرہ** بچوں کی سچّی کہانیوں پر مشتمل رسائل میں سے ایک رِسالہ **”نور والا چہرہ“** بھی ہے۔ اس رسالے میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بچپن کے ایمان افروز واقعات کے ساتھ ساتھ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک ہاتھ کے 8 معجزات کا دلکش بیان بھی ہے نیز ویڈیو گیمز (Video Games) کی تباہ کاریوں کو بھی ذکر کیا گیا ہے اس رِسالے کا 14 زبانوں میں ترجمہ ہوچکا ہے۔ تمام رسائل میں حسبِ موقع دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں کی مدنی بہاریں بھی درج کی گئی ہیں۔ آپ ان رسائل کو مکتبۃُ المدینہ سے ہدیۃً حاصل کر سکتے ہیں اور دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ سے پڑھ سکتے ہیں نیز ڈاؤن لوڈ (download) اور پرنٹ آؤٹ (Printout) بھی کرسکتے ہیں۔ www.dawateislami.net

مِثالی تجارت

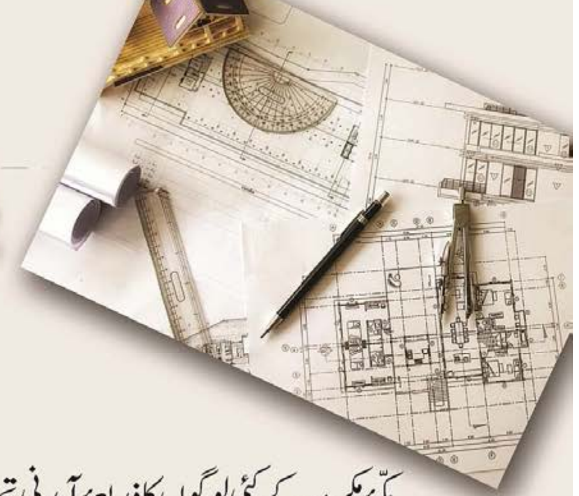

محمد عمر فیاض عطاری مدنی

مکّۂ مکرمہ کے کئی لوگوں کا ذریعۂ آمدنی تجارت تھا۔ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی تجارت کی غرض سے دو مرتبہ شام اور ایک مرتبہ یمن کا سفر فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سب سے پہلا تجارتی سفر 12 سال کی عمر میں اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ ملکِ شام کی جانب کیا۔ (ترمذی، 5/356، حدیث:3640، سیرتِ مصطفٰی، ص86) حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایسی راست بازی، صِدق و امانت اور دیانت داری کے ساتھ تجارت فرمائی جس کی مثال عالَم میں کہیں نہیں ملتی۔

ایک کامیاب تاجر کو سچّائی، امانت و دیانت داری، وعدہ کی پابندی اور خوش اَخلاقی جیسی عمدہ صفات سے مُزَیَّن ہونا ضروری ہے۔ نبیِّ کریم علیہ السَّلام میں یہ تمام خوبیاں بدرجۂ اَتَم پائی جاتی تھیں۔ **تجارت اور وعدہ کی پابندی** حضرتِ سیّدنا عبدُاللہ بن ابی الحَمْساء رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: حضورِ انور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اعلانِ نبوّت سے قبل میں نے حُضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے خرید و فروخت کا مُعامَلہ کیا، کچھ رقم میں نے ادا کردی، کچھ باقی رَہ گئی تھی، میں نے وعدہ کیا کہ ابھی آکر باقی رقم بھی ادا کرتا ہوں۔ اتّفاق سے تین دن تک مجھے یاد نہ آیا، پھر جب میں اس جگہ پہنچا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اسی جگہ منتظر پایا، مگر میری اس وعدہ خلافی سے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ماتھے پر شکن تک نہ آئی، صرف اتنا فرمایا: نوجوان! تم نے مجھے مشقّت میں ڈال دیا میں اس مقام پر تین دن سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ (ابوداؤد، 4/388، حدیث:4996) **کبھی جھگڑا نہ کیا** اسی طرح ایک صحابیِ رسول حضرتِ سیّدنا سائِب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اعلانِ نبوّت سے پہلے میرے شریکِ تجارت (Business Partner) تھے اور بہت اچھے شریک تھے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کبھی لڑائی جھگڑا نہیں کیا۔ (ابوداؤد، 4/342، حدیث: 4836 مفہوماً) **سفرِ شام** جب نبیِّ کریم علیہ السَّلام کی عمر شریف تقریباً پچیس (25) سال کی ہوئی تو آپ کی اَمانت و صَداقت کی بنا پر حضرتِ سیّدَتُنا خدیجہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے اپنا تجارت کا سامان ملکِ شام بھیجنے کے لئے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو پیغام بھیجا اور دُگنے مُعاوضے کی پیشکش کی۔ حضورِ انور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی پیشکش منظور فرمالی اور سامانِ تجارت لے کر ملکِ شام کو روانہ ہوگئے، اس سفر میں حضرت سیّدَتُنا خدیجہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا غلام مَیْسَرہ بھی ساتھ تھا۔ یہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا شام کی جانب دوسرا تجارتی سفر تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بہت جلد تجارت کا مال فروخت کرکے مکّۂ مُکرَّمہ واپس تشریف لے آئے۔ واپسی میں جب آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا تجارتی قافلہ شہرِ مکّہ میں داخل ہونے لگا تو حضرتِ سیّدَتُنا خدیجہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ایک بالاخانے سے تجارتی قافلے کی آمد کا منظر دیکھ رہی تھیں، جب ان کی نظر حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر پڑی تو انہوں نے دیکھا کہ دو فرشتے نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سرِ مبارک پر دھوپ سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔ (مدارج النبوۃ، 2/27 ملخصاً)

تاجر اسلامی بھائیو! نبیِّ کریم علیہ السَّلام کے اندازِ تجارت کو اپنانے میں دنیا و آخرت کی بھلائیاں پوشیدہ ہیں۔ اللہ تعالٰی ہمیں نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حقیقی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تجارتی سفر

عبدالرحمٰن عطاری مدنی

کسبِ حلال کے لئے جدّوجہد کرنا انبیائے کِرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کا طریقہ رہا ہے، ان پاکیزہ ہستیوں میں سے کوئی کپڑے سینے کا کام کرتے تھے تو کوئی کھیتی باڑی کرکے تو کوئی لکڑی کا کام کرکے رزقِ حلال طلب کیا کرتے۔ ہمارے پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی کسبِ حلال کے لئے کوشش فرمائی، آپ نے اُجرت پر گلّہ بانی کی، تجارت بھی فرمائی اور اس کیلئے ملکِ شام اور یمن وغیرہ کا سفر اختیار فرمایا۔ آپ نے دورانِ تجارت لڑائی جھگڑے سے پرہیز کیا، وعدے پاسداری کی اور صَبْر، حِلْم، عَفْو و دَرگُزر اور دیانتداری کا مُظاہَرہ کیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تجارتی اَسفار میں اپنے اَخلاقِ کریمانہ، حُسْنِ مُعامَلہ اور صِدْق و دِیانت کی وجہ سے "صادِق و اَمین" کے لقب سے مشہور ہوچکے تھے۔ کفّارِ مکّہ اگرچہ آپ کے بدترین دشمن تھے مگر اس کے باوجود آپ کی اَمانت و دِیانت ہونے پر ان کو اس قدر اِعتماد تھا کہ وہ اپنے قیمتی مال و سامان کو آپ کے پاس بطور امانت رکھواتے تھے۔ اَلْغَرَض ایک تاجر کے اندر جو خُوبیاں ہونی چاہئیں وہ سب ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ بابرکات میں کامل طور پر موجود تھیں۔

تجارت کیلئے یمن کی طرف سفر سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خاندانی پیشہ تجارت تھا اور چونکہ آپ بچپن میں اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ کئی بار تجارتی سفر فرما چکے تھے جس سے آپ کو تجارتی لین دین کا کافی تجربہ حاصل ہوچکا تھا۔ اس لئے ذریعۂ معاش کے لئے آپ نے تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا اور تجارت کی غرض سے مختلف مقامات پر سفر کئے۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جو تجارتی سفر حضرتِ خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے لئے کئے، ان میں سے دو سفر یمن کی جانب بھی تھے، چنانچہ روایت میں ہے: حضرتِ سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جُرَش (یمن میں ایک مقام) کی طرف دو بار تجارت کیلئے بھیجا اور ان میں سے ہر سفر ایک اونٹنی کے عوض تھا۔ (مستدرک، 4/178، حدیث:4887)

تجارت کیلئے بحرین کی طرف سفر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اعلانِ نبوت سے پہلے تجارت کیلئے بحرین کی طرف سفر کرنے کا بھی ذکر ملتا ہے، چنانچہ آپ کی خدمت میں عرب کے دور دراز مقامات سے وفود (Delegations) حاضر ہوتے تھے، ان ہی وفود میں بحرین سے وفدِ عبدُالقیس بھی آیا، آپ نے اہلِ وفد سے بحرین کے شہروں کے نام لے کر وہاں کے احوال دریافت فرمائے تو انہوں نے تعجب سے پوچھا: یارسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان! آپ تو ہم سے بھی زیادہ ہمارے شہروں کے نام جانتے ہیں! آپ نے ارشاد فرمایا: میں تمہارے شہروں میں ٹھہرا ہوں اور میرے لئے ان شہروں میں کشادگی کردی گئی تھی۔ (مسند احمد، 5/296، حدیث: 15559 ملتقطاً)

تجارت کی غلطیوں کی اصلاح میں رسولُ اللہ کا کردار جیسے ہمارے زمانے میں تجارت کے شعبے میں مختلف بُرائیاں مثلاً دھوکا دہی، عیب والی چیز بیچنا، ملاوٹ کرنا، غلے کی ذخیرہ اندوزی وغیرہ پائی جاتی ہیں، زمانۂ جاہلیت میں بھی یہ خرابیاں عام تھیں، ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جہاں زندگی کے دیگر شعبوں کی خامیوں کو درست کیا وہیں اس شعبے میں پائی جانے والی غلطیوں کی بھی اصلاح فرمائی، چنانچہ اس کی 3 مثالیں ملاحظہ کیجئے:

1 دھوکا دہی کی مذمت میں ارشاد فرمایا: جس نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا وہ ہم سے نہیں۔ (مسلم، ص64، حدیث:283) 2 عیب والی چیز

بیچنے کے متعلّق ارشاد فرمایا: جس نے عیب والی چیز بیچی اور اس کا عیب ظاہر نہ کیا وہ ہمیشہ اللہ پاک کی ناراضی میں ہے اور ہمیشہ فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ (ابن ماجہ،3/59،حدیث2247) **3** غلّے کی ذخیرہ اندوزی کے بارے میں ارشاد فرمایا: جس نے مسلمان پر غلّہ روک دیا، اللہ پاک اُسے جذام (کوڑھ) اور افلاس میں مبتلا فرمائے گا۔(شعب الایمان،7/526، حدیث 11218)

خرید و فروخت میں نرمی کا مُظاہَرہ

ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بہت ہی بُلند اخلاق، نرم خُو اور رحیم و کریم تھے ، زید بن سَعْنَہ ایک یہودی عالم تھے، انہوں نے جب آپ کے ساتھ خرید و فروخت میں سختی کا معاملہ کیا تو آپ نے حلم سے کام لیتے ہوئے ان کے ساتھ نرمی کا مظاہرہ فرمایا، واقعہ کچھ یوں ہے کہ زید بن سَعْنَہ نے قبولِ اسلام سے پہلے حُضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کھجوریں خریدی تھیں۔ کھجوریں دینے کی مدّت میں ابھی ایک دو دن باقی تھے کہ انہوں نے بھرے مجمع میں آپ سے انتہائی سختی کے ساتھ کھجوروں کا تقاضا کیا جس کے باعث حضرتِ عُمَر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان پر غضبناک ہوئے، اس پر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے عُمَر! تمہیں تو یہ چاہئے تھا کہ مجھ کو ادائے حق کی ترغیب دے کر اور اس کو نرمی کے ساتھ تقاضا کرنے کی ہدایت کر کے ہم دونوں کی مدد کرتے۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ اے عُمَر! اس کو اس کے حق کے برابر کھجوریں دے دو اور کچھ زیادہ بھی دے دو۔ کھجوریں لینے کے بعد زید بن سَعْنَہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سختی کے ساتھ تقاضا کرنے کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ میں نے توریت میں نبیِّ آخرُ الزّمان کی جتنی نشانیاں پڑھی تھیں ان سب کو محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات میں دیکھ لیا مگر دو نشانیوں کے بارے میں امتحان باقی رہ گیا تھا۔ ایک یہ کہ ان کا حِلْم جَہْل پر غالب رہے گا اور جس قدر زیادہ ان کے ساتھ جَہْل کا برتاؤ کیا جائے گا اسی قدر ان کا حِلْم بڑھتا جائے گا۔ چنانچہ میں نے اس ترکیب سے ان دونوں نشانیوں کو بھی ان میں دیکھ لیا اور میں شہادت دیتا ہوں کہ یقیناً یہ نبیِّ برحق ہیں اور اے عُمَر! میں بہت ہی مالدار آدمی ہوں، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا آدھا مال حُضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اُمّت پر صَدَقہ کر دیا۔ اس کے بعد آپ بارگاہِ رسالت میں آئے اور کلمہ پڑھ کر دامنِ اسلام میں آگئے۔ (سیرتِ مصطفےٰ، ص601، ملخصاً)

طے شدہ مقدار سے زیادہ کھجوریں دیں

حضرت سیدنا طارِق بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم مدینۂ منوّرہ آئے تو اس کی چار دیواری (Boundary) کے قریب ایک شخص کو دیکھا جس نے دو چادریں پہنی ہوئیں تھیں، اس نے ہمیں سلام کیا اور پوچھا: کہاں کا اِرادہ ہے؟ ہم نے کہا: مدینہ کا، اس نے پوچھا: اس شہر میں کس کام سے آئے ہو؟ ہم نے کہا: یہاں کی کھجوریں لینے کے لئے، ہمارے ساتھ سُواری کا اُونٹ ہے اور نکیل ڈلا ہوا ایک سُرخ اُونٹ بھی ہے، اس نے کہا: یہ (سُرخ) اُونٹ فروخت کرنا ہے؟ ہم نے کہا: اتنی اتنی صاع کھجور کے بدلے میں بیچیں گے۔ اس شخص نے قیمت میں کوئی کمی نہیں کروائی اور اُونٹ کی لگام پکڑ کر روانہ ہو گیا، جب وہ نگاہوں سے اَوجھل ہوا تو ہم کہنے لگے: یہ ہم نے کیا کیا؟ ہم نے ایک ناواقف شخص کو اُونٹ دے دیا اور اس سے قیمت بھی وُصول نہیں کی۔ ہمارے ساتھ موجود ایک خاتون نے کہا: ایک دوسرے کو ملامت نہ کرو، خدا کی قسم! ایسے چہرے والا شخص کبھی تمہیں دھوکا نہیں دے گا، میں نے اس کا چہرہ دیکھا تھا جو چودھویں رات کے چاند کی مانند روشن تھا، تمہارے اس اُونٹ کی قیمت کی ضمانت میں دیتی ہوں، ابھی ہماری یہ گفتگو چل رہی تھی کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا: مجھے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھیجا ہے اور یہ تمہارے لئے کھجوریں ہیں، اس میں سے پیٹ بھر کے کھالو اور تول کر پوری مِقْدار میں لے بھی لو۔(یعنی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے طے شدہ مِقْدار سے زیادہ کھجوریں عطا فرمائیں)۔

(الخصائص الکبریٰ،2/35)

اللہ پاک ہمیں سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت سے راہنمائی لے کر سچّائی، دیانت داری اور ایفائے عہد جیسے سنہری اصولوں پر عمل کرتے ہوئے اور لڑائی جھگڑے سے بچتے ہوئے تجارت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کاشف شہزاد عطاری مدنی

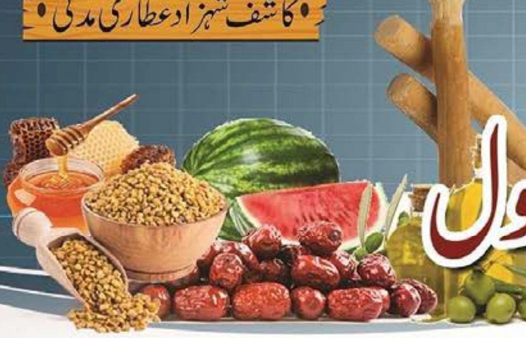

مدنی آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے طِبّی مدنی پھول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی اُمّت کو نہ صرف آخرت میں نجات کے نسخے بتائے بلکہ دنیا میں بھی کامیاب اور صحت مند زندگی گزارنے کے لئے راہنمائی فرمائی۔ ذیل میں علمِ طِبّ کے حوالے سے فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مدنی گلدستہ پیش کیا جارہا ہے۔

انسانی جسم میں معدہ (Stomach) کی اہمیت سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: معدہ بدن کا حوض ہے اور رگیں اس کی طرف آتی ہیں۔ معدہ درست ہو تو رگیں تندرستی کے ساتھ لوٹتی ہیں اور اگر معدہ خراب ہو تو بیماری کے ساتھ لوٹتی ہیں۔[1] **وضاحت** معدے سے رگیں دوسرے اَعضا کی طرف اچّھی رطوبتیں اور صالح غذا لے کر چلتی ہیں جس سے صحت اچّھی ہوتی ہے۔ یہ حدیث علمِ طِبّ کی اصل ہے کہ اگر معدہ درست ہے تو تمام جسم درست ہے اگر معدہ خراب ہے تو سارا جسم بیمار۔[2]

کن چیزوں میں شفا ہے؟ احادیثِ مبارکہ میں جن چیزوں کے استعمال کے فوائد بیان کئے گئے ہیں ان میں سے 12 کا تذکرہ ملاحظہ کیجئے: **(1) شہد (Honey):** جو شخص ہر مہینے میں تین دن صبح شہد چاٹ لیا کرے تو اسے کوئی بڑی بلا نہ پہنچے گی۔[3] شہد کے شربت میں ایسی تاثیریں ہیں جن سے بڑے بڑے اَطِبّا (Doctors) بھی ناواقف ہیں، بلغمی بیماریوں کے لیے شہد بہت مفید ہے۔[4] **(2) ککڑی:** ککڑی کو لازم پکڑ لو کیونکہ اللہ تعالٰی نے اس میں ہر بیماری سے شفا رکھی ہے۔[5] **(3) کھجور:** (۱) سات روز تک روزانہ مدینۂ منورہ کی سات عَجْوہ کھجوریں (Dates) کھانا جُذام (یعنی کوڑھ) میں نفع دیتا ہے۔[6] (۲) عَجْوہ کھجور جنّت سے ہے، اس میں زہر (Poison) سے شِفا ہے۔[7] (۳) جس نے نہار مُنہ عَجْوہ کھجور کے سات دانے کھالئے اُس دن اسے جادو اور زہر بھی نقصان نہ دے سکیں گے۔[8] (٤) کھجور کھانے سے قُولَنج (بڑی انتڑی کا درد، Appendix) نہیں ہوتا۔[9] (٥) نَہار مُنہ کھجور کھاؤ اِس سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔[10] **(4) کلونجی:** کلونجی میں موت کے سوا ہر بیماری سے شفا ہے۔[11] **(5) میتھی:** میتھی سے شِفا حاصل کرو۔[12] **(6) مُنَقّٰی:** اسے کھاؤ یہ (مُنَقّٰی) بہترین کھانا ہے، (مُنَقّٰی) اَعصاب (یعنی نَسوں اور پٹھوں) کو مضبوط کرتا، کمزوری کو دور کرتا، غصّے کو ٹھنڈا کرتا، بلغم کو دور کرتا، چہرے کی رَنگت نکھارتا اور مُنہ کو خوشبودار کرتا ہے۔[13] سوکھے ہوئے چھوٹے انگور کِشمش اور سوکھے ہوئے بڑے انگور مُنَقّٰی کہلاتے ہیں۔[14] **(7) تَلْبِیْنَہ:** تلبینہ (۱) میں ہر بیماری سے شفا ہے۔[15] (۲) تلبینہ بیمار کے دل کو تسلی دیتا اور بعض رنج کو دور کرتا ہے۔[16] **وضاحت** عرب میں آٹا یا بُھوسی کو پتلا پتلا پکاتے ہیں اس میں کچھ دودھ کچھ شہد ڈالتے ہیں، اسے اردو میں لَپٹا اور پنجاب میں سیرہ کہتے ہیں۔ یہ چونکہ دودھ کی طرح سفید اور پتلا ہوتا ہے اس لئے تَلْبِیْنَہ کہا جاتا ہے۔ یہ بہت ہلکی غذا ہے زُود ہضم (یعنی جلد ہضم ہونے والی) ہے، اکثر بیماروں کو دیا جاتا ہے، یہ پیٹ میں بوجھ نہیں کرتا دل کو قوت بخشتا ہے۔[17] **(8) بِہی** (ناشپاتی اور سیب کی طرح کا ایک پھل، سَفَرجَل) نہار منہ کھاؤ کیونکہ یہ سینے کی گرمی کو دور کرتا ہے۔[18] **(9)** کھانے سے پہلے تربوز کھانا پیٹ کو خوب دھو دیتا اور بیماری کو جڑ سے ختم کر دیتا ہے۔[19] **(10)** زیتون کھاؤ اور اس کا تیل استعمال کرو کیونکہ اس میں ستّر (70) بیماریوں سے شفا ہے جن میں سے ایک جُذام (کوڑھ) ہے۔[20] **(11)** مسواک میں موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا ہے۔[21] **(12)** آبِ زم زم ہر بیماری سے شفا ہے۔[22] **مُضرِ صحت**

چیزوں سے ممانعت جن چیزوں سے انسانی صحت کو نقصان پہنچ سکتا ہے، سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی نشاندہی بھی فرمائی ہے، اس حوالے سے دو احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمایئے: (1) نہار منہ پانی پینے والے کی قوت میں کمی آجاتی ہے۔[23] (2) سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خبیث دوا سے منع فرمایا۔[24] **وضاحت** خبیث سے مراد حرام یا نجس ہے، بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد بدمزہ بدبودار دوائیں ہیں۔ یعنی مریض کو نہایت بدمزہ بدبودار دوائیں نہ کھلاؤ کہ اس سے زیادہ بیمار ہونے کا اندیشہ ہے خصوصاً نازک طبع لوگوں کے لئے۔[25] **سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پرہیزی ارشاد فرمائی** حضرت سیّدتنا اُمِّ مُنْذِر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: (ایک دن) نبیِّ کریم، رء وفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرتِ علی کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وجہَهُ الکریم کے ہمراہ میرے یہاں تشریف لائے۔ ہمارے یہاں کھجوروں کے خوشے لٹکے ہوئے تھے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم انہیں تناول فرمانے لگے، حضرتِ علی کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وجہَهُ الکریم بھی ساتھ کھانے لگے۔ پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے علی! ٹھہرو، ٹھہرو! (یعنی تم ان کھجوروں کو کھانے سے پرہیز کرو) کیونکہ تم میں ابھی نَقاہت ہے (یعنی تم ابھی بیماری سے اٹھے ہو اور تم پر کمزوری کا اثر غالب ہے اس لئے تمہارے لئے پرہیز ضروری ہے) حضرتِ سیّدتنا اُمِّ مُنْذِر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: پھر میں نے ان کے لئے چُقندر اور جَو پکائے تو نبیِّ کریم، رء وفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے علی! تم اس میں سے کھاؤ کیونکہ یہ تمہارے لئے نَفع بخش اور مُوافِق ہے۔[26] حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حکیمِ جسمانی بھی ہیں۔ دوائیں، پرہیز، مُضِر و مُفید غذائیں سب کچھ جانتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بیمار بلکہ بیماری سے اٹھنے والے کمزور کو پرہیز لازم ہے۔ اَطِبّا کہتے ہیں کہ دوا سے زیادہ پرہیز ضروری ہے دوا بغیر پرہیز ایسی ہے جیسے نماز بغیر وضو۔[27] **کھانے پینے پر مجبور نہ کرو** فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اپنے بیماروں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرو کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے۔[28] **وضاحت** بعض بیمار کھانے پینے سے نفرت کرتے ہیں، تیمارداروں کو چاہئے کہ انہیں اس پر مجبور نہ کریں، اس نہ کھانے میں ان کے لئے بہتری ہوتی ہے۔[29] **تین متفرق فرامینِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم**

(1) اگر تم میں سے کوئی سائے میں بیٹھا ہو اور اُس پر سے سایہ ہٹ جائے، اس کا کچھ حصّہ دھوپ میں اور کچھ سائے میں ہو جائے تو اُس کو چاہئے کہ وہاں سے اُٹھ کھڑا ہو۔[30] **وضاحت** یا تو سایہ میں ہی چلا جائے یا بالکل دھوپ میں ہو جائے کیونکہ سایہ ٹھنڈا ہے اور دھوپ گرم اور بیک وَقت ایک جسم پر ٹھنڈک و گرمی لینا صحت کیلئے مُضِر (یعنی نقصان دِہ) ہے اس لئے ایسا نہ کرے۔[31] (2) رات کا کھانا (Dinner) تَرک نہ کرو، (کچھ نہ ملے تو) ایک مٹھی کھجور ہی کھالیا کرو کیونکہ رات کا کھانا چھوڑ دینے سے (جلد) بڑھاپا آجاتا ہے۔[32] (3) "سَافِرُوْا تَصِحُّوْا یعنی سفر کرو، تندرست ہو جاؤ گے۔"[33] میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سفر کے ذَریعے آب و ہوا تبدیل ہوتی ہے اور تجربات بڑھتے ہیں۔ دعوتِ اسلامی کے سنّتوں کی تربیَت کے مَدَنی قافلوں میں ثواب کی نیّت سے سفر کرتے رہا کیجئے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ثواب بھی ملے گا اور ضِمناً صحّت میں بھی بَرَکت حاصِل ہوگی، اگر فقط حُصولِ صحّت کی نیّت کی تو ثوابِ آخرت نہیں ملے گا۔[34] **کیا حدیث میں بتایا ہوا علاج ہر ایک کر سکتا ہے؟** احادیثِ مبارکہ میں بیان کردہ علاج بھی اپنی مرضی سے نہیں کرنے چاہئیں۔ بے شک سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرامینِ والا شان حق، حق اور حق ہی ہیں مگر جو علاج نبیوں کے سرتاج، صاحِبِ معراج صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تجویز فرمائے ہیں ہو سکتا ہے وہ خاص خاص مَوقعوں موسِموں کی مُناسِبتوں اور مخصوص لوگوں کے مزاجوں اور طبیعتوں کے مُوافِق ہوں جیسا کہ حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اِس حدیثِ پاک: "فِی الْحَبَّةِ السَّوداءِ شِفاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ یعنی کالا دانہ (کلونجی) میں موت کے سوا ہر بیماری سے شِفا ہے" کے تحت فرماتے ہیں: ہر

مرض (میں شِفا) سے مُراد ہر بلغمی اور رطوبت کے اَمراض میں (شفا ہے)، کیونکہ کلونجی گرم اور خشک ہوتی ہے لہٰذا مرطوب (یعنی تَری والی) اور سردی کی بیماریوں میں مُفید ہو گی۔ (مزید فرماتے ہیں:) یہاں مُراد عرب کی عام بیماریاں ہیں (مرقات) یعنی کلونجی عرب کی عام بیماریوں میں مفید ہے۔ خیال رہے کہ احادیثِ شریفہ کی دوائیں کسی حاذِق (یعنی ماہر) طبیب کی رائے سے استِعمال کرنی چاہئیں (اہلِ عرب کو تجویز کردہ دوائیں) صِرف (اپنی) رائے سے استِعمال نہ کریں کہ ہمارے (طَبعی) مزاج اہلِ عرب کے (طَبعی) مزاج سے جُدا گانہ ہیں۔[35]

مریضانِ جہاں کو تم شفا دیتے ہو دَم بھر میں
خُدا را دَرد کا ہو میرے دَرماں یا رسول اللہ[36]

رزق اور مال و دولت میں برکت

یَا اَللّٰہُ 786 بار بعدِ جمعہ لکھ لیجئے اسے دکان یا مکان میں رکھنے سے رزق بڑھتا اور مال و دولت میں برکت ہوتی ہے۔

(چڑیا اور اندھا سانپ، ص25)

پھنسی ہوئی رقم حاصل کرنے کا وظیفہ

خاص کر جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد یَا اَللّٰہُ، یَا رَحْمٰنُ، یَا رَحِیْمُ نماز کی جگہ بیٹھ کر پڑھتے رہیں یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کا یقین ہو جائے اب گڑگڑا کر اللہ کی جناب میں دعا کیجئے اِن شآءَ اللہ پھنسی ہوئی رقم مل جائے گی۔

(مدنی مذاکرہ، 15 رمضان المبارک 1441ھ مطابق 08 مئی 2020)

سامان، گاڑی، گھر بِکوانے کے لئے

پارہ 13 سورۂ یوسف کی آیت نمبر 80 مکمل پڑھ کر سامان یا گاڑی پر دَم کر دیجئے۔ اِن شآءَ اللہ سامان جلد فروخت ہو جائے گا۔

(چڑیا اور اندھا سانپ، ص30)

ہر حاجت پوری ہوگی، اِن شآءَ اللہ

جس نے اتوار کے دن نمازِ ظہر کے فرض و سنّتوں کے بعد چار رکعت نماز پڑھی، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ سجدہ پڑھی اور دوسری میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ ملک پڑھی پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرا پھر آخری دو رکعتیں پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا اور ان میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ جمعہ کی تلاوت کی اور اللہ پاک سے اپنی حاجت طلب کی تو اللہ پاک کے ذمۂ کرم پر ہے کہ اس کی حاجت پوری فرمادے گا۔ (قوت القلوب، 1/ 52،53)

مدنی کلینک

معمولاتِ مصطفےٰ اور صحت و تندرستی

محمد حامد سراج عطاری مدنی

آج لوگ گوناگوں مسائل میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں، معاشی، اخلاقی، سماجی اور معاشرتی مسائل تو درپیش ہیں ہی مگر آج کے دور میں صحت و تندرستی برقرار رکھنا بھی ایک بہت بڑا مسئلہ بن کر سامنے آیا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دینِ اسلام ہر شعبے میں مکمل راہنمائی کرتا ہے، اسلامی تعلیمات جہاں عقائد و عبادات، معاشرت و معاملات اور اخلاق و آداب کے تمام پہلوؤں کو شامل ہیں وہیں حفظانِ صحت اور تندرستی کے معاملات میں بھی اسلام نے ایسا نظام عطا فرمایا ہے جو صحت مند زندگی کی ضمانت ہے۔ آیئے! صحت و تندرستی برقرار رکھنے کے تعلق سے آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی مقدس زندگی کے تین معمولات کے بارے میں جانتے ہیں۔

کھانا اور معمولاتِ مصطفےٰ: صحت کی حفاظت میں خوراک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ظاہر ہے کہ بِنا کھائے پیئے کوئی زندہ نہیں رہ سکتا لیکن اس میں اعتدال کا قائم رہنا بہت ضروری ہے۔ متوازن خوراک سے ہی انسان کی صحت برقرار رہتی ہے اور وہ مناسب نشوونما پاتا رہتا ہے۔ متوازن غذا کسے قرار دے سکتے ہیں؟ قراٰنِ پاک نے اس بارے میں قدیم و جدید طب کی تمام تحقیقات کو ان تین جملوں میں بیان فرما دیا ہے: ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو۔[1]

کھانے پینے میں یہ ضروری ہے کہ توازن کو قائم رکھا جائے۔ یعنی اتنا زیادہ بھی نہ کھالیا جائے کہ معدہ قدم قدم پر صدائے احتجاج بلند کر تا سنائی دے۔

حُضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا کھانے پینے کا انداز بھی انتہائی قابلِ تقلید بلکہ صحت و تندرستی کی بقا کے لئے ضروری ہے۔ کھانے سے پہلے اور بعد کی دعائیں پڑھنا،[2] خواہش کے بغیر نہ کھانا، پیٹ بھر کر نہ کھانا،[3] تکیہ (ٹیک) لگا کر نہ کھانا،[4] تین انگلیوں سے کھانا،[5] کھانے میں عیب نہ نکالنا،[6] اپنے سامنے سے کھانا[7] اور کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ منہ دھونا[8] یہ آداب خوراک کے بارے میں آپ علیہ السّلام کے نفیس مزاج کا پتا دے رہے ہیں۔ (کھانے کے بارے میں مزید آداب جاننے کے لئے "فیضانِ سنّت جلد اوّل" کے باب "آدابِ طعام" کا مطالعہ کیجئے۔)

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی غذائیں: آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی غذاؤں میں کدو،[9] کھجور،[10] انگور،[11] خربوزہ، تربوز،[12] گوشت،[13] دودھ،[14] جَو،[15] شہد،[16] سِرکہ،[17] اور سَتّو[18] وغیرہ شامل تھے۔ یہ وہ غذائیں ہیں جن کی اِفادیت

پر قدیم و جدید تمام طبی تحقیقات متفق ہیں اور ہر ملک میں ان کا استعمال صحت بخش اور مفید ہے۔

مشروبات اور معمولاتِ مصطفٰے: انسانی زندگی کو قائم رکھنے کے اہم ذرائع میں سے ایک پانی ہے۔ وہی پانی صحت بخش اور مفید ہے جو ہر طرح کی گندگیوں سے پاک و صاف ہو اور ضرورت کے وقت مناسب طریقے سے پیا جائے۔ پانی اور دیگر مشروبات کے بارے میں بھی نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اسوۂ نور ہمیں بہت کچھ سکھاتا ہے۔ آپ نے سادہ پانی بھی نوش فرمایا[19] اور پانی میں دودھ یا شہد ملا کر بھی نوش فرماتے۔[20] اسی طرح پانی میں کشمش[21] اور کھجور ملا کر[22] بھی اسے شرف بخشا ہے۔ خالص سادہ پانی صرف پیاس بجھاتا ہے جبکہ دودھ اور شہد وغیرہ میں ملا پانی مشروب اور غذا دونوں کا کام دیتا ہے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو محبوب ترین شربت ٹھنڈا اور میٹھا تھا۔[23] اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ بہترین مشروب وہی ہے جس میں یہ دو وصف ہوں۔ تجربہ بھی شاہد ہے کہ جو مشروب مناسب حد تک مٹھاس اور ٹھنڈک پر مشتمل ہو اس سے انسان اکثر فرحت اور سرور محسوس کرتا ہے جبکہ شہد ملا ہوا پانی تو کئی امراض کا علاج ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پینے سے متعلق آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مزید ہدایات و معمولات جیسے بیٹھ کر پینا،[24] مشروبات کی دعائیں پڑھنا،[25] تین سانس میں پینا[26] اور برتن میں سانس نہ لینا[27] وغیرہ سے بھی پتا چلتا ہے کہ آپ نے کھانے پینے کے معاملے میں صحت و تندرستی کے بنیادی اصولوں کو پیشِ نظر رکھا بلکہ ان اصولوں کو اپنی تعلیمات کے ذریعے مزید جِلا بخشی۔

نیند اور معمولاتِ مصطفٰے: صحت اور تندرستی کے لئے مناسب حد تک نیند بھی بہت ضروری ہے، دن بھر کی محنت اور کام کاج کرنے سے انسانی اعضاء تھک جاتے ہیں، اللہ پاک نے نیند کی صورت میں اس انسانی ضرورت کی تکمیل کا سامان فرمایا ہے۔ نیند کے بارے میں بھی آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اسوۂ رحمت بالکل فطری اور حفظانِ صحت کے اصولوں کے عین موافق ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اسوۂ نور یہ تھا کہ مختلف دعائیں پڑھ کر آرام فرماتے۔[28] جب بیدار ہوتے تو پھر دعا پڑھتے اور رب کا شکر ادا کرتے،[29] پھر مسواک فرماتے،[30] نماز پڑھنی ہوتی تو اس کے لئے وُضو فرماتے۔ سونے میں آپ کا مبارک طریقہ یہ تھا کہ دایاں ہاتھ رُخسار کے نیچے رکھ کر سوتے[31] اور دائیں پہلو پر سوتے۔[32] سونے کا یہ طریقہ صحت اور تندرستی کو برقرار رکھنے کے قریب ہے کہ اس سے دل پر بوجھ نہیں بنتا، معدے کا اینگل ایسا رہتا ہے کہ کھانا اچھی طرح ہضم ہوتا ہے اور تمام اعضاء سے آہستہ آہستہ تھکاوٹ دور ہوتی ہے۔ اس کے برعکس بائیں کروٹ پر سونے سے دل پر بوجھ بنتا ہے اور امراضِ قلب کا اندیشہ رہتا ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بلا ضرورت نہ سوتے، صحت کے اعتبار سے سونے کا سب سے بُرا طریقہ اوندھے منہ پیٹ کے بل سونا ہے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کی تعبیر جہنمیوں کے سونے سے فرمائی ہے۔[33] ان تین سمیت آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کئی معمولات ہیں جو تندرست رہنے میں مدد کرتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

---

(1) پ8، الاعراف:31 (2) الشمائل المحمدیہ للترمذی، ص118، 119 (3) سابقہ حوالہ، ص100، حدیث:140 (4) سابقہ حوالہ، ص96، حدیث:132 (5) سابقہ حوالہ، ص96، حدیث:133 (6) بخاری، 3/531، حدیث:5409 (7) شعب الایمان، 5/79، حدیث:5846 (8) الشمائل المحمدیہ للترمذی، ص116، حدیث:178 (9) بخاری، 3/536، حدیث:5433 مفہوماً (10) الشمائل المحمدیہ للترمذی، ص67، حدیث:134 (11) معجم کبیر، 12/115، حدیث:12727 (12) الشمائل المحمدیہ للترمذی، ص121، حدیث:188، 189 (13) سابقہ حوالہ، ص102 تا 112 ماخوذاً (14) سابقہ حوالہ، ص124، حدیث:196 (15) سابقہ حوالہ، ص99، حدیث:137 (16) بخاری، 3/536، حدیث:5431 (17) الشمائل المحمدیہ للترمذی، ص109، حدیث:164 (18) سابقہ حوالہ، ص97، حدیث:134 (19) سابقہ حوالہ، ص120، حدیث:187 (20) مراٰۃ المناجیح، 6/79 (21) ابوداؤد، 3/469، حدیث:3713 (22) الشمائل المحمدیہ للترمذی، ص120، حدیث:187 (23) ترمذی، 3/356، حدیث:1902 (24) مسلم، ص863، حدیث:2024 (25) الشمائل المحمدیہ للترمذی، ص124، حدیث:196، ابوداؤد، 3/476، حدیث:3730 (26) الشمائل المحمدیہ للترمذی، ص127، حدیث:201 (27) ابوداؤد، 3/475، حدیث:3728 (28) بخاری، 4/192، حدیث:6312، 13 (29) بخاری، 4/192، حدیث:6312 (30) مسلم، ص124، حدیث:596 (31) ترمذی، 5/550، حدیث:259 (32) ابن خزیمہ، 2/149، حدیث:1093 (33) ابن ماجہ، 4/214، حدیث:3724۔

پھلوں اور سبزیوں کے فوائد

پیارے آقا کی پیاری غذائیں

محمد عمر فیاض عطاری مدنی

مصطفےٰ جانِ رَحمت، شمعِ بَزْمِ ہدایت، نوشۂ بزمِ جنّت، تاجدارِ ختمِ نبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں جن غذاؤں کو شرفِ طَعام بخشا، ان کی فضیلت اور افادیت سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی استعمال کردہ غذائیں جہاں لذت سے بھرپور ہیں وہیں ان کے طبی فوائد بھی بے شمار ہیں۔ غذائی ماہرین (Food Experts) ان غذاؤں کی جو خوبیاں اور فوائد آج بیان کر رہے ہیں، وہ رسولِ غیب داں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم آج سے چودہ سو سال پہلے ہی بیان فرما چکے ہیں۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مقدّس زندگی سادَگی اور صَبْر و قناعت کا مکمل نمونہ تھی۔ حضرتِ سیّدُنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما فرماتے ہیں: شَہَنْشاہِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کئی کئی راتیں مسلسل فاقہ فرماتے۔ (ترمذی، 4/160، حدیث:2367) اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنھا فرماتی ہیں: چالیس چالیس دن ایسے گزر جاتے کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کاشانۂ اقدس میں نہ چراغ جلتا اور نہ ہی چولہا جلتا تھا۔ پوچھا گیا: پھر آپ کس طرح گزارہ کرتے تھے؟ فرمایا: دو کالی چیزوں یعنی پانی اور کھجور پر۔ (مسند طیالسی، 6/207، حدیث:1472، بخاری 4/236، حدیث:6458 مفہوماً)

کبھی جَو کی موٹی روٹی تو کبھی کھجور پانی | تِرا ایسا سادہ کھانا مدنی مدینے والے
کھانا تو دیکھو جَو کی روٹی، بے چھنا آٹا، روٹی بھی موٹی | وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا، صلَّی اللہ علیہ وسلَّم

آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم لذیذ اور پُر تکلف کھانوں کی خواہش نہیں فرماتے تھے البتّہ بعض کھانے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بہت پسند تھے جن کو بڑی رغبت کے ساتھ تناول فرماتے تھے نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی چند مرغوب و محبوب غذاؤں کا مختصر تذکرہ پڑھئے:

سبزیاں

کدّو شریف آنحضرت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کدّو شریف پسند تھا اور سالن میں سے کدّو کے قتلے (Pieces) چُن چُن کر تناول فرماتے۔ **آقا کی پسند اپنی پسند:** حضرتِ سیّدنا اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بیان ہے کہ میں پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہمراہ ایک دعوت میں گیا تو صاحبِ خانہ نے جَو کی روٹی اور کدّو گوشت کا سالن پیش کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم چُن چُن کر کدّو تناول فرما رہے تھے لہٰذا اس دن سے میں بھی کدّو شوق سے کھانے لگا۔[1] (بخاری، 3/536، حدیث:5433 مفہوماً)

ککڑی حضرت سیّدُنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنھما فرماتے ہیں: میں نے سرکارِ مدینۂ منوّرہ، سردارِ مکّۂ مکرّمہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کھجور ککڑی کے ساتھ ملا کر کھاتے دیکھا۔

(مسلم، ص870، حدیث:30 5)

---

(1) کدّو شریف کے طبّی فوائد (Medical Benefits) جاننے کیلئے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ربیع الآخر 1438ھ، جنوری 2017ء صفحہ 29 ملاحظہ فرمائیے۔

کھجور سردارِ عرب و عجم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کھجور شوق سے تناول فرماتے تھے خاص طور پر عجوہ کھجور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بہت پسند تھی۔[1]

انگور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے **انگور** (Grapes) کھانا بھی ثابت ہے چنانچہ حضرتِ ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کے لئے گیا تو دیکھا کہ آپ انگور تناول فرمارہے تھے۔

(معجم کبیر، 12/115، حدیث:12727)

خربوزہ حضرت سیّدنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: صاحبِ معراج صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم خربوزے کو تَر کھجوروں کے ساتھ تناول فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ خربوزے کی ٹھنڈک کھجور کی گرمی کو ختم کردے گی۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، 7/209)

پیلو کا پھل حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ہم پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہمراہ چلتے ہوئے پیلو چُن رہے تھے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو پیلو کالے ہو چکے ہیں انہیں چُننا! کیونکہ یہ بہت لذیذ ہوتے ہیں۔ جب میں بکریاں چَراتا تھا تو اسے کھایا کرتا تھا۔ (مسلم، ص873، حدیث: 5349)

تربوز نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تربوز شوق سے کھاتے تھے نیز آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انار اور شہتوت (Mulberry) بھی تناول فرمائے ہیں۔ (مراٰۃ المناجیح، 6/79)

ٹھنڈا پانی عموماً ٹھنڈا میٹھا پانی پسند فرماتے تھے، دودھ کی لسی بھی پسند تھی مگر وہ کبھی کبھی نوش فرماتے تھے۔ (مراٰۃ المناجیح، 6/79) (لیکن یاد رہے! وہ ٹھنڈا پانی آج کل کے برف ملے یا فریج کے پانی کی طرح نہیں ہوتا تھا)۔

دودھ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کبھی خالص دودھ اور کبھی دودھ میں پانی ملا کر نوش فرماتے اور کبھی کشمش اور کھجور پانی میں ملا کر اس کا رَس نوش فرماتے۔

(سیرتِ مصطفٰی، ص586)

نَبیذ کھجور، کشمش، جَو، چھوہاروں، گیہوں یا چاول وغیرہ سے تیار کیا ہوا مشروب نَبیذ کہلاتا ہے۔ تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کھجور اور کشمش کی نبیذ شوق سے نوش فرماتے تھے۔ حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں ہم حضورِ انور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے ایک مشکیزے میں مٹھی بھر کھجور اور کشمش ڈال کر نَبیذ تیار کرتے۔ اگر ہم رات میں نبیذ بناتے تو حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم دن میں اسے نوش فرماتے اور اگر دن میں بناتے تو رات میں نوش فرماتے۔ (مسند احمد، 9/301، حدیث:24263)

---

(1) کھجور کے متعلّق معلومات اور طبّی فوائد جاننے کے لئے **ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضان المبارک 1439ھ** صفحہ 57 کا مطالعہ فرمائیے۔

میٹھا حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: **كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ** یعنی رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم میٹھا اور شہد پسند فرماتے تھے۔ (بخاری، 3/536، حدیث: 5431)

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی مراٰۃُ المناجیح میں ارشاد فرماتے ہیں: ایک حدیث میں ہے مؤمن میٹھا ہوتا ہے اور مٹھائی پسند کرتا ہے۔ حلوے (الحلواء) میں ہر میٹھی چیز داخل ہے حتّٰی کہ شربت اور میٹھے پھل اور عام مٹھائیاں اور عرفی حلوہ۔ مروّجہ حلوہ سب سے پہلے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بنایا (اور) حضورِ انور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں پیش کیا جس میں آٹا گھی اور شہد تھا حضورِ انور نے بہت پسند کیا۔ (مراٰۃ المناجیح 6/19، ملخصاً)

گوشت آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اونٹ، بکری، دُنبہ، بھیڑ، مُرغ، خرگوش، بٹیر اور مچھلی کا گوشت تناول فرمانا ثابت ہے لیکن ان میں سب سے زیادہ بکری کی دَستی کا گوشت پسند تھا۔ (شمائلِ محمدیہ للترمذی، ص102 تا 112 ماخوذاً)

حَیْس عرب میں ایک کھانا ہے جو گھی، پنیر اور کھجور ملا کر پکایا جاتا ہے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اسے بڑی رغبت کے ساتھ کھاتے تھے۔

(سنن کبریٰ للنسائی، 2/ 114، حدیث: 2631)

سِرکہ حضورِ عالی وقار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سِرکہ نہ صرف تناول فرمایا بلکہ اسے بہترین سالن قرار دیتے ہوتے فرمایا: سِرکہ کیا ہی بہترین سالن ہے۔

(کنزالعمال، 15/ 124، حدیث: 41013)

تَلْبِیْنَہ جَو، دودھ اور کھجور سے تیار ہونے والی کھیر جیسی غذا ہے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اسے بھی پسند فرماتے اور بالخصوص مریض کو بطورِ علاج کھانے کی ترغیب ارشاد فرماتے۔[1]

مدنی پھول مذکورہ بالا تمام اشیائے خورد و نوش ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے استعمال فرمائی ہیں لہٰذا انہیں استعمال کرتے وقت محبوب کی ادا کو ادا کرنے کی نیت بھی کی جاسکتی ہے کہ جس چیز کو محبوب نے اپنا لیا اس کو اپنا لینا بھی محبت کی اِک علامت ہے۔

---

(1) تلبینہ بنانے اور اس کے طبی فوائد جاننے کے لئے **ماہنامہ فیضانِ مدینہ شعبان المعظم 1439ھ** صفحہ 17 کا مطالعہ فرمائیے۔

والدۂ مصطفٰے حضرت سیّدتنا بی بی آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا

مزارِ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا

بلال سعید عطاری مدنی

طیّبہ طاہرہ حضرت سیّدتنا بی بی آمنہ رضی اللہُ تعالٰی عنہا کس قدر خوش نصیب خاتون ہیں کہ آپ کو حُضُورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی والدۂ ماجدہ ہونے کا شرف حاصل ہے، آپ کے والد کا نام وَہب بن عبدِ مَناف اور والدہ کا نام بَرَّہ تھا۔ (دلائل النبوۃ، 1/183)

اوصافِ جمیلہ حضرت سیّدتنا بی بی آمنہ رضی اللہُ تعالٰی عنہا نہایت پارسا، پرہیز گار، طہارتِ نفس، شرافتِ نسب اور عزت و وجاہت والی صاحبِ ایمان خاتون تھیں۔ آپ قریش کی عورتوں میں حسب، نسب اور فضیلت میں سب سے ممتاز تھیں۔ (دلائل النبوۃ، 1/102 ملخصاً)

واقعۂ نکاح آپ رضی اللہُ تعالٰی عنہا کے والد وَہب بن عبدِ مَناف نے جب حضرت سیّدُنا عبدُ اللہ رضی اللہُ تعالٰی عنہ کے کمالات دیکھے تو انہیں آپ رضی اللہُ تعالٰی عنہ سے بہت محبت و عقیدت ہوگئی اور گھر آکر یہ عزم کرلیا کہ میں اپنی نورِ نظر (حضرت سیّدتنا) آمنہ (رضی اللہُ تعالٰی عنہا) کی شادی (حضرت سیّدُنا) عبدُ اللہ (رضی اللہُ تعالٰی عنہ) ہی سے کروں گا۔ چنانچہ اپنی اس دِلی تمنّا کو اپنے چند دوستوں کے ذریعے انہوں نے حضرت سیّدُنا عبدُ المطّلِب رضی اللہُ تعالٰی عنہ تک پہنچادیا، آپ اپنے نورِ نظر حضرت سیّدنا عبدُ اللہ رضی اللہُ تعالٰی عنہ کے لئے جیسی دُلہن کی تلاش میں تھے، وہ ساری خوبیاں حضرت سیّدتنا آمنہ رضی اللہُ تعالٰی عنہا میں موجود تھیں، اس لئے آپ نے اس رشتہ کو بخوشی منظور کرلیا، یوں 24 سال کی عمر میں حضرت سیّدُنا عبدُ اللہ رضی اللہُ تعالٰی عنہ کا حضرت سیّدتنا بی بی آمنہ رضی اللہُ تعالٰی عنہا سے نکاح ہوگیا اور نورِ محمدی حضرت سیّدُنا عبدُ اللہ رضی اللہُ تعالٰی عنہ سے منتقل ہوکر حضرت سیّدتنا بی بی آمنہ رضی اللہُ تعالٰی عنہا کے شکمِ اَطہر میں جلوہ گر ہوا۔ (مدارج النبوۃ، 2/12-13 ملتقطاً)

اکلوتی اولاد محمدِ مصطفٰے، احمدِ مجتبٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بی بی آمنہ رضی اللہُ تعالٰی عنہا کی اکلوتی (یعنی ایک ہی) اولاد تھے۔ (طبقات ابن سعد، 1/79)

وصالِ مبارک جب آپ رضی اللہُ تعالٰی عنہا حضرت سیّدُنا عبدُ المطّلِب اور حضرت سیّدتنا اُمّ اَیمن کی رَفاقت میں حضرت سیّدنا عبدُ اللہ رضی اللہُ تعالٰی عنہ کی قبرِ مبارک پر حاضر ہوئیں جیسا کہ آپ کا معمول تھا تو واپس آتے ہوئے مقامِ اَبْواء پر وفات پاگئیں اور اسی جگہ پر آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔ (انساب الاشراف، 1/103)

اللہ کی طرف سے حفاظتِ قبر کچھ کفّار کا گزر مقامِ اَبْواء سے ہوا تو انہوں نے چاہا کہ سیّدتنا آمنہ رضی اللہُ تعالٰی عنہا کا جسدِ مبارک قبر سے نکال کر نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تکلیف پہنچائیں، لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی والدہ کے اِکرام کی خاطر انہیں اس ناپاک ارادے سے باز رکھا۔ (الکامل فی التاریخ، 1/361)

والدہ سے محبّت کا عالَم ایک بار نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی والدہ کی قبر پر آئے تو رونے لگے، حاضرین نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا: مجھے اپنی والدہ کی شفقت و مہربانی یاد آگئی تو میں رو پڑا۔ (السیرۃ الحلبیۃ، 1/154)

والدین کریمین مؤمن ہیں مُفَسِّرِین کرام نے مُصطفٰے کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے والدین کریمین کے مؤمن ہونے کی دلیل قراٰنِ کریم سے بیان فرمائی ہے چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے ﴿ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۝۲۱۹ ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔ (پ19، الشعراء: 219) بعض مفسّرین کے نزدیک اس آیت میں ساجدین سے مؤمنین مراد ہیں اور معنٰی یہ ہیں کہ حضرت آدم علیہ الصَّلوٰۃ والسَّلام اور حضرت حوا رضی اللہُ تعالٰی عنہا کے زمانے سے لے کر حضرت عبدُ اللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہُ تعالٰی عنہما تک مؤمنین کی پشتوں اور رحموں میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تک آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تمام آباء واَجداد سب کے سب مؤمن ہیں۔ (صراط الجنان، 7/169)

صدقہ تم پہ ہوں دل و جان آمنہ تم نے بخشا ہم کو ایمان آمنہ
جو مِلا جس کو مِلا تم سے مِلا دین و ایمان علم و عرفان آمنہ
کُل جہاں کی مائیں ہوں تم پر فدا تم محمد کی بنیں ماں آمنہ

(دیوانِ سالک، ص32)

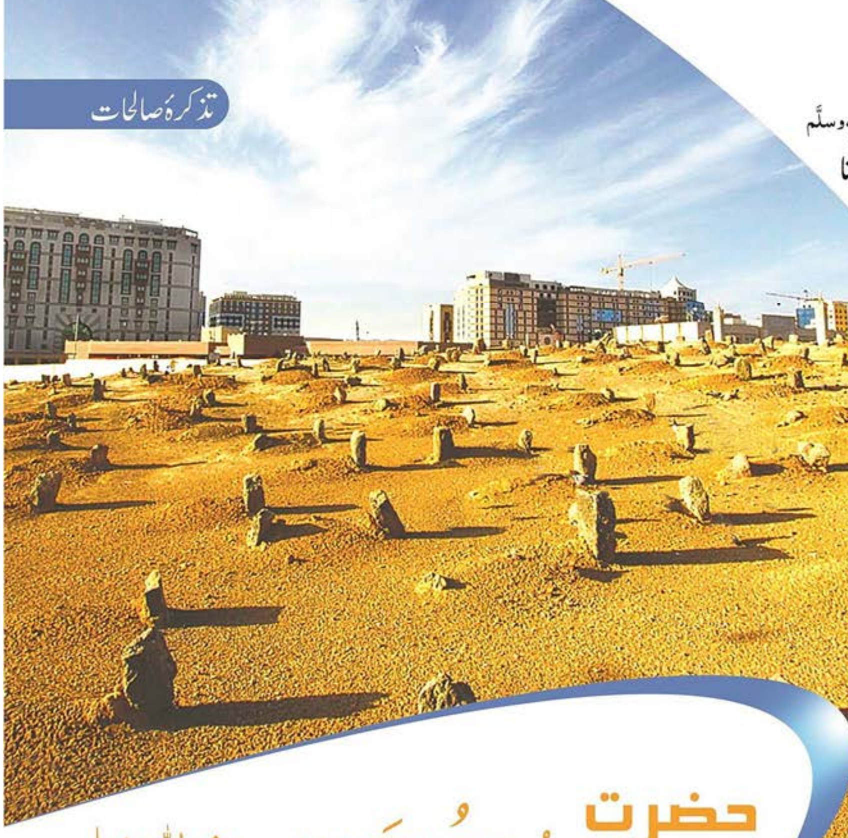

حضرت سیّدتُنا جُوَیرِیہ رضی اللہ عنہا

بنتِ سعید عطّاریہ مدنیہ

وہ خوش نصیب خواتین جن کو سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے شرفِ زوجیت حاصل ہے اُن میں سے ایک حضرت سیّدتُنا جُوَیرِیہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔

ولادت: اعلانِ نبوت سے تقریباً دو سال پہلے 608 عیسوی میں آپ کی ولادت ہوئی۔

(فیضان امہات المؤمنین، ص245 ملخصاً)

نام و خاندان: آپ رضی اللہ عنہا کا نام پہلے "بَرّہ" تھا۔ سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تبدیل کرکے جُوَیْرِیَہ رکھا۔ (مسلم، ص911، حدیث:5606) والد کا نام حارث اور آپ رضی اللہ عنہا قبیلۂ بنی مُصطلق سے تعلق رکھتی تھیں۔ (طبقات ابن سعد، 8/92 ماخوذاً)

مُبارک خواب: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ نکاح سے چند روز پہلے آپ رضی اللہ عنہا نے ایک خواب دیکھا جس کے متعلق آپ خود ارشاد فرماتی ہیں: گویا کہ ایک چاند مدینۂ منوّرہ زادھَا اللہُ شرفاً وَّ تعظیماً سے چلتا ہوا آرہاہے حتّٰی کہ میری گود میں آگیا۔ جب مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تشریف آوری ہوئی اور ہم قیدی ہوگئے تو مجھے اپنا خواب پورا ہونے کی اُمید ہوگئی۔ (مستدرک للحاکم، 5/35، حدیث:6859 ماخوذاً)

چنانچہ غزوۂ مُرَیسیع (یعنی غزوۂ بنی مصطلق) کے بعد جب آپ دیگر قیدیوں کے ساتھ مسلمانوں کی قید میں آئیں تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں بدلِ کتابت[1] اداکرنے اور نکاح کرنے کی پیشکش فرمائی، آپ رضی اللہ عنہا نے بخوشی قبول کرلیا اور رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نکاح میں آگئیں۔ (فیضان امہات المؤمنین، ص236 ملخصاً)

حُضُورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حضرتِ جُوَیْرِیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نِکاح فرمانے کی خبر جب صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کو پہنچی تو انہیں یہ بات گوارا نہ ہوئی کہ جس قبیلے میں سردارِ دو جہان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نِکاح فرمائیں اس قبیلے کا کوئی فرد ان کی غُلامی میں رہے چنانچہ ان کے پاس جتنے لونڈی غُلام تھے سب کو یہ کہہ کر آزاد کردیا کہ یہ ہمارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اَصہار (یعنی سسرالی رشتے دار) ہیں۔

(ابوداؤد، 4/30، حدیث:3931)

اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیّدتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا اسے بہت زیادہ خیر وبرکت والا نِکاح قرار دیتے ہوئے فرماتی ہیں: فَمَا رَاَیْنَا امْرَاَۃً کَانَتْ اَعْظَمَ بَرَکَۃً عَلٰی قَوْمِھَا مِنْھَا یعنی اپنی قوم پر خیر وبرکت لانے والی کوئی عورت ہم نے حضرتِ جُوَیْرِیہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر نہیں دیکھی۔ (ابوداؤد، 4/30، حدیث:3931)

خدمتِ حدیث: آپ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث کی تعداد سات ہے جن میں سے ایک صحیح بُخاری شریف میں، دو صحیح مسلم شریف میں اور بقیہ احادیث کی دوسری کُتُب میں ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء، 3/511)

ذوقِ عبادت: ایک بار مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فجر کی نماز کے بعد حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے حُجرے میں تشریف لے گئے یہ اُس وقت اپنی سجدہ گاہ (مسجدِ بیت) میں تھیں پھر چاشت کے وقت دوبارہ تشریف لائے تو یہ اب بھی اسی جگہ بیٹھی ہوئی تھیں، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِستفسار فرمایا: تم اُس وقت سے یہیں بیٹھی ہو؟ عرض کی: جی ہاں۔

(مسلم، ص1119، حدیث:6913)

وِصال و مدفن: حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ظاہری پردہ فرمانے کے کم و بیش 40 سال بعد ربیعُ الاوّل 50 ہجری میں 65 برس کی عمر میں وصال فرمایا اور جنّتُ البقیع میں دفن کی گئیں۔

(زرقانی علی المواھب، 4/428 ملخصاً)

اللہ کریم کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب بخشش ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) بدلِ کتابت اُس مال کو کہتے ہیں جس کی ادائیگی کے عوض غلام یا لونڈی نے اپنے مالک سے اپنی آزادی کا معاہدہ کیا ہو۔ (حاشیہ بہارِ شریعت، 2/212)

اسلامی بہنوں کے لئے

سرورِ کائنات کے تبرکات اور صحابیات

عدنان احمد عطاری مدنی

حُضُورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ادب و احترام کو جس طرح صَحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنھم اپنے ایمان کی جان سمجھتے تھے ویسے ہی خواتین صحابیات بھی اسے نہ صرف اپنے ایمان کا حصّہ جانتی تھیں بلکہ جس چیز کو رَحمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ والا سے کچھ تعلّق و نسبت ہو جاتی اس کی تعظیم و توقیر کو اپنے لئے لازم کرلیتی تھیں۔ **چادر و تہبند** حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس ایک موٹا تہبند اور ایک موٹی چادر بطورِ تبرُّک رکھی ہوئی تھی جس کی لوگوں کو زیارت کرواتی تھیں چنانچہ حضرتِ سیّدُنا ابو بُردہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرتِ سیّدتنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس گیا انہوں نے یمن کا بنا ہوا ایک موٹے کپڑے کا تہبند نکالا اور ایک چادر نکالی جس کو مُلَبَّدَہ کہا جاتا ہے پھر انہوں نے اللہ تعالٰی کی قسم کھا کر فرمایا کہ محبوبِ ربِّ ذُوالجلال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہی دو کپڑوں میں وصال فرمایا۔ (مسلم، ص888، حدیث:5442) **مُوئے مبارک** اُمّ المؤمنین حضرتِ سیّدتُنا امِّ سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس حضورِ انور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چند مُوئے مبارک تھے جنہیں آپ نے چاندی کی ایک ڈبیہ میں رکھا ہوا تھا۔ لوگ جب بیمار ہوتے تو وہ ان گیسوؤں سے بَرَکت حاصل کرتے اور ان کی بَرَکت سے شِفا طلب کرتے، تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے گیسوؤں کو پانی کے پیالے میں رکھ کر وہ پانی پی جاتے تو انہیں شِفا مل جایا کرتی۔ (عمدۃ القاری، 15/94، تحت الحدیث: 5896) **خوشبو دار پسینہ** حضرتِ سیّدُنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور کچھ دیر کے لئے قیلولہ فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو پسینہ آیا تو میری والدہ ایک بوتل لے آئیں اور اس میں پسینہ بھرنے لگیں اسی دوران مصطفٰے جانِ رَحمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بیدار ہوگئے اور ارشاد فرمایا: ”اے اُمِّ سُلیم! کیا کر رہی ہو؟“ عرض کی: ”یارَسُوْلَ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! یہ آپ کا پسینہ مبارَکہ ہے اسے ہم اپنی خوشبو میں ملائیں گے کیونکہ یہ خوشبو سے بھی زیادہ مُشکبار ہے۔ (مسلم، ص978، حدیث:6055) **جبّہ مبارکہ** ایک مرتبہ سیّدہ اسماء بنتِ ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہا نے ایک طَیالسی جُبّہ نکالا اور فرمایا کہ اس جُبہ شریف کو نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے زیبِ تَن فرمایا ہے اور ہم بیماروں کے لئے اس کا دامن مبارک دھو کر پلاتے ہیں تو انہیں فی الفور شِفا حاصل ہوتی ہے۔ (مسلم، ص883، حدیث: 5409) **مشکیزہ کا ٹکڑا** ایک مرتبہ حُضُور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک صَحابیہ حضرتِ کبشہ انصاریہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور ان کی مَشک کے منہ سے آپ نے اپنا منہ لگا کر پانی نوش فرمالیا تو حضرتِ کبشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے اس مشک کا منہ کاٹ کر تبرکاً اپنے پاس رکھ لیا۔ (ابن ماجہ، 4/80، حدیث:3423) اسی طرح ایک دن آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرتِ اُمِّ سُلَیم رضی اللہ تعالٰی عنہا کے گھر تشریف لائے گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کا دَہانہ اپنے مُنہ سے لگایا اور پانی پیا، حضرت اُمِّ سُلَیم رضی اللہ تعالٰی عنہا نے مشکیزے کے دَہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطورِ یادگار رکھ لیا۔ (طبقاتِ ابن سعد، 8/315) ان روایات سے پتا چلتا ہے کہ حضراتِ صَحابہ و صحابیات رضی اللہ تعالٰی عنھم کو حضور سیّدِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کتنی والہانہ محبت تھی کہ جس چیز کو بھی حُضُورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے تعلّق ہو جاتا تھا وہ چیز ان کی نظروں میں باعِث تعظیم اور لائقِ احترام ہو جاتی تھی کیوں نہ ہو کہ یہی ایمان کی نشانی ہے لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ نہ صِرف حُضُور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات سے مَحبت کریں بلکہ حُضُور تاجدارِ حرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نسبت رکھنے والی ہر ہر چیز سے بھی مَحبت کریں اور حُضُورِ انور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ہر چیز کو اپنے لئے قابلِ تعظیم جانیں اور اس کا ایمانی مَحبت کے ساتھ اِعْزاز واِکْرام کریں۔

احسانات کا بدلہ

اُمِّ میلاد عطاریہ

مُعاشرے کو بہتر سے بہترین بنانے والے سنہری اُصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اپنے محسن، خیر خواہ اور غم و خوشی میں یاد کرنے والی شخصیت کو کبھی بھلایا نہیں جاتا، اسے بھی راحت و مصیبت میں یاد رکھا جاتا ہے اور اسے خوش رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے اور ناراضی سے بچا جاتا ہے۔

پیاری بہنو! ایک عام انسان کے ساتھ اس سنہرے اصول کا جب یہ تقاضا ہے تو وہ جو ہمارے آقا ہیں، سب کے مولیٰ ہیں بلکہ اس اُمّت کے نبی و رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں جو اپنی عالی شفقت، کامل رَحمت کے سبب اُمّت کو، ہم سب کو ہر مقام پر یاد رکھتے رہے یہاں تک کہ معراج کی رات بھی نہ بھولے، اپنے رب سے دعائیں کرتے رہے اور ہمارے لئے آسانیاں پیدا کرتے رہے، عذاب سے بچایا اور بہت سی مصیبتوں سے نجات دلائی۔ یہاں تک کہ خود ربِّ کریم نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اس فکرِ امّت کو قراٰن پاک میں یوں بیان فرمایا: ﴿ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۲۸﴾ ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔ (پ11، التوبۃ:128)

مُحدّثِ اعظم پاکستان حضرت علّامہ مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حُضُورِ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو ساری عمر ہمیں اُمَّتی اُمَّتی کہہ کر یاد فرماتے رہے، قبرِ انور میں بھی اُمَّتی اُمَّتی فرما رہے ہیں اور حشر تک فرماتے رہیں گے یہاں تک کہ محشر کے روز بھی اُمَّتی اُمَّتی فرمائیں گے۔ حق یہ ہے کہ اگر صِرف ایک بار بھی اُمّتی فرما دیتے اور ہم ساری زندگی یانبی یانبی، یارسولَ اللہ یاحبیبَ اللہ کہتے رہیں تب بھی اُس ایک بار اُمّتی کہنے کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ (عاشق اکبر، ص53)

پیاری اسلامی بہنو! رحیم آقا، کریم مولیٰ محمد مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بے شمار احسانات کا تقاضا تو یہ تھا کہ ان کی یادوں کو دل میں بساتے، ان کے ذکر سے اپنے دل و دماغ کو معطر کرتے، گلدستۂ فرامین سے عملی زندگی سجاتے، ان پر نازل ہونے والے قراٰن کے احکامات کو بجالاتے، فرائض و واجبات کو لازم پکڑتے، حقوقُ العِباد کی ادائیگی کرتے، لیکن! ہوا کیا؟ ہم تو نفس و شیطان کے ہاتھوں مغلوب ہوگئے، اور گویا اپنے کھلے دشمن شیطان کو ہی اپنا دوست بنا بیٹھے، اور اپنے محسن کی تعلیمات کو بھلا بیٹھے، کیا ایسا ہوتا ہے احسان کا بدلہ؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!

پیاری اسلامی بہنو! ابھی بھی وقت ہے، سانسیں چل رہی ہیں، فانی زندگی فنا نہیں ہوئی، جلدی کیجئے اپنے مولیٰ محمد مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو راضی کیجئے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلنا شروع کیجئے، سابقہ غلطیوں پر معافی مانگئے، بیشک وہ بڑے کریم ہیں، ان کا بابِ رحمت ہر وقت کھلا رہتا ہے، ضرور وہ معاف کریں گے، خوش ہوں گے، اپنے رب کے ہاں سے بخشوائیں گے، دنیا بھی سنواریں گے، آخرت میں بھی جہنم سے بچائیں گے۔ اِنْ شَآءَ اللہ

روشن مستقبل

پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارک بچپن

محمد بلال رضا عطاری مدنی

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رِضاعی والدہ حضرتِ سیّدَتُنا حلیمہ سَعدِیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مُبارَک بچپن کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

پہلا دیدار میں نے پہلی مرتبہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اِس حال میں زیارت کی کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُونی لباس پہنے بستر پر آرام فرما رہے تھے، میں نے نرمی سے جگایا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مُسکراتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور میری طرف دیکھا، اِتنے میں مبارک آنکھوں سے ایک نور نکلا اور آسمان کی طرف بلند ہوتا چلا گیا، یہ دیکھ کر میں نے شوق و محبّت کے عالَم میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیشانی کو چوم لیا۔ (مواہب لدنیہ، 1/79)

قحط دور ہوگیا میرا قبیلہ "بنی سَعْد" قحط میں مبتلا تھا، جب میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو لے کر اپنے قبیلے میں پہنچی تو قحط دور ہو گیا، زمین سَر سَبز، درخت پھلدار اور جانور فربہ (یعنی موٹے تازے) ہوگئے۔

گھر روشن رہتا ایک دن میری پڑوسن مجھ سے بولی: اے حلیمہ! تیرا گھر ساری رات روشن رہتا ہے، اِس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے کہا: یہ روشنی کسی چراغ کی وجہ سے نہیں، بلکہ محمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے نورانی چہرے کی وجہ سے ہے۔

700 بکریاں میرے پاس 7 بکریاں تھیں، میں نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مُبارَک ہاتھ اُن بکریوں پر پھیرا تو اِس کی بَرَکت سے بکریاں اتنا دودھ دینے لگیں کہ ایک دن کا دودھ 40 دن کے لئے کافی ہو جاتا تھا۔ اِتنا ہی نہیں، میری بکریوں میں بھی اِتنی برکت ہوئی کہ سات سے 700 ہو گئیں۔

تالاب بَرَکت والا ہوگیا قبیلے والے ایک دن مجھ سے بولے: ان کی برکتوں سے ہمیں بھی حصّہ دو! چنانچہ میں نے ایک تالاب میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مُبارَک پاؤں ڈالے اور قبیلے کی بکریوں کو اُس تالاب کا پانی پلایا تو ان بکریوں نے بچے جنے (پیدا کئے) اور قوم ان کے دودھ سے خوشحال و مالدار ہوگئی۔

بکری کا سجدہ ایک دن میں (حضرت) محمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو گود میں لئے بیٹھی تھی کہ چند بکریاں قریب سے گزریں، اُن میں سے ایک بکری نے آگے بڑھ کر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سجدہ کیا اور سَرِ مُبارَک کو بوسہ دیا۔

کھیلنے سے گُریز آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عُمْرِ مُبارَک جب 9 ماہ ہوئی تو اچّھی طرح کلام فرمانے لگے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو لڑکے کھیلنے کے لئے بلاتے تو ارشاد فرماتے: مجھے کھیلنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔

مختلف برکات کا ظُہور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم میرے بچّوں کے ساتھ جنگل جاتے اور بکریاں چَرایا کرتے تھے۔ ایک دن میرا بیٹا مجھ سے بولا: امّی جان! (حضرت) محمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) بڑی شان والے ہیں، جس جنگل میں جاتے ہیں ہرا بھرا ہو جاتا ہے، دھوپ میں ایک بادل اِن پر سایہ کرتا ہے، ریت پر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدم کا نشان نہیں پڑتا، پتّھر اِن کے پاؤں تلے خمیر (گُندھے ہوئے آٹے) کی طرح نرم ہو جاتا اور اُس پر قدم کا نشان بن جاتا ہے، جنگل کے جانور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدم چومتے ہیں۔

(الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح (انوارِ جمالِ مصطفٰی)، ص107 - 109 ملخصاً وملتقطاً)

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پَھبَن
اُس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش، ص306)

تصحیح نامہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" (صفر المظفر 1439ھ) کے صفحہ نمبر 11 کی **پرانی عبارت:** ایک مشہور دُکان سے آرٹیفیشل (Artificial) بُندوں کی بہت ہی خوبصورت دو جوڑیاں لاکر پیش کر دیں۔ **درست عبارت:** ایک مشہور دکان سے نقلی ہیروں والے بُندوں کی بہت ہی خوبصورت جوڑیاں لاکر پیش کر دیں۔

بچّوں کو سکھاؤ محبت حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی

محمد شہزاد عطاری مدنی

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے والدین کی اوّلین ذمّہ داری ہے کہ اپنی اولاد کو حضور سرورِ کائنات صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبّت سکھائیں چنانچہ امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہ تعالٰی وجہَہُ الکریم سے روایت ہے کہ نور والے آقا، مدینے والے مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اپنی اولاد کی تین خصلتوں پر تربیت کرو: 1 تمہارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مَحبت 2 اہلِ بیت پاک کی مَحبت 3 تلاوتِ قراٰن۔ بے شک قراٰن کی تلاوت کرنے والا انبیا واصفیا کے ساتھ اس روز عرشِ الٰہی کے سائے میں ہوگا جس دن عرشِ الٰہی کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

(جمع الجوامع، 1/126، حدیث:782)

علّامہ عبدُ الرّءوف مُناوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ان تین خصلتوں کی اہمیت کے پیشِ نظر بطورِ خاص ذِکر فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ اولاد کو ان تین خصلتوں کا فریفتہ بناؤ کہ انہی میں پروان چڑھیں اور ہمیشہ ان پر قائم رہیں۔ نیز نبی (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی مَحبت سے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ایمانی مَحبت مراد ہے۔ یہ واجب ہوتی ہے کیونکہ یہ دین کی پیروی پر اُبھارتی ہے۔

(فیض القدیر، 1/292، تحت الحدیث:311)

محمد کی مَحبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ کے صحن میں ہنستی مسکراتی، دل لبھاتی ننھی سی صُورت محض ایک بچہ نہیں، آئندہ معاشرے کی کامل تصویر ہے۔ انہی بچوں نے آگے چل کر معاشرے کی باگ دوڑ سنبھالنی ہے، لہٰذا خوب محنت کے ساتھ ایک زندہ قوم کی آبیاری کیجئے۔ عزّت دار، غیرت مند، باشعور اور ترقّی یافتہ معاشرے کی تشکیل کے لئے اپنے بچوں کی نَس نَس میں عشقِ رسول بسا دیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ یہ دنیا اور آخرت میں سرخ رو ہوں گے۔ یقین مانیئے! عشقِ رسول ہی وہ قوّت ہے جو مسلمان کو کبھی پست یا ناکام نہیں ہونے دیتی۔

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اَسرارِ شہنشاہی

اولاد کو عاشقِ رسول بنانے کے لئے

❀ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت پڑھائیے اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بچپن شریف کے واقعات سنائیے ❀ صَحابہ، تابعین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین کے عشقِ رسول کے احوال بتائیے ❀ اپنے گھر میں مدنی چینل چلائیے اور بِالخصوص مدنی منّوں سے متعلّق سلسلے مثلاً روشن مستقبل، مدنی منّوں کا سنّتوں بھرا اجتماع اور غلام رسول کے مدنی پھول وغیرہ دکھائیے ❀ سمجھدار مدنی منّے جو پاکی ناپاکی کی تمیز رکھتے ہوں نمازِ جُمعہ کے بعد درود و سلام پڑھنے میں انہیں اپنے ساتھ شریک کیجئے ❀ حکمتِ عملی کے ساتھ مثلاً کسی انعام وغیرہ کی ترغیب دے کر انہیں رفتہ رفتہ دُرُود شریف پڑھنے کا عادی بنائیے ❀ اجتماعِ ذکر و نعت، مدنی مذاکرے، ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع اور جلوسِ جشنِ ولادت میں ساتھ لے جائیے ❀ کسی جامعِ شرائط پیر صاحب مثلاً امیرِ اہلِ سنّت مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ سے بیعت کروائیے۔

مِری آنیوالی نسلیں ترے عشق ہی میں مچلیں
انہیں نیک تُو بنانا مدنی مدینے والے

بچے جشنِ ولادت کِس طرح منائیں!

بلال حسین عطاری مدنی

خوشی منانے کا طریقہ ہر مذہب، قوم اور برادری کا جُدا گانہ اور مختلف ہوتا ہے، ایّامِ خوشی کبھی دنیاوی تو کبھی مذہبی رنگ میں رنگے ہوتے ہیں، مسلمانوں کی زندگی میں خوشی کا سماں باندھ دینے والے دنوں میں سے ایک دن 12 ربیعُ الاوّل یعنی عید میلادُ النّبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا بھی ہے اس دن عاشقانِ رسول اپنے پیارے نبی حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت (پیدائش) کا دن نہایت جوش و جذبے سے مناتے اور اپنے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

محترم والدین! بچوں کے دلوں میں اس اسلامی تہوار کی اہمیت، محبّت اور عظمت پیدا کرنے کے لئے آپ کیا طریقہ اپنا سکتے ہیں؟ مُلاحظہ فرمائیے:

◆ اس مبارک مہینے میں گھروں میں، محلّے میں بچّوں کے لئے محفلِ نعت کا خصوصی اہتمام کریں اور مختلف کتب و رسائل (مثلاً سیرتِ مصطفیٰ، صبحِ بہاراں اور نُور والا چہرہ) سے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بچپن کے واقعات اور بچّوں کے ساتھ شفقت و محبت کے واقعات بیان کریں لیکن ممکن ہو تو محفلِ نعت کے اختتام پر بچّوں کیلئے نیاز کا بھی اہتمام کریں نیز اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ نیاز میں جس شے کا اہتمام کیا جائے وہ حِفظانِ صحّت کے اُصولوں کے مطابق ہو ◆ بچّوں کے سامنے عید میلادُ النّبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اہمیت بیان کریں تاکہ بچّوں میں جشنِ ولادت کی اہمیت کا احساس پیدا ہو ◆ بچّوں کو نعتیں پڑھنے کا ذہن دیں ◆ ربیعُ الاوّل میں مدنی چینل پر ہونے والے مدنی مذاکروں میں اپنی شرکت کے ساتھ ساتھ بچوں اور گھر کے تمام افراد کے لئے پابندی کے ساتھ مدنی مذاکرے دیکھنے کا اہتمام کیا جائے ◆ ربیعُ الاوّل کا چاند نظر آنے پر خوشی منائیں اور اپنے عزیز و اَقارِب کو اس مہینے کی مبارک باد دیں، آپ کی دیکھا دیکھی یہ عمل آپ کے بچّوں کی عادت کا بھی حصّہ بن جائے گا ◆ اس موقع پر جھنڈے اور لائٹیں وغیرہ لگانا مسلمانوں کا اپنے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے مَحبّت ظاہر کرنے کا ایک اچھا طریقہ ہے مگر یہ کام بہت چھوٹے بچّوں کو ہرگز نہ سونپیں کیونکہ اس طرح کوئی بھی حادِثہ رُونُما ہو سکتا ہے ◆ بچّوں کو نئے کپڑے پہنائیں ◆ نَعلَین پاک کے بیج (Badge) بَرَکت کی نیّت سے بچّوں کے کُرتے (قمیص) پر سینے کے مقام پر لگائیں مگر اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ اس بیج کی پکڑ (Grip) مضبوط ہو ورنہ اس کی بے ادبی کا اندیشہ ہے ◆ کثرت سے صدقہ و خیرات کریں اور اپنے بچّوں کے ہاتھ سے بھی صدقہ کروائیں تاکہ بچّے بھی اللہ کریم کی راہ میں خرچ کرنے کے عادی بنیں ◆ گھر میں پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پسندیدہ غذائیں تیّار کرکے بچّوں کو کھلائیں[(1)] ◆ 12 ربیعُ الاوّل کے دن عاشقانِ رسول اپنی عقیدت کا اظہار کرنے کے لئے جلوسِ میلاد بھی نکالتے ہیں، اس میں بچّوں کے ساتھ خود بھی شریک ہوں، انہیں اکیلا نہ بھیجیں ◆ اس دن بچّوں میں نقشِ نعلِ پاک، گنبدِ خضرا اور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے منسوب تبرکات کی ڈرائنگ (Drawing) بنانے کے مقابلے گھروں میں منعقد کریں نیز اچھی کارکردگی (Performance) پر انہیں انعامات بھی دیں تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔

اللہ کریم ہمیں اور ہمارے بچّوں کو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سچّی محبت عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی غذاؤں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الاوّل 1440 / دسمبر 2018 صفحہ 58 کا مطالعہ کیجئے۔

نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بچوں پر شفقت

آصف جہانزیب عطاری مدنی

نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **تمام جہانوں کے لئے رحمت** بن کر تشریف لائے۔ بڑوں کی طرح بچّوں نے بھی پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رحمت سے خوب حصّہ پایا۔ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بچّوں پر بے حد شفقت فرماتے، اُنہیں اپنے پاس بلاتے، ان کے سروں پر اپنا دستِ رحمت پھیرتے اور انہیں دعائے خیر وبرکت سے نوازتے، چنانچہ **(1)** حضرت سیّدنا عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ تعالٰی عنہ کی والدہ اُنہیں نبیِّ کریم علیہ الصلوۃ والسَّلام کی بارگاہ میں لے کر حاضر ہوئیں تو نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کے سر پر دستِ شفقت پھیرتے ہوئے انہیں دعائے برکت سے نوازا۔ (الاصابۃ، 4/217) **(2)** نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بچّوں کے ساتھ خوش طبعی فرما کر ان کا دل بھی بہلایا کرتے تھے چنانچہ روایت میں ہے کہ حضرت سیّدنا اَنس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے چھوٹے بھائی کے پاس ایک چڑیا تھی، وہ چڑیا مر گئی تو نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: ابو عُمَیر کو کیا ہوا؟ عرض کی: ان کی چڑیا مر گئی، نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے مزاحاً یہ فرمانا شروع کیا: اے ابو عُمَیر! تمہاری چڑیا کا کیا حال ہے؟ اے ابو عُمَیر! تمہاری چڑیا کا کیا حال ہے؟ (معجم اوسط، 5/13، حدیث: 6429)

(3) جب نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سفر سے واپس تشریف لاتے تو بچّوں کو سواری پر سوار فرمالیتے۔ (مسلم، ص1014، حدیث: 6268، بخاری، 4/91، حدیث: 5966 ماخوذاً) **(4)** جب کوئی بچّہ پیدا ہوتا اور اُسے سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا تو آپ اسے دعائے برکت سے نوازتے اور خود اس کی تحنیک فرماتے (یعنی گُھٹّی دیتے)۔ (مسلم، ص134، حدیث: 662) **(5)** نیز جب کبھی نمازِ باجماعت میں رحمتِ عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بچّوں کے رونے کی آواز سنتے تو نماز مختصر فرمادیتے۔

(بخاری، 1/253، حدیث: 707 ماخوذاً)

شفقتِ مصطفٰے! مرحبا مرحبا
رحمتِ مجتبٰی! مرحبا مرحبا

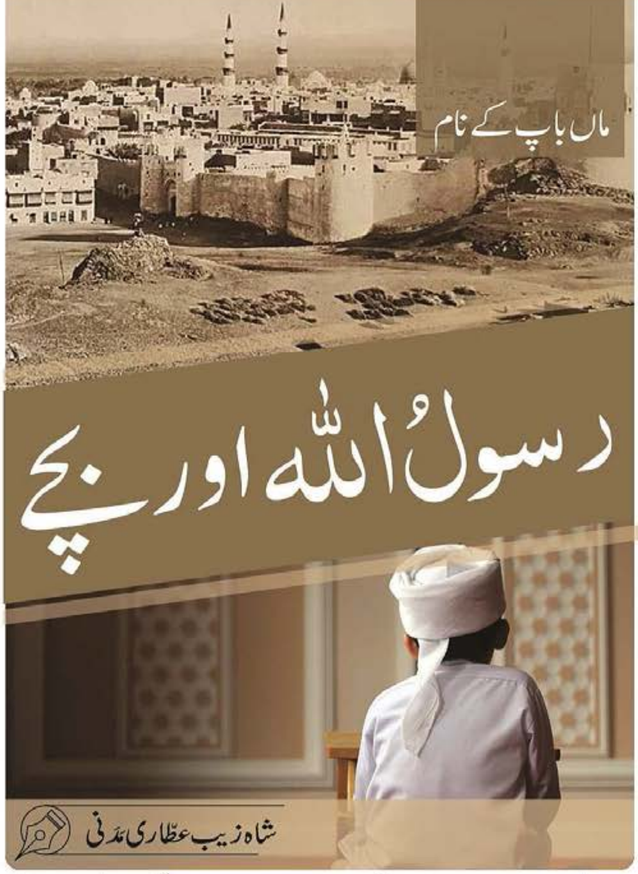

رسولُ اللہ اور بچے

شاہ زیب عطاری مدنی

محترم والدین! بچّوں کی صحت اور تربیّت کا کس طرح خیال رکھا جاتا ہے، آدابِ زندگی سے کس طرح ان کے چال چلن کو آراستہ کیا جاتا ہے، کیسے ان کے دِلوں کو علم کے نور سے مُنوّر اور عمل کی مہک سے مُعطّر بنایا جاتا ہے، یہ سب کریم آقا، چھوٹوں پر شفقت سکھانے والے رحیم مولیٰ محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی باتوں سے بتایا اور عمل کرکے دکھایا ہے۔ آیئے! اپنی زندگی میں شامل کرنے کی نیّت سے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیبہ سے اس طرح کے چار واقعات ملاحظہ کرتے ہیں:

1 کھانے میں شریک کرتے بلکہ تربیت بھی فرماتے: اُمُّ المؤمنین اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس آیا، آپ کے پاس کھانا موجود تھا تو فرمایا: بیٹے! قریب آؤ، بِسْمِ اللہ پڑھو اور سیدھے ہاتھ سے کھاؤ۔(1)

ایک اور روایت میں ہے کہ کھانے کے دوران میرا ہاتھ کھانے کے برتن میں ہر طرف گھوم رہا تھا تو رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ اپنے آگے سے کھاؤ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں اپنے آگے سے ہی کھانا کھاتا تھا۔(2)

2 مقابلے کرواتے بلکہ انعام سے بھی نوازتے: حضرت عبدُ اللہ بن حارث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے تینوں بیٹوں کی صف بنا کر ایک لائن میں کھڑا کرتے پھر فرماتے کہ جو دوڑ کر میرے پاس پہلے آئے گا اس کے لئے انعام ہے، پھر وہ تینوں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے اور قریب آکر آپ کے سینے اور پیٹھ سے چمٹ جاتے، آپ بھی انہیں گلے لگاتے اور پیار کرتے۔(3)

3 شفقت فرماتے بلکہ دعائیں بھی دیتے: صحابۂ کرام میں سے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بھی ہیں، آپ کے سَر کے درمیان کے بال بالکل سیاہ تھے جبکہ باقی ماندہ سر اور داڑھی کے تمام بال سفید تھے۔ پوچھنے پر آپ نے فرمایا: میں بچپن میں دیگر بچّوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ حُضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میرے پاس سے گزرے اور مجھ سے میرا نام پوچھا: میں نے اپنا نام بتایا، تو رحمت والے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے سر پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا، اور دعا دی: بَارَكَ اللهُ فِيكَ یعنی اللہ تجھے برکت دے۔ اور جہاں تک حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دستِ مبارک پہنچا وہ بال سفید نہیں ہوئے، اور اللہ کی قسم! یہ حصہ کبھی سفید نہ ہوگا اور ہمیشہ اسی طرح رہے گا۔(4)

4 ڈانتے نہیں بلکہ ناراض بھی نہ ہوتے: خادمِ رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی میں نے نو سال خدمت کی، سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہا لیکن کبھی بھی آپ نے مجھے ڈانٹا نہیں اور کسی کام پر یہ نہیں کہا کہ "ایسے کیوں کیا"، "ایسے کرلیتے" وغیرہ۔"(5)

(1) التوضیح لشرح الجامع الصحیح، 26/72، تحت الحدیث:5376 (2) بخاری، 3/521، حدیث:5376 (3) مسند احمد بن حنبل، 1/459، حدیث:1836 (4) معجم کبیر، 7/160، حدیث:6693 (5) مسند احمد بن حنبل، 4/201، 203، حدیث:11974، 11988۔

معجزہ کیا ہوتا ہے؟

ارشد اسلم عطاری مدنی

دعوت سے واپسی پر کار میں سوار ہوتے ہی داداجان نے بچّوں اور ڈرائیور کو سفر کی دُعا پڑھائی۔ دادا جان بچّوں کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک موبائل کی بیل بجی، داداجان نے سلام دعا کے بعد مختصر سی بات کی اور اللہ حافظ کہہ کر فون بند کر دیا۔

خُبَیب نے کہا: داداجان! آپ نے ابھی فون پر ایک لفظ بولا تھا "مُعْجِزَہ" یہ معجزہ کیا ہوتا ہے؟ یہ سُن کر داداجان مسکرا کر کہنے لگے: خُبَیب میاں! صرف آپ کو بتاؤں؟ یا صُہَیب اور اُمِّ حبیبہ بھی معجزے کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں؟ یہ سُن کر تینوں بہن بھائی ایک ساتھ بول پڑے: داداجان! ہم سب کو بتائیے۔

داداجان نے معجزے کی یہ تعریف بتائی: اعلانِ نبوت کے بعد نبی سے ایسا کام ظاہر ہونا جو عام طور پر ممکن نہیں ہوتا۔ جیسے مُردوں کو زندہ کرنا، چاند کے دو ٹکڑے کرنا وغیرہ۔ معجزہ نبی کی نُبُوَّت کی دلیل ہوتا ہے، معجزے کے ذریعے سچے اور جھوٹے نبی کی پہچان ہوتی ہے۔ داداجان رکے، گہرا سانس لیا اور کہا: یاد رکھو بچّو! "کوئی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرکے ہرگز معجزہ نہیں دِکھا سکتا۔"

داداجان جیسے ہی خاموش ہوئے اُمِّ حبیبہ فوراً بولی: کیا ہر نبی کو ایک جیسے ہی معجزے دیئے گئے تھے؟ نہیں بیٹا! داداجان نے نفی میں سَر ہلاتے ہوئے کہا: اللہ پاک نے ہر نبی کو اس وقت کے حالات کے مطابق معجزے عطا کئے جیسے:

1 حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے زمانے میں جادوگروں کے کارنامے بہت مشہور تھے، اللہ پاک نے ان کے مطابق آپ علیہ السّلام کو معجزات دیئے 1 آپ علیہ السّلام اپنے ہاتھ کو جب چاہتے روشن فرماتے 2 ایک "لاٹھی" تھی جب اسے زمین پر پھینکتے تو کبھی وہ سانپ بن جاتی اور کبھی بہت بڑا اژدہا۔ اس کے علاوہ لاٹھی کبھی رسی بن جاتی تو کبھی سایہ دار درخت۔

2 حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے زمانے میں کچھ بیماریاں ایسی بھی تھیں جن کا علاج کرنے میں ڈاکٹر فیل ہوگئے تھے۔ اللہ پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو اندھوں کی آنکھیں ٹھیک کرنے، لاعلاج مریضوں کو صحت مند اور مُردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ دیا۔

داداجان نے مزید گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا: پیارے بچو! ایک بہت بڑے عالمِ دین مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے معجزے کی تین قسمیں بتائی ہیں: 1 ضروری معجزہ جیسے ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خوشبودار پسینہ 2 عارضی اختیاری یعنی اپنی مرضی سے کچھ دیر کے لئے معجزہ ظاہر کرنا جیسے لاٹھی کا اژدہا بن جانا 3 عارضی غیر اختیاری یعنی مرضی کے بغیر کچھ وقت کے لئے معجزہ کا ظاہر ہونا جیسے قراٰنِ پاک کی آیات کا نازل ہونا۔

صُہَیب نے اپنی خاموشی توڑی اور داداجان سے کہا: ہمارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کتنے معجزات دیئے گئے؟ داداجان نے صہیب کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا: صُہَیب! میں جانتا تھا آپ بھی کوئی نہ کوئی سُوال ضرور کریں گے، مَا شَآءَ اللہ بہت اچھا سوال کیا ہے۔

پیارے بچّو! یہ تو آپ جانتے ہیں کہ ہمارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام نبیوں سے افضل اور اعلیٰ ہیں، اللہ پاک نے آپ کو پہلے نبیوں کے تمام معجزات عطا فرمائے اور بے شمار ایسے معجزات بھی دیئے جو کسی نبی یا رسول کو عطا نہیں کئے تھے۔

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا سب سے بڑا معجزہ قراٰنِ مجید ہے کیونکہ دیگر معجزات تو اپنے وقت پر ظاہر ہوئے اور آپ کے زمانے ہی کے لوگوں نے دیکھے مگر "قراٰنِ مجید" قیامت تک باقی رہنے والا معجزہ ہے۔

گھر پہنچنے سے کچھ دیر پہلے داداجان نے کہا: امید ہے کہ آپ معجزے کے بارے میں بنیادی باتیں جان چکے ہوں گے، اب میں چاہتا ہوں کہ ہر جمعہ آپ لوگوں کو ہمارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ایک معجزہ بتاؤں، آپ لوگوں کا اِس بارے میں کیا خیال ہے؟ یہ سُن کر اُمِّ حبیبہ، صُہَیب اور خُبَیب خوش ہوگئے اور "بالکل بالکل" کہہ کر تینوں نے دادا کی بات کی تائید کی اور اِتنے میں گاڑی گھر پہنچ گئی۔

قسمت کا فیصلہ

ابوطیب عطّاری مَدَنی

پیارے بچّو! تقریباً 15 سو سال پہلے کی بات ہے کہ ایک ماں اپنے بچّے کے ساتھ سفر پر تھی، راستے میں ڈاکوؤں نے اس کے بچّے کو اِغوا (Kidnap) کرکے عرب کے مشہور بازار عُکاظ میں بیچنے کے لئے پیش کر دیا۔ قسمت نے اس کا ساتھ دیا اور یہاں سے بطورِ غلام حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا اور وہاں سے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس آگیا۔ بیٹے کے غم میں دُکھی والد گلی گلی کُوچہ کوچہ تلاش کرتے کرتے ایک دن رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس پہنچ گیا اور شفقت کی امید رکھے فریاد کرنے لگا: ہم پر احسان فرمایئے، یہ رقم قبول کرکے ہمارا بچّہ ہمیں دے دیجئے۔

شفیق و کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اس سے پوچھ لو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر پیسوں کے لے جاؤ، اور اگر نہ جانا چاہے تو میں نہیں دے سکتا۔ اب بچے کے ہاتھ میں تھا کہ فیصلہ (Decide) کرے والد کے ساتھ جانا چاہتا ہے یا رَحم دل آقا کے پاس رہنا چاہتا ہے؟

چنانچہ اپنی قسمت کا فیصلہ سناتے ہوئے اس نے کہا: میں اِن (یعنی رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے مقابلے میں بھلا کس کو پسند کر سکتا ہوں یہ مجھے سب سے بڑھ کر محبوب ہیں۔

امید کے خلاف جواب سُن کر باپ نے کہا: بیٹے! تم آزادی کو چھوڑ کر غلامی پسند کر رہے ہو! کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بچّے نے کہا: میں اس عظیم ہستی کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ آپ کا محبت بھرا جواب سُن کر رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نہ صرف آپ کو آزاد کر دیا بلکہ فرمایا: آج سے زید میرا بیٹا ہے۔ (طبقات ابن سعد،3/29تا31، میزان الاعتدال،2/495،496)

سمجھ دار بچّو! یہ ذہین بچّے غلاموں میں سب سے پہلے ایمان قبول کرنے والے صحابیِ رسول حضرت زید بن حارِثہ رضی اللہ عنہ تھے، اللہ کے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ سے بہت محبت کرتے تھے، اس لئے "حِبُّ رسولِ اللہ یعنی رسولُ اللہ کے پیارے" کے لقب سے دنیا آپ کو جانتی ہے۔

حروف ملائیے!

پیارے بچّو! اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو گھوڑے (Horse) کی سُواری بہت پسند تھی۔ (سیرت مصطفیٰ، ص584) آپ نے کئی گھوڑے سواری کے لئے استعمال فرمائے۔

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے گھوڑوں میں سے 5 کے نام خانوں کے اندر چُھپے ہوئے ہیں، آپ نے اُوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حُروف مِلا کر وہ پانچ نام تلاش کرنے ہیں، جیسے ٹیبل میں لفظِ "لَحِیف" کو تلاش کرکے بتایا گیا ہے۔

تلاش کئے جانے والے 5 نام: (1) سَکْب (2) سَبْحَہ (3) لِزَاز (4) ظَرِب (5) وَرْد۔

ب	ر	ظ	ر	و	ح	ظ	ک	س
س	و	ر	و	ف	ی	ح	ل	ب
ب	ر	و	ب	س	ح	س	ر	ح
ح	ا	ظ	ب	ک	م	ط	ر	ل
ہ	د	ر	و	د	ا	ز	ل	ز
د	ح	د	ح	ر	ب	ک	س	ا
ک	س	ر	ظ	ف	ک	س	و	ز

ننھے میاں کی کہانی

جلوس

ابو عُبید عطّاری مَدَنی

عصر کی نماز پڑھ کر ننّھے میاں اپنے ابو کے ساتھ مسجد سے واپس آرہے تھے کہ اچانک ننھے میاں ابو سے کہنے لگے: ابو آپ کو پتا ہے! آج اسکول میں میرا دوست سلیم کہہ رہا تھا کہ دو دن بعد 12 ربیعُ الاوّل ہے، جی ہاں بیٹا! آپ کے دوست نے یہ بات تو ٹھیک بتائی ہے واقعی دو دن بعد 12 ربیعُ الاوّل ہے، ننھے میاں نے پھر کہنا شروع کیا، ابو! سلیم یہ بھی کہہ رہا تھا کہ وہ اپنے ابو کے ساتھ پچھلے سال جلوس میں بھی گیا تھا وہاں کچھ لوگ ٹافیاں، بسکٹ اور جوس کے ڈبے وغیرہ بچّوں کو دے رہے تھے، سلیم نے بھی بہت ساری چیزیں جمع کرلیں پھر گھر آکر مزے مزے سے کھائیں وہ کہہ رہا تھا کہ اس سال بھی وہ جلوس میں جائے گا، ابو کیا اس بار آپ مجھے اپنے ساتھ جلوس میں لے جائیں گے؟ ابو نے کہا: میں تو آپ کو پچھلے سال ہی جلوس میں لے جاتا لیکن آپ پچھلے سال بیمار ہوگئے تھے، اللہ پاک نے چاہا تو اس سال آپ کو ضرور عیدِ میلادُ النبی کے جلوس میں لے جاؤں گا۔ گھر میں داخل ہوکر ننھے میاں سیدھے دادی کے پاس پہنچ گئے اور سلام کرنے کے بعد کہنے لگے: دادی! ابو نے کہا ہے کہ وہ مجھے 12 ربیعُ الاوّل کے جلوس میں لے جائیں گے۔ مَا شَآءَ اللہ! یہ تو بہت اچھی بات ہے لیکن آپ وہاں جاکر کیا کریں گے؟ دادی نے پوچھا تو ننّھے میاں کہنے لگے: دادی! آپ کو پتا ہے وہاں اور بھی بچے ہوتے ہیں، لوگ ان بچّوں میں ٹافیاں، چاکلیٹس اور بسکٹس بانٹتے ہیں، دادی نے پھر پوچھا: اور کیا کیا ہوتا ہے وہاں؟ ننھے میاں کہنے لگے: وہاں بچوں کو جوسز بھی ملتے ہیں۔ دادی نے پھر سوال کیا: اتنی ساری چیزیں کھاکر کیا آپ بیمار نہیں پڑ جائیں گے؟ ننھے میاں نے کہا: ارے! یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں، آپ بتائیے نا دادی! کیا پھر میں ابو کے ساتھ جلوس میں نہیں جاؤں؟ دادی نے ننھے میاں کو سمجھاتے ہوئے کہا: آپ جلوس میں ضرور جائیے اور جو چیزیں وہاں آپ کو ملیں تو ان میں سے ایک دو چیزیں وہیں کھا لیجئے گا باقی کو اپنے ساتھ گھر لے آیئے گا اور تھوڑا تھوڑا کر کے کھاتے رہیئے گا اس طرح آپ کے دانت بھی خراب نہیں ہوں گے اور صحت بھی ٹھیک رہے گی۔ لیکن یہاں میں آپ کو ایک ضروری بات بتادوں، جلوس میں اس لئے نہیں جانا چاہئے کہ وہاں اتنی ساری چیزیں ملیں گی، دادی سانس لینے کے لئے رکیں تو ننھے میاں نے فوراً سوال کیا: پھر جلوس میں کیوں جاتے ہیں؟ دادی کہنے لگیں:

12 ربیعُ الاوّل کو ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پیدا ہوئے تھے اور ہمیں اپنے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بے حد پیار ہے اب جب بھی 12 ربیعُ الاوّل کا برکت والا دن آتا ہے تو مسلمان اس دن خوب خوشیاں مناتے ہیں، گھر کو، گلی محلے کو اور مسجدوں کو سجاتے ہیں، رات کو اللہ پاک کی خوب عبادت کرتے ہیں، نبی پاک پر دُرود شریف پڑھتے ہیں اور اگلے دن جلوس نکالتے ہیں اور جلوس میں بھی اپنے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر دُرود و سلام بھیجتے ہیں، جلوس میں کوئی عالمِ دین ہوں تو وہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں اچھی اچھی باتیں بتاتے رہتے ہیں، اس سے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت اور زیادہ بڑھتی ہے اور آخر میں سب مسلمانوں کے لئے اچھی اچھی دعائیں بھی کی جاتی ہیں، اس دوران کچھ لوگ ثواب پانے کے لئے بچّوں اور بڑوں میں چیزیں بھی بانٹتے رہتے ہیں۔ دادی کی باتیں سُن کر ننھے میاں اپنا سر ہلاتے ہوئے کہنے لگے: اچھا! تو اس لئے جلوس میں جاتے ہیں، دادی! آپ کی یہ باتیں میں کل اسکول میں سلیم کو بھی بتاؤں گا اور اس سے کہوں گا کہ صرف چیزیں لینے کے لئے جلوس میں مت جانا، وہاں جاکر دُرود پاک بھی پڑھتے رہنا ہے۔ اتنے میں ابو کی آواز آئی: ننھے میاں کہاں ہو؟ آجاؤ مغرب کی نماز پڑھنے مسجد چلتے ہیں، ابو کی آواز سنتے ہی ننھے میاں فوراً کمرے سے باہر نکل آئے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

محمد صفدر علی عطاری مدنی

سوال: نبی پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نام "محمد" کس نے رکھا؟

جواب: آپ کے دادا عبدُ المطلب نے۔

(تاریخ ابنِ عساکر، 3/32)

سوال: کپڑوں کی سِلائی کرنا کس نے ایجاد کیا؟

جواب: حضرت ادریس علیہ السَّلام نے۔

(جامع الاصول فی احادیث الرسول، 12/165)

سوال: اعلانِ نبوت سے پہلے رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کس غار میں عبادت کرنے جاتے تھے؟

جواب: غارِ حراء میں۔ (بخاری، 1/7، حدیث:3)

سوال: قیامت کے دن حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کس چیز پر سُوار ہوں گے؟

جواب: بُراق پر۔ (مستدرک حاکم، 4/135، حدیث:4780)

سوال: وہ کون سا شخص ہے جو زمین پر ہونے والے ہر ناحق قتل کے گناہ میں شریک ہے؟

جواب: قابیل۔ کیونکہ سب سے پہلا قتل اسی نے کیا تھا۔

(ابن ماجہ، 3/260، حدیث:2616)

سوال: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی کن خوبیوں سے متأثر ہوئیں؟

جواب: امانت داری، سچائی اور اچّھے اخلاق سے۔

(سیرتِ حلبیہ، 1/200)

سوال: کن چار موقعوں پر شیطان دھاڑیں مار مار کر رویا تھا؟

جواب: 1 جب بارگاہِ الٰہی سے اس پر لعنت کی گئی 2 جب اسے زمین پر اُتارا گیا 3 جب رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بعثت ہوئی 4 جب سورۂ فَاتِحَہ نازل ہوئی۔

(حلیۃ الاولیاء، 3/341، حدیث:4209)

پہاڑوں کا فِرشتہ

ابو معاویہ عطّاری مدنی

حُضُور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اللہ پاک کے حکم سے مکّہ کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا شُروع کی۔ اس وقت مکّہ میں زیادہ تَر لوگ بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جب انہیں بتوں کی عبادت سے روکا اور اللہ پاک کی عبادت کی طرف بلایا تو ان لوگوں نے اسلام لانے سے انکار کر دیا اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ستانا شُروع کر دیا۔

طائف کا سفر مکّہ والوں کی نافرمانیوں کو دیکھتے ہوئے حُضُور رَحمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسلام کی دعوت پھیلانے کے لئے مکّہ کے قریبی قبیلوں کا سفر فرمایا جن میں سے ایک سفر طائف بھی ہے۔ طائف میں بڑے بڑے مالدار لوگ رہتے تھے۔ ان میں عَمْرو نامی شخص کا خاندان تمام قبیلوں کا سَردار سمجھا جاتا تھا۔ یہ لوگ تین بھائی تھے، عَبْدِ یَالِیْل، مسعود اور حبیب۔

دعوتِ اسلام نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان کے پاس تشریف لے گئے اور اسلام کی دعوت دی لیکن ان تینوں بھائیوں نے اسلام قبول کرنے کے بجائے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بُرا بھلا کہنا شُروع کر دیا اور صرف اسی پر بس نہیں کیا بلکہ شرارتی لڑکوں کو حضور رَحمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیچھے لگا دیا جو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر پتّھر پھینکتے، جب آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم زخموں سے چُور ہو کر بیٹھ جاتے تو یہ ظالم بے دردی کے ساتھ بازو پکڑ کر اُٹھا دیتے اور جب چلنے لگتے تو پھر پتّھر مارنے لگتے۔ انہوں نے اس قدْر ظُلْم کیا کہ رحیم و کریم آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارَک جوتے خون سے بھر گئے۔

پہاڑوں کے فرشتے نے کیا پیشکش کی؟ حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اسی تکلیف کے ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ ایک مقام پر پہنچ کر دیکھا کہ جبریل علیہ السَّلام ہیں اور ان کے ساتھ ایک اور فرشتہ بھی ہے۔ حضرتِ جبریل علیہ السَّلام نے عرض کی: آپ کے سامنے پہاڑوں کا فرشتہ موجود ہے جو آپ حکم دیں گے یہ فرشتہ وہی کرے گا۔ پہاڑوں کے فرشتہ نے عرض کی: اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں ان دونوں پہاڑوں (ابو قُبَیْس اور قُعَیْقِعَان) کو ان کافروں پر گرا دوں تو میں گرا دوں گا۔ یہ سُن کر حضور رحمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جواب دیا کہ ایسا نہ کرو بلکہ میں اُمّید کرتا ہوں کہ اللہ پاک ان کی نسلوں سے اپنے ایسے بندوں کو پیدا فرمائے گا جو اللہ پاک کی عبادت کریں گے۔

(بخاری 2/ 386، حدیث: 3231، زرقانی علی المواہب، 2/ 49 تا 54)

پیارے پیارے مدنی مُنّو اور مُنّیو! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ 1 نیکی کی دعوت دینا اللہ پاک کے نیک بندوں کا طریقہ ہے۔ 2 دین پر عمل کرنے میں پریشانیاں رُکاوٹ بنیں تو صَبر کرنا چاہئے۔ 3 حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس فرشتے حاضِر ہوا کرتے تھے۔ 4 ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بہت زیادہ رَحْم فرمانے والے ہیں 5 اچھے لوگوں کو تکلیف دینا بُرے لوگوں کا کام ہے 6 بُرے لوگوں کے لئے اچھا بننے کی دُعا کرنی چاہئے۔

جانوروں کی سبق آموز کہانیاں

گھوڑا وہیں کھڑا رہا

• شاہ زیب عطاری مدنی •

رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے ایک سفر میں جب نماز کا ارادہ فرمایا تو اپنے گھوڑے سے فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے برکت دے! جب تک ہم نماز سے فارغ نہ ہو جائیں تُو اپنی جگہ سے مت ہٹنا (حرکت نہ کرنا)“ اور پھر رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُس گھوڑے کو اپنے سامنے کھڑا کردیا، چنانچہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب تک نماز ادا فرماتے رہے اس گھوڑے نے اپنے جسم کے کسی حصے کو حرکت نہ دی۔ (الشفاء، 315/1)

پیارے مَدَنی مُنّو اور مَدَنی مُنّیو! دیکھا آپ نے کہ اُس گھوڑے نے جانور ہونے کے باوجود پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حکم پر کس طرح عمل کیا اور جب تک نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نماز ادا نہ فرمالی اس وقت تک اُس نے حرکت نہیں کی۔ ہمیں بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بہت سے کام کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے، مثلاً ❁ نماز پڑھنا ❁ قراٰنِ کریم پڑھنا ❁ والدین کی بات ماننا ❁ بڑوں کا ادب کرنا ❁ سچ بولنا ❁ مسلمان بھائی کو بلاوجہ تکلیف نہ دینا ❁ چوری نہ کرنا وغیرہ۔

ہمیں بھی چاہئے کہ جو کام کرنے کا ہمیں حکم ہوا، انہیں ضرور کریں، بالخصوص نماز پابندی سے پڑھیں اور جن کاموں سے روکا گیا، ان سے باز رہیں۔ اللہ تعالٰی ہم سب کو شریعت کے اُصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کی سعادت عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

نعت

آج کی رات ضِیاؤں کی ہے بارات کی رات
فضلِ نوشاہِ دوعالَم کے بیانات کی رات

شبِ مِعراج وہ اَوْحٰی کے اشارات کی رات
کون سمجھائے وہ کیسی تھی مُناجات کی رات

چھائی رہتی ہیں خیالوں میں تمہاری زُلفیں
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

رُخِ تابانِ نبی زُلفِ مُعَنْبَر پہ فِدا
روز تابندہ یہ مستی بھری برسات کی رات

دل کا ہر داغ چمکتا ہے قمر کی صورت
کتنی روشن ہے رخِ شہ کے خیالات کی رات

ہر شبِ ہِجر لگی رہتی ہے اَشکوں کی جھڑی
کوئی موسِم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

بلبلِ باغِ مدینہ کو سنا دے اخترؔ
آج کی شب ہے فرشتوں سے مُباہات کی رات

از: تاجُ الشریعہ مفتی اختر رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ
سفینۂ بخشش، ص 21

میں کون سی کتاب پڑھوں؟

Which book should I read?

محمد ارشد عطاری مدنی

12 سالہ اُویس اپنی والدہ کے ساتھ آج خالہ سے ملنے اور ان کا نیا گھر دیکھنے آیا ہوا تھا۔ پانی وغیرہ پینے کے بعد اویس کی نظریں کسی کو ڈھونڈنے لگیں، خالہ جان نے اُس سے پوچھا: بیٹا کسے ڈھونڈ رہے ہو؟

اویس نے بڑی بے تابی سے کہا: خالہ جان! نُعمان بھائی نظر نہیں آرہے وہ کہاں ہیں؟

"نُعمان کو ایک کام سے باہر بھیجا ہے، بس تھوڑی دیر میں آنے والا ہے۔" خالہ نے اُسے جواب دیا پھر اُس نے نیا گھر دیکھنے کی اجازت لی اور اسے دیکھنے چل پڑا، گھر کا لان، بالکونی دیکھنے کے بعد اُس کے قدم ایک کمرے کے آگے رُک گئے، دراصل وہ کمرہ اِسٹڈی روم (Study Room)، یعنی مطالعہ کرنے کا کمرہ تھا، جس میں ایک چھوٹی لیکن دلکش لائبریری تھی جہاں عَرَبی، اُردو اور انگلش میں چھوٹی بڑی بہت ساری Books موجود تھیں، اویس کتابوں کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک اسے سَلام کی آواز سنائی دی، سلام کا جواب دیتے ہوئے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو نُعمان بھائی موجود تھے، نعمان کو دیکھ کر اویس کا چہرہ کِھل اُٹھا۔

کیسے ہیں اویس؟ نعمان نے اُویس سے پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں اور آپ کیسے ہیں؟ نُعمان بھائی!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَال میں بھی ٹھیک ہوں، آپ کو اِسٹڈی رُوم میں دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی اور یہ اندازہ ہوگیا کہ آپ کو کتابیں پڑھنے کا شوق ہے۔

اُویس نے جواباً کہا: جی وہ تو ہے مگر نعمان بھائی! یہاں تو بہت ساری کتابیں ہیں اور مجھے چند دن آپ کے یہاں ٹھہرنا ہے، آپ بتایئے اِن دِنوں میں کونسی کتاب پڑھوں؟

نعمان نے کہا: اُویس! ربیعُ الاوّل کا مبارک مہینا شروع ہونے والا ہے، آپ اسی مہینے کی مناسبت سے امیرِ اہلِ سنّت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رَسائل کا مطالعہ کیجئے مثلاً "نور والا چہرہ، بھیانک اُونٹ، سیاہ فام غلام اور صبحِ بہاراں"

"نعمان بھائی! ان رَسائل کے بارے میں کچھ تفصیل بھی بتایئے"، اویس نے وضاحت طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

نعمان اُسے بتانے لگا: رِسالہ **"صبحِ بہاراں"** نبیِّ کریم رءوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وِلادت پر خوشی منانے، گھروں کو سجانے اور جلوسِ میلاد وغیرہ کے بارے میں ہے، اس میں ربیعُ الاوّل (بالخصوص اجتماعِ میلاد و جلوسِ میلاد کی احتیاطوں) کے بارے میں امیرِ اہلِ سنّت کا مکتوب (Letter) بھی شامل ہے۔

جبکہ رِسالہ **"سیاہ فام غلام"** میں رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معجزات اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نورانیت، بے مثال بشریت اور والدینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذِکر ہے۔

امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے رِسالے **"بھیانک اُونٹ"** میں تبلیغِ دین کی خاطر پیارے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی قربانیوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔

ایک رِسالہ **"نور والا چہرہ"** بھی ہے۔ اس رسالے میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بچپن کے ایمان افروز واقعات کے ساتھ ساتھ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک ہاتھ کے 8 معجزات کا دلکش بیان بھی ہے نیز ویڈیو گیمز (Video Games) کی تباہ کاریوں کو بھی ذِکر کیا گیا ہے۔

نعمان بھائی! کیا یہ رسائل آپ کے پاس ہیں؟ اویس نے بے تابی سے کہا۔ جی ہاں! یہ لیجئے آپ ان کا باری باری مطالَعہ کیجئے اور اگر کچھ پوچھنا ہو تو بِلاجِھجک مجھ سے پوچھ لیجئے گا، نعمان نے رَسائل اویس کو پیش کرتے ہوئے کہا۔

جی ٹھیک نعمان بھائی!!! اِنْ شَآءَ اللہ میں ایک ایک کرکے جلد ان رسائل کو پڑھ لوں گا۔

دُرُود تاج کے 7 فوائد

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ط دَافِعِ الْبَلَآءِ وَ الْوَبَآءِ وَ الْقَحْطِ وَ الْمَرَضِ وَ الْاَلَمِ ط اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِی اللَّوْحِ وَ الْقَلَمِ ط سَیِّدِ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ ط جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِی الْبَیْتِ وَ الْحَرَمِ ط شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی صَدْرِ الْعُلٰی نُوْرِ الْهُدٰی كَهْفِ الْوَرٰی مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ط جَمِیْلِ الشِّیَمِ ط شَفِیْعِ الْاُمَمِ ط صَاحِبِ الْجُوْدِ وَ الْكَرَمِ ط وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَ جِبْرِیْلُ خَادِمُهٗ وَ الْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ وَ الْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی مَقَامُهٗ وَ قَابَ قَوْسَیْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَ الْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَ الْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِیْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِیْنَ شَمْسِ الْعَارِفِیْنَ سِرَاجِ السَّالِكِیْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِیْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَ الْغُرَبَآءِ وَ الْمَسَاكِیْنَ سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَ سِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ الْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ مَوْلَانَا وَ مَوْلَی الثَّقَلَیْنِ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ ط یٰۤاَیُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

(1) جو شخص عروجِ ماہ (یعنی چاند کی پہلی سے چودھویں تک) شبِ جمعہ میں بعد نمازِ عشا باوضو پاک کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ایک سو ستر بار اس دُرُودِ پاک کو پڑھ کر سو رہے، گیارہ شب مُتواتر (یعنی بلاناغہ) اسی طرح کرے اِن شآءَ اللہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی زیارت سے مشرّف ہوگا (2) سحر و آسیب جن و شیطان کے دفع کیلئے اور چیچک کے لئے 11 بار پڑھ کر دَم کرے اِن شآءَ اللہ فائدہ ہوگا (3) قلب کی صفائی کے لئے ہر روز بعد نمازِ صبح ساٹھ بار اور بعد نمازِ عصر تین بار اور بعد نمازِ عشا 3 بار وِرد رکھے (4) دشمنوں، ظالموں، حاسِدوں اور حاکموں کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے اور غم و غربت دور ہونے کے لئے چالیس شب متواتر (یعنی بلاناغہ) بعد نمازِ عشا 41 بار پڑھے (5) روزی میں بَرَکت کے لئے سات بار بعد نمازِ فجر ہمیشہ وِرد رکھے (6) اگر حاملہ پر خَلَل (یعنی تکلیف) ہو تو سات دن برابر سات مرتبہ پانی پر دَم کر کے پلائے (7) واسطے مواصلتِ طالب و مطلوب (جائز محبت مثلاً میاں بیوی میں محبت) اور ہر مقصود کے لئے آدھی رات کے بعد باوُضو چالیس بار صِدق و یقین کے ساتھ پڑھے اِن شآءَ اللہ مطلوبِ دلی حاصل ہوگا۔ (مدنی پنج سورہ، ص175 مکتبۃ المدینہ)

بچّوں کے لئے امیرِ اہلِ سنّت کی نصیحت

دُرُود شریف پڑھنے کی عادت بنائیں

مولانا اویس یامین عطّاری مَدَنی

اچّھے بچّو! امیرِ اہلِ سنّت علّامہ محمد الیاس قادری صاحب فرماتے ہیں:

ہمیں اپنے مکّی مدنی آقا میٹھے میٹھے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم پر زیادہ سے زیادہ دُرُودِ پاک پڑھنے کی عادت بنانی چاہئے۔ ہم چاہے کھڑے ہوں، چل رہے ہوں یا بیٹھے ہوں ہماری کوشش یہی ہونی چاہئے کہ دُرُود شریف پڑھتے رہیں۔ (نُور والا چہرہ، ص4 ملخصاً)

پیارے بچّو! نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم پر دُرُود شریف پڑھنے کی بے شمار برکتیں ہیں، مثلاً دُرُود شریف پڑھنے والے پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں، اُس کے گناہ مُعاف ہوتے ہیں، اُس کے درجات بلند ہوتے ہیں، اُسے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی شفاعت نصیب ہوگی، اُسے قیامت کے دن پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا قُرب نصیب ہوگا۔ (ماخوذ از مدنی پنج سورہ، ص165) ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے پیارے امیرِ اہلِ سنّت کی بات پر عمل کرتے ہوئے اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم پر زیادہ سے زیادہ دُرُود شریف پڑھنے کی عادت بنائیں۔

ذِکر و دُرُود ہر گھڑی وِردِ زباں رہے
میری فُضول گوئی کی عادت نکال دو

سب سے بڑی عبادت

مولانا محمد ارشد اسلم عطّاری مَدَنی

دادا جان جیسے ہی بچّوں کے پاس آکر بیٹھے تو صُہیب نے تھوڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا: دادا جان! آج دوپہر میں تو بہت گرمی تھی۔ اور جب سورج نکلتا ہے تو آہستہ آہستہ گرمی کیوں ہونا شروع ہو جاتی ہے؟ مجھے تو گرمی بالکل بھی پسند نہیں ہے۔

دادا جان نے سورج کی اہمیت بتاتے ہوئے کہا: اللہ پاک کی ایک بہت بڑی نعمت سورج بھی ہے۔ صُہیب میاں! اگر سورج اور اس کی گرمی نہ ہو تو ہم سب بھوکے مر جائیں۔

زمین پر زندگی کو پُرسکون بنانے میں سورج کا سب سے اہم رول ہے۔ خُبیب اور اُمِّ حبیبہ ایک ساتھ بولے: وہ کیسے دادا جان؟ اگر درخت یا پودے ایسی جگہ پر ہوں جہاں سورج کی گرمی اور چاند ستاروں کی روشنی نہ پڑے تو وہ بیکار اور خراب ہو جائیں گے۔

اس کے بعد دادا جان دھوپ کے فائدے بتانے لگے:

1. بے شمار جراثیم دُھوپ اور تازہ ہوا سے مَر جاتے ہیں۔
2. دھوپ سے وٹامن ڈی حاصل ہوتا ہے جو انسانی صحت کے لئے ضروری ہے۔
3. سورج کی روشنی سے ہمارے جسم میں بیماریوں سے لڑنے کی طاقت میں اضافہ ہوتا ہے۔

بچّو! کیوں نہ تمہیں سورج کا ایک واقعہ سناؤں؟ بچّوں نے ایک ساتھ کہا: جی دادا جان سنائیے!

دادا جان نے سورج کا واقعہ سناتے ہوئے کہا:

ایک مرتبہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عصر کی نماز پڑھ لی تھی، حضرت علی رضی اللہُ عنہ نے نہیں پڑھی تھی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت علی کی گود میں سَر رکھا اور آرام کرنے لگ گئے۔

سورج آہستہ آہستہ غروب ہو رہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہُ عنہ دیکھ رہے تھے کہ وقت ختم ہو رہا ہے مگر آپ کو نماز سے زیادہ حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آرام کا خیال تھا اس لئے انہوں نے آپ کو جگانا پسند نہیں کیا، دیکھتے ہی دیکھتے سورج غروب ہو گیا اور حضرت علی کی عصر کی نماز قضا ہو گئی۔[1]

پیارے بچّو! حضرت علی رضی اللہُ عنہ اس وقت کائنات کی سب سے بڑی عبادت میں مصروف تھے۔ اگر وہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جگاتے تو آپ کا آرام ڈسٹرب ہو جاتا۔ **یاد رکھو!** آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت و غلامی سب عبادتوں سے اہم اور بڑھ کر ہے۔

خُبیب نے کہا: دادا جان! ان کی نماز تو قضا ہو گئی اب انہوں نے کیا کیا؟ دادا جان نے مسکراتے ہوئے کہا: بیٹا خبیب! حضرت علی رضی اللہُ عنہ نے نماز اپنے وقت ہی میں ادا کی۔ خُبیب اور اُمِّ حبیبہ دونوں ایک ساتھ بولے: لیکن دادا جان! ابھی تو آپ نے کہا کہ سورج غروب ہو گیا تھا اور جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو عصر کا وقت بھی ختم ہو جاتا ہے، اب خود ہی بتائیے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ وقت میں نماز پڑھیں؟

---

(1) پیارے بچّو! یاد رکھئے جب نماز کا وقت ہو جائے تو فوراً نماز ادا کریں بلکہ مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھیں۔

داداجان نے کہا: ہُوا یوں کہ کچھ دیر بعد ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نیند سے جاگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو عصر کی نماز کے بارے میں بتایا۔ صُہیب نے دلچسپی سے کہا: پھر! پھر کیا ہوا داداجان؟

داداجان ایک دَم خاموش ہوگئے، بچّے داداجان کے چہرے کو دیکھنے لگے۔ کچھ لمحوں بعد داداجان نے کہا:

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اللہ پاک سے دعا کی: یااللہ! تیرے بندے علی نے تیرے نبی کی خاطر اپنے آپ کو روکے رکھا، تو اس کے لئے سورج کو لوٹا دے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دُعا مانگ کر فارغ ہوئے تو ڈوبا سورج دوبارہ نکل آیا۔ پہلے اندھیرا چھا گیا تھا اب روشنی ہی روشنی ہوگئی تھی۔

خُبیب نے تعجب سے پوچھا: پھر! آگے کیا ہوا داداجان؟ جب سورج پلٹ آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھی اور پھر سورج دوبارہ غروب ہوگیا۔ (معجم کبیر، 24/144، حدیث:382)

اُمِّ حبیبہ نے خوش ہو کر کہا: پہلے چاند والا معجزہ اور آج سورج والا معجزہ دونوں بہت ہی لاجواب ہیں۔ داداجان نے کہا: ایک بات تو میں بتانا ہی بھول گیا! تینوں نے ایک ساتھ کہا: داداجان! کونسی بات؟ داداجان نے کہا: جس طرح کچھ عبادتوں کا تعلق چاند سے ہے اسی طرح کچھ کا تعلق سورج سے بھی ہے، جیسے پانچ وقت کی نمازیں اور افطاری کا ٹائم شروع ہونا۔

اب عصر کا وقت ہوگیا ہے۔ صُہیب اور خُبیب! آپ میرے ساتھ مسجد چلیں، اور اُمِّ حبیبہ آپ اپنی امّی کے ساتھ نماز پڑھنے کی تیاری کریں۔ داداجان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مولانا ابو محمد عطّاری مَدَنی

سوال: وہ کون سی غذا ہے جو کھانا اور پانی دونوں کا فائدہ دیتی ہے؟

جواب: دودھ۔ (ترمذی، 5/283، حدیث:3466)

سوال: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کتنے غزوات میں شرکت فرمائی؟

جواب: ایک قول کے مطابق 27 غزوات میں۔

(طبقات ابن سعد، 2/3)

سوال: حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کس غزوہ میں شہید ہوئے؟

جواب: غزوۂ اُحُد میں۔ (طبقات ابن سعد، 2/32)

سوال: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آخری نکاح کن سے فرمایا؟

جواب: اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدتُنا میمونہ رضی اللہ عنہا سے۔

(طبقات ابن سعد، 8/104)

سوال: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مدینۂ طیّبہ میں اپنی حیاتِ ظاہری کے کتنے سال گزارے؟

جواب: 10 سال۔ (طبقات ابن سعد، 2/131)

سوال: غزوۂ خیبر کب ہوا؟

جواب: ماہِ صفر سن سات ہجری میں۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، 3/244)

بُھنے ہوئے چنے

مولانا حیدر علی مَدَنی

ننھے میاں آج شام سے ہی نہا دھو کر صاف ستھرے کپڑے پہنے، عمامہ شریف باندھے، سارے گھر میں ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں گھوم پھر رہے تھے۔ جب سے ماہِ میلاد ربیعُ الاوّل کا چاند نظر آیا تھا ننھے میاں کے لئے تو ہر دن گویا عید کا دن تھا، محلے میں مکی مدنی آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت کی خوشی میں محافلِ میلاد کا سلسلہ جاری تھا۔ چھوٹے سے ننھے میاں جب اپنی پیاری سی آواز میں آنکھیں بند کر کے جُھوم جھوم کر نعت پڑھتے تو سننے والوں پر ایک کیفیت طاری ہو جاتی۔

مغرب سے کچھ دیر پہلے پڑوس والی آنٹی ننھے میاں کو دیکھ کر کہنے لگیں: ننھے میاں! آج کہاں جانے کی تیاری ہے؟

ننھے میاں کی امی جان جو کچن سے شربت کا گلاس پکڑے آ رہی تھیں، کہنے لگیں: پچھلی گلی میں سبزی کے ٹھیلے والے عبدالرّحمٰن بھائی ہیں ناں، ان کے گھر میں عشا کے بعد محفلِ میلاد ہے تو وہیں جانے کے لئے تیار ہوئے بیٹھے ہیں۔

آنٹی بولیں: ماشآءَ اللہ، تو ننھے میاں وہاں نعت بھی پڑھیں گے؟

جی جی آنٹی، میں نے تو نعت زبانی یاد بھی کر لی ہے، ننھے میاں جلدی سے بولے:

جشنِ آمدِ رسول اللہ ہی اللہ — بی بی آمنہ کے پھول اللہ ہی اللہ

یہ والی نعت پڑھوں گا وہاں۔

بہت اچھے ننھے میاں، ہمارا گڈو بھی بولنے لگ جائے تو اسے بھی آپ نے ہی نعتیں یاد کروانی ہیں۔ آنٹی بولیں۔

رات میں کھانے سے فارغ ہوتے ہی ننھے میاں اور ابو جان عشا کی نماز پڑھنے چلے گئے، وہیں سے انہوں نے عبدالرّحمٰن بھائی کے گھر چلے جانا تھا۔

ننھے میاں ابو جان کا ہاتھ تھامے محفلِ میلاد میں پہنچے تو عبدالرّحمٰن بھائی کی بیٹھک محلے والوں سے بھر چکی تھی اور محلے کا ایک بچّہ سُورۃُ الضُّحیٰ کی تلاوت کر رہا تھا۔ تلاوت کے بعد ایک نعت ہوئی اور پھر عبدالرّحمٰن بھائی نے ننھے میاں کو نعت پڑھنے کے لئے آگے بلایا۔ ننھے میاں کی نعت کے بعد محلے کی مسجد کے امام صاحب بیان کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: پیارے بھائیو! آج ہم یہاں جس نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے میلاد کی خوشی منانے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں ان کی سیرت کا ایک بہت ہی پیارا پہلو جس کی آج ہمارے معاشرے کو ضرورت بھی ہے وہ خوش مزاجی ہے، ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے صحابہ کے ساتھ خوش طبعی بھی فرمایا کرتے لیکن انداز ایسا ہرگز نہ ہوتا کہ جس سے کسی کا دل دکھے یا مذاق بنے۔

امام صاحب کی پیاری پیاری باتیں سبھی توجہ سے سُن رہے تھے، بیان ختم ہوا تو عبدالرّحمٰن بھائی نے سبھی کو شربت پلایا اور جلیبیاں کھلائیں جس کے بعد سب اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

ننھے میاں گھر پہنچے تو امی جان اور دادی اماں صحن میں ہی بیٹھی باتیں کر رہی تھیں، بیٹے اور پوتے کو آتا دیکھ کر دادی اماں بولیں: آ گئے تم لوگ! کیسا رہا میلاد شریف؟

ابو جان کے کچھ کہنے سے پہلے ہی ننھے میاں منہ بسور کر بولے: میں آئندہ عبدالرّحمٰن انکل کے گھر میلاد پر نہیں جاؤں گا۔

ہیں، یہ کیا بات ہوئی؟ دادی اماں نے امی جان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور کیا، میلاد رکھا تھا تو کم اَز کم بریانی کا انتظام تو کرتے، یہ کیا صرف

جلیبیاں کھلا کر بھیج دیا اور وہ بھی ٹھنڈی۔

ننھے میاں کی بات سُن کر دادی اماں اور ابو جان نے افسوس سے ایک دوسرے کو دیکھا اور امی جان بولیں: بیٹا! ایسی بات نہیں کرتے چلو آپ کے سونے کا وقت ہو گیا ہے۔

ننھے میاں جلدی سے بولے: میں آج دادی اماں کے پاس سوؤں گا۔

سونے کے لئے لیٹے تو ننھے میاں بولے: دادی اماں آج کوئی واقعہ تو سنائیں۔

تو سنو بیٹا! شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد محترم شاہ عبد الرحیم رحمۃُ اللہِ علیہما کہتے ہیں: ایک بار میرے پاس فاتحہ دلانے کے لئے سوائے بھنے ہوئے چنوں اور گُڑ کے کچھ نہیں تھا، مجبوراً میں نے انہی پر نیاز دے دی۔

ننھے میاں بیچ میں بول پڑے: ہیں! چنوں اور گُڑ پر کون نیاز دیتا ہے؟ لیکن ننھے میاں اس وقت ان کے پاس صرف وہی چنے اور گڑ تھے۔ دادی اماں نے جواب دیا، لیکن آگے سنو! وہ بزرگ کہتے ہیں کہ پھر مجھے خواب میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی زیارت ہوئی تو دیکھا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے سامنے مختلف قسم کے کھانوں کے علاوہ وہی چنے اور گڑ بھی رکھے ہوئے تھے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم بہت خوش تھے اور ان میں سے کچھ خود کھایا اور کچھ اپنے اصحاب میں بھی تقسیم کیا۔ (فتاویٰ رضویہ، 9/574، انفاس العارفین مترجم، ص76 ملخصاً)

یہ سُن کر ننھے میاں فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور حیرت سے بولے: ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے وہ چنے کھائے۔

جی ننھے میاں! لہٰذا کبھی بھی کسی کی نیاز کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے، ہر کوئی اپنی حیثیت کے مطابق ہی نیاز کرتا ہے اور اللہ اور رسول کس کی نیاز قبول کرتے ہیں ہمیں کیا پتا، البتہ جتنی نیت اچھی اتنا ہی ثواب زیادہ۔

ننھے میاں دل ہی دل میں سوچ رہے تھے کہ انہوں نے عبد الرّحمٰن انکل کی جلیبیوں کا مذاق اڑا کر اچھا نہیں کیا۔

حروف ملائیے!

پیارے بچّو! ہمارے پیارے نبی حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم اللہ پاک کے آخری نبی ہیں۔ آپ کا نام مبارک "محمد" قراٰنِ پاک میں 4 مرتبہ آیا ہے جبکہ احمد، نذیر، طٰہٰ، یٰسٓ، مُدَّثِّر، مُزَّمِّل اور بہت سارے نام قراٰنِ پاک میں آئے ہیں۔ جب کبھی ہمارے پیارے نبی کا نام سنیں یا لکھیں تو ہمیں درودِ پاک پڑھنا اور لکھنا چاہئے۔ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم!

آپ نے اوپر سے نیچے اور سیدھی سے الٹی طرف حروف ملا کر پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے 6 نام تلاش کرنے ہیں، جیسے ٹیبل میں لفظ "قاسم" کو تلاش کرکے بتایا گیا ہے۔

اب یہ نام تلاش کیجئے: 1 حامد 2 حکیم 3 صادق 4 بشیر 5 محمود 6 عزیز۔

پ	ہ	ی	ئ	ے	ت	ر	ع	و
ق	ل	ک	ج	ح	ھ	گ	ف	د
آ	ح	ۃ	ق	ا	س	م	ا	س
م	ک	خ	ض	م	ح	م	و	د
ن	ی	ص	ا	د	ق	ب	ض	ح
ب	م	ق	و	ع	ر	ش	خ	غ
ط	ڑ	ٹ	ۃ	ع	ز	ی	ز	ف
چ	ش	ز	ذ	ژ	ظ	ر	ص	ڈ
ک	ل	م	ر	ب	ح	پ	ا	ت

حضرتِ سیّدنا عبد اللہ بن عبد المطّلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما

آصف جہانزیب عطاری مدنی

تعارف حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن عبد المطّلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور نبیِّ کریم، رءوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے والدِ محترم ہیں۔ آپ کا اسمِ گرامی عبدُاللہ، کنیت ابوقُثَم (خیر وبرکت سمیٹنے والے)، ابومحمد، ابواحمد اور لقب ذبیح ہے۔[1] آپ کے والدِ گرامی عبد المطلب قریشِ مکّہ کے راہنما اور بنوہاشم کے سردار تھے ان کا اصل نام شَیبَہ ہے اور لوگ اچھے کاموں کی وجہ سے انہیں شَیْبَۃُ الْحَمْد کہتے تھے۔[2] والدہ ماجدہ کا اسمِ گرامی فاطمہ بنتِ عمرو ہے۔[3] **بہن بھائی** حضرت سیّدنا عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف اوقات میں 6 شادیاں کی تھیں اس لئے حضرت سیدنا عبدُاللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہن بھائیوں کی تعداد 20 ہے، حقیقی بھائیوں کی تعداد 3 اور حقیقی بہنوں کی تعداد 5 ہے، جبکہ علاتی (یعنی باپ شریک) بھائی 11 اور علاتی بہن ایک ہے۔[4] **منّت مانی** حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ منّت مانی تھی کہ اگر ان کے دس بیٹے ہوں اور وہ بڑے ہو کر قریش کی حفاظت کریں تو ان میں سے ایک کو رضائے الٰہی کے لئے بیتُ اللہ کے پاس ذَبْح کریں گے۔ جب ان کی منت پوری ہوگئی تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور اپنی منّت کی خبر دے کر یہ منت پوری کرنے کو کہا، سب نے والد کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا۔ **قرعہ اندازی** ان دس بیٹوں کے نام کا قرعہ ڈالا گیا تو حضرت سیدنا عبدُاللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام قرعہ میں نکلا۔ حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں ذَبْح کرنے کیلئے حرمِ محترم لے آئے اس موقع پر قریش نے ان سے درخواست کی کہ ان کو ذَبْح نہ کیجئے جب تک آپ مجبور نہ ہو جائیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو ہر شخص اپنے بچّے کو لایا کرے گا کہ اس کو ذبح کرے۔ **100 اونٹ ذبح کئے** پھر قریش نے ایک تجویز پیش کی کہ ان کو ذبح نہ کیجئے بلکہ انہیں حجاز لے چلئے وہاں ایک کاہنہ عورت ہے آپ اس سے مسئلہ بیان کریں، اگر اس نے بھی ان کو ذبح کرنے کا حکم دیا تو پھر آپ کو اپنے صاحبزادے کے ذبح کرنے کا مکمل اختیار ہو گا اور اگر اس نے کوئی ایسا حل پیش کیا جس سے آپ کی منت بھی پوری ہو جائے اور عبدُاللہ ذَبح ہونے سے بھی بچ جائیں تو آپ اس تجویز کو قبول فرمالیجئے۔ پھر سب اس عورت کے پاس پہنچ گئے اور سارا ماجرا سنایا۔ اس عورت نے کہا کہ تمہارے ہاں جو دِیت کی مقدار مقرّر ہے یعنی دس اونٹ، تم اونٹوں اور ان کے درمیان قُرعہ اندازی کرو اور اگر لڑکے کے نام کا قرعہ نکلے تو اونٹوں کی مقدار بڑھا دو اور اس طرح کرتے رہو یہاں تک کہ تمہارا پَرْوَرْدَگار راضی ہو جائے اور اونٹوں پر قُرعہ نکل آئے۔ پھر اس لڑکے کی بجائے وہ اونٹ ذبح کر دینا اس طرح تمہارا رب بھی تم سے راضی ہو جائے گا اور تمہارا لڑکا بھی بچ جائے گا۔ یہ سُن کر سب مکّۂ مکرّمہ پہنچے اور حضرت عبدُاللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی ہوئی تو حضرت عبدُاللہ کا نام آیا۔ دس اونٹ زیادہ کئے اور جب بڑھاتے بڑھاتے اونٹوں کی تعداد سو ہوگئی تو تب اونٹوں کے نام قُرعہ نکلا۔ وہاں موجود قریش اور دوسرے لوگوں نے حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک دی۔ حضرت عبد المطّلب

رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! جب تک تین بار اونٹوں کا نام نہیں نکلے گا تب تک میں اس قرعہ کو تسلیم نہیں کروں گا، چنانچہ یہ عمل تین بار دہرایا گیا اور ہر بار اونٹوں پر ہی قرعہ نکلا۔[5] تب حضرت عبد المطّلب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تکبیر کہی اور صفا و مروہ کے درمیان اونٹوں کو لے جاکر قربان کر دیا۔ حضرت سیّدُنا عِکْرِمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرتِ سیّدنا عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ان دنوں یہ اصول تھا کہ ایک جان کے بدلے دس اونٹ دیئے جائیں۔ حضرت عبد المطلب پہلے شخص ہیں جنھوں نے ایک جان کا بدلہ 100 اونٹ دیا۔ جس کے بعد قریش اور عرب میں بھی یہی دستور ہو گیا اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی اس کو برقرار رکھا۔[6] **شادی کی خواہش مند خواتین** ذبح کے واقعہ کے بعد حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہرت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ مکّۂ مکرّمہ کی بہت سی حسین و جمیل لڑکیوں اور عورتوں نے آپ کے حسن و جمال سے متأثر ہو کر آپ سے نکاح کی بھرپور کوشش کی حتّٰی کہ بعض نے بڑی دولت کی بھی پیشکش کی۔ ان میں سے چند بہت مشہور ہیں۔ فاطمہ بنت مُرخَشْعَمِیّہ نامی ایک یہودیہ عورت نے آپ کی پیشانی میں چمکنے والے نور محمدی کو حاصل کرنے کے لئے مال کی پیش کش کی۔[7] فاطمہ شامیہ یہ شاہِ شام کی بیٹی اور حسن و جمال میں یکتا تھی یہ بھی نور محمدی کو حاصل کرنے کے لئے مکّہ آئی مگر اسے بھی ناکام لوٹنا پڑا۔[8] **حضرت عبداللہ کے قتل کی سازش** اہلِ کتاب بعض نشانیوں سے پہچان گئے تھے کہ نبیِّ آخرُ الزّماں سرورِ کون و مکاں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا وجودِ گرامی حضرتِ سیّدُنا عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے صُلْب (پیٹھ) میں ودیعت (امانت) ہے،[9] اس لئے یہود کی ایک جماعت نے یہ عہد کیا کہ جب تک حضرت عبداللہ کو قتل نہ کر دیں واپس نہیں لوٹیں گے۔ ایک دن آپ شکار کے لئے تنہا مکّہ سے باہر تشریف لائے، ان بد بختوں نے موقع غنیمت جان کر حملہ کے لئے تلواریں نیاموں سے کھینچ لیں۔ لیکن حضرتِ سیّدُنا عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حفاظت کے لئے آسمان سے کچھ سوار نمودار ہوئے اور ان بدکردار یہودیوں کو قتل کر دیا۔ اتفاق سے حضرتِ سیّدَتُنا آمِنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے والد ماجد حضرتِ وَہب بن عبد مناف نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔[10] ان کے دل میں حضرت عبداللہ کی عظمت بیٹھ گئی اور آپ نے حضرت عبد المطلب سے اپنی نورِ نظر حضرت آمِنہ کے نکاح کی خواہش ظاہر کی جو قبول کر لی گئی یوں حضرت عبداللہ کا حضرت آمنہ سے نکاح ہو گیا۔[11] **وفات** حضرتِ سیّدُنا عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ قریش کے ایک قافلے کے ساتھ بغرضِ تجارت ملک شام گئے۔ دورانِ سفر بیمار ہو گئے۔ واپسی پر یہ قافلہ مدینۂ منوّرہ کے پاس سے گزرا تو حضرتِ سیّدُنا عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ بیمار ہونے کی وجہ سے مدینہ ہی میں اپنے والد عبد المطلب کے ننھیال بنو عدی بن نجار کے ہاں ٹھہر گئے اور وہیں 25 سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔[12] **14 سو سال بعد بھی جسم سلامت** نوائے وقت اخبار مورَّخہ 21 جنوری 1978ء کے مطابق مدینۂ منوّرہ میں مسجدِ نبوی کی توسیع کے سلسلہ میں کی جانے والی کھدائی کے دوران سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے والدِ گرامی حضرتِ سیّدُنا عبداللہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالٰی عنہما کا جسدِ مبارک جس کو دفن ہوئے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا، بالکل صحیح و سالم حالت میں برآمد ہوا۔

---

(1) سیرتِ والدینِ مصطفٰی، ص49،42 ملخصاً (2) مدارج النبوۃ، 2/12 ملخصاً، سیرتِ والدینِ مصطفٰی، ص42 ملخصاً (3) تاریخِ طبری، 2/239• (4) سیرتِ والدینِ مصطفٰی، ص40، 41 ملخصاً (5) السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص64 ملخصاً (6) طبقات ابن سعد، 1/72 (7) تاریخِ طبری، 2/244 ماخوذاً (8) سیرتِ والدینِ مصطفٰی، ص57، 58 ملخصاً، شواہد النبوۃ، ص28 ملخصاً (9) سیرتِ والدینِ مصطفٰی، ص60 ملخصاً، مدارج النبوۃ، 2/12 ملخصاً (10) معارج النبوۃ، 1/181 ملخصاً (11) معارج النبوۃ، 1/182 ملخصاً (12) المنتظم، 2/244 ماخوذاً۔

پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے شہزادے اور شہزادیاں علیہم الرضوان

محمد آصف خان عطاری مدنی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ ربّ العزّت نے حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو 3 شہزادے (بیٹے) اور 4 شہزادیاں (بیٹیاں) عطا فرمائیں، جن کا مختصر تعارف یہ ہے: **(1) حضرتِ سیّدنا قاسم رضی اللہ تعالٰی عنہ** اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے بطنِ مبارک سے اعلانِ نبوت سے پہلے پیدا ہوئے۔ حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی کنیت ابو القاسم ان ہی کے نام پر ہے، جمہور کے قول کے مطابق پاؤں پر چلنا سیکھ گئے تھے کہ ان کا وصال ہوگیا۔ (زرقانی علی المواھب، 4/316) **(2) حضرتِ سیّدنا عبدُاللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ** اعلانِ نبوت سے قبل مکّۂ معظّمہ میں پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں وصال فرمایا، طیّب و طاہر انہی کا لقب ہے۔ (ایضاً) **(3) حضرتِ سیّدنا ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ** یہ سب سے چھوٹے شہزادے ہیں، ذوالحجہ 8 ہجری میں مدینۂ منورہ کے قریب مقام ”عالیہ“ میں حضرت سیّدتنا ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے شکمِ مبارک سے پیدا ہوئے اور 17 یا 18 ماہ کی عمر میں 10 ربیعُ الاوّل 10 ہجری کو وصال فرماگئے۔ (مدارج النبوۃ، 2/452-453، سیرت سید الانبیاء، ص593) **(4) حضرتِ سیّدہ زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا** یہ سب سے بڑی شہزادی ہیں، اعلانِ نبوت سے دس سال پہلے مکّۂ مکرمہ میں پیدا ہوئیں اور ہجرت کے آٹھویں سال وصال ہوا۔ (زرقانی علی المواھب، 4/318 تا 319 ملتقطاً) **(5) حضرت سیّدہ رُقَیَّہ رضی اللہ تعالٰی عنہا** یہ اعلانِ نبوت سے سات برس پہلے پیدا ہوئیں، یہ حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی زوجیت میں تھیں کہ 19 رمضان 2 ہجری میں فتحِ بدر کے تیسرے دن بیس سال کی عمر میں وصال فرماگئیں۔ (سیرتِ مصطفٰی، ص694، زرقانی علی المواھب، 4/322 تا 324 ملتقطاً، سیرت سید الانبیاء، ص257) **(6) حضرت سیّدہ اُمِّ کلثوم رضی اللہ تعالٰی عنہا** حضرت بی بی رُقَیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی وفات کے بعد ربیع الاوّل 3 ہجری میں آپ کا نکاح حضرتِ سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہوا، شعبان 9 ہجری میں وصال فرماگئیں۔ (زرقانی علی المواھب، 4/325 تا 327 ملتقطاً) **(7) حضرت سیّدہ فاطمہ بتول رضی اللہ تعالٰی عنہا** یہ شہنشاہِ کونین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سب سے چھوٹی، پیاری اور لاڈلی شہزادی ہیں۔ ان کا نکاح 2 ہجری کو مولائے کائنات حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللہ تعالٰی وجہَہُ الکریم سے ہوا۔ آج دنیا بھر میں جلوہ فرما ساداتِ کرام انہی کے شہزادوں امامِ حسن و حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما کی اولاد ہیں۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے 6 ماہ بعد 3 رمضان المبارک 11 ہجری کو آپ اس دارِ فانی سے رخصت ہوئیں۔

(زرقانی علی المواھب، 4/333 تا 337، مدارج النبوۃ، 2/461 ملتقطاً)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو، اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

سردارِ اُمّت امام حَسَن مُجتبیٰ رضی اللہ عنہ

خضر حیات عطاری مَدَنی

نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بَتُول، شہزادۂ حیدرِ کرّار، اُمّتِ مَرحومہ کے سردار حضرت سیّدُنا امام حَسَن مُجْتَبیٰ رضی اللہ عنہ کَرِیم، حَلِیم، جُود و سخا کے مالک، باوقار، صاحبِ حیا، ہمدرد اور دنیا سے منہ موڑ کر آخرت کی طرف راغب تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادتِ باسعادت 15 رَمَضانُ الْمُبارَک 3 ہجری میں ہوئی، حبیبِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کا نام حَسَن رکھا، ان سے پہلے یہ نام کسی کا نہ تھا۔ (مسند احمد، 1/211، حدیث: 769، فیض القدیر، 1/138، تحت الحدیث: 93، البدایۃ والنّھایۃ، 5/519) **اوصافِ مصطفےٰ سے حصہ:** خاتونِ جنّت حضرت سیّدَتُنا بی بی فاطمۃُ الزَّہراء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں حَسَن اور حُسَین کو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں آپ کے مرضِ وصال میں لے گئی اور عرض کی: یارسولَ اللہ! حَسَن اور حُسَین آپ کے بیٹے ہیں، ان دونوں کو کسی چیز کا وارث بنائیں۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میری ہیبت اور سِیادَت (یعنی سرداری) "حَسَن" کے لئے جبکہ شُجاعت اور سَخاوت "حُسَین" کیلئے ہے۔ (المعجم الکبیر، 22/423، حدیث: 1041) ایک روز رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم منبر پر جلوہ فرما تھے اور حضرت حَسَن رضی اللہ عنہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ایک جانب میں تھے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کبھی ہم لوگوں کو دیکھتے اور کبھی حَسَن کو دیکھتے اور یہ فرماتے: بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ پاک اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صُلح کروا دے گا۔[1] (بخاری، 2/214، حدیث: 2704) **جنّتی جوانوں کے سردار:** حضرت سیّدُنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ وہ جنّتی جوانوں کے سردار کو دیکھے تو وہ حَسَن کو دیکھ لے۔ (تاریخ ابن عساکر، 13/209) **دعائے مصطفےٰ:** حضور نبیِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک مَوقع پر امام حَسَن رضی اللہ عنہ کو سینۂ مُبارَک سے لگایا پھر دعا کی: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّہٗ اے اللہ! میں اس سے مَحبّت کرتا ہوں، تُو بھی اس سے مَحبّت فرما اور اس سے مَحبّت کرنے والوں سے بھی مَحبّت فرما۔ (بخاری، 4/73، حدیث: 5884) سیّدُنا امام حَسَن مُجْتَبیٰ رضی اللہ عنہ سخاوت میں اپنی مثال آپ تھے اور کیوں نہ ہوں کہ یہ تو گھرانا ہی سخیوں کا ہے۔ **مثالی سخاوت:** ایک شخص نے حضرت سیّدُنا امام حَسَن مُجْتَبیٰ رضی اللہ عنہ سے اپنی کسی حاجت کا سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے شخص! میری مِلکیّت میں جس قدر مال ہے اس سے مکمّل طور پر تمہارا حق پورا نہیں ہو سکتا اَلْبَتّہ جو کچھ مُیَسَّر ہے اسے قبول کرلو۔ اس شخص نے کہا: اے نواسۂ رسول! میں آپ کے عَطِیّہ کو قبول بھی کروں گا اور شکریہ بھی ادا کروں گا اور نہ دینے پر عذر بھی تسلیم کروں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے وکیل کو بُلایا تو اس نے پچاس (50) ہزار دَراہم (چاندی کے سکّے) حاضر کر دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پانچ سو (500) دِینار (سونے کے سکّے) بھی تو تھے وہ کہاں ہیں؟ وہ بھی لے آؤ چنانچہ وہ لے کر حاضر ہوا تو حضرت سیّدُنا امام حَسَن رضی اللہ عنہ نے وہ تمام دِرہم اور دِینار اس شخص کو دے دیئے اور اس سے فرمایا: کوئی بوجھ اٹھانے والا مزدور لے آؤ۔ وہ شخص بوجھ اٹھانے والے دو مزدور لے آیا آپ رضی اللہ عنہ نے اُجرت میں ان مزدوروں کو اپنی چادر عطا فرمادی۔ آپ کے غلاموں نے عرض کی: اللہ کی قسم! آپ نے ہمارے پاس ایک درہم بھی باقی نہ چھوڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اُمّید ہے کہ اللہ کے ہاں میرے لئے بہت بڑا اجر ہوگا۔ (احیاء العلوم، 3/306 ملخصاً) اللہ پاک ہمیں بھی سیّدُنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے صدقے راہِ خدا میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **وصال و تدفین:** حضرت سیّدُنا امام ابو محمد حسن رضی اللہ عنہ نے 5 ربیعُ الاوّل 50ھ کو مدینہ شریف میں شہادت پائی۔ (صفۃ الصفوۃ، 1/386) یہ بھی کہا گیا ہے کہ 49ھ میں شہادت ہوئی۔ بوقتِ شہادت حضرت سیّدُنا امام حَسَن مُجْتَبیٰ رضی اللہ عنہ کی عمر شریف 47 سال تھی۔ (تقریب التہذیب، ص240)

حَسَن مُجْتَبیٰ سَیِّدُ الْاَسْخِیا   راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام   (حدائقِ بخشش، ص309)

نوٹ: حضرت سیّدُنا امام حَسَن مُجْتَبیٰ رضی اللہ عنہ کی مبارک سیرت اور آپ کی سخاوت کے بارے میں مزید جاننے کیلئے امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ "امام حَسَن رضی اللہ عنہ کی 30 حکایات" (کل 28 صفحات) کا مُطالَعہ کیجئے۔

(1) یہ بشارتِ نَبَوی لفظ بہ لفظ پوری ہوئی (تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ "امام حَسَن کی 30 حکایات"، صفحہ 8)

تذکرۂ صالحین

اسیرِ کربلا حضرت سیّدنا امام زینُ العابدین علیہ رحمۃ اللہ المبین

محمد عباس عطاری مدنی

مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً میں کچھ غریب گھرانے تھے جن کے کھانے پینے کا انتظام راتوں رات ہو جاتا اور دینے والے کا پتا بھی نہیں چلتا تھا۔ وقت گزرتا رہا اور شہرِ مدینہ میں سو(100) کے قریب گھروں کو اَن دیکھے ہاتھوں سے سامانِ زندگی ملتا رہا۔ پھر ایک عظیم ہستی کا انتقال ہوا، ساتھ ہی اُن فقرائے مدینہ کو راشن ملنا بھی بند ہوگیا۔ تب ظاہر ہوا کہ پوشیدہ صدقہ کرنے والے وہ عظیم بزرگ حسینی سادات کے جدِّ امجد، نواسۂ رسول کے فرزندِ دلبند، حضرت سیّدُنا امام زینُ العابدین علی اوسط رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ تھے۔(حلیۃ الاولیاء،3/160ماخوذاً)

ولادت اور نامِ نامی آپ کی ولادت 38 سنِ ہجری کو مدینۂ منورہ میں ہوئی۔ آپ کا نام "علی" رکھا گیا اور کثرتِ عبادت کے سبب سجّاد اور زینُ العابِدین (یعنی عبادت گزاروں کی زینت) کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ (الاعلام،4/277ملتقطاً)

پرورش وتربیت آپ 2 سال اپنے دادا حضور حضرت سیّدُنا مولا مشکل کُشا، علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الکریم کی پرورش میں رہے، 10 سال اپنے تایا جان حضرت سیّدُنا امام حَسَن مجتبیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تربیت میں رہے اور پھر تقریباً 11 سال والدِ ماجد حضرت سیّدُنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی زیرِ نگرانی عُلوم وَمَعرِفت کی منازل طے کیں۔(شرح شجرۂ قادریہ، ص52)

اخلاق وعادات آپ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالٰی عنہم کے عقیدت مند اور علمِ دین کے بے حد شائق تھے، شبہ والی چیزوں سے دامن بچاتے تھے، آپ کی عادات میں صلۂ رحمی، سخاوت اور پوشیدہ صدقہ کرنا شامل تھا۔ (سیر اعلام النبلاء، 5/333تا340ماخوذاً)

خوفِ خدا حضرت سیّدُنا امام زینُ العابدین علیہ رحمۃ اللہ المبین بہت تقویٰ اور خوفِ خدا کے حامل تھے، جب وضو کرتے تو خوف کے مارے چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا، گھر والوں نے پوچھا کہ آپ پر وضو کے وقت یہ کیفیت کیوں طاری ہو جاتی ہے؟ تو فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونے جارہا ہوں؟(احیاء علوم الدین،4/227)

عفوو درگزر ایک مرتبہ کنیز آپ کو وضو کروارہی تھی کہ اس کے ہاتھ سے برتن چھوٹ کر آپ کے چہرے سے ٹکرایا جس سے چہرہ زخمی ہوگیا، آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے سر اُٹھا کر اُس کی طرف دیکھا ہی تھا کہ اُس نے عفو ودرگزر کی فضیلت پر مشتمل ایک آیتِ مبارکہ پڑھ دی، جسے سن کر آپ نے نہ صرف اسے معاف کیا بلکہ ارشاد فرمایا: جا! تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے آزاد ہے۔(تاریخ ابن عساکر، 41/387ملخصاً)

میدانِ کربلا میدانِ کربلا کی طرف جانے والے حسینی قافلے میں آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ شامل تو تھے لیکن بیمار تھے، اس لئے یزیدی لشکر آپ کو شہید کرنے سے باز رہا۔ حسینی سادات کی نسل آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ سے ہی آگے بڑھی۔(تاریخ الاسلام للذہبی،6/432ملتقطاً) آپ سے بہت سے تابعینِ کرام نے علم حاصل کیا اور احادیثِ مبارکہ روایت کی ہیں۔

وفات ومزار حضرت سیّدُنا امام زینُ العابدین علیہ رحمۃ اللہ المبین نے 14 ربیعُ الاوّل 94 سنِ ہجری کو 56 سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے کوچ فرمایا، مزار مبارک جنّۃُ البقیع میں ہے۔
(سیر اعلام النبلاء،5/341ملتقطاً)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو، اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

سیّدِ سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علمِ حق دے باقرِ علمِ ہدیٰ کے واسطے

تذکرۂ حضرتِ سیّدنا طُفیل بن عَمرو دَوسی رضی اللہ تعالٰی عنہما

عدنان احمد عطاری مدنی

حضرت سیّدنا ذُوالنُّور طُفیل بن عَمرو دَوسی رضی اللہ تعالٰی عنہما یمن کے مشہور قبیلے ”دَوس“ کے سردار اور رئیس تھے۔ فہم و فراست کے مالک اور اعلٰی پائے کے شاعر تھے۔

اسلام کیسے قبول کیا؟ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے قبولِ اسلام کا واقعہ خود بیان فرماتے ہیں کہ شمعِ اسلام کے نور سے ابھی صرف مکّۂ مکرمہ کی پہاڑیاں جگمگا رہی تھیں کہ ایک دن میں کسی کام سے مکّۂ مکرمہ آیا تو اہلِ قریش میرے پاس آئے اور رحمتِ عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگے: انہوں نے ہماری جماعت کو مُنتَشِر کردیا ہے، ان کی گفتگو سحر کی مانند ہے، اندازِ بیاں جادو کی مثل ہے جسے سننے کے بعد باپ بیٹے میں جدائی ہوجاتی ہے، بھائی بھائی سے دور ہوجاتا ہے، میاں بیوی ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے ہیں، جس مشکل سے ہم دوچار ہوچکے ہیں اُس سے اپنے آپ کو اور اپنی قوم کو بچاؤ، ان سے نہ کوئی بات کرنا اور نہ ان کی کوئی بات سننا۔

نور کے پیکر کا نورانی کلام آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: کفّارِ مکّہ کی گفتگو سُن کر میں نے نبیِّ رحمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بات نہ سننے کا پکا ارادہ کرلیا چنانچہ جب بھی حرمِ کعبہ جاتا تو اپنے کانوں میں روئی رکھ لیتا تاکہ شفیعِ اُمّت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آواز میرے کانوں میں داخل نہ ہونے پائے۔ ایک مرتبہ کعبہ کے پاس پہنچا تو نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نماز ادا کررہے تھے۔ میں اور قریب ہوا تو ان کی دل کش آواز میرے دل کو اپنی طرف مائل کرنے لگی، میرے نہ چاہنے کے باوجود اللہ عزَّوجلَّ نے مجھے ان کا کچھ کلام سنا ہی دیا۔ اس وقت مجھے اندازہ ہوا کہ ان کا کلام تو واقعی بے حد حسین ہے، میں نے دل میں کہا: میں ذہین اور سمجھدار ہوں، کسی کے کلام کی خوبیاں اور خامیاں مجھ سے چُھپی نہیں رہ سکتیں، میں کفّارِ قریش کی بات کیوں مانوں اور اس حسین و جمیل، نور کے پیکر کا کلام کیوں نہ سنوں؟ اگر اچّھا ہوا تو قبول کرلوں گا ورنہ نظر انداز کردوں گا۔ جب رسولِ مُکرّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم واپس ہوئے تو میں بھی پیچھے پیچھے چلتا ہوا ان کے گھر تک پہنچ گیا اور عرض گزار ہوا: میں اپنے کانوں میں روئی ڈال کر حرمِ کعبہ میں داخل ہوا تھا تاکہ آپ کی آواز میرے کانوں میں نہ پڑے، مگر اللہ عزَّوجلَّ نے مجھے آپ کا کلام سنانے کا فیصلہ کر رکھا تھا، میں نے آپ سے انتہائی حسین اور پاکیزہ کلام سنا ہے، آپ وہی کلام مجھے پھر سنائیے اور بتائیے کہ آپ کس دین کی تعلیم ارشاد فرماتے ہیں؟ تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور قراٰنِ پاک کی تلاوت کی، میں نے فوراً اسلام قبول کرلیا۔ پھر عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں اپنی قوم کا سردار ہوں، واپس جاکر انہیں بھی دعوتِ اسلام دوں گا، تاکہ انہیں بھی ہدایت نصیب ہوجائے، آپ دعا کریں کہ اللہ عزَّوجلَّ میرے لئے کوئی ایسی نشانی ظاہر فرمادے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یوں دعا کی: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَّہٗ اٰیَۃً یعنی اے اللہ! اس کے لئے کوئی نشانی قائم فرمادے۔

نور چمکنے لگا اس کے بعد میں اپنی قوم کی جانب چل دیا، رات کے وقت گھر کے قریب پہاڑ پر پہنچا تو ایک نور میری آنکھوں کے درمیان چمکنے لگا، میں نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی: اے اللہ! اس نور کو میرے چہرے کے علاوہ کسی اور جگہ ظاہر فرمادے کہیں لوگ یہ نہ سمجھ لیں کہ میرا چہرہ بگڑ گیا ہے۔ دعا کرتے ہی وہ نور میرے چہرے سے چھڑی کے کنارے پر آگیا۔ (سیرۃ ابن ہشام، ص151 تا 152) اسی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ

کا لقب "ذوالنُّور" ہے۔ (الاستیعاب، 312/2) آپ مزید فرماتے ہیں کہ میری قوم میری چھڑی کے نور کو اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے فضا میں لٹکا ہوا کوئی چراغ ہو۔ **گھر والوں کو اسلام کی دولت نصیب ہوئی** صبح ہوئی تو میرے عمر رسیدہ باپ نے مجھ سے بات کرنا چاہی تو میں نے کہا: میں مسلمان ہو چکا ہوں اور رسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کر چکا ہوں۔ انہوں نے کہا: اے لختِ جگر! جو تیرا دین ہے اب میرا دین بھی وہی ہوگا۔ میں نے انہیں اسلام کی پاکیزہ تعلیمات اور روشن اُصولوں کے بارے میں بتایا تو انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ پھر میری بیوی بھی مسلمان ہوگئی۔ **قوم کو اسلام کی دعوت** اس کے بعد میں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت پیش کی تو اُس نے دعوتِ اسلام کو ٹھکرا دیا، یہ دیکھ کر میں بڑا دل برداشتہ ہوا اور جانِ عالَم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: میری قوم سُدھرنے کا نام نہیں لے رہی لہٰذا آپ ان کے لئے ہلاکت کی دعا کر دیں، لیکن سیّدِ دو عالَم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کے لئے ہدایت کی دعا کی: یااللہ! اہلِ دَوس کو ہدایت کی دولت عطا فرما۔ پھر مجھ سے فرمایا: اپنی قوم کی طرف لَوٹ جاؤ اور دینِ اسلام کا پیغام عام کرو اور ان کے ساتھ نرم رویّہ اختیار کرو۔ (سیرۃ ابن ہشام، ص152) **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** حضرت طُفیل بن عَمرو دَوسی رضیَ اللہُ تعالٰی عنہُما نے پیارے آقا صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کے حکمت بھرے مدنی پھولوں پر عمل کرتے ہوئے دوبارہ اپنی قوم میں نیکی کی دعوت پیش کی تو اپنوں اور بیگانوں کو اس انداز سے متأثر کیا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسلام اور شاہِ خیرُ الاَنام صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کے شیدائی بن گئے۔ **نیکی کی دعوت کی برکتیں** محرمُ الحرام 7 ہجری میں آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ اپنی قوم کے 70 یا 80 گھرانوں کے ساتھ مدینہ شریف پہنچے لیکن پتا چلا کہ پیارے آقا صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم خیبر کے قلعہ کی جانب روانہ ہو چکے ہیں چنانچہ سب کو لے کر بارگاہِ رسالت صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم میں حاضر ہوئے اور شرفِ صحابیّت سے فیض یاب کروایا۔ یاد رہے! اس قافلے میں حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ جیسی جلیلُ القدر ہستی بھی شامل تھی۔ اس کے بعد حضرت سیّدنا طفیل بن عَمرو دَوسی رضیَ اللہُ تعالٰی عنہُما نے مدینۂ منوّرہ زادَھَا اللہُ شرفًا وَّ تعظیماً میں مستقل رہائش اختیار کر لی اور بعد میں آنے والی تمام جنگوں میں حصّہ لیا۔ فتحِ مکّہ کے بعد سن 8 ہجری میں آپ بارگاہِ رسالت صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم سے اجازت لے کر اپنے علاقے "دوس" تشریف لے گئے۔ (طبقات ابن سعد، 265/1، 181/4 ملخصاً) کچھ دنوں کے بعد اپنی قوم کے 400 سواروں کو لے کر غزوۂ طائف میں اسلامی فوج سے آن ملے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، 210/6) **ایک خواب اور اس کی تعبیر** امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صِدّیق رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کے دورِ خلافت میں جب فتنۂ اِرتِداد نے سر اٹھایا تو آپ ان معرکوں میں بھی آگے آگے رہے اور دشمنوں کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہوئے۔ سن 12 ہجری ماہِ ربیع الاوّل میں جنگِ یمامہ میں شریک ہونے سے پہلے آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ نے ایک خواب دیکھا پھر خود ہی اس کی تعبیر ارشاد فرمائی کہ میں اس جنگ میں پروانۂ شہادت لے کر اپنی منزلِ حقیقی کی جانب روانہ ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد نئے حوصلہ اور اُمنگ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے اور نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذّاب کی فوجوں کو بکھیر کر رکھ دیا، آخر کار شہادت کا سہرا سر پر سجا کر شہدا کی صف میں کھڑے ہوگئے۔

(سیرۃ ابن ہشام، ص 153، تاریخ ابن عساکر، 113/11 ملخصاً)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو، اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حضرت زید بن خطّاب رضی اللہ عنہ

عدنان احمد عطاری مدنی

فاروقِ اعظم کے بھائی: جلیلُ القدر صحابیِ رسول حضرت سیّدنا زید بن خطاب رضیَ اللہ عنہ، امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضیَ اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ حضرت زید بن خطاب رضیَ اللہ عنہ حضرت فاروقِ اعظم رضیَ اللہ عنہ سے نہ صِرف عمر میں بڑے تھے بلکہ دینِ اسلام بھی پہلے قبول کیا تھا، آپ رضیَ اللہ عنہ تقویٰ وپرہیزگاری کے پیکر اور اَوَّلین مُہاجرین میں سے ہیں۔(اسد الغابہ،2/341)

آپ رضیَ اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد الرّحمٰن یا ابو ثَور تھی جبکہ سانولی رنگت اور کافی لمبے قد کے مالک تھے۔(معرفۃ الصحابہ، 2/325، طبقات ابن سعد،3/288) بعض عُلَما کے مطابِق آپ رضیَ اللہ عنہ اصحابِ صُفّہ میں بھی شامل تھے۔(مستدرک،3/555۔ حلیۃ الاولیاء،1/449) 20 کے قریب مسلمانوں نے حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضیَ اللہ عنہ کے ساتھ مکّے سے مدینے کی طرف ہجرت کی، ان میں آپ رضیَ اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

(فتح الباری،8/222، تحت الحدیث:3925)

اولاد کی تعداد: آپ رضیَ اللہ عنہ کے دو بچّے تھے، بیٹے کا نام عبد الرّحمٰن جبکہ بیٹی کا اَسْماء تھا۔(البدایۃ والنّھایہ،5/43)

مُجاہِدانہ زندگی: غزوہ بدر کا ہو یا اُحد کا، مَعرکہ خَندق کا ہو یا خیبر کا، مَوقعِ صُلحِ حُدَیبیہ اور بیعتِ رضوان کا ہو یا فتحِ مکّہ کا، آپ رضیَ اللہ عنہ ہر جنگ اور غزوہ میں رسولُ اللہ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ شریک رہے۔ (استیعاب،2/120)

شوقِ شہادت: غزوۂ اُحد میں حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق رضیَ اللہ عنہ نے اپنے بھائی زید بن خطّاب رضیَ اللہ عنہ سے فرمایا: میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ میری زِرہ (یعنی لوہے کے جنگی لباس) کو پہن لو، حضرت زید رضیَ اللہ عنہ نے زرہ پہن لی پھر اسے اتار دیا، حضرت سیّدنا عمر فاروق رضیَ اللہ عنہ نے پوچھا: اب کیا ہوا؟ عرض کی: آپ اپنے لئے مرتبۂ شہادت پسند کرتے ہیں تو مجھے بھی رتبۂ شہادت پالینے کا شوق ہے۔(طبقات ابن سعد،3/289)

امیرِ لشکر: منکرینِ زکوٰۃ سے جہاد کے مَوقع پر خلیفۂ اوّل حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق رضیَ اللہ عنہ نے آپ کو لشکرِ اسلام کا امیر مُقرّر کرنا چاہا تو آپ نے مَعذِرَت کرلی اور عرض کی: میں دورِ رِسالت میں بھی شہادت کا مُتلاشی اور اُمّید وار تھا لیکن شہادت سے سرفراز نہ ہوسکا اور اب بھی شہادت کا طلبگار ہوں لہٰذا لشکر کا سپہ سالار نہیں بن سکتا کیونکہ سپہ سالار کے لئے مناسِب نہیں ہوتا ہے کہ آگے بڑھ کر خود لڑے (اس لئے کہ اسے لشکر کی کمان سنبھالنی ہوتی ہے) (الاکتفاء،2/96) البتّہ سِن 12 ہجری میں نُبوّت کے ایک جھوٹے دعویدار (طُلَیحہ بن خُوَیلِد جس نے بعد میں توبہ کرلی تھی) کے خلاف جنگ میں آپ رضیَ اللہ عنہ لشکرِ اسلام کے اگلے حصّے پر 200 سواروں کے نگران مقرّر تھے۔(طبقات ابن سعد،3/68)

میدانِ جنگ میں نیکی کی دعوت: امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدّیق رضیَ اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہی نُبوّت کے ایک اور جھوٹے دعویدار مُسَیلِمہ کذّاب کے خلاف اسلامی لشکر روانہ ہونے لگا تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضیَ اللہ عنہ نے آپ رضیَ اللہ عنہ کو اَلْوداع کہا، اس مَعرِکۂ یمامہ میں آپ رضیَ اللہ عنہ نے بہادری اور ہمت کا وہ پُرجوش مُظاہرہ کیا جسے

مقبرة شهداء اليمامة

ہر گز فراموش نہیں کیا جاسکتا، اس جنگ میں لشکرِ اسلام کا جھنڈا آپ رضیَ اللہ عنہ نے تھام رکھا تھا، جنگ زور و شور سے جاری تھی کہ اس دوران مُسَیلِمہ کذّاب کے ایک خاص آدمی رَجَّال بن عُنْفُوہ مُرتَد سے سامنا ہوا تو آپ رضیَ اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! تُو دینِ اسلام کو چھوڑ کر کافر ہو چکا ہے مگر میں تجھے دینِ اسلام کی دعوت دیتا ہوں کہ تیرے لئے اسی میں عزّت و شرافت ہے اور تیرا مال و دولت بھی زیادہ ہو جائے گا مگر اس بدبخت نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا بالآخر اس کی موت آپ رضیَ اللہ عنہ کے ہاتھوں ہوئی۔ (تاریخ طبری، 2/289، 291۔ البدایۃ والنھایہ، 5/43 مفہوماً)

ہمت و بہادری: اس جنگ میں دشمن کی فوج غالب آنے لگی اور مسلمان پسپا ہونے لگے مگر حضرت سیّدنا زید بن خطاب رضیَ اللہ عنہ ثابت قدم رہے۔ (مستدرک، 4/244، رقم: 5056)

ایک روایت میں ہے کہ یوں فرمایا: اے لوگو! مضبوط رہو اور دشمنوں پر ٹُوٹ پڑو اور قدموں کو آگے بڑھاتے رہو، پھر فرمایا: خدا کی قسم! میں اب کوئی بات نہیں کروں گا یہاں تک کہ کُفّار کو شکست فاش ہو جائے گی یا میں شہادت پالوں گا اور اپنے پاک رَبّ کی بارگاہ میں سرخرو ہو کر حاضری دوں گا۔ (البدایۃ والنّھایہ، 5/30) اس کے بعد جھنڈے پر اپنی گرفت مضبوط کی پھر دشمن کی جو صف سامنے نظر آئی اس میں گُھس کر دشمنوں سے لڑنا شروع کر دیا۔ آخر کار مسلمان جانبازوں نے اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے مُسَیلِمہ کذّاب کے لشکر کو شِکَستِ فاش دی۔ ایک قول کے مطابق مُسیلِمہ کذّاب کو جہنم واصل کرنے والے مسلمانوں میں حضرت سیّدنا زید بن خطّاب رضیَ اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

(مستدرک، 4/245، رقم: 5057)

تمغۂ شہادت: یہ جنگ امیر المؤمنین حضرتِ سَیِّدُنا ابو بکر صدّیق رضیَ اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں سِن 12 ہجری ربیعُ الاوّل میں ہوئی، جس میں 1200 مسلمان شہادت سے سرفراز ہوئے جن میں 700 حافظِ قراٰن و قاری صحابہ بھی تھے۔ (معرفۃ الصّحابہ، 2/325۔ مراٰۃ المناجیح، 3/283)

ہجرت کے بعد نبی کریم صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیّدنا زید بن خطّاب اور حضرت سیّدنا مَعْن بن عدِی رضیَ اللہ عنہما کے درمیان مُواخات قائم فرمائی تھی (یعنی انہیں بھائی بھائی بنایا تھا)، ان دونوں حضرات نے ایک ہی دن اسی جنگ میں شہادت پائی۔ (طبقات ابنِ سعد، 3/354)

دو باتوں میں آگے: حضرت سیّدنا زید رضیَ اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سُن کر حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروق رضیَ اللہ عنہ پر رِقّت طاری ہو گئی تھی (استیعاب، 2/120) اور فرمایا: اللہ میرے بھائی پر رحم کرے! دو اچّھی باتوں میں وہ مجھ سے آگے بڑھ گئے، ایک یہ کہ مجھ سے پہلے اسلام لائے، دوسری یہ کہ مجھ سے پہلے شہید ہو گئے۔ (تھذیب الاسماء، 1/200)

حضرت زید کی خوشبو: حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروق رضیَ اللہ عنہ کو اپنے بھائی حضرت زید بن خطاب رضیَ اللہ عنہ سے بے پناہ مَحَبَّت تھی اور ان کی یاد دل سے نہیں جاتی تھی، خود فرماتے ہیں کہ جب بھی ہوا چلتی ہے تو میں زید کی خوشبو اس سے پاتا ہوں (طبقات ابن سعد، 3/289) ایک روایت میں آپ کا فرمان اس طرح ہے کہ جب بھی ہوا چلتی ہے تو وہ زید بن خطاب کی یاد تازہ کر دیتی ہے۔ (البدایہ والنّھایہ، 5/43)

مزارِ پُرانوار: عَرَب شریف کے شہر ریاض کے شِمال میں جُبَیْلہ نامی بستی کے قریب ہی آپ رضیَ اللہ عنہ کا مزارِ پُرانوار ہے۔

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

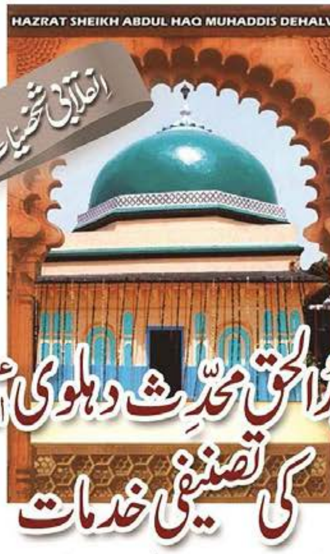

شیخ عبدالحق محدِّث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی تصنیفی خدمات

ابواُسید عطاری

برِّعظیم پاک وہند میں علمِ حدیث کی ترویج واشاعت کرنے والے عظیم محدّث، مُحقّقُ عَلَی الْاِطْلَاق حضرتِ سیّدنا شیخ عبدالحق محدّث دہلوی قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت محرمُ الحرام 958ھ بمطابق 1551ء کو ہند کے شہر "دہلی" میں ہوئی۔

حصولِ علمِ دین آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدِ گرامی شیخ سیفُ الدین دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القَوی سے حاصل کی۔ صرف بارہ، تیرہ سال کی عمر میں شرح شمسیہ اور شرح عقائد جبکہ پندرہ، سولہ برس کی عمر میں مختصر اور مطوّل جیسی مشکل کُتُب پڑھ لیں۔ (اشعۃ اللمعات، مترجم،1/71) آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ دن رات حصولِ علم میں مشغول رہتے تھے، حصولِ علم کا جذبہ اس قدر تھا کہ خود لکھتے ہیں: "بچپن سے ہی مجھے نہیں معلوم کہ کھیل کُود کیا ہوتا ہے؟ آسائش کے کیا معنٰی ہیں؟ میں نہیں جانتا کہ سیر کیسے ہوتی ہے؟" (اشعۃ اللمعات، مترجم،1/72 ملخصاً)

سلسلۂ بیعت آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے سب سے پہلے اپنے والد شیخ سیفُ الدین قادری سے بیعت کی اوران کے حکم سے حضرت سیّد موسیٰ پاک شہید گیلانی قادری (مدینۃ الاولیاء ملتان، پنجاب) رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے مستفیض ہوئے۔ پھر مکّہ معظّمہ میں حضرت شیخ عبدالوہاب متّقی مہاجر مکّی علیہ رحمۃ اللہ القَوی کی بارگاہ میں حاضر ہوکر ارشاد وسُلوک کی منزلیں طے کیں اور شیخ نے انہیں چاروں سلسلوں چشتیہ، قادِریہ، شاذلیہ اور مدنیہ کی اجازت عطا فرمائی۔ (نور نور چہرے، 113 وغیرہ)

دینی خدمات حضرتِ شیخِ محقق رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی زندگی دینِ اسلام کے تحفظ اور اس کا پیغام عام کرنے میں صَرف کر دی۔ اپنی 94 سالہ زندگی کا بیش تر حصّہ کُتُب ورسائل کی تصنیف وتالیف میں بسر فرمایا۔ (ماخوذ از نور نور چہرے، ص114، 116)

علمِ حدیث واصولِ حدیث میں تقریباً 13 کتابیں اور شرحیں لکھیں۔ جن میں سے مِشْکٰوۃُ الْمَصَابِیْح کی 10 جلدوں پر عربی شرح لَمْعَاتُ التَّنْقِیْح اور 4 جلدوں پر مشتمل فارسی شرح اَشِعَّۃُ اللَّمْعَات اپنی مثال آپ ہے، آپ نے اَشِعَّۃُ اللَّمْعَات 1019ھ تا 1025ھ کے درمیان تقریباً چھ سال کی محنت شاقّہ کے بعد مکمل تحریر فرمائی۔

آپ کی کُتُب میں حدیث، اُصولِ حدیث کے علاوہ عقائدِ اہلِ سنّت کا بیان بھی ہے۔ اَشِعَّۃُ اللَّمْعَات میں ایک حدیثِ پاک کے اس حصّے "فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" کی شرح میں عقیدۂ اہلِ سنّت کا اس طرح بیان فرمایا: حضور سیّدِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوگیا جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمینوں میں ہے، اس سے یہ مراد ہے کہ تمام جزئی وکلی علوم حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو حاصل ہوگئے اور حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سب کا اِحاطہ فرمالیا۔ ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں: تو اس سے حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عالَم اور عالَم کے تمام حقائق کو جان لیا۔ (اشعۃ اللمعات، مترجم،1/333)

مشہور تصانیف آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تصانیف کثیر ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: (1) لَمْعَاتُ التَّنْقِیْح فِیْ شَرْحِ مِشْکٰوۃِ الْمَصَابِیْح (2) اَشِعَّۃُ اللَّمْعَات فِیْ شَرْحِ الْمِشْکٰوۃ (3) جَذْبُ الْقُلُوْب اِلٰی دِیَارِ الْمَحْبُوْب (4) زُبْدَۃُ الْاٰثَار فِیْ اَخْبَارِ قُطْبِ الْاَخْیَار (5) مِفْتَاحُ الْفُتُوْح لِفَتْحِ اَبْوَابِ النُّصُوْص (6) شَرْحُ الشَّمْسِیَّۃ (7) مَدَارِجُ النُّبُوَّۃ وغیرہ۔

وفات علم وتحقیق اور رُشد وہدایت کا یہ آفتاب 94 سال کی عمر میں غروب ہوگیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے 2 ربیعُ الاوّل 1052ھ کو ہند کے شہر "دہلی" میں وفات فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تدفین آپ کی وصیت کے مطابق "حوضِ شمسی" کے قریب (نزد باغ مہدیاں بالمقابل قلعہ کہنہ (الھند) میں) کی گئی۔ (اشعۃ اللمعات، مترجم،1/93، 94) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مُفتیِ اعظم پاکستان

مُفتی محمد وقارُ الدّین قادری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی

سیّد منیر رضا عطاری مدنی

مفتیِ اعظم پاکستان، استاذ العلماء، جامعِ علم و تقویٰ، وقارُ المِلّۃ والدّین، حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد وقار الدین قادِری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی 14 صفرُ المظفر 1333ھ بمطابق یکم (1st) جنوری 1915ء پیلی بھیت (یوپی، ہند) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پیلی بھیت کے ”مدرسۂ آستانہ شیریہ“ میں حاصل کی، بعد میں بریلی شریف کے دارالعلوم منظر الاسلام میں داخلہ لیا وہاں صدرالشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اور دیگر اساتذہ کے سامنے زانوئے تَلَمُّذ تہ کیا۔ آپ نے کئی علوم میں مہارت حاصل کی، 1938ء میں صدر الشَّریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے آپ کی دستار بندی فرمائی اور سندِ فراغت عطا فرمائی۔ اس کے بعد عظیم دینی و علمی درسگاہ منظرُ الاسلام بریلی شریف میں دس سال تک تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد آپ نے مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) میں ہجرت کی اور دینی خدمات سرانجام دیں پھر 1971ء میں مغربی پاکستان تشریف لانے کے بعد مفتی محمد ظفر علی نعمانی اور شیخُ الحدیث علّامہ عبدُ المصطفٰی الاَزْہری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما کے اصرار پر دار العلوم امجدیہ (عالمگیر روڈ بابُ المدینہ، کراچی) میں تدریس شروع کردی، بعد میں آپ کو دار الافتاء کی سرپرستی بھی سونپ دی گئی۔ وقارُالفتاویٰ (تین جلدیں) آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ مفتیِ اعظم پاکستان حضرت علّامہ مولانا مفتی وقارُالدین قادِری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے امیرِ اہلِ سنّت ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت بھی عطا فرمائی۔ **وصال** آپ نے 20 ربیعُ الاوّل 1413ھ بمطابق 19 ستمبر 1993ء بروز ہفتہ نمازِ فجر کے وقت اس دنیا سے پردہ فرمایا۔ (ماخوذ از وقار الفتاویٰ، 1/1 تا 38) مزار شریف دار العلوم امجدیہ (بابُ المدینہ، کراچی) میں ہے۔

سنّیوں کے دل میں ہے عزّت ”وقار الدّین“ کی
آج بھی ممنون ہے مِلّت ”وقار الدّین“ کی

اپنے بُزُرگوں کو یاد رکھئے

ابوماجد محمد شاہد عطاری مدنی

(وہ بزرگانِ دین جن کا وصال/عرس ربیعُ الاوّل میں ہے)

رَبِیْعُ الْاَوّل اسلامی سال کا تیسرا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عِظام اور علمائے اسلام کا وصال ہوا، ان کا مختصر ذکر 5 عنوانات کے تحت کیا گیا ہے۔

صحابۂ کرام و صحابیات علیہمُ الرِّضوان

(1) اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیّدتنا جُوَیرِیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سردارِ قبیلہ بنو مصطلق کی شہزادی، حسنِ ظاہری و باطنی کی جامع اور کثرت سے ذکر و عبادت کرنے والی تھیں۔ آپ نے ربیعُ الاوّل 50ھ میں وصال فرمایا اور جنّۃُ البقیع میں دفن ہوئیں۔ (الاستیعاب، 4/366، 367، زرقانی علی المواھب، 4/427، 428) (2) نورِ چشمِ رسول، جگر گوشۂ بتول، حضرت امام ابو محمد حسن مُجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے 5 ربیعُ الاوّل 49ھ کو وصال فرمایا، مزید تذکرہ صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیے۔

اولیائے کرام رحمہمُ اللہُ السّلام

(3) شہزادۂ غوثُ الوریٰ حضرت سیّد شمسُ الدّین عبدُ العزیز جیلانی قادری علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی ولادت 532ھ کو بغداد شریف عراق میں ہوئی اور یومِ وصال 18 ربیعُ الاوّل 602ھ ہے، مزار مبارک حیال (ضلع عقرہ صوبہ دھوک) عراق میں مشہور زیارت گاہوں میں شامل ہے۔ آپ محدّث، واعِظ، مدرّس اور استاذالعلماء تھے۔ موجودہ نقیب و متولّیِ دربارِ غوثِ اعظم آپ کی نسلِ پاک سے ہیں۔ (قلائد الجواہر، ص35) (4) سیّد الاولیاء، استاذالعلماء حضرت سیّد محی الدین ابو نصر محمد جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی کی ولادت بغداد میں ہوئی اور 22 ربیعُ الاوّل 656ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار شریف بغداد میں ہے۔ آپ سلسلۂ قادریہ رضویہ عطّاریہ کے 20ویں شیخِ طریقت ہیں۔ (قلائد الجواہر، ص47-شرح شجرۂ قادریہ رضویہ عطّاریہ، ص92) (5) بانیِ سلسلۂ احمدیہ بدویہ، غوثِ کبیر، قطبِ شہیر حضرت سیّد احمد بدوی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی ولادت 596ھ زُقاقُ الحجر (نزد فاس) مَراکش میں ہوئی، وصال 12 ربیعُ الاوّل 675ھ کو فرمایا۔ مزارِ مبارک طَنطا (Tanta) (صوبہ الغربیہ) مصر میں قبولیتِ دعا کا مقام ہے۔ آپ اکابر اولیا سے ہیں۔ (طبقاتِ امام شعرانی، جزء1، 1/254، 256، چار بڑے اَقطاب، ص44، 53) (6) شمسِ مارَہرہ، غوثِ زماں، حضرت سیّد شاہ ابوالفضل آلِ احمد اچھے میاں مارَہروی قادری علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی ولادت 1160ھ کو مارَہرہ مطہرہ (ضلع ایٹا یوپی) ہند میں ہوئی، وصال 17 ربیعُ الاوّل 1235ھ کو یہیں فرمایا۔ آپ جَیّد عالمِ دین، واعِظ، مصنّف اور شیخِ طریقت تھے، آدابُ السالکین اور آئینِ احمدی جیسی کتب آپ کی یادگار ہیں۔ آپ سلسلۂ قادریہ رضویہ عطّاریہ کے 36ویں شیخِ طریقت ہیں۔ (احوال و آثار شاہ آلِ احمد اچھے میاں مارہروی، ص26) (7) شیرِ رَبّانی، شیخ المشائخ حضرت شیر محمد شَرقپوری نقشبندی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1282ھ میں شرقپور شریف (ضلع شیخوپورہ، پنجاب) پاکستان میں ہوئی اور 3 ربیعُ الاوّل 1347ھ کو وصال فرمایا، مزارِ پُرانوار شرقپور شریف میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ (تذکرۂ اکابرِ اہلِ سنّت، ص180 تا 183)

علمائے اسلام رحمہمُ اللہُ السّلام

(8) فقہِ مالکی کے عظیمُ المرتبت امام، بدرُالعاشقین، حضرتِ سیّدنا امام مالِک بن اَنَس رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 93ھ میں مدینۂ منورہ میں ہوئی اور 14 ربیعُ الاوّل 179ھ کو وصال فرمایا۔ قبر شریف جنّۃُ البقیع میں ہے۔ آپ کی کتاب ”مؤطا امام مالک“ احادیثِ مبارکہ کے مقبول و معروف مجموعہ میں قدیم ترین ہے۔ (تذکرۃُ الحفاظ، جزء1، 1/157، سیر اعلام النبلاء، 7/435) (9) شاگردِ امامِ اعظم، قاضیِ سلطنتِ عبّاسیہ حضرتِ سیّدنا امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی ولادت 113ھ میں کوفہ میں ہوئی اور 5

ربیعُ الاوّل 182ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مسجدِ امام ابویوسف کاظمیہ بغداد شریف میں ہے۔ آپ قاضی القُضاۃ (چیف جسٹس)، استاذالفقہاء، مُجتہد، محدّث اور فقہِ حنَفی کے جلیل القدر امام ہیں۔(تاریخ بغداد، 14/247-263) **(10)** فقہِ حنبلیہ کے عظیم پیشوا حضرتِ سیّدنا امام احمد بن حنبل علیہ رحمۃ اللہ الاکبر کی ولادت 164ھ میں بغداد میں ہوئی اور 12 ربیعُ الاوّل 241ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کو بغداد شریف کی غربی جانب بابِ حرب میں دفن کیا گیا پھر دریائے دجلہ میں طُغیانی کی وجہ سے جسد عارف آغا، حیدر خانہ (شارع الرشید بغداد) میں منتقل کردیا گیا۔ آپ مُجتہد، حافظُ الحدیث، عالمِ اجَلّ، اُمّتِ محمدی کی مؤثر شخصیت اور ائمۂ اربعہ میں سے ایک ہیں۔ چالیس ہزار (40000) احادیث پر مشتمل کتاب **"مسند امام احمد بن حنبل"** آپ کی یادگار ہے۔(البدایہ والنہایہ، 7/339) **(11)** استاذِ قطبِ مدینہ حضرت علّامہ غلام قادر ہاشمی سیالوی بھیروی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1265ھ بھیرہ شریف (ضلع گلزارِ طیبہ (سرگودھا)) پاکستان میں ہوئی۔ 19 ربیعُ الاوّل 1327ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک بیگم شاہی مسجد نزد مستی گیٹ مرکزُالاولیاء لاہور پاکستان میں ہے۔ آپ جَیّد عالمِ دین، چشتی سلسلے کے شیخِ طریقت، بہترین مدرِّس اور درجن سے زائد کُتُب کے مصنّف ہیں، **"اسلام کی گیارہ کتابیں"** آپ کی ہی تصنیف کردہ ہے۔(سیدی ضیاء الدین احمد القادری، 1/613-تذکرۂ اکابرِ اہلِ سنت، ص326)

احبابِ اعلیٰ حضرت علیہم رحمۃ ربِّ العزّت

(12) عارفِ کامل حضرت مولانا فضلِ رحمٰن صدّیقی گنج مرادآبادی نقشبندی قادری علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی ولادت 1208ھ سندیلہ (ضلع ہردوئی، یوپی ہند) میں ہوئی اور وصال 22 ربیعُ الاوّل 1313ھ کو فرمایا۔ مزار مبارک گنج مراد آباد (ضلع اناؤ، یوپی ہند) میں ہے۔ آپ عالمِ باعمل، استاذ و شیخ العلماء والمشائخ، اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ جَدِّ اعلیٰ حضرت مولانا رضا علی خان علیہ رحمۃ الرحمٰن آپ کے ہی مرید و خلیفہ تھے۔(تذکرہ محدث سورتی ص53-57، تجلیاتِ تاج الشریعہ ص86) **(13)** مُحِبِّ اعلیٰ حضرت، شیخُ الاسلام حضرت شیخ محمد سعید بابصیل شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1245ھ کو مکّہ شریف میں ہوئی اور یہیں 24 ربیعُ الاوّل 1330ھ کو وصال فرمایا۔ قبر مبارک جنۃُ المعلیٰ میں ہے۔ آپ رئیسُ العلماء، مفتیِ شافعیہ، عالمِ باعمل، مصنّف اور مُقرِّظِ اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیۃ اور حُسامُ الْحَرَمَیْن ہیں۔(امام احمد رضا محدث بریلوی اور علماءِ مکہ مکرمہ، ص251-278)

تلامذہ و خلفائے اعلیٰ حضرت علیہم رحمۃ ربِّ العزّت

(14) مفکرِ اسلام، پروفیسر حضرت علّامہ سیّد محمد سلیمان اشرف بہاری علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی ولادتِ باسعادت 1295ھ میں میرداد، ضلع پٹنہ، بہار ہند میں ہوئی اور وصال 5 ربیعُ الاوّل 1358ھ کو فرمایا۔ تدفین علی گڑھ اسلامی یونیورسٹی کے اندر شیروانیوں والے قبرستان میں ہوئی۔ آپ کی کئی کُتُب مثلاً النّور، الرّشاد وغیرہ یادگار ہیں۔(تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص144، سیدی ضیاء الدین احمد القادری، 2/266-268) **(15)** شیخُ الاصفیاء حضرت مولانا سیّد غلام علی اجمیری چشتی رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی عالمِ باعمل، عاشقِ سلطانُ الہند، مُحِبِّ اعلیٰ حضرت، حُسنِ اخلاق کے پیکر اور خادمِ درگاہِ اجمیر شریف تھے 15 ربیعُ الاوّل 1374ھ کو وصال فرمایا، مزار خواجہ غریب نواز سے متصل قبرستان میں آسودۂ خاک ہوئے۔(تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص471تا474) **(16)** قطبِ میواڑ حضرت مولانا مفتی محمد ظہیر الحسن اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1302ھ کو محلہ اورنگ آباد اعظم گڑھ (یوپی) ہند میں ہوئی اور 12 ربیعُ الاوّل 1382ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک مسجد سے متصل احاطۂ اولیا برھم پول اودھے پور (راجستھان) ہند میں ہے۔ آپ جَیّد مفتیِ اسلام، مدرِّسِ مدرسۂ اسلامیہ اودھے پور، عالمِ باعمل اور شیخِ طریقت تھے۔(سالنامہ یادگارِ رضا2007ء، ص143-151) **(17)** ہمدردِ ملّت، حضرت مولانا حافظ سیّد محمد حسین میرٹھی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1290ھ بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ حافظُ القراٰن، صاحبِ ثروت عالمِ دین اور دین کا درد رکھنے والے راہنما تھے۔ آپ نے میرٹھ میں دینی کُتُب شائع کرنے کیلئے طلسمی پریس اور یتیموں کے لئے مسلم دارُالیتامیٰ والمساکین قائم فرمایا اور جب پاکستان آئے تو گُلبہار میں عظیم الشان جامع مسجد غوثیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ نے 14 ربیعُ الاوّل 1384ھ میں وصال فرمایا، تدفین قبرستان پاپوش نگر بابُ المدینہ (کراچی) میں ہوئی۔
(تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص213، سالنامہ معارفِ رضا2008ء، ص236-238)

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

وہ بزرگانِ دین جن کا یومِ وصال / عرس ربیعُ الاوّل میں ہے۔

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی

ربیعُ الاوّل اسلامی سال کا تیسرا مہینا ہے۔ اس میں جن صَحابۂ کرام، اَولیائے عِظام اور عُلَمائے اسلام کا وصال یا عُرس ہے، ان میں سے 17 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ربیعُ الاوّل 1439ھ کے شمارے میں کیا گیا تھا۔ مزید کا تعارف ملاحظہ فرمایئے: **صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان** (1) نورِ چشمِ رسول حضرتِ سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہما تعالٰی عنہ ذوالحجہ 8ھ کو مدینۂ مُنَوَّرہ میں اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیّدَتُنا ماریہ قِبْطِیَّہ رضی اللہ تعالٰی کے بطن سے پیدا ہوئے اور 10 ربیعُ الاول 10ھ کو وصال فرمایا۔ جنّتُ البقیع میں دَفن کئے گئے۔ (المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، 4/10، البدایہ والنہایہ، 4/301) (2) حضرتِ سیّدُنا اُنَیْس بن مَرثَد غَنَوِی رضی اللہ تعالٰی عنہ صَحابیِ رسول ہیں۔ انھوں نے فتحِ مکّہ اور غزوۂ حُنَین میں حصّہ لیا۔ ان کا وصال ربیعُ الاوّل 20ھ میں ہوا۔ ان کے دادا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حلیف تھے، ان کے دادا، والد اور بھائی نے بھی اسلام قبول کیا۔ (اسد الغابہ، 1/203،204، الاستیعاب، 1/202) **اولیائے کرام رحمہم اللہ السّلام** (3) شاگردِ امامِ اعظم حضرتِ سیّدُنا ابو سلیمان داوٗد طائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت کوفہ میں ہوئی اور 8 ربیعُ الاوّل 165ھ کو بغداد شریف میں وصال فرمایا۔ آپ علومِ عقلیہ و نقلیہ میں ماہر، قُرّاء کے سَرتاج، مُحَدِّثین کے رہبر، فقیہُ الفقہاء اور امامُ الاولیاء تھے۔ (تاریخ الاسلام للذہبی، 4/357،362، مرآۃ الاسرار، ص276،278) (4) ولیِ شہیر حضرتِ سیّدُنا بِشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی ولادت 150ھ میں "مرو" خُراسان (ایران) میں ہوئی۔ 13 ربیعُ الاوّل 227ھ کو بغداد میں وِصال فرمایا، مَزار شریف مَقْبَرَۂ قُریش (کاظمیہ شمالی بغداد) عِراق میں ہے۔ آپ عابد و زاہد، مُحِبِّ عُلما و اولیا، بُلند دَرَجات کے مالک اور اَکابِر اولیا سے ہیں۔ (تاریخ الاسلام للذہبی، 5/540،544، الوافی بالوفیات، 10/91،92، المعارف، ص228) (5) بانیِ سِلسلۂ صابریہ حضرت شیخ علاءُ الدّین علی احمد صابر کلیری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت ہرات (افغانستان) میں 592ھ کو ہوئی اور 13 ربیعُ الاوّل 690ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مَزارِ مُبارَک کلیر شریف (ضلع سہارن پور، یوپی) ہند میں ہے۔ آپ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے بھانجے، مرید، خلیفہ اور اَکابِر اولیائے ہند سے ہیں۔ (فیضان صابر پاک، ص1،3،41) (6) محبوبُ العُلَماء، اَسَدِ مِلّت و دین حضرت شاہ ابوالمَعالی سیّد خیرُ الدّین قادری کِرمانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی ولادت 960ھ کو قصبہ شیر گڑھ (تحصیل رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ) پاکستان میں ہوئی اور 16 ربیعُ الاوّل 1024ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مَزارِ مُبارَک مَین بازار گوالمنڈی (نزد سٹی ریلوے اسٹیشن) مَرکزُالاولیاء لاہور میں مَرجَعِ خَلائق ہے۔ آپ سِلسلۂ عالیہ قادریہ کے عظیم شیخِ طریقت، عالمِ باعمل، مُصَنِّفِ کُتب، نعت گو شاعر

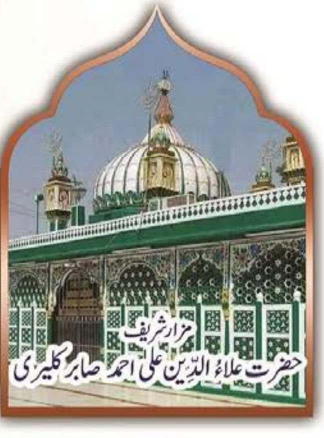

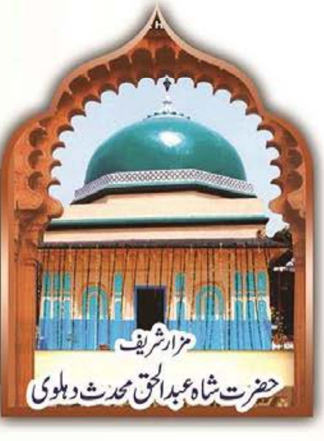

اورامامُ الْمحدثین شیخ عبدُ الحق مُحَدِّث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے دوست تھے۔ مُسْتَنَد کتاب "تحفۂ قادریہ" آپ کی تحریر کردہ ہے۔(تذکرہ اولیائے پاکستان، 2/24،31، فتاویٰ رضویہ،28/429) **(7)** غوثِ زماں حضرت پیر **غلام محی الدّین صدّیقی** غَزْنَوی نقشبندی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1320ھ غَزْنِی افغانستان میں ہوئی اور 12ربیعُ الاوّل 1395ھ کو وصال فرمایا، مزار نیریاں شریف (ضلع پلندری) کشمیر میں ہے۔ آپ مشہور اولیائے کرام سے ہیں۔(تذکرہ اکابرِ اہلِ سنت، ص352،354، تذکرہ حضرت محدثِ دکن، ص457،460) **علمائے اسلام رحمہم اللہ السّلام** **(8)** حافظُ الحدیث، تَقِیُّ الدّین حضرت **سیّدعبدُ الغنی مقدّسی حنبلی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 541ھ جمّاعیل (نزد نابُلُس، بیتُ المقدّس) فلسطین میں ہوئی۔ ربیعُ الاوّل 600ھ کو قاہرہ مِصر میں وِصال فرمایا، تدفین قرافہ (جبلِ مقطم جنوبی قاہرہ) میں ہوئی۔ آپ تِلمیذِ غوثِ اعظم، عالمِ باعمل، استاذُ العلماء، مُصنّفِ کُتبِ کثیرہ ،بارُعب اور پُروَقار شخصیت تھے۔ عُمْدَةُ الْاَحْكَامِ مِنْ كَلَامِ خَيْرِ الْاَنَام آپ کی مشہور کتاب ہے۔(رسائل رمضان در فضائل رمضان، ص100،104) **(9)** امامُ الْقُرّاءوَالْمُحدّثین حضرتِ سیّدُنا امام شمسُ الدّین **ابوالخیر محمد جَزْری** شافعی قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 751ھ کو محلہ قصاعین دِمَشق شام میں ہوئی اور 5ربیعُ الْاوّل 833ھ کو شیراز (محلہ اسکافین، صوبہ فارس) ایران میں وصال فرمایا۔ آپ مُحَقِّقِ اسلام، سلطانُ العلماء، قاضیُ الْقُضَاة، اَلْحِصْنُ الْحَصِيْن مِنْ كَلَامِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْن ور مُقَدّمَه جَزْرِيَه سمیت کئی کُتب کے مُصنّف ہیں۔(بستان المحدثین، ص207، الحصن الحصین، ص8، اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، 1/462،464) **(10)** ابوحنیفہ ثانی حضرت امام سِراجُ الدّین **عُمَر بن ابراہیم بن نُجَیْم** مِصری حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 926ھ کو قاہرہ مصر میں ہوئی اور یہیں 6ربیعُ الاوّل 1005ھ کو وصال فرمایا۔ آپ مفتیِ اسلام، بہترین فقیہ، اعلیٰ اوصاف و کمالات کے حامل اور عِنْدَ الْحُکَّام مُعَزَّز و مُکَرَّم تھے۔ اَلنَّهْرُ الْفَائِقُ شَرْحُ كَنْزِ الدَّقَائِق آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ (ہدیۃ العارفین، 5/796، خلاصۃ الاثر، 3/206، الاعلام للزرکلی، 5/39) **(11)** آفتابِ پنجاب حضرت علّامہ **عبدُ الحکیم صدّیقی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 989ھ کو ضِیاکوٹ (سیالکوٹ، پنجاب) پاکستان میں ہوئی اور یہیں 16ربیعُ الاوّل 1067ھ کو وِصال فرمایا۔ آپ استاذُ العلماء، عُلومِ عَقْلِیَہ و نَقْلِیَہ میں ماہر، مُصنّفِ کُتب، مجازِ طریقت، عَرَب و عَجَم میں شُہرت پانے والے، مَرْجَعِ عُلَما اور علّامۂ دَہر تھے۔ درسِ نِظامی کی کئی کُتب پر آپ کے حَواشی طَبْع شُدَہ ہیں۔(تذکرہ علمائے ہند، ص280، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 12/834،837) **(12)** شیخ مُحَقِّق حضرتِ علّامہ **شیخ عبدُ الحق مُحَدِّثِ دہلوی** قادری علیہ رحمۃ اللہ الہادِی کی ولادت 958ھ کو دہلی (ہند) میں ہوئی اور یہیں 21ربیعُ الاوّل 1052ھ کو وِصال فرمایا، مَزارِ مُبارک خانقاہِ قادریہ (نزد باغ مہدیاں بالمقابل قلعہ کہنہ) دہلی ہند میں ہے۔ آپ حافظِ قراٰن، امامُ الْمُحَدّثین فِی الْہند، علامۂ دَہر، قطبِ زماں، کئی کُتب کے مُصنّف اور شارِحِ اَحادیث ہیں۔ دَرجَن(12) سے زائد کُتب میں مِشْکوٰۃ شریف کی دو شُرُوحات اَشِعَّةُ اللَّمْعَات (فارسی)اور لَمَعَاتُ التَّنْقِيْح(عربی) بھی شامل ہیں۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ مترجم، ص67،93، اخبار الاخیار مترجم، ص13،18، شیخ عبد الحق محدثِ دہلوی، ص90)

(13) مُحدِّثِ حِجاز علامہ **محمد عابد سِندھی مدنی** نقشبندی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1190ھ کو سیہون شریف ضلع دادو (بابُ الاسلام سندھ) پاکستان میں ہوئی۔ 18ربیعُ الاوّل 1257ھ کو مدینۂ مُنوّرہ میں وصال فرمایا، جنّتُ البقیع میں دفن کئے گئے۔ آپ جامعِ علومِ عقلیہ و نَقلیہ، عظیم فقیہ و مُحدِّث ، رئیسُ العُلَماء مَذاہبِ اَرْبَعَہ (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) میں ماہر اور کئی کُتب کے مُصنّف تھے۔ تَصانیف میں دُرِّ مُختار کی شَرح طَوَالِعُ الْاَنْوَار (آٹھ جلدیں) یادگار ہیں۔ (الرسائل الخمس، ص33،42، انوار علمائے اہلسنت سندھ، ص767،772، حدائق الحنفیہ، ص490)

(14) مُحدِّثِ شام حضرتِ علّامہ **سیّد محمد بَدْرُ الدّین حَسنی** مغربی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی ولادت 1267ھ نَزْد دارُ الحدیث اَشْرَفِیہ عصرونیہ مارکیٹ دِمَشق شام میں ہوئی۔ یہیں 27ربیعُ الاوّل 1354ھ کو وصال فرمایا، دِمَشق کے مشہور قبرستان بابُ الصّغیر میں تدفین ہوئی۔ آپ حافظِ قراٰن، علامۂ دَہر، مُجَدّدِ زمانہ، شیخُ الشُّیوخ، مفتیِ دِیارِ شام، 35 سے زیادہ کُتب کے مُصَنّف، صوفیِ کامل اور شام کی مؤثّر شخصیت تھے۔(سیدی ضیاء الدین احمد القادری، 1/651،654)

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی

ربیعُ الاوّل اسلامی سال کا تیسرا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 31 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ربیعُ الاوّل 1439ھ اور 1440ھ کے شماروں میں کیا گیا تھا۔ مزید 13 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان 1 حضرت عُمْرہ رابعہ بنتِ مسعود رضی اللہ عنہا سیّدُ الخَزْرَج حضرت سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہ کی والدۂ محترمہ ہیں انہوں نے اسلام قبول کیا اور نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بیعت کرنے کا شرف پایا، ربیعُ الاوّل 5ھ میں وصال فرمایا، اس وقت نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم غزوۂ دُوْمَۃُ الْجَنْدَل میں مصروف تھے، واپسی پر ان کی قبر پر تشریف لاکر نمازِ جنازہ ادا کی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کُھدوا کر وقف کردیا اور فرمایا: هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ یعنی یہ سعد کی ماں (کے ایصالِ ثواب) کیلئے ہے۔ (ابو داؤد، 2/180، حدیث: 1681، طبقاتِ ابنِ سعد، 8/331) 2 حضرت زید بن خطاب قُرَشی عَدَوِی رضی اللہ عنہ جلیلُ القدر صحابی ہیں، بعدِ ہجرت حضرت مَعْن بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ سے مواخات ہوئی، غزوۂ بدر سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے، دراز قد اور نڈر تھے، آپ ربیعُ الاول 12ھ جنگِ یمامہ میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے، اس جنگ میں آپ لشکرِ اسلام کے عَلَم بردار تھے۔ آپ امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: سَبَقَنِیْ اَخِیْ اِلَی الْحُسْنَیَیْنِ: اَسْلَمَ قَبْلِیْ، وَاُسْتُشْهِدَ قَبْلِیْ یعنی میرے بھائی زید مجھ سے دو خوبیوں قبولِ اسلام اور شہادت میں سبقت لے گئے۔ (اُسدُ الغابہ، 2/341)

جنت البقیع

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

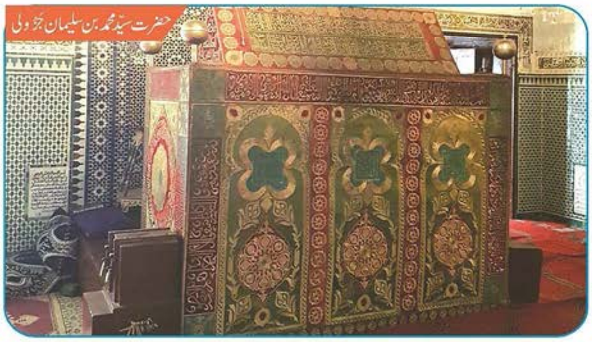
حضرت سید محمد بن سلیمان جزولی

اولیائے کرام رحمہمُ اللہُ السّلام 3 قُطبُ الاَقْطاب حضرت خواجہ سیّد قُطبُ الدّین بَخْتیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 582ھ میں شہرِ اُوش (فرغانہ، کرغیزستان (Kyrgyzstan)) میں ہوئی اور 14 ربیعُ الاول 633ھ کو دہلی میں وصال فرمایا، آپ کا مزار مہرولی پُرانی دہلی میں ہے۔ آپ مشہور ولی خواجہ غریب نواز کے خلیفہ اور بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مرشِد ہیں۔ (مرآۃُ الاَسرار، ص684، 694، شانِ اَولیا، ص368، 373) 4 شیخُ الاسلام حضرت سیّد محمد بن سلیمان جَزُولی شاذِلی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 807ھ میں سُوس اقصیٰ (مَرّاکُش) میں ہوئی اور 16 ربیعُ الاول 870ھ کو نمازِ فجر کے سجدے میں وصال فرمایا، آپ کا مزار مَرّاکُش (المغرب) کے قدیم حصے میں ہے۔ آپ عالمِ باعمل، صوفیِ باصفا اور کاتب تھے۔ آپ کی تصانیف میں دَلَائِلُ الْخَیْرات کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی۔ زَیْنُ الاَولیاء، ولیُّ الکبیر، قطبِ زمانہ آپ کے القابات ہیں۔ (مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مترجم، ص30، 32، زیاراتِ مراکش، ص16 تا 25، اُردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ، 7/227) 5 مشہور ولی، بالا پیر حضرت میاں میر محمد فاروقی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 957ھ سیوستان (سیہون شریف، سندھ) پاکستان میں ہوئی۔ 17 ربیع الاول 1045ھ کو لاہور میں

وصال فرمایا، آپ کا مزار میاں میر کالونی لاہور کینٹ میں ہے۔ کئی مغل شہزادے آپ کے مرید تھے۔ (بزرگانِ لاہور، ص59، تذکرہ حضرت میاں میر، ص12،16) 6 شیخُ الاَصفیاء حضرت شاہ کلیمُ اللہ شاہ جہاں آبادی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1060ھ کو شاہ جہاں آباد (دہلی) ہند میں ہوئی اور یہیں 24 ربیعُ الاول 1142ھ کو وصال فرمایا۔ مزار دہلی میں لال قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان پریڈ گراؤنڈ میں ہے۔ آپ جید عالمِ دین، ولیِ کامل، متحرک شیخِ طریقت، مجددِ سلسلۂ چشتیہ نظامیہ اور صاحبِ تصانیف تھے۔ مکتوبات و تصانیف میں سے کشکول شریف، مکتوبِ کلیمی، الہاماتِ کلیمی، سَوَاءُ السَّبِیل اور قرآنُ القرآن بھی ہیں۔ (حیاتِ کلیم، ص17، 110 وغیرہ)

علمائے اسلام رحمہمُ اللہ السّلام 7 حافظُ الدّین حضرت علّامہ ابو البرکات عبدُاللہ بن احمد نَسَفی حَنَفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ساتویں ہجری میں اِیذَج (ایذہ، ضلع خوزستان) ایران میں ہوئی اور ربیعُ الاول 710ھ کو اپنی جائے پیدائش میں وصال فرمایا۔ آپ عرصۂ دراز تک نَسَف (نخشب / قرشی) ازبکستان میں رہے اس لئے "نَسَفی" کہلائے۔ آپ فقیہ و محدثِ احناف، مُفَسّرِ قراٰن، عالمِ باعمل اور صاحبِ تصنیف تھے۔ آپ کی کتب تفسیرِ نسفی (مَدارِکُ التَّنْزِیل وَ حَقَائِقُ التَّاوِیل) کَنْزُ الدَّقَائِق اور عُمْدَۃُ الْعَقَائِد عُلَما میں معروف ہے۔ (حَدائقُ الحَنَفِیّہ، ص300، کَنزُ الدَّقائِق، ص3) 8 رَئیسُ الْعُلَماء حضرت قاضی بہاؤالدین عبدُاللہ بن عبدالرحمٰن بن عَقیل ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 694ھ قاہرہ مصر میں ہوئی اور یہیں 23 ربیعُ الاول 769ھ کو وصال فرمایا۔ آپ نحو، فقہ، تفسیر اور ادب کے علوم میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے، کتابوں میں شَرۡحُ ابْنِ عَقِیل عَلٰی اَلْفِیَۃِ ابْنِ مَالِك عُلَما میں معروف ہے۔ (شَذَراتُ الذَّھب، 6/412، شَرح ابنِ عقیل، ص3) 9 عاشقِ الٰہی حضرت شیخ رِزقُ اللہ چشتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 897ھ کو دہلی میں ہوئی اور یہیں 20 ربیعُ الاول 989ھ کو وصال فرمایا، آپ نیک متقی، مجازِ طریقت، ہندی اور فارسی زبان کے شاعر، طویل سفر اور کثیر اولیائے کرام سے اِستِفادَہ کرنے والے تھے۔ (اَخْبارُ الاَخیار فارسی، 174) 10 تلمیذ خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا عبدالقادر شرف مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1301ھ کو مصطفیٰ آباد رامپور (یوپی ہند) میں ہوئی اور وصال ربیعُ الاول 1363ھ کو مکۂ مکرمہ میں فرمایا، آپ خاندانِ مُجَدِّدِ اَلفِ ثانی کے چشم و چراغ، حافظِ قراٰن، عالمِ دین، تین زبانوں (اردو، فارسی اور عربی) میں دسترس رکھنے والے اور اچھے اسلامی شاعر تھے، آپ کے شعری مجموعے "انتخاب دیوان شرف مجددی" اور "پنجۂ سخن" ہیں۔ (تذکرہ شُعرائے حجاز، ص263) 11 زینت خاندانِ اشرفیہ، شیخِ طریقت حضرت مولانا سید مصطفیٰ اشرف اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1311ھ میں کچھوچھہ شریف (یوپی ہند) میں ہوئی اور یہیں 17 ربیعُ الاول 1376ھ کو وصال ہوا۔ آپ شبیہِ غوثُ الاعظم حضرت شاہ سید علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی کے چھوٹے صاحبزادے و خلیفہ، دارُ العلوم فرنگی محل سے فارغُ التحصیل تھے۔ (حیاتِ مَخدُومُ الاَولیاء، ص392) 12 مُسْتَفْتِیِ اعلیٰ حضرت مولانا قاضی تاج الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت موضع پادشاہان (ضلع چکوال) میں ہوئی اور وصال 15 ربیعُ الاول 1345ھ کو موضع راماں (تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی) میں ہوا، تدفین جائے پیدائش میں کی گئی، آپ معروف عالمِ دین، درسِ نظامی کے مُدَرِّس، مفتیِ علاقہ اور فعّال شخصیت کے مالک تھے، آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے بذریعہ ڈاک سوالات کرکے استفادہ کیا۔ (جہانِ امام احمد رضا، 5/28، 33) 13 مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد وقارُ الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1333ھ کو پیلی بھیت (ہند) میں ہوئی اور کراچی میں 20 ربیعُ الاول 1413ھ کو وِصال فرمایا، آپ کا مزار دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی میں ہے۔ آپ فاضلِ دارُ العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، مریدِ حجۃُ الاسلام، خلیفۂ مفتیِ اعظم ہند، جید عالِم و مُدَرِّس، مفتیِ اسلام اور شیخُ الحدیث ہیں۔ وقارُ الفتاویٰ (3 جلدیں) آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ امیرِ اہلِ سنّت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ 22 سال تک آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے حتیٰ کہ مفتی صاحب نے امیرِ اہلِ سنّت کو خلافت سے بھی نوازا۔ (وقارُ الفتاویٰ، 1/1، 38، شوقِ علمِ دین، ص25)

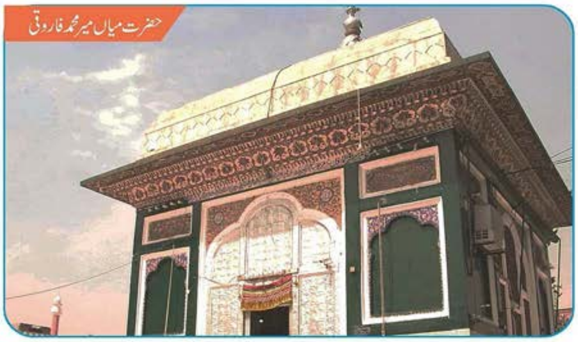
حضرت میاں میر محمد فاروقی

شاہ کلیم اللہ دہلوی

مفتی وقار الدین قادری

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مَدَنی

مزار شریف خواجہ بہاء الدین نقشبند

مزار شریف سید محمد بغدادی اجھری

ربیعُ الاوّل اسلامی سال کا تیسرا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 44 کا مختصر ذِکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ربیعُ الاوّل 1439ھ تا 1441ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے۔ مزید 14 کا تعارف ملاحظہ فرمایئے: **صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان:** (1) حضرت کَعب بن عمیر غفاری رضی اللہ عنہ کِبار صحابہ میں سے ہیں، نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں پندرہ افراد کے ساتھ ربیعُ الاوّل 8ھ کو شام کے علاقے ذاتِ اَطلاح (نزد وادی القُریٰ، شام) میں بنو قُضاعہ کی طرف بھیجا، انھوں نے اسلام لانے کے بجائے ان پر حملہ کردیا۔ حضرت کَعب سمیت چودہ صحابۂ کرام اس جنگ میں شہید ہوگئے۔[1] (2) بدری صحابی حضرت ابوحذیفہ مُہشَم بن عتبہ قُرَشی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہجرتِ مدینہ سے 32 سال قبل ہوئی۔ آپ بہت بڑی شان رکھنے والے، حُسن و جمال کے مالک اور مکے کے مال دار سردار عُتبہ بن ربیعہ کے بیٹے تھے۔ رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دارِ اَرقم میں جانے سے قبل اسلام لائے، حَبشہ و مدینہ دونوں جانب ہجرت فرمائی، مدینے میں حضرت عَبّاد بن بِشر انصاری رضی اللہ عنہ کے بھائی بنائے گئے۔ بدر سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ ربیعُ الاوّل 12ھ کو جنگِ یمامہ میں شہادت کا شرف پایا۔[2] **اولیا و مشائخِ کرام رحمہمُ اللہ السّلام:** (3) سلطانُ المتوکلین حضرت ابواسحاق ابراہیم خوّاص رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق آمل (صوبہ مازندران) ایران سے ہے، آپ نے 27 ربیعُ الاوّل 291ھ کو رے (قدیم تہران) کی جامع مسجد میں وصال فرمایا، مزار قلعہ طبرک (تہران) میں ہے، آپ تیسری صدی ہجری کے عظیم صوفی اور زاہد تھے۔[3] (4) سلطانُ التّارکین حضرت سلطان حمیدُ الدّین حاکم قریشی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 570ھ کیچ مکران (صوبہ بلوچستان) میں ہوئی۔ 22 ربیعُ الاوّل 737ھ کو وصال فرمایا، مزار قلعہ مئو مبارک شریف (میانوالی قریشاں ضلع رحیم یارخان) میں ہے۔ آپ حاکمِ کیچ مکران، خلیفہ شاہ رکنِ عالم ملتانی، ولیِ کامل اور مستجابُ الدّعوات تھے۔ آپ کے ملفوظات کا مجموعہ "گلزار حمیدیہ" ہے۔[4] (5) شاہِ نقشبند، قطبِ ارشاد حضرت سیّد محمد بہاءُ الدّین نقشبند بُخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 728ھ میں بُخارا ازبکستان کے قریب قصرِ عارفاں میں ہوئی اور 3 ربیعُ الاوّل 791ھ کو وصال فرمایا، مزار قصرِ عارفاں میں ہے۔ آپ امامِ زمانہ، بانیِ سلسلہ نقشبندیہ، اور رہبر و رہنما ہیں، آپ کے دم قدم سے دین آباد ہوا۔[5] (6) سیّدُ الہند، نائبِ غوثِ اعظم حضرت سیّد محمد بغدادی اجھری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 810ھ کو بغداد شریف عراق میں ہوئی اور یکم ربیعُ الاوّل 940ھ کو ہند میں وصال فرمایا، مزار اجھر شریف (ہس پورہ ضلع اورنگ آباد، بہار) ہند میں ہے۔ آپ خاندان غوثِ اعظم کے فرزندِ جلیل، علومِ ظاہریہ و باطنیہ کے جامع، بانیِ خانقاہ قادریہ اجھر اور شیخُ المشائخ ہیں۔[6] (7) بانیِ سلسلۂ نوشاہیہ، امامُ العارِفین حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1014ھ کو گھگانوالی (تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤ الدّین) پنجاب میں ہوئی اور 3 ربیعُ الاوّل 1103ھ کو وصال فرمایا، مزار رنمل شریف (ضلع منڈی بہاؤ الدّین) پنجاب میں مرجعِ خاص و عام ہے۔ آپ عالمِ دین، عبادت و ریاضت کے خوگر، کئی کُتب کے مصنف، ولیِ کامل، صاحبِ دیوان شاعر اور مؤثر شخصیت کے مالک تھے۔ کئی خانقاہیں آپ کے فیضان سے قائم ہوئیں۔[7] (8) شارح بخاری حضرت علّامہ سیّد شاہ محمد غوث لاہوری قادری رحمۃ

اللہ علیہ کی ولادت 1084ھ پشاور میں ہوئی اور 17 ربیعُ الاوّل 1152ھ کو لاہور میں وصال فرمایا، مزار سرکلر روڈ بیرون دہلی دروازہ لاہور میں ہے۔ آپ داتا سرحد شاہ ابوالبرکات سیّد حسن شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند، میراں شاکر شاہ جہلمی کے مرشد، جید عالمِ دین، کئی کتب کے مصنف اور کثیر علما و مشائخ کے استاذ و مرشد ہیں۔[8] **علمائے اسلام رحمھمُ اللہ السّلام:** 9 شیخُ المحدثین حضرت سلیمان بن مہران اَعمش رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 10 محرم 61ھ کو کوفہ میں ہوئی اور یہیں ربیعُ الاوّل 148ھ کو وصال فرمایا۔ آپ تابعی بُزرگ، محدثِ کبیر، قراٰنی علوم میں ماہر، فقیہِ زمانہ، عابد و زاہد اور ولیِ کامل تھے۔ عبادت کا یہ عالَم تھا کہ آپ نے ستر سال تک تکبیرِ اُولیٰ قضا نہ ہونے دی۔[9] 10 شارحِ بخاری و ابو داؤد حضرت ابو سلیمان حَمد بن محمد خطابی افغانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بُست (موجودہ نام لشکر گاہ، صوبہ ہلمند) افغانستان میں 319ھ کو ہوئی اور یہیں ربیعُ الاوّل 388ھ کو وصال فرمایا۔ آپ نے کئی شہروں کا سفر کرکے علمِ دین حاصل کیا، آپ محدثِ زمانہ، فقیہِ شافعی، ادیبِ وقت، شارحِ حدیث، کثیرُ التصانیف، استاذُ العلماء اور شاعر تھے۔ اَعلامُ السُّنَن (شرح صحیح بخاری) اور مُعلِّمُ السُّنَن (شرح سنن ابی داؤد) علمی یادگار ہیں۔[10] 11 قاضیِ اودھ حضرت خواجہ سیّد محیُ الدّین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ایک علمی گھرانے میں ہوئی اور دہلی میں 15 ربیعُ الاوّل 719ھ کو وصال فرمایا۔ آپ جید عالمِ دین، استاذُ العلماء، خلیفہ خواجہ محبوبِ الٰہی، شیخِ طریقت، صاحبِ کرامت بُزرگ اور زہد و تقویٰ کے جامع تھے۔[11] 12 صدرُ الصّدور حضرت علّامہ مفتی محمد صدرُ الدّین خان آزردہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1204ھ کو دہلی ہند میں ہوئی اور 24 ربیعُ الاوّل 1285ھ کو وصال فرمایا، درگاہ حضرت چراغ دہلی ہند میں دفن کئے گئے۔ آپ حضرت شاہ عبدُ العزیز محدث دہلوی اور حضرت شاہ فضلِ امام خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہما کے شاگرد، علومِ عقلیہ و نقلیہ کے جامع، مفتیِ اسلام، عربی، فارسی، اردو تین زبانوں کے شاعر اور سینکڑوں علما کے استاذ ہیں۔[12] 13 تلمیذِ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، استاذُ الاساتذہ حضرت مولانا علّامہ پیر محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1314ھ کو بھوئی گاڑ (تحصیل حسن ابدال، ضلع اٹک) کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی اور 21 ربیعُ الاوّل 1396ھ کو وصال فرمایا، مزار بھوئی گاڑ کے خاندانی قبرستان میں ہے۔ آپ قطبِ عالَم پیر مہر علی شاہ اور علّامہ مشتاق احمد کانپوری کے شاگرد، جید عالمِ دین، مفتیِ اسلام، بہترین استاذ، عاشقِ کنزُ الایمان و حدائقِ بخشش اور سلف صالحین کی سچی یادگار تھے۔[13] 14 حافظُ الحدیث حضرت مولانا پیر سیّد محمد جلالُ الدّین شاہ مشہدی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1333ھ کو بھکھی شریف (تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤ الدّین) پاکستان میں ہوئی اور یہیں 5 ربیعُ الاوّل 1406ھ کو وصال فرمایا۔ آپ حافظِ قراٰن، فاضلِ جامعہ مظہرُ الاسلام بریلی شریف، خلیفہ مفتیِ اعظم ہند، تلمیذ و خلیفہ محدثِ اعظم پاکستان، مرید و خلیفہ پیر سیّد نورُ الحسن بخاری (کیلیانوالہ شریف)، بانیِ جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف اور استاذُ العلماء تھے۔[14]

مزار شریف حاجی محمد نوشہ گنج بخش

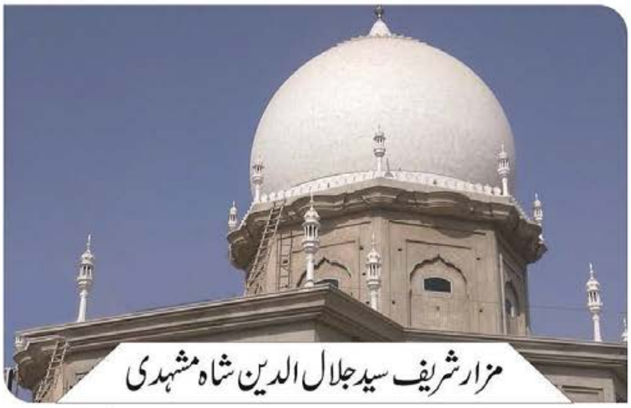
مزار شریف سید جلال الدین شاہ مشہدی

(1) اسد الغابۃ، 4/511، 512، طبقاتِ ابنِ سعد، 2/97 (2) اسد الغابۃ، 6/76، 77، 2/341 (3) طبقاتِ امام شعرانی، 1/137، 138، اعلام للزرکلی، 1/28، وفیات الاخیار، ص12 (4) تذکرہ صوفیائے بلوچستان، ص128، خزینۃ الاصفیاء، 4/86 (5) تذکرہ نقشبندیہ خیریہ، ص295 تا 308 (6) تاریخ مشائخِ قادریہ، 1/245 تا 248، 2/50، ماہنامہ جام نور، نومبر 2007، ص23، 24 (7) حضرت نوشہ گنج بخش احوال و آثار، ص27، 30، 75، 79، 113، 132 (8) تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند، 1/533، بزرگانِ لاہور، ص101، تذکرہ اولیائے پاکستان، 2/34 (9) وفیات الاعیان، 2/334 تا 236 (10) وفیات الاعیان، 2/184، بغیۃ الوعاۃ، 1/546 (11) اخبار الاخیار فارسی، ص98، دلی کے بائیس خواجہ، ص162 تا 167 (12) تذکرہ علمائے اہلِ سنت، ص105، حدائق الحنفیہ، ص498 تا 500، جام نور، نومبر 2011ء، ص58 (13) تذکرہ اکابر اہل سنت، ص416، 417، تاریخ علمائے بھوئی گاڑ، ص133 (14) حیات محدث اعظم، ص357، نوائے وقت، 25 نومبر 2014ء۔

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابوماجد محمد شاہد عطّاری مَدَنی

شہدائے معرکہ یمامہ کا قبرستان

مزار حضرت امام حسن عسکری رحمۃ اللہِ علیہ

ربیعُ الاوّل اسلامی سال کا تیسرا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 58 کا مختصر ذکر ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ ربیعُ الاوّل 1439ھ تا 1442ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے۔ مزید 14 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان:

1 صاحبِ نور حضرت سیّدُنا ذوالنور طفیل بن عمرو دَوسی رضی اللہ عنہ یمن کے قبیلہ دوس کے سردار، عربی زبان پر عبور رکھنے والے شاعر، صاحبِ شرافت و مروت تھے۔ ہجرتِ مدینہ سے قبل مکہ شریف میں حاضر ہو کر اسلام لاکر اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن میں شامل ہوئے، اپنی قوم میں جاکر اسلام کی دعوت دی، ہجرتِ مدینہ کی سعادت پائی، غزوۂ بدر، اُحد، خندق، فتحِ مکہ اور سریۂ طفیل میں شرکت فرمائی، جنگِ یمامہ (ربیع الاوّل 12ھ) میں شہید ہوئے۔[1] 2 خطیبِ رسول حضرت سیّدُنا ثابت بن قَیس انصاری رضی اللہُ عنہ بہترین خطیب، بلند آواز کے مالک اور مجاہدِ اسلام تھے، غزوۂ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت فرمائی، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جنّت کی خوشخبری سنائی، جنگِ یمامہ (ربیع الاول 12ھ) میں شہید ہوئے اور بعدِ شہادت ایک صحابی کے خواب میں اپنی زِرہ کے بارے میں وصیت فرمائی جسے نافذ کیا گیا۔[2]

اولیائے کرام رحمہمُ اللہ السّلام:

3 جامعِ علم و تقویٰ حضرت امام حسن عسکری رحمۃ اللہِ علیہ کی ولادت 231ھ میں ہوئی اور 8 ربیع الاول 260ھ کو سامرہ مقدسہ عراق میں وصال فرمایا۔ سامرہ میں عظیم الشان مزار دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے۔ آپ اہلِ بیتِ اطہار کے چشم و چراغ، امام علی نقی کے بیٹے اور امام محمد کے والدِ محترم ہیں۔[3] 4 ولیِ کامل حضرت شیخ ابوالفتح جونپوری رحمۃ اللہِ علیہ کی ولادت 772ھ کو دہلی میں ہوئی اور وصال 13 ربیع الاول 858ھ کو جونپور ہند میں فرمایا۔ آپ جیّد عالمِ دین، شیخِ طریقت، مناظرِ اسلام، عربی، فارسی کے شاعر اور صاحبِ کرامت ولیُّ اللہ تھے۔[4] 5 ناصرِ ملت و دین حضرت خواجہ عبیدُاللہ اَحرار نقشبندی رحمۃ اللہِ علیہ کی ولادت 806ھ کو باغستان (نزد تاشقند) ازبکستان میں ہوئی اور 29 ربیعُ الاوّل 895ھ کو دِہ کمان گران (جنوبی سمرقند) میں وصال فرمایا، مزار خواجہ کفشیر نزد احاطۂ ملایان سمرقند میں ہے۔ آپ بارعب، بااثر اور صاحبِ ثروت عالم، خواجہ یعقوب چرغی کے مرید و خلیفہ، مرجعِ علما و امراء اور کثیر الفیض تھے۔[5] 6 جدِّ امجد شیخ محقق حضرت شیخ سعدُاللہ دہلوی چشتی رحمۃ اللہِ علیہ کی ولادت 860 یا 861ھ کو دہلی میں ہوئی اور یہیں 22 ربیع الاول 928ھ کو وصال ہوا، آپ بچپن سے نیک نمازی، پرہیزگار، عالمِ باعمل، سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے خلیفہ، ذوق و شوق، ریاضت و مجاہدہ، طلبِ فقر و غنا اور گریہ وزاری میں مصروف رہنے والے ولیِّ کامل تھے۔[6] 7 محبوبِ سبحانی حضرت مخدوم سیّد عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہِ علیہ کی ولادت 862ھ کو اوچ شریف (ضلع بہاولپور، پنجاب) میں آستانہ گیلانیہ میں ہوئی، 18 ربیعُ الاوّل 940ھ میں یہیں وصال فرمایا۔ آپ آستانہ قادریہ گیلانیہ کے سجادہ نشین، مستجابُ الدعوات اور صاحبِ کرامات تھے۔[7] 8 مرجعِ

مزار حضرت خواجہ عبید اللہ اَحرار نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

مزار حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ

خاص و عام حضرت میر سیّد عابد شاہ گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1111ھ کو حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہوری کے علمی گھرانے میں ہوئی اور 13 ربیع الاول 1193ھ کشمیر میں وصال فرمایا، آپ حافظِ قراٰن، علومِ عقلیہ و نقلیہ و علمِ حدیث میں ماہر اور سلسلۂ قادریہ کے شیخِ طریقت تھے۔ اپنے اوصافِ حمیدہ کی وجہ سے عوام و خواص میں مقبول و مشہور تھے۔[8] 9 بابا جی حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1323ھ ران جھڑی (تحصیل سانبہ ضلع جموں) کشمیر میں اور 21 ربیع الاول 1408ھ ساہو چک شریف (نزد بڈیانہ) ضلع سیالکوٹ میں وصال فرمایا، آپ مادرزاد ولیُّ اللہ، خلیفہ امیرِ ملت، سلسلہ نقیبیہ اور قلندر کے مجاز، بانی آستانہ عالیہ ساہو چک شریف و جامع مسجد نورالنبی، کثیر الفیض اور صاحبِ کرامت تھے۔[9]

علمائے اسلام رحمہم اللہ السّلام:

10 استاذُ العلماء حضرت مولانا خلیل الرحمٰن بیجاپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ایک علمی صدیقی خاندان میں ہوئی، علم و عمل کے جامع، بیجاپور (کرناٹک، ہند) میں شاہ اورنگ زیب عالمگیر کی جانب سے مقام صدارت پر فائز ہوئے، عمر درس و تدریس میں گزاری، 12 ربیع الاول 1143ھ کو وصال فرمایا اور اندرون حصار بیجاپور میں دفن ہوئے۔[10] 11 استاذ العلماء حضرت مولانا غلام احمد حافظ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کوٹ اسحاق (حافظ آباد، پنجاب) میں 1273ھ کو ہوئی اور یہیں 3 ربیع الاول 1325ھ کو وصال فرمایا۔ آپ درسِ نظامی کے بہترین استاذ، جامع معقول و منقول، صدر المدرّسین دارُ العلوم نعمانیہ لاہور، ذہین فطین عالمِ دین اور انجمنِ نعمانیہ کے فعّال رکن تھے۔ تدریس کے ساتھ آپ نے ہزاروں فتاویٰ بھی تحریر فرمائے۔[11] 12 استاذُ العلماء حضرت مولانا شمس الدین کھڈوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1279ھ کو کھڈ شریف (تحصیل جنڈ ضلع اٹک) میں ہوئی اور یہیں 3 ربیع الاول 1330ھ کو وصال فرمایا، آپ جید عالمِ دین، صاحب کرامت و کشف اور ساری زندگی درس و تدریس میں گزارنے والے تھے۔[12] 13 فقیہ العصر مفتی عبد الرشید فتح پوری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت فتح پور ہسوہ (یوپی، ہند) میں ہوئی اور 10 ربیع الاول 1348ھ کو وصال فرمایا۔ آپ جیّد عالمِ دین و مفتی، اچھے مدرّس، استاذُ العلماء اور بانیِ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور ہیں۔ آپ شبیہِ غوثُ الاعظم حضرت شاہ سیّد علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔[13] 14 جامعِ علم و عمل حضرت مولانا حاجی فضل کریم چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ایک مذہبی گھرانے میں 1307ھ کو ہوئی اور 2 ربیع الاول 1401ھ کو چکوال میں وصال فرمایا، مزار جامع مسجد محلہ انوار آباد سے متصل حجرے میں ہے۔ آپ عالمِ باعمل، خواجہ احمد میروی کے مرید و خلیفہ، جماعتِ اہلِ سنّت اور مدرسہ اسلامیہ اشاعتُ العلوم کے سرپرست، بانیِ مسجد و مدرسہ انوار آباد اور فعّال شخصیت کے مالک تھے۔[14]

(1) اسد الغابہ، 3/ 76، 2/ 341، الاصابہ، 3/ 422 (2) اسد الغابہ، 1/ 339، 2/ 341 (3) الوافی بالوفیات، 12/ 70 (4) اخبار الاخیار فارسی، ص175، فتاویٰ رضویہ، 9/ 628 (5) خواجہ عبید اللہ احرار، ص81 تا 160 (6) اخبار الاخیار فارسی، ص300 (7) تاریخ اوچ متبرکہ، ص200، اخبار الاخیار فارسی، ص203 (8) انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 1/ 341 (9) تذکرۂ خلفائے امیر ملت، ص417 تا 426 (10) تذکرۃ الانساب، ص60 (11) تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور، ص221 (12) تذکرہ علمائے اہلسنت ضلع اٹک، ص153 (13) حیات مخدوم الاولیاء، ص354 تا 356 (14) تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع چکوال، ص72، 79۔

ربیع الاول 1444ھ کا تازہ شمارہ لا رہا ہے

عشقِ رسول اور اصلاحِ معاشرہ کے بہترین مضامین

آج ہی مکتبۃ المدینہ سے حاصل کیجئے

+92313-1139278

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ ونافلہ اور دیگر مدنی عطیات (چندے) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے!

بینک کا نام: MCB اکاؤنٹ ٹائٹل: DAWAT-E-ISLAMI TRUST بینک برانچ: MCB AL-HILAL SOCIETY ، برانچ کوڈ: 0037

اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196 اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197

ISBN 978-969-631-974-0

0125764

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144

Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net